مکتوبات



مصنفہ
محمد جعفر تھانیسری

نفیس اکیڈمی ۔ کراچی

مکتوبات



مصنفہ :-

محمد جعفر تھانیسری

ناشر :-

نفیس اکیڈمی - کراچی

مکتوبات سید احمد شہیدؒ

اور

کالا پانی



اُردو ترجمہ مع متن فارسی

شہید بالاکوٹ سید احمد شہیدؒ کے خطوط کا مجموعہ جو ایک قیمتی تاریخی دستاویز ہے
اس کے ساتھ ہی
مکتوبات و حیات سید احمد شہید کے مصنف و مرتب مولوی محمد جعفر تھانیسری
کی بیس سالہ عبور دریائے شور کی دلچسپ اور سبق آموز سرگذشت
کالا پانی بھی پیش خدمت ہے۔

اردو ترجمہ
سخاوت مرزا

مُرتب
مولانا محمد جعفر تھانیسری

نفیس اکیڈمی
بلاسس اسٹریٹ ——— کراچی ۱
قیمت ... روپے مجلد



بہ اہتمام ———— خالد اقبال گاہندری

طبع اول ———— جنوری ۱۹۶۹ء

(باہتمام مستفیض احمد صدیقی انٹرنیشنل پریس کراچی میں چھپا)

تحریک جہاد کا قیمتی سرمایہ

از :۔ محمد اقبال سلیم گاھندری

حضرت مولانا سید احمد شہیدؒ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے معرکۂ بالاکوٹ میں ۱۸۳۱ء میں حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہیدؒ اور دیگر رفقائے جہاد کے ساتھ جام شہادت نوش فرمایا۔ اب اس واقعہ کو ۱۴۰ سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے ان کے حالات اور ان کے دیگر رفقاء کے حالات پر اس طویل عرصہ میں چھوٹی بڑی متعدد کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور امید ہے کہ آئندہ بھی اس موضوع پر کتابوں اور مقالوں کا سلسلہ جاری رہے گا۔

جس زمانے میں حضرت شہید نے تحریک جہاد شروع کی تھی اور عملاً جہاد بالسیف کے لئے میدان جہاد میں اترے تھے وہ زمانہ برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کی قوت و اقتدار کے ختم ہو جانے کے بعد کا زمانہ ہے ۱۸۰۳ء میں دہلی پر انگریز قابض ہو چکے تھے اور دریائے ستلج کے اس پار سکھوں کی وہ ظالم اور سفاک حکومت قائم تھی جس نے مسلمانوں کے لئے زندگی محال کر دی تھی۔ مذہبی رواداری کا کوئی تصور بھی سکھ حاکموں کے ذہن میں نہ تھا۔ حتیٰ کہ سکھ سلطنت کے حدود میں اکثر جگہ اذان تک ممنوع تھی جامع مسجدوں میں گھوڑے باندھے جاتے تھے۔ محراب و سجدہ گاہ سے اصطبل کا کام لیا جاتا تھا سچ پوچھئے تو انگریز بھی ظالم و سفاک تھے لیکن وہ چالاک تھے اس لئے ایسی صورت پیدا کر دی تھی کہ سکھوں کی حکومت کے ماتحت رہنے سے انگریزوں کی حکومت کے ماتحت رہنے میں مسلمانوں کو کم تکالیف اور کسی قدر کم تر مصائب کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ یا کم از کم احساس ہو سکے۔

شاید یہی وجہ تھی کہ حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مجاہدانہ سرگرمیوں کو فوری طور پر انگریزوں کے خلاف جاری کرنے کے بجائے سکھوں اور ان کی خونریز سفاک حکومت کو اپنا پہلا مدمقابل قرار دیا۔ ایک انگریز نے تحریک جہاد کا مقصد "ہندوستان اور افغانستان پر مسلم اقتدار قائم کرنا" قرار دیا ہے اور بہت سے مسلمان مصنفوں نے بھی یہی مقصد سمجھا اور بیان کیا ہے۔ لیکن جو حالات پیش آئے اور جس طرح مجاہدین اور ان کے امیر حضرت شہیدؒ نے عمل کیا اس سے یہ بالکل واضح ہے کہ ابتدائی طور پر سکھوں کے کانٹے کا دفعیہ ضروری سمجھا گیا اور اسی پر عمل کیا گیا۔

حضرت کی شہادت کے بعد جو حالات پیدا ہوئے، انگریزوں کا تسلط، سکھ حکومت کا انگریزوں کے ہاتھوں استیصال، مسلمانوں پر اور خاص طور سے مجاہدین پر انگریزوں کے بے پناہ مظالم گرفتاری

قتل، کالا پانی وغیرہ وغیرہ، اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ اس زمانے میں جو کتابیں حضرت شہید اور ان کے مقاصد پر لکھی گئیں ان میں اس کو بار بار ثابت کیا گیا کہ انگریزوں کے خلاف حضرت سید احمد شہید نے کوئی حرکت نہیں کی اس لئے ان کے معتقدین اور رفقاء پر انگریزوں کو ظلم نہیں کرنا چاہیئے۔ اور اسی دلیل کی بنا پر نواب وزیر الدولہ والیٔ ٹونک نے بچے کھچے قافلہ والوں کو پناہ دی تھی وہ بہر طور انگریزوں پر یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ تحریک مجاہدین انگریزوں کے خلاف نہیں تھی۔

۱۹۱۸ء کے بعد جب انگریزوں کے خلاف ہندوستان میں تحریکات چل پڑیں تو حالات بہت مختلف ہو گئے اب انگریزوں کے خلاف بہت کچھ کہا جا سکتا تھا اور کہا گیا اس لئے ۱۹۱۸ء کے بعد جو کتابیں لکھی گئیں ان کا انداز بالکلیہ مختلف ہو گیا اور ہونا ہی چاہیئے تھا۔

بہر حال ان تاریخی تحریروں اور مواد کی قدر و قیمت روز بروز بڑھتی رہے گی جن کو اس موضوع پر ابتدائی مواد کی حیثیت حاصل ہے ان ابتدائی مواد میں مولانا جعفر تھانیسری کی کتاب سوانح احمدی "حیات سید احمد شہید" پہلے نفیس اکیڈیمی کی طرف سے شائع ہو چکی ہے اور "مکتوبات سید احمد شہید" اب شائع کی جا رہی ہے یہ مکتوبات خود حضرت شہید کے مکاتیب ہیں جو انھوں نے مختلف سرداروں اور اپنے رفقاء وغیرہم کو لکھے تھے اس وقت کے رواج کے مطابق یہ سارے مکتوبات فارسی زبان میں ہیں ہم نے ان کے ترجمے بھی کرا دیئے ہیں تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

جناب مولانا غلام رسول مہر اپنی کتاب (سیرۃ سید احمد شہید) میں لکھتے ہیں کہ ان مکتوبات میں کہیں لفظی ترمیم بھی مولانا جعفر تھانیسری نے اشاعت کے وقت کر دی تھی۔ ممکن ہے کہ انھوں نے یا نواب وزیر الدولہ مرحوم نے بھی بعض ترمیمیں مصلحتاً کی ہوں اس سے مکتوبات کی تاریخی اہمیت بالکلیہ ختم نہیں ہو سکتی اس لئے ان کی اشاعت ضروری تھی ترمیمیں اگر کچھ ہیں تو صرف اس قدر کہ حضرت شہید کی تحریک کو براہ راست انگریزوں کے مخالف نہ ہونے دیا جائے باقی حالات اور مقاصد پر ان مکتوبات سے جو روشنی پڑتی ہے وہ مطالعہ کیلئے ضروری ہے۔

مکتوبات کے ساتھ مولانا جعفر تھانیسری کی خود نوشت سوانح عمری موسوم بہ "تاریخ عجیب عرف کالا پانی بھی اسی جلد میں شائع کی جا رہی ہے یہ ایک ایسے مجاہد کی زندگی کا حال ہے جو سید احمد کی تحریک کے خاص ارکین میں سے ہے انھوں نے اپنے مقاصد کے تحت جانی اور مالی قربانیاں پیش کیں۔ معرکۂ امبیلا ۱۸۶۴ء کے بعد ان پر بغاوت اور سازش کے الزام میں مقدمہ چلا جائداد ضبط ہوئی اور انگریزوں کی سخت گیری کا شکار ہو کر ۲۰ سال جزیرہ انڈمن (کالا پانی) میں بسر کرنے پڑے اور ابتلا و آزمائش میں پورے اترے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری یہ سعی کہ حیات سید احمد شہید، مکتوبات سید احمد شہید معہ ترجمہ اردو اور کالا پانی سب دو جلدوں میں شائع کر کے اہل علم کے ہاتھوں میں پہنچا دیا جائے قدر کی نظر سے دیکھی جائے گی اور پڑھنے والے اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ وما توفیقنا الا باللہ۔

فہرست مکتوبات سید احمد شہیدؒ اور کالا پانی

مکتوب	صفحہ نمبر فارسی	صفحہ نمبر اردو
مکتوب ۱ منجانب سید احمد صاحب بنام مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی از مکہ معظمہ	۸	۱۱
مکتوب ۲ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی اسمی منشی نعیم خاں صاحب	۱۷	۱۸
مکتوب ۳ اعلام منجانب امیر المومنین سید احمد صاحبؒ	۱۹	۲۸
مکتوب ۴ منجانب امیر المومنین سید احمد صاحب بنام سید یار محمد خاں۔	۳۸	۴۰
مکتوب ۵ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام فقیر محمد خاں صاحب لکھنوی۔	۴۲	۴۳
مکتوب ۶ منجانب سید احمد بنام خان خانان خلجائی رئیس قلات	۴۴	۴۷
مکتوب ۷ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام شاہ محمود سلطان ہرات	۵۱	۵۲
مکتوب ۸ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام شہزادہ کامران	۵۳	۵۵
مکتوب ۹ اطلاع برائے نصب امام و اقامت جہاد منجانب امیر المومنین سید احمد بنام مسلمانان ہند	۵۸	۶۰
مکتوب ۱۰ منجانب امیر المومنین سید احمد بجواب مکتوب سردار بدھ سنگھ جنرل افواج مہاراجہ رنجیت سنگھ	۶۳	۶۴
مکتوب ۱۱ منجانب سید احمد بنام یقین اللہ شاہ لکھنوی	۶۶	۶۸
مکتوب ۱۲ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام سلطان محمد خان رئیس پشاور	۷۰	۷۲
مکتوب ۱۳ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام امیر دوست محمد خاں والئ کابل	۷۴	۷۶
مکتوب ۱۴ منجانب امیر المومنین سید احمد بخدمت شاہ بخارا	۷۷	۸۵

مکتوب	صفحہ نمبر فارسی	صفحہ نمبر اردو
مکتوب ۱۵ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام ملک فیض اللہ خاں مہمند	۹۵	۹۹
مکتوب ۱۶ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام حبیب اللہ خاں ابن عظیم خاں برادر دوست محمد خاں والی کابل	۱۰۴	۱۰۶
مکتوب ۱۷ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام حاجی کاکڑ	۱۰۸	۱۰۹
مکتوب ۱۸ منجانب امیر المومنین سید احمد بمضمون اقامت جہاد بر قوم سکھ	۱۱۰	۱۱۲
مکتوب ۱۹ متضمن تفہیم در فائدۂ بیعت بالتعمیم منجانب سید احمد امیر المومنین	۱۱۴	۱۱۷
مکتوب ۲۰ منجانب امیر المومنین سید احمد بجواب مکتوب نواب احمد علی خاں رام پوری	۱۲۰	۱۲۲
مکتوب ۲۱ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام مولوی حیدر علی	۱۲۳	۱۲۵
مکتوب ۲۲ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام مولو غلام جیلانی رامپوری	۱۲۷	۱۲۸
مکتوب ۲۳ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام سردار امیر عالم خاں باجوڑی	۱۳۰	۱۳۳
مکتوب ۲۴ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام احمد خاں ابن لشکر خاں کمال زئی	۱۳۶	۱۳۹
مکتوب ۲۵ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام سردار سلطان محمد خاں رئیس پشاور	۱۴۲	۱۴۴
مکتوب ۲۶ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام سردار دوست محمد خاں	۱۴۶	۱۴۹
مکتوب ۲۷ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام مسلمین قوم خلجائی بمقام پنجتار	۱۵۳	۱۵۴
مکتوب ۲۸ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام شاہ پسند	۱۵۵	۱۵۷

خاں صاحب وزیر شاہ محمود		
مکتوب ۲۹ استفتا در مخالفت امام مجمع علیہ انام	۱۶۰	۱۶۱
مکتوب ۳۰ منجانب مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی بنام نواب وزیر الدولہ رئیس ٹونک	۱۶۳	۱۶۵
مکتوب ۳۱ منجانب مولانا محمد اسمٰعیل بنام میر شاہ علی صاحب	۱۶۷	۱۷۳
مکتوب ۳۲ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام سلطان زماں شاہ	۱۸۰	۱۸۲
مکتوب ۳۳ منجانب امیر المومنین سید احمد بخدمت سلیمان شاہ بادشاہ کاشغر	۱۸۳	۱۸۶
مکتوب ۳۴ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام امیر الدولہ ولد محمد امیر خاں بہادر والئ ٹونک	۱۸۹	۱۹۱
مکتوب ۳۵ منجانب سید احمدؒ بنام فقیر محمد خاں	۱۹۳	۱۹۵
مکتوب ۳۶ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام سید محبوب علی صاحب دہلوی	۱۹۷	۱۹۹
مکتوب ۳۷ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام شاہ صبغۃ اللہ سندھی	۲۰۲	۲۰۳
مکتوب ۳۸ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام اسکندر جاہ فولاد جنگ بہادر	۲۰۶	۲۰۹
مکتوب ۳۹ کسے رئیس انصار بنام محمد بہاول خاں عباسی والئ بہاولپور	۲۱۳	۲۱۴
مکتوب ۴۰ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام درانیان عالی مرتبت	۲۱۴	۲۱۵
مکتوب ۴۱ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام شاہزادہ محمود بخت	۲۱۶	۲۱۷
مکتوب ۴۲ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام شاہ نظام الدین صاحب سندھی	۲۱۸	۲۱۸
مکتوب ۴۳ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام راجہ بخن خاں	۲۱۹	۲۱۹
مکتوب ۴۴ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام علمائے پشاور	۲۲۰	۲۲۵
مکتوب ۴۵ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی	۲۳۲	۲۴۰

مکتوب ۴۶ اعلان برائے عوام منجانب امیر المومنین سید احمد	۲۵۰	۲۵۲
مکتوب ۴۷ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام شاہ زمان صاحب	۲۵۴	۲۵۶
مکتوب ۴۸ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام عجب خاں رئیس	۲۵۹	۲۶۰
مکتوب ۴۹ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام شاہزادہ مرزا غلام حیدر	۲۶۱	۲۶۲
مکتوب ۵۰ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام حاجی علی خاں	۲۶۴	۲۶۶
مکتوب ۵۱ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام مولوی اسحٰق دہلوی	۲۶۹	۲۷۰
مکتوب ۵۲ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام فیض اللہ خاں مہمند	۲۷۰	۲۷۲
مکتوب ۵۳ عہد نامہ نسب امام وقت امیر المومنین سید احمد صاحبؒ	۲۷۴	۲۷۴
مکتوب ۵۴ استفتاء	۲۷۸	۲۸۰
مکتوب ۵۵ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام مولوی سید حیدر علی صاحب رامپوری	۲۸۱	۲۸۲
مکتوب ۵۶ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام شاہ کاشغر	۲۸۴	۲۸۷
مکتوب ۵۷ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام وزیر الدولہ بہادر والئ ٹونک	۲۹۱	۲۹۳
مکتوب ۵۸ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام سلطان محمد خاں والئ پشاور	۲۹۵	۲۹۸
مکتوب ۵۹ نسب سلسلہ پیران طریقت امیر المومنین سید احمد صاحبؒ	۳۰۱	۳۰۲
شجرہ خاندان چشتیہ	۳۰۳	۳۰۴
شجرہ قادریہ	۳۰۵	۳۰۵
شجرہ نقشبندیہ مجددیہ	۳۰۶	۳۰۷
خاتمہ از مولف		۳۰۹
کالا پانی		
سرگزشت مولانا محمد جعفر تھانیسری	۳۱۵	تا ۴۰۸

مجموعہ مکاتیب

سیّد احمد شہیدؒ

سیّد صاحب کے مکتوبات بھی ویسے ہی پس وپیش اور بے ترتیب اور اکثر بلا تاریخ تحریر کے ہیں جیسے آپ کے سوانح۔ مولانا محمد اسمٰعیل کے بہت سے خطبے اور روزمرہ رپورٹیں کارروائی نیز بہت سے خطوط مرسلہ رؤسا و خوانین بنام سیّد احمد صاحب۔ نیز سیّد صاحب کے مکرر سہ کرر خطوط ہم مضمون ایک ہی رئیس کے نام اور قواعد مراقبہ ومشاہدہ اور کرسی نامے پیشوایان طریقت وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔ میں نے بغور اس ذخیرہ کا ملاحظہ کر کے منجملہ کل متفرق تحریرات کے جو اس میں شامل ہیں صرف ساٹھ مکتوب جو لب لباب اس مجموعہ کے تھے یہاں شامل کر کے اصل ذخیرہ اسی مالک کو واپس کر دیا۔ اب اس ذخیرہ میں کوئی عبارت یا مضمون ایسا نہیں ہے جو اس کتاب میں نہ آچکا ہو۔ اور چونکہ یہ مجموعہ مکاتیب سید احمد شہید ہے اس واسطے میں نے غیروں کے خطوط اور خطبے و کرسی نامے وغیرہ اس میں شامل نہیں کئے۔

مکتوب نمبر (۱) از جانب سید احمد صاحب بنام مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی از مکہ معظمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از فقیر سید احمد بجناب خلائق مآب حضرت صاحب محی الحسنۃ قامع البدعۃ حجۃ اللہ علی العالمین وارث الانبیاء والمرسلین شاہ عبد العزیز صاحب دامت برکاتہم۔ بعد عرض سلام مسنون و تقدیم تعظیمات و تکریمات و آداب و اخلاص عقیدت سمات معروض آنکہ۔ الحمد للہ کہ فقیر و تمام قافلہ بخیر و عافیت تمام در مکہ معظمہ از آخر ماہ شعبان تا وقت تحریر در آں بلدۂ امین ہستیم۔ و بعد از حج عزیمت زیارت مدینہ منورہ داریم اللہ تعالیٰ بعنایت خود حج مبرور و زیارت مقبول نصیب فرماید۔ امیدوار ادعیہ وافیہ متبرکہ آنجناب ہستیم بفضل اللہ تعالیٰ درین سفر سعادت اثر بشارات و عنایات رفیعہ از درگاہ حضرت رحمٰن جل شانہ این فقیر یافتہ است۔ پارۂ ازاں کہ این وقت ضبط آں بقید تحریر میسر است۔ بنا بر تفریح خاطر مقدس آنجناب و سائر برادران مومنین کہ بسامع ایشاں رسد عرض می دہد درین عرصہ ہم اظہار نعمت او تعالیٰ است کہ صورتے از صور شکر است و مرفعۂ این عرصہ بنا بر آنست کہ از برکت جناب سامی از جنس عنایات بر حال فقیر ابتدا از آغاز شد و در ترتیب و سلوک عنایتہا مبذول گردیدہ و دعا فرمودہ اند بفضل او تعالیٰ نوبت بہ این چنین معاملات رسیدہ و امیدوار ادعیہ وافیہ علی الدوام است تاکہ حق تعالیٰ بمقصد اعلیٰ و مطلب اسنیٰ رساند و ہدایت و رحمت عامہ کہ شامل جماہیر خلائق گردد جہرا بر روئے کار آید۔ پس منجملہ آنہا اینست کہ در تہیۂ اسباب روانگی از وطن خود بودم و مشاغل کثیرہ بداد و ستد وغیرہ بسیار رو بکار می ماند تاکہ از صبح نوبت بہ نیم شب می رسد درہماں ایام شبی چنیں کاسے درخانۂ خود مشغول بودم و مکان نو تیار مختصر از سعی و تردد برادران مومنین بامداد و اعانت دست ہائے نیک مکان بناشدہ بود درہماں مکان بودم۔ کہ روحانیت آں مکان نمودار شد و بروئے من بکمال اندوہ گرفتار و ملال بسیار گریاں ایستاد چیزے دیگر از مخلوقات الٰہیہ غیبیہ ہم ہمانجا ظاہر بود روحانیت مسطورہ بہ سبب اندوہ و اضطراب خود مخاطب آں چیز دیگر شدہ گفت کہ فردا آقائے تمام دار مارا گزاشتہ خواہند رفت و گریہ بسیار بروئے غلبہ کردہ بود کہ قلقش درین نیز اثر کردہ و مرا ہم بہ گریہ آوردہا مالک حقیقی خود ہم این بندۂ کمینہ را دراں زمان حالتے و وقتے خوش بود بجناب او تعالیٰ عرض کردم کہ این ہمہ انست و الفت این روحانیت از فضل تست و الا مثل من ہزارہا بندۂ عاجز اند کہ کسے آنہا را نمی پرسد و مکان ہا را گزاشتہ می روند آں مکانہا بدرد نمی آیند و پروائے نمی کنند این انست و الفت او بنا بر فضل تست و فی الحقیقت این محبت بالنسبت و مکافات و تسکینش تو خود فرما حکم شد کہ بادے بگو ترا بجنت خواہم برد این خطاب دے ہم می شنید لیکن من حکم بجا آوردم و بادے این بشارت گفتم خوش وقت و آسودہ گردید و تسکین گرفت درد نزیکہ از دلمئو روانہ شدیم و در کشتی ہا سوار می شدیم چناں مفہوم گشت کہ کشتی فلانے ازیں کشتیہا غرق خواہد شد و در آں کشتی از اسباب مردم بار شدہ بود برائے این فقیر کشتی دیگر غیر آں معین شدہ

داستم کہ اگر تقصیر کسے خواہد بود پس من ہم بوجہے ہرچند غفلتے شدہ باشد در آں تقصیر شاملم آمادگی سواری خود در آں کشتی نمودم از جانب غیب ارشاد شد کہ الحال آنرا غرق نخواہم کرد شکر الٰہی ادا کردہ گزاشتم۔ الحمد للہ کہ ہمہا بسلامت وحفاظت رسیدند وہرگاہ از کلکتہ روانہ شدہ دریائے شور رسیدم وآثار دریائے شیریں منقطع گردید۔ روح دریائے شور بکمال اُبہت وشوکت ودبدبہ وطمطراق کہ حق تعالےٰ او را عطا فرمودہ است پدیدار گشتہ بافقیر ملاقات کرد وبمقابلہ ومواجہہ استاد والفاظ کلامش بیاد نماندہ امّا اینقدر محفوظ است کہ رعب وہیبتِ خود می نمود ودرخواست می کرد کہ التجائے وتضرعے وانکسارے پیش او کردہ شود چونکہ گاہے او را ندیدہ بودم واو بکمال شوکت وبزرگی پیش آمد از شوکت واُبہت آں متعجب شدم فامّا در آنجا بخیال مشاہدۂ ذوالجلال جل شانہٗ ہم حاصل بود ہرگز غیبتے وغفلتے از اں سو بنود چوں ہیئتش دیدم ودرخواست او معلوم کردم۔ رعب وترس آں اصلا در نفس من اثر نہ کرد وپروائے آں ننمودم ودر جواب آں گفتم کہ من وتو ہردو بندۂ خدا تعالےٰ ہستیم مرا از التجا بتوچکار ہرگز بسوئے تو التجا نخواہم برد بلکہ تو ومن وآسمان وزمین۔ مور چہا بدست قدرت مالک خود یکساں ہستیم ومدح وثنائے وعظمت وکبریائی حضرت حق جلت عظمتہ بیان نمودم، آں روح ایں بیان شنیدہ زمواجہہ ام رفت۔ فامّا شاداں معلوم می شد وآں وقت کہ جہاز بمقامی رسید کہ بہ قاب وقمری معروف است وآں مقام مشہور است کہ در جہازہا تزلزل وخطرات بسیار می شود وجائے مخوف است در جہاز ما ہم جنبشے پدیدار گردید مردماں را لسبب دوران وغیرہ اضطرابے ورنجے پیدا شد باوجود یکہ جہاز مابس فراخ وبنہادر دگراں بود حتی کہ در ہماہائے دیگر سرش مرماں نشستہ را ہرگز محسوس نمی شد آنوقت تجلی نمودار شدہ کہ از جانب معرفت وارشاد شد کہ اگر ترا غرق کنم چہ خواہی کرد کدام کس خواہد برآورد۔ عرض کردم کہ خداوندا اگر غرق شدن من پسندیدۂ تست ومرا غرق کنی وتمام عالم مرا خواہد کہ بگیرد برآرد ودستگیری من کند ہرگز راضی برآمدن نیستم ودستِ خود بدست کسے نخواہم داد کیفیتے کہ تبسم تواں گفت نمودار شد فرمود کہ ترا غرق نخواہم بود۔ چونکہ جہاز محاذی بندر عدن رسید لنگر کرد وآں روز پنجشنبہ۔ تا خدائے جہاز از جہاز فرود آمدہ بہ بندر مذکور گرفتہ وایں فقیر درخواست نزول از جہاز کرد کہ فردا روز جمعہ است وایں زمین عرب است نماز جمعہ در اینجا گذاریم وفقیر را تردد ے بود کہ احیانا اہل قافلہ را خصوصاً زنان را بسبب غیبوبت فقیر رنجے وتعبے خواہد رسید در فرود آمدن خود متردد بودم شب جمعہ مرکبہ دیگر بنظر آمد وآنرو دوربین می دیدم واندیشہ آں بود کہ مبادا قزاقان قطاع الطریق بر مسافران یورش مے کنند وغارت می نمایند ایمعنی خلجان خاطر گشتہ بود حفاظت وصیانت بہرحال مرجو ومدعو از جناب ایزدیست ودر فرود آمدن از جہاز تردد زندہم رسید بود کہ ہر بارگاہ بے نیاز مطلق الرحم الراحمین جلشانہٗ بشارتے یافتم بایں مضمون کہ تو بدن

برو واینہارا برما بگذار یا سپرد ماکن و دریں بشارت ہر چند اہل قافلہ کہ درآں جہاز بودند ہمہ شامل بودند لیکن ، خصوصیت اقربا و لواحق ایں عاجز زاید از دیگراں درآں بشارت فہمیدہ می شد صباح جمعہ کہ بر زورق سوار شدہ متصل کوہ عدن بہ کنارہ رسیدہ بعد ادائے چند رکعت نفل دعاہا کردم۔ بحمد اللہ اجابت ازاں سو متوجہ بود و مژدہ ہا رسید یکے از جانب غیب بحال کسانیکہ ہمراہ فقیر بودند عنایت خاصہ بطورے متوجہ شد کہ آنرا بہ پوشانیدن خلعتہائے فاخرہ کہ از خوشنودی و رضائے وافرہ است تعبیر تواں کرد و ایں حقیقت مشاہدہ فقیر بتفصیل می شد و رحمتے تدریجاً ازاں ہا بحاز مان حج کہ درآں جہاز سوار بودند من بعد بسائر سواران جہاز کہ اہل قافلہ درآنہا بود من بعد تمام مبائعان بردست فقیر متوجہ شدہ کہ مضمونش بخشش و غفران بود وہمہ اینہا مفہوم میگشت و سابق ازیں دعائے بر زبان فقیر اجرا فرمودہ بودند کہ حاصلش ایں بود کہ ایں دیار و ملک و جوار تو و پیغمبر تست صلی اللہ علیہ وسلم و مارا بفضل خود درینجا رسانیدہ پس عنایتے فرما الفاظ بعینہا محفوظ نیست فاما ہمچنیں بود بعد ازاں کہ ایں معنی معروض گردید اجابتش ظاہر شد و نیز نشر ہدایت در ملک عرب از دست فقیر و رسیدن آثارش تا اقالیم روم بہ مردمان مژدہا رسید و بشارت خاصہ در حق ایں فقیر چناں بود کہ بکمال محبت و مودت خاص ارشاد شد کہ تو ہر جا کہ خواہی بود بر در ما ہستی و طلبش چناں می فہمیدم کہ چناں غور و پرداخت بپاس خاطر و تفقد و تکفل ہر کار و عدہ کردہ بود مقتضائے عموم و فرط کرم از کریماں می باشد ہمچنیں آں اکرم الاکرمین جل مجدہ حسب عظمت و علو شان در حق ایں فقیر وعدۂ احسان و اکرام فرمودہ و در اینجا قریب یکماہ توقف شد مردمان بسیار درآنجا بیعت می کردند روزے پیر مردے کم بیں و ساقط القویٰ آمدہ بجناب ایزدی التجائے عجیب میکرد و شرمندگی خود و ترس از معاصی و ذنوب می گفت باعتقادے کہ مالک القلوب والابداں درویش را راسخ بود و توسط و توسل ایں فقیر می نمود و درخواست دعا می کرد و جوش رحمت الٰہیہ درآنوقت اولاً بحال آں پیر مرد کہ صراحۃً معائنہ می شد اوّرا بجانب سعادات الٰہیہ فوراً بردند ثانیاً عموم و شمول آں معلوم می شد تا کہ در جوش رحمت دریافت شد کہ ہر کہ امسال حج خواہد کرد۔ بسبب بنا برآں کہ تو درآنہا خواہی بود ہمہ را بخشیدم و چونکہ جہاز محاذی یلملم رسیدہ و استعداد احرام کردیم فقیر غسل می نمود و چندے از رفقا غسل می دارند و اعانت درآں کار می کردند مغفرتے و بخششے در حق ہمہا کہ ایں عمل می نمودند معلوم شد کہ ہمہ آنہا آمرزیدہ شدند من بعد کہ وقت تلبیہ رسید شخصے درآں مجمع سبقت کردہ و تلبیہ آواز خود را بلند ساخت عنایتے بر ایں معنی در رسید کہ ہر کہ پیش از تو تلبیہ می گوید تلبیہ اش مانمی شنوم و روز حصول شرف سعادت دخول در مکہ معظمہ ہر گاہ کہ از بیر ذی طوی گذشتہ متوجہ گدا شدیم تا ازاں راہ و زائم حالتے عجیب

برایں فقیر بود کہ شرحش متعذر است طاری و نمودار بود حتیٰ کہ بر ہمہ حضاران آں واقعہ اثرش نمایاں می شد لبیک کہ می گفتیم و ایں گفتن مخاطبہ و مشافہہ صریح بود و اجابت و قبول آں میدیدیم و در دعائے آنوقت فتحے شدہ بود کہ بخوبیٔ تمام مطلب عرض میکردم درآں حال ایں مضمون بہ تعبیر عجیب از زبانم آسان شد کہ مردم جماعتے گنہگار و شرمندۂ از بلادِ دور دست بجرم و مامنِ تو رسیدہ اند و اینہارا من آوردہ ام و چنیں و چناں خواہا نند درآنحال عجیب بشارت حیرت افزا پیش آمد بایں کیفیت کہ اینہارا چہ گفتہ آید یعنی آنہا خود مستحق کمال رحمت و عنایت اند و خصوصیتے می دارند اشارات رحمانی بود کہ شرح و تفصیلش ہمیں است و ایں لفظ یاد است کہ ما خود ذانہ ہند گرفتہ تا اقصائے بخارا بخشیدیم و آمرزش فرمودیم من بعد در خاطر وسوسہ رسید کہ اما ایں عنایت مختص با حیا است یا اموات ہم دخل اند گویا رحمتے متوجہ بفقیر شدہ ممانعت ازاں میکنند کہ تخصیص راگمان مبر و رحمت عامہ را خاص مکن من بعد دیدم کہ مردگان را آمرزشے رسید بود و آنانکہ برنجے گرفتار بودند رہائی و مخلصی یافتہ خوشوقت می شدند و ایں مغفرت عامہ تمام مومنین رسیدہ ہر کہ در دلِ ایمانے گو ضعیف شدہ باشد ازیں مغفرت محروم نماندہ در لیلۃ القدر رمضان شریف دعاہا بسیار عموماً و خصوصاً کردہ شد و اجابت را متوجہ آں دعاہا دیدم کہ ہمہ را قبول در رسید حق تعالیٰ آثار آنرا بوقوع آوردہ جلد تر جلوہ گر فرماید ہمہ مسلمین بدیدن آں مسرور و شاداں شوند و مسرت خاطر اقدس آنجناب ہم کہ ایں عرضی بمسامع شریفہ خواہد رسید متوقع و مرجواست چہ اینہمہ بشارات اند و ثمرات و توجہات جزیلہ و ادعیہ نبیلہ آنجناب است و آئندہ را ترقیات ببرکت ادعیاتِ ذاکیات امید دارم درجائے واثق است کہ دعاہا فرمودہ باشند و فقیر و تمام معتقدین مخلصیں در اماکن و اوقات متبرکہ دعاہا میکنند اللہ تعالیٰ اجابت فرماید۔ انہ علیٰ کل شیٔ قدیر و بالاجابت جدیر زیادہ بجز آداب چہ عرض نماید۔ والسلام والاکرام ؎

اردو ترجمہ مکتوب نمبر (۱)

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دامت برکاتہم۔

سلام مسنون! بعد از تعظیم و تکریم و آداب و اخلاص عقیدت مندانہ عرض پرداز ہوں کہ — الحمدللہ فقیر اور تمام قافلہ بخیریت تمام آخر ماہ شعبان میں مکہ معظمہ پہنچ گیا اور تادم تحریر ہم اسی دارالامن میں فروکش ہیں۔ حج سے فارغ ہونے کے بعد مدینہ منورہ کی زیارت کے لئے جانے کا ارادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی عنایت سے ہمارا حج اور زیارت قبول فرمائے آپ کی بابرکت دعاؤں

کے امید وار ہیں۔ اس مبارک سفر میں حضرت جل شانہٗ نے اس فقیر کو بڑی بڑی عنایتوں اور بشارتوں سے سرفراز فرمایا ہے جن کے منجملہ کچھ جناب سے عرض کرنے کا موقع ہے۔ لہٰذا جناب والا جیسی مقدس ہستی اور اپنے تمام دینی بھائیوں کی خاطر عرض کرتا ہوں۔ اس موقع پر حق تعالےٰ کی نعمت کا ذکر ضروری ہے جو باعثِ شکر ہے اس وقت کی برتری اس وجہ سے ہے کہ جناب والا کی دعا کی برکت سے اس فقیر کے حال پر آپ کے فیوض کے اثرات شروع ہوئے اور علی الترتیب راہ سلوک میں مہربانیوں کی بارش شروع ہو گئی کہ جناب والا نے دعا فرمائی ہے اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس حالت تک نوبت پہنچ گئی۔ لہٰذا میں جناب کی دعاؤں کا ہمیشہ ہمیشہ امیدوار ہوں تاکہ حق تعالےٰ مجھ کو اپنے بلند مقاصد اور روشن مطالب سے بہرہ اندوز فرمائے اور اپنی ہدایت اور عام رحمت کو جو تمام مخلوق پر ہے مجھ پر ظاہر و باہر کر دے۔ جس کے منجملہ یہ ہے کہ وطن سے روانگی کے وقت میں تہیۂ سفر میں منہمک تھا اور لوگوں کے لین دین کے سلسلہ میں اس قدر مصروف تھا کہ صبح سے آدھی رات تک فرصت ہی نہیں ہوتی تھی۔ انھیں دنوں ایک رات میں اپنے گھر میں کام میں مشغول تھا۔ اس وقت میرا اپنا مکان تیار ہو گیا تھا۔ ہمارے دینی بھائیوں کے فکر و تردد، امداد اور ان کے نیک ہاتھوں ہی سے اس مکان کی بنا پڑی تھی۔ میں اسی مکان میں فروکش تھا تو دیکھا کہ وہ مکان بصورت مثالی نمودار ہوا اور انتہائی رنج و غم کے ساتھ نہایت آبدیدہ ہو کر میرے سامنے کھڑا ہو گیا اور اللہ تعالےٰ کی مخلوق میں سے ایک دوسری شخصیت بھی وہاں غیب سے آن موجود ہوئی۔ اس صورت مثالی نے نہایت غم آلود لہجے میں تڑپ کر اس سے کہا کہ کل ہمارے آقائے نامدار ہم کو چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ اس وقت اس پر رقت طاری تھی جس سے اس شخص کو بھی بڑا قلق ہوا اور میرے بھی بے اختیار آنسو نکل پڑے اس ناچیز پر اس وقت بڑی اچھی کیفیت طاری رہی۔ میں نے جناب باری سے عرض کیا کہ اس روح کی تمام الفت و انست مجھ پر تیرے ہی فضل و کرم سے ہے ورنہ مجھ جیسے تو بیچارے ہزاروں خدا کے بندے ہیں جن کو تو کوئی بھی نہیں پوچھتا۔ لوگ اپنے اپنے گھروں کو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں مگر ان کے مکان ان پر آنسو نہیں بہاتے اور نہ ان کو اس کی کوئی پرواہ ہوتی ہے اس کی یہ محبت و الفت تو تیرے ہی فضل و کرم کی وجہ سے ہے۔ یا اللہ اس کو جزائے خیر دے اور اس کو تسلی و تشفی عطا فرما۔ مجھ کو حکم باری تعالےٰ ہوا کہ اس سے کہہ دے کہ تجھ کو ہم جنت میں اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ اس آوازِ غیبی کو اس نے بھی سنا لیکن میں نے اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل کی اور اس کو بشارت دی جس کو وہ سن کر خوش ہو گیا اور اس کے دل کو چین اور

آرام نصیب ہوا۔

جس روز ہم دلمئو سے روانہ ہوئے اور کشتی میں سوار ہوئے تو دل میں یہ خطرہ آیا کہ ہماری کشتیوں میں سے فلاں شخص کی کشتی غرق ہو جائے گی اور وہ کشتی مسافروں کے سامان سے لدی ہوئی تھی۔اس ناچیز کے لئے اس کے سوا اور کشتی مختص تھی میں نے خیال کیا کہ اگر کسی سے کوئی لغزش ہوئی ہو تو میں بھی کسی نہ کسی وجہ سے یا مجھ سے کوئی غفلت ہوئی ہو تو اس قصور میں شریک متصور ہوں گا۔پس میں نے خود اس کشتی میں سوار ہونے کا ارادہ کر لیا۔غیب سے آواز آئی کہ ابھی میں اس کو غرق نہیں کروں گا اللہ کا شکر ادا کر کے میں نے اپنا ارادہ فسخ کر دیا۔اللہ کا شکر ہے کہ سب لوگ صحیح سلامت حفاظت کے ساتھ پہنچ گئے۔جب میں کلکتہ سے روانہ ہو کر دریائے شور میں پہنچا اور میٹھے پانی کے سمندر سے پار ہو گیا تو کھارے پانی کا سمندر بڑی شان و شوکت و دبدبہ اور طمطراق کے ساتھ جو اس کو حق تعالےٰ نے بخشا ہے صورت مثالی مجھ پر ظاہر ہوا اور مجھ سے ملاقات کی اور میرے بالمقابل کھڑا ہو گیا۔مجھے اس کے الفاظ تو یاد نہیں رہے کہ اس نے مجھ سے کیا کہا تھا البتہ اتنا میرے حافظہ میں محفوظ ہے کہ وہ اپنی ہیبت اور رعب ظاہر کرتا تھا اور اس کی یہ خواہش تھی کہ اس سے عاجزی اور انکساری کے ساتھ التجا کی جائے چونکہ میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا تھا اور وہ بڑی شان و شوکت اور بزرگی کے ساتھ میرے سامنے ظاہر ہوا تھا اس کی شوکت اور دبدبہ پر بڑا تعجب ہوا۔تاہم اس مقام پر مجھ کو خداوند ذوالجلال کا مشاہدہ بھی حاصل تھا اور مجھ پر کوئی فراموشی اور غفلت بالکل طاری نہ تھی۔جب میں نے اس کی صورت دیکھی اور اس کی خواہش معلوم کی تو اس کی ہیبت اور رعب سے میرا نفس ذرا بھی متاثر نہیں ہوا اور نہ ہی میں نے اس کی کوئی پرواہ کی۔میں نے اس کو یہ جواب دیا کہ ہم اور تم دونوں خدائے تعالےٰ کے بندے ہی تو ہیں پھر تیری التجا سے مجھے کیا سروکار ہے میں ہرگز تجھ سے کوئی خواہش نہیں کروں گا۔بلکہ میں اور تو، آسمان اور زمین، مور اور چیونٹیاں سب اپنے مالک کی قدرت کے سامنے برابر ہیں۔میں نے حضرت جل و علا کی مدح و ثنا اور اس کی عظمت و کبریائی بیان کی تو وہ روح مثالی اس تقریر کو سن کر میرے سامنے سے چلتی بنی، مگر کچھ خوش خوش معلوم ہوتی تھی اور جس وقت کہ جہاز اس مقام پر پہنچا جو قاب وقمری کے نام سے معروف ہے اور مشہور یہ ہے کہ یہاں جہازوں کو سمندری طلاطم سے بڑے بڑے خطرات درپیش ہوتے ہیں اور یہ بڑا خوفناک مقام ہے۔

ہمارا جہاز بھی چکر کھانے لگا اور جہاز کے لوگ دوران سر کی وجہ سے بڑے پریشان اور

بے قرار ہو گئے۔ اگرچہ کہ ہمارا جہاز بہت بڑا، کشادہ اور وزنی تھا۔ اس سے پہلے دوسرے مقامات پر مسافروں کے دماغ میں کوئی گرانی محسوس نہیں ہوئی تھی۔ اس وقت ایک تجلّی نمودار ہوئی۔ وہ ایک طرف سے گزر رہی تھی اور یہ کہہ رہی تھی کہ اگر میں تجھ کو غرق کر دوں تو تو کیا کرے گا اور پھر تجھے کون نکالے گا۔ تو میں نے عرض کی کہ اے میرے اللہ اگر میرا غرق ہونا تجھے پسند ہے اور تو مجھے غرق کر دے اور تمام دنیا یہ چاہے کہ مجھ کو پکڑے اور نکالے اور میری دستگیری کرے تو میں ہرگز دریا سے نکلنے پر راضی نہیں ہوں اور نہ اپنا ہاتھ کسی دوسرے کے ہاتھ میں دوں گا۔

اس تجلّی نے نمودار ہو کر مسکراتے ہوئے کہا کہ ہم تجھے غرق نہیں کریں گے۔ جب جہاز عدن کی بندرگاہ پر پہنچ کر لنگر انداز ہوا تو یہ جمعرات کا روز تھا۔ ملاح نے جہاز سے اتر کر اس بندرگاہ کی راہ لی اس ناچیز نے اس سے جہاز سے اترنے کی خواہش کی کہ کل روز جمعہ ہے اور یہ سرزمین عرب ہے جمعہ کی نماز یہاں پڑھ لوں۔ مجھ کو بڑی فکر ہوئی کہ قافلے والوں خصوصاً مستورات کو اس فقیر کے دفعتاً غائب ہو جانے سے رنج اور پریشانی لاحق ہو جائے گی۔ غرض جہاز سے اترنے کی دھن سوار تھی اتنے میں جمعہ کی شب کو دور سے ایک دوسرا جہاز آتا ہوا دکھائی دیا اور خوف یہ ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس میں سمندری ڈاکو اور رہزن موجود ہوں اور مسافروں پر حملہ کر کے ان کو لوٹ لیں۔ اس خیال نے میرے دل میں ایک الجھن پیدا کر دی غرض جناب باری سے ان کی حفاظت وصیانت کی امید ہے۔ جہاز سے اترنے میں بے حد تردد تھا۔ اس بارگاہِ بے نیاز نے جو ارحم الراحمین ہے مجھ کو بشارت دی کہ تم عدن چلے جاؤ اور ان کو ہم پر چھوڑ دو اور ہمارے تفویض کر دو۔ اس بشارت میں اگرچہ کہ جو قافلہ اس جہاز میں تھا وہ بھی سب کا سب شامل تھا۔ لیکن معلوم ہوتا تھا کہ خصوصاً اس عاجز کے اقربا اور متعلقین ہی اس بشارت میں شامل ہیں۔ جمعہ کے روز صبح کے وقت ایک چھوٹی کشتی میں سوار ہو کر عدن کے پہاڑ کے قریب ساحل پر پہنچا اور چند رکعت نفل ادا کر کے دعاؤں میں مشغول ہو گیا۔ بحمداللہ میری دعائیں قبول ہوئیں اور بشارتیں بھی ہوئیں ایک شخص پر غیب سے ان اشخاص کی طرح جو اس فقیر کے ہمراہ تھے خاص عنایت ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ اس کو قابل فخر خلعتیں پہنائی جا رہی ہیں۔ جس کو ہم اللہ تعالےٰ کی خوشنودی اور رضائے الٰہی سے تعبیر کر سکتے ہیں اور یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ فقیر کے مشاہدوں میں آیا اور رحمت بتدریج ان حج کرنے والوں کی طرف جو جہاز میں سوار تھے بڑھی اور پھر تمام مریدین مورد رحمت ہوئے جنھوں نے اس فقیر

کے ہاتھ پر بیعت کی تھی جس کا مقصد بخشش اور مغفرت کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

اس سے قبل وہ دعا جو فقیر کی زبان سے جاری فرمائی گئی تھی۔ جس کا لب لباب یہ ہے کہ اے اللہ یہ ملک اور شہر اور یہ متصل علاقہ تو تیرا اور تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور ہم کو تو تو نے اپنے فضل و کرم سے یہاں پہنچا دیا ہے۔ پس ہم کو اپنی مہربانی سے بہرہ اندوز فرما۔

یہ الفاظ من و عن میرے حافظہ میں محفوظ نہیں ہیں البتہ خیال ہے کہ میں نے ایسی ہی دعا کی تھی۔ میرے اس طرح عرض و معروض کے بعد قبولیت کا اثر ظاہر ہوگیا۔ نیز ملک عرب میں میری ہدایت کے نشر و اشاعت کی ملک عرب سے ممالک روم تک خوش خبری پہنچی اور اس فقیر کے حق میں خاص بشارت یہ ہوئی تھی کہ تو جہاں کہیں بھی رہے گا یہ سمجھ نے گویا تو ہمارے ہی پاس موجود تھا۔ میں نے اس کا مطلب یہ سمجھا کہ اس طرح میری خاطر ایسی غور و پرداخت مہربانی اور ہر کام کی کفالت کا وعدہ کیا گیا تھا۔ کریموں کے انتہائی کرم کا تقاضہ عام طور پر یہی ہوا کرتا ہے۔ اسی طرح اکرم الاکرمین جل شانہٗ نے اپنی عظمت اور بلند نشان کے مدنظر اس فقیر کے حق میں احسان اور اکرام کا وعدہ فرمایا ہے۔

مقامِ منا میں ایک ماہ ٹھہرا رہا۔ اس مقام کے بہت سے لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ایک روز ایک ضعیف آدمی جس کی بصارت کمزور تھی اور قویٰ بھی معطل تھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عجیب و غریب التجا کر رہا تھا اور اپنی شرمندگی اور گناہوں کے خوف سے اس اعتقاد کے ساتھ جو اس کو تمام اجسام اور قلوب کے مالک کے ساتھ تھا اور اس فقیر کے توسط اور وسیلے کا طالب ہو کر اس نے مجھ سے دعا کرنے کی استدعا کی۔ اس وقت رحمت الٰہی جوش میں آگئی۔ پہلے تو اس ضعیف کی حالت پر جو صاف طور پر معلوم ہو رہی تھی کہ اس شخص کو حق سبحانہٗ اچھے مقامات کی طرف لے گئے۔ دوسرے یہ کہ اس رحمت کا عام اور شامل ہونا محسوس ہوا حتیٰ کہ اس جوش رحمت کی وجہ یہ معلوم ہوئی کہ ہر وہ شخص جو اس سال حج کرے گا اور تو ان میں شامل ہے گا تیری موجودگی کی وجہ سے ہم سب کو بخشش دیں گے، چونکہ جہاز یلملم کے مقام پر پہنچا تو ہم نے احرام کی تیاری شروع کی۔ فقیر نے غسل کیا۔ چند ساتھیوں نے غسل میں ہاتھ بٹایا اور اعانت کی۔ ان تمام اشخاص کے حق میں جنھوں نے ہاتھ بٹایا تھا مغفرت اور بخشش کا حال معلوم ہوا۔ کہ وہ سب کے سب بخشے گئے۔ اس کے بعد جب تلبیہ یعنی لبیک کہنے کی نوبت

پہنچی تو ایک شخص نے اس مجمع میں سبقت کر کے بلند آواز سے لبیک کہنا شروع کیا تو اللہ میاں کی عنایت سے یہ مترشح ہوا کہ جو شخص تم سے پہلے لبیک کہے گا تو ہم اس کی لبیک پر کان نہ دھریں گے۔ مکہ معظمہ میں داخل ہونے کا شرف حاصل ہونے کے روز جب کہ میں "بیرذی طوی" سے گزر کر گدا کی طرف چلا تاکہ اس حصار کے راستہ سے آ جاؤں تو اس فقیر پر عجیب کیفیت طاری ہو گئی جس کی شرح سے زبان قاصر ہے۔ اور ایسی حالت طاری ہوئی کہ تمام حاضرین پر اس واقعہ کا اثر ہوا۔ جب میں لبیک کہتا تھا تو میرا یہ نعرہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ صاف طور پر دوبدو ہو رہا ہے۔ اور میں نے اس کی مقبولیت کو بھی محسوس کیا اور اس وقت کی دعا سے ایسی کشائش حاصل ہوئی کہ میں نے خدائے تعالےٰ کے حضور اچھی طرح اپنا مقصد ظاہر کیا اس حالت میں اس مدعا کی تعبیر میری زبان پر عجیب طور پر آ گئی کہ اے خداوند الوگوں کی ایک جماعت جو گنہگار اور شرمندہ ہیں دور دراز شہروں سے تیرے حرم اور تیری پناہ میں آ گئے ہیں۔ ان کو میں لے آیا ہوں۔ اور فلاں فلاں مقصد کے طلبگار ہیں۔ اس موقع پر مجھے حیرت انگیز طور پر یہ بشارت ہوئی کہ ان کے کیا کہنے ہیں۔ یہ تو خود عنایت اور کمال کے مستحق ہیں۔ اور یہ الفاظ بھی مجھ کو یاد ہیں کہ ہم نے خود ہندوستان سے لے کر بخارا تک سب کو بخش دیا اور معاف دے دی۔ اس کے بعد میرے دل میں ایک وسوسہ یہ پیدا ہوا کہ یہ عنایت صرف زندوں کے لئے ہے یا مردے بھی اس میں شامل ہیں۔ تو مجھے محسوس ہوا کہ گویا اس کی رحمت میری طرف متوجہ ہو کر مجھے ایسے الفاظ زبان سے نکالنے کے لئے منع کر رہی ہے کہ تو کسی تخصیص کا گمان مت کر اور رحمت عام کو خاص مت کر۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ دنیا سے گزرے ہوؤں کی تو بخشش ہو گئی تھی اور جو لوگ اب تکلیف میں مبتلا تھے ان کو بھی چھٹکارا حاصل ہو گیا اور وہ خوش خوش تھے۔ غرض یہ عام مغفرت تمام مومنوں کو حاصل تھی۔ کوئی شخص اس مغفرت سے محروم نہیں رہا جس کے دل میں ذرا بھی ایمان تھا۔ رمضان شریف میں شب قدر میں بہت سی عام اور خاص دعائیں کی گئیں۔ اور ان کی مقبولیت کی طرف توجہ کی تو میں نے مشاہدہ کیا کہ سب دعائیں قبول ہو گئیں۔ خدا کرے کہ اس کے آثار جلد از جلد ظہور میں آ جائیں تاکہ تمام مسلمان اس کا مشاہدہ کر کے مسرور اور خوش ہو جائیں اور جناب کا پاک و مصفا قلب بھی جس وقت کہ یہ عریضہ جناب والا کے ملاحظہ اشرف سے گزرے کیونکہ یہ تمام بشارتیں اور اس کے ثمرے اور بہت سی توجیہات اور جناب والا کی بزرگانہ دعاؤں

کی برکت ہے اور آئندہ کی ترقیوں کا، ان پاک دعاؤں کی برکت سے متوقع ہوں، امید قوی ہے کہ جناب والا، دعا فرمائیں گے فقیر اور تمام معتقدین اور مخلصین جو اپنے اپنے مکانوں میں اور متبرک اوقات میں دست بدعا ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی دعا قبول فرمائے۔ بقولہ تعالیٰ "اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے" اور دعا قابل قبول ہے۔ زیادہ سوائے آداب و تسلیمات فقیر اور کیا عرض کرے،

والسلام والاکرام۔

نمبر ۲ خط مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی بنامی منشی نعیم خاں صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ منشی صاحب عالی مراتب زبدۂ اہل اخلاص خلاصۂ ارباب اختصاص سلمہ اللہ تعالیٰ۔ نزول برکاتہٖ فی الدنیا والآخرہ۔ از فقیر عبدالعزیز بعد از سلام مسنون با دعائے کردن بر ضمیر صفا پذیر واضح و لائح باد کہ رقیمۂ بہجت ضمیمہ ایشاں مع خط میر سید احمد صاحب نفع اللہ بہ المسلمین بملاحظہ درآمد و سوال نیز مفصل دریافت شد۔ صاحب من۔ ہمیں قسم قصہ در وقت حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بعضے یارانِ ایشاں را پیش آمدہ بود کہ علوِ مراتب خود بر ایشاں مکشوف مے شد و وعدہ ہائے دور و دراز از غیب بر ایشاں ورود می نمود۔ مردم ہمیں استفسار نمودند۔ سید الطائفہ فرمودند۔ کہ تِلْکَ خَیَالَاتٌ تُرَبّٰی بِہَا اَطْفَالُ الطَّرِیْقَۃِ۔ یعنی ایں خیالات بے اصل نیست۔ یعنی از جانبِ خدا برائے تربیت طفلانِ طریقت کہ تابع تحفے می شوند و آنہا را دعوت بسوئے خدا می کنند اتفاق شود۔ مانند آنکہ طفلے را کہ در مکتب می برند استاذ او یا مادر یا پدر او را مواعید عمدہ می دہند کہ برائے تو خلعتے ساختہ ایم و شیرینی آمادہ کردہ ایم و فلاں نعمت بتو خواہیم داد و از تو بسیار خوش و خرّم هستیم و لوح سیمین در کنارِ تو خواہیم نہاد و علیٰ ہذا القیاس از کبراء اولیاء سابقین مثل غوث الاعظم قدس سرہٗ و دیگر بزرگان وعدہ ہائے مغفرت و رحمت تابعان و مریدان و بہ طفیل ایشاں نظرِ رحمت بر سائرِ خلائق منقول شدہ و آں ہمہ وعدہ ہائے صادق بر آمدہ و در حدیث مشہور وارد شدہ در حق چہل ابدالان کہ دریں اُمت، ہیچ زمانہ از آں خالی نمی باشد کہ بِہِمْ یُمْطَرُوْنَ اَہْلُ الْاَرْضِ وَبِہِمْ یُرْزَقُوْنَ۔ یعنی مردم زمین را بطفیل ایشاں باراں می بارد و نصرت و رزق حاصل می شود پس چہ تعجب است کہ میر سید احمدؒ را بعضے ازیں مراتب حاصل شدہ باشد و بالقائے معاصران ایشان را اثرے ازاں رسیدہ باشد۔ غرضیکہ انکار ایں معنی خوب نیست بلکہ انتظار باید کشید کہ حق تعالیٰ آثار ایں مواعید را بر منصۂ ظہور جلوہ گر ساند پس ایں ہمہ صادق اند زیادہ بجز ترتیبات وارین چہ نویسد۔

اُردو ترجمہ مکتوب نمبر۲

منشی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ۔ سلام مسنون ۔

آپ کا خط مع مکتوب میر سید احمد ملاحظہ ہوا، اور سوال بھی تفصیلی طور پر معلوم ہو گیا ۔ جناب من : اسی قسم کا قصہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادیؒ کے زمانے میں اُن کے بعض دوستوں کے ساتھ پیش آیا تھا، بات یہ تھی کہ خدا اُن کے اعلیٰ مراتب اُن پر منکشف کیا کرتے تھے، اور غیب سے آئندہ بہت زمانہ بعد پورے ہونے والے وعدے اُن پر منکشف ہوا کرتے تھے ۔ لوگوں نے اس کے متعلق آپ سے استفسار فرمایا تو سید الطائفہ نے فرمایا کہ ایسے خیالات اپنی اصلیت سے دور نہیں ہیں، یعنی خدائے تعالیٰ کی جانب سے اُن طریقت کے مبتدیوں کے لئے جو کسی شخص کے تابع ہوتے ہیں اور وہ اُن کو خدا کی طرف بلاتا ہے تو ایسا اتفاق ہو جاتا ہے ۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جب کسی بچہ کو مکتب لے جاتے ہیں تو اُس کا اُستاد یا ماں باپ اُس سے اچھے اچھے وعدے کرتے ہیں کہ دیکھو ہم نے تمھارے لئے ایک خلعت یعنی عمدہ پوشاک بنائی ہے اور مٹھائی بھی منگوائی ہے ہم تم کو فلاں نعمت عطا کریں گے، اور ہم تو تم سے بہت خوش ہیں، ایک نقرئی تختی تمھاری بغل میں لٹکا دیں گے، علیٰ ہذا القیاس پہلے کے بڑے بڑے اولیاء اللہ، مثلاً حضرت غوث اعظم قدس سرہٗ اور دوسرے بزرگ بھی اپنے متبعین اور مریدوں سے مغفرت اور رحمت کے وعدے کیا کرتے تھے ۔ اور روایت ہے کہ اُن کے طفیل سے اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت تمام خلائق پر ہوا کرتی تھی ۔ اور اُن کے تمام وعدے سچے ہوا کرتے تھے، ایک مشہور حدیث میں جو چالیس ابدالوں کے متعلق ہے یہ لکھا ہے کہ یہ امت چالیس ابدالوں سے کبھی خالی نہیں رہے گی ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "بہم یمطرون اہل الارض الخ" یعنی اس زمین کے انسانوں کے لئے اُن کے طفیل سے بارش ہوتی ہے یا فتح و نصرت اور رزق بھی حاصل ہوتا ہے، کیا تعجب ہے کہ میر سید احمدؒ کو بھی اُن ہی کی طرح بعض مراتب حاصل ہوں، اور اُن کے معاصرین کے انکار کی بنا پر اُس کا کچھ اثر اُن کو بھی پہنچا ہو ۔ غرض یہ کہ اس سے انکار کرنا کچھ اچھا نہیں ہے ۔ بلکہ ہم کو انتظار کرنا چاہیے کہ حق تعالیٰ ان وعدوں کے نتائج ظہور میں لے آئے، پس یہ تمام سچ ہیں ۔ زیادہ کیا عرض کروں، بجز اس کے خدائے تعالیٰ آپ کو دین و دنیا میں ترقی عطا فرمائے ۔

نمبر ۳۔ اعلام از جانب امیر المومنین سید احمدؒ صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سپاس بے قیاس و ستائش نیاز آساس مر حضرت خداوندی را جلت عظمتہ وعمت رحمتہ کہ مومنان پاک و مسلمانان چست و چالاک را بفرمانِ واجب الاذعان فلیقاتل فی سبیل اللہ الذین یشرون الحیوٰۃ الدنیا بالآخرۃ مخاطب فرمودہ و منافقین بدنہاد و معاندین پُرفساد را بوعید شدید قُلْ لَّنْ تَخْرُجُوا مَعِيَ أَبَدًا إِنَّكُمْ رَضِيتُمْ بِالْقُعُودِ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوا مَعَ الْخَالِفِينَ ٥ معاتب نمود۔ وہزاران ہزار بلکہ بے عدد و شمار از اصنافِ درود و سلام بانواعِ خضوع و اکرام بر رہنمائے جمہور انام و پیشوائے ہر خاص و عام کہ باداے مضمون نعمت مشحون آیۃ وافی ہدایۃ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ مامور است۔ و باجرائے مفاد حکمت بنیاد کریمہ سیاست ضمیمہ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا مَّلْعُونِينَ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا ٥ موعود بر کافۂ آل و اصحاب و سائر اتباع و احباب کہ بہ تحسین شرافت آئین وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ مشرف گردیدند و بکلام بشارت التیام وَأُخْرَىٰ تُحِبُّونَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ ٥ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ مبشر۔ امابعد می گوید بندۂ پروردگار خادم دین سید الابرار خیر خواہ کافۃ المسلمین ملقب بامیر المومنین کہ این اعلامے است عام بخدمت جمیع اہل اسلام خواہ اشراف کرام باشند خواہ اجلافِ گمنام۔ خواہ از علمائے کبار باشند خواہ از عوام خاکسار خواہ از راکبین ذوی الاقتدار باشند خواہ از مساکین ذوی الاضطرار۔ مشتمل برین معنی کہ مقصودِ خالقِ این جہان از خلقت نوعِ انسان اشتغالِ ایشان است بہ عبادت رب و اطاعتِ سید عرب نہ استغراقِ ایشان در مشاغل لہو لعب و محافل نشاط و طرب۔ اصل کمال لایزال تحصیل رضائے رب ذوالجلال است نہ تکمیل مناصب جاہ و جلال و ترفیع مراتب عز و اقبال و تطویلِ وساوسِ امانی و آمال و توسیع خزائنِ مال و منال۔ سرمایۂ سعادات جاودانی و راحتِ دوجہانی اکتسابِ مدارج وجاہت و جلالت است۔ بحضور ملک دیان و مالکِ زمین و زمان نہ امتیاز نام و نشان در میان اخوان و اقران۔ ہرچند شعار بندگانِ عبودیت کیش و پرستندگانِ انقیاد اندیش ہمین است کہ در ہر حال باطاعت مالک لایزال موصوف باشند و در ہر آن تحصیل رضائے خالق مکین و مکان مصروف و بہزار دل و جان بمحبت خلاق

الناس و جان مشغوف مانند و با یثار محبتِ او بر محبت ہر محبوب و ترجیح طلبِ او بر طلب ہر مطلوب درمیانِ این زمان و ابنائے دورانِ معروف (قال اللہ تبارک و تعالیٰ) اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (و قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى) وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ط اما حصول این مرتبۂ اخلاص و منصب اختصاص بہ نسبت جمیع افراد عالم و احاد بنی آدم متعسر الحصول بل متعذر الوصول است۔ لیکن بر ذمۂ ہر خاص و عام کہ مدعی دینِ اسلام باشد این قدر لابدی است۔ کہ در وقتِ معارضۂ نور و ظلام و مقابلہ کفر و اسلام غیرتِ ایمانی را کار فرمایند و بر مقتضائے حمیت اسلامی عمل نمایند کہ ہر کہ در امثالِ این احوال ہم جانِ خود را در سلکِ انصار حق منسلک گرداند۔ بے شک مراتب نفاق و شقاق خود را بدرجۂ قصویٰ رساند و ہر کہ دریں صورت نیز از تائید دین پہلو تہی کرد لاریب داغ مخالفت رب العالمین بر جبینِ فساد آگین خود زد و ہر کہ برین تقدیر ہم ازین معرکہ روپوش گردید یقیناً جانِ خود را از دائرہ ایمان بیرون کشید قال اللہ تعالیٰ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ (و قَالَ اللّٰهُ تعالیٰ) وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ و ہر کہ در مقدمۂ دین ملکِ علام انتظار غلبۂ جنود اسلام کشید بالتحقیق در درکات متربصین لئام و متربصین بہ انجام رسید۔ قال اللہ تبارک و تعالیٰ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ و آنچہ در دلِ خداع منزلِ اہلِ شک و ریب ارباب مکر و فریب خطور می کند کہ بہم رسیدن اسباب حرب و جنگ از جنس توپ و تفنگ و اجماع منزل اہل شک و ریب ہزار ہا قرابین بے عدد و شمار از شروط اقامت جہاد است۔ و فقدان آن باعثِ عذر عباد۔ پس این خیالے مست پُر اختلال و وہمے است سراسر باطل و محال زیرا کہ حاکمِ عظیم و امرِ حکیم در باب جمع او دات مقابلہ و اعدادِ آلاتِ مقاتلہ ہمیں قدر فرمودہ۔ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ الخ و نفرمودہ وَاَعِدُّوْا اَلْكُمْ بلکہ فرمود اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا الخ و در باب جمع عساکر فرمودہ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللّٰهِ و نیز فرمودہ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى

اللہِ اِنَّ اللہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ ۝ اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ وَاِنْ یَّخْذُلْکُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُکُمْ مِّنْ بَعْدِہٖ وَعَلَی اللہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ و نیز فرمود یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ و نیز فرمود فَقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ لَا تُکَلَّفُ اِلَّا نَفْسَکَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ وہم چنیں بعضے از ملبسین کیس وددولیشان تلبیس اندیش بنا بر اغوائے تلامذہ و مریدین بلکہ اضلال جماہیر مسلمین یا بپاس خاطر امراء و سلاطین نیابۃً عن الدجاجۃ والشیاطین داد تزویر ریب آمیز در قالب تذکیر فریب انگیزی دہند۔ و نبذے از شبہات ناممنوع درضمن چندے از کلمات نامطبوع بر مخاطبین القلوب و در غائبین انشامی کنند کہ جہادِ لسانی افضل از جہاد سنانی۔ و جہاد نفسانی اکمل از جہاد جسمانی ۔ تادیب عباداولیٰ از تخریب بلاد ۔ ترغیب موافقین اعلیٰ از ترہیب مخالفین ۔ تعمیر مساجد بہتر از تطہیر مفاسد ۔ مواصلۂ حبیب خوشتر از مجادلۂ رقیب ۔ مکالمۂ دل و جان الذّ از مکالمۂ سیف و سنان ۔ مجالست محبوب اعزاز مخالفت مغضوب ۔ منادمت احباء النفس از ملازمۂ اعداء ۔ مسامرۂ محابۃ ارفع از محاصرۂ مسابۃ ۔ مواسات مصائب جموع مساکین انفع از مقاسات متاعب جنودِ شیاطین والمثال آں از مکائد تضلیل است و دعاوی بے دلیل ۔ قال اللہ تعالیٰ ۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّھْبَانِ لَیَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللہِ (وقَالَ اللہ تعالیٰ) اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْکِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (وقال اللہ تعالیٰ) یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ اِنَّ اللہَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِہٖ صَفًّا کَاَنَّھُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝ (وقَالَ اللہ تعالیٰ) اَجَعَلْتُمْ سِقَایَۃَ الْحَآجِّ وَعِمَارَۃَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کَمَنْ اٰمَنَ بِاللہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰھَدَ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ لَا یَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللہِ وَاللہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجٰھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ اَعْظَمُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللہِ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ یُبَشِّرُھُمْ رَبُّھُمْ بِرَحْمَۃٍ مِّنْہُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّھُمْ فِیْھَا نَعِیْمٌ مُّقِیْمٌ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا اِنَّ اللہَ عِنْدَہٗٓ اَجْرٌ عَظِیْمٌ (وقال) قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ کَرْھًا لَّنْ یُّتَقَبَّلَ مِنْکُمْ اِنَّکُمْ کُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ۝ بالجملہ تفضیل جنودِ مجاہدین بر جموع قاعدین منصوصِ آیات قرآنی است۔ و مدلولِ بیّنات فرقانی ۔ و معارضۂ آں بوسوسۂ باطل از وسمۂ صدق عاطل ناشی محض از تخیلاتِ

نفسانی ست وتسویلات شیطانی (قال الله تبارک وتعالیٰ) لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۝ دَرَجَاتٍ مِنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا۔ پس کسیکه مساعی جهاد را تقبیح کند یا مشاغل دیگر ترجیح دہد و در خدمت گذاریِ حق سست باشد در پاسداریِ غیر حق چست و بر تحقیر اقران غیور باشد و در غیر ادیان صبور۔ بر اہانتِ معاندین نفسانی مسابقه کند۔ و در اعانت مجاہدین مساہله پس ہمو لست آثم وگنہگار وظالم وستمگار و از بارگاهِ حق مطرود و مردود و بوعید شدید رب تعالیٰ القرآن والقرآن یلعنه، درب مفصلِ والصلوٰة یلعنه موعود۔ (قال الله تعالیٰ) قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ (وقال تعالیٰ) أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَوُونَ عِنْدَ اللَّهِ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ مائیم دست بکار و دل بیار و بستان سرو آزاد و سبز در خزان و بہار بہر زمان و مکان آئینه وار جمال لایزال و تختهٔ مشق وارادتِ فراق و وصال ادعائے مراتبِ جانفشانی و اظہار مصائبِ پریشانیِ ماکه در وادی و دشت سرگردانیم۔ و در تمامی کوه و دشت بے سروسامانی نه جان در بدن داریم و نه سر بر تن جگر پاش پاش و دل قاش قاش۔ سینه چاک و دوستانِ غمناک یک دست بدامانِ حبیب و دست دیگر بگریبانِ رقیب و امثالِ آں از حکایات جور و لطف و شکایات عشق و شور آں ہم در گوشهٔ عافیت مجرد وہم و خیال فقط شعبدهٔ قیل و قال و در میدان مرد آزما سراسر ثبوتِ صد مقال و ظہور حقیقت حال ایں ہمه چرب زبانی است و ایں ہمه جانفشانی۔ ایں ہمه حکایات است و اخبار و ایں سراسر صداقت و اظہار آں ہمه تکلف و تملق و ایں سراسر تحقیق و تخلق۔ الغرض چوں ما مردم که بندگانِ پروردگاریم و امتیانِ رسولِ مختار بے شک دعویٰ اسلام می داریم و جانِ خود را در محمدیاں می شماریم۔ چوں کلام الله را بہمیں معنی ناطق دانستیم و رسول الله را صادق لا محاله لله و فی الله امتثالاً لامر الله کمر ہمت بستیم۔ و اتباعاً للسنة رسول الله مراز ہجرت سفر بر بستیم و در بلاد ہند و سنده و خراسان و جز و سیر نمودیم۔ و در تمامی

آئینِ سیاست۔ کوہ ودشت فقط طالبِ خیر بودیم۔ آخر الامر در مثلِ بلاد و دیار دستعد گزیدہ۔ خذ
تمامی این کوہ ودشت نوردیدہ در اوطانِ یوسف زئی رسیدیم و برادائے این عبادت عظمیٰ الشان
را باعث گردیدم۔ آن مخلصین احباب و مومنین بلا ارتیاب مشارکتِ این فقیر و مناصرت دینِ رب
قدیر اختیار نمودند۔ دریں میدان از سائر اخوان گوے سبقت درربودند وگرم وسرد آمد و رفت
چشیدند و نشیب و فراز فتح و شکست دیدند۔ چنانچہ تا حال درہمیں معنی سرگرم اند و چالاک و بلند
عزم اند و بے باک۔ بالجملہ مردم تا جان دردین داریم ومحض طالبِ رضائے حق ہستیم واز غیر او چشم و
گوش بربستیم واز دنیا و ما فیہا دست برداشتیم ومحض لوجہ اللہ علمِ جہاد برافراشتیم از طلب مال و
منال و جاہ وجلال وامارت وسیاست وحکومت وسیاست برخیستیم۔ وہرگز طالب غیر حق نیستیم۔
مائیم ہر چند عاجز و خاکسار و ذرہ بے مقدار اما بلا شک بمحبت حضرتِ حق وسرشار و از محبتِ غیر حق
بالکل دست بردار۔ نہ با کسے از امرائے مسلمین منازعت داریم ونہ با کسے از روسائے مومنین مخالفت۔
باکفار لئام مقابلہ داریم نہ با مدعیانِ اسلام۔ صرف با۔ دراز مویاں (اس سے قوم سکھ مراد ہے جو
سر پر لمبے لمبے بال رکھتے ہیں) مقاتلہ نہ باکلمہ گویان واسلام و نہ با سرکار انگریزی مخاصمت داریم
ونہ ہیچ راہِ منازعت کہ از رعایائے او ہستیم و بحمایتش از مظالم برایا۔ چنانچہ این معنی معلوم ہر خاص وعام
است۔ ومسلّم طوائف انام۔ لیکن حیف در حیف کہ سردار پشاور ہرگز این معنی نہ فہمید واز نظر حق شناس
اصلا نہ دید و سخن دین ہیچ گونہ بگوش ہوش نشنید و لذتے از ایمان بوجہ من الوجوہ بکلام جان بخشید۔
بلکہ بوئے از غیرت اسلامی نشمید۔ از عساکر مجاہدین مثلِ وحوش رمید ودر پئے تفریق مجامع مسلمین
ہر سو دوید چنانچہ عادتِ قدیم اوست۔ کہ در تفریق جموعِ مجاہدین بنا بر تائید جنود معاندین مساعی بلیغہ
بکار می آرد و آں را از کمالاتِ فراست وکیاستِ خود می شمارد۔ چنانچہ این مبنی بکرات ومرات از و بمنصۂ
ظہور رسیدہ و بحضور جمّ کثیر جمّ غفیر از مؤمنین این دیار ومسلمین این قطار این محش اعمال واقبح افعال
از وصادر گردیدہ۔ آنچہ در مصائب وزیر فتح خان باکفار اشرار و معارک سردار عظیم خاں با فجار نابکار از
واقع گردیدہ معلوم ہر خاص وعام ومشہور درمیان جمہور انام است کہ بیخ کفر و عناد و فسق و فساد بجد و جہد
تمام در دار الاسلام نشانید و خاندان سلطنت وخلافت ودودمان امارت وجلالت وجنود مجاہدین بلکہ
جموع مسلمین را در بلاد دور دست۔ اطرافِ کوہ ودشت بے سروسامان و پراگندہ و پریشان گردانید۔ قتل
الوف اہل اسلام و ہتک صنوف حرماتِ انام و سائرِ قبائح اجلوم کہ از کفارِ لئام بہ نسبت ہر خاص و عام صورت
بست ہمہ در کتاب اعمال او مکتوب گردید و تخریب مساجد ہزاران ہزار و تحریق معابد بے عدد و شمار و لحوق

انواع مذلت بارا کین ذوی الاقتدار و اصناف مضرت بمساکین ذوی الاضطرار و اقسام ظلم و فساد و
اجناس بغی و عناد که از دست کفرهٔ متمردین بر سیر کافهٔ اہل دین گذشت ہمہ در حساب افعال او محسوب
ہم چنیں دریں نوبت ہم چوں اجتماعِ غازیانِ جلالت شعار و در رفاقتِ ایں عاجز و خاکسار بنا بر اعلائے
ملتِ پروردگار و احیائے سنتِ سیدِ مختار پیش گردیده وقتِ مقابله و مقاتله و محاربه و مضاربه در پیش
رسیده بود ایں سردار مذکور ہر چند از ابتدائے ظہور ایں نورِ دل حسد منزلِ خود عزمِ مخالفت می داشت
و در سینهٔ پر کینه تخمِ منازعت می کاشت۔ آخر الامر در مثلِ ایں وقت که ہنگامِ تموجِ امواجِ بحرِ جنگ بود و
تخلخلِ اصواتِ توپ و تفنگ داد عداوت و نفاق در داد و اساسِ شقاوت و شقاق بر نهاد و عسکرِ مسلمین
را تفریق ساخت و مقدمهٔ جہاد را در تعویق انداخت و نرد و نما دو غل درباخت و بنیانِ کفر و فساد را بزعم
خود محکم کرد و بنیادِ اسلام و جہاد را متزلزل و ریاستِ باطله را منتظم نمود و امامتِ حق را متخلل۔ علاوه بریں
آں که آنچه در ہلاکِ ایں خاکسار و اتلافِ ایں ذره بے مقدار جد و جہد موفور و سعی نامشکور بکار برد و آنرا
بجز جمله حق شناسی پدرِ خود شمرد۔ جمیعے را از غدارانِ نہانی و مکارانِ پنہانی دریں کار و بار شب و روز دوانید
آخر الامر نوبت بدادنِ زہرِ جگر سوز رسانید غرض که لطفِ ربِ خبیر بحالِ ایں عاجزِ ضعیف مبذول بود و قہرِ
ملکِ قدیر در حقِ بدخواہانِ ایں نحیف بسانِ سیفِ مسلول۔ اگر ہماں کفالتِ ربانی و حمایتِ رحمانی شاملِ
حالِ ایں خسته بال نمی شد فی الحال بکمالِ استعمالِ دیوانه وار لباسِ ظہورِ ناسوتی می دریدیم و پرواردر
اساسِ نورِ ملکوتی می رسیدیم۔ غرض که ایں جا برانِ ناانصاف و ظالمان باعتساف بقدرِ استطاعت
خود در احکامِ ایں تدبیر و اتمامِ ایں تدبیر دقیقه از دقائقِ فساد در حقِ ایں اضعفِ عباد فرو نگذاشتند
خیر آخر گذشت آنچه گذشت۔ اما عجب تر آنکه تا حال که عرصهٔ زاید از یکسال گذشت ازیں قبائح! نعال
دست بردار نمی شود و ہمیں راه لیل و نہار می رود چه حیلہا است که برائے قتل و نہیب مجاہدین ہندوستان
نه برانگیخت و آبروئے بسیارے از دوستانِ فقیر نریخت۔ و ستدِ راه وصولِ مصارفِ مجاہدین گردید
در ابتدائے مجمع مسلمین چپ و راست دوید۔ الغرض الله بحبت کفرهٔ فجره چه بلا مبتلا گشت که از راهِ اسلام
بر ملا گشت و در موالاتِ کفارِ نابکار چه چیست و چالاک است و در معاداتِ مومنین ابرار چه سفاک و
بے باک در ایفائے مواعید کفرهٔ متمردین نہایت سرگرم است۔ و در اختلافِ مواثیق اہلِ دین بغایت
بے شرم اعانت رؤسائے کافران را از آثارِ ریاست می شمرد۔ و اہانتِ ضعفائے مسلمین را از احکامِ
سیاست بمعونت کافرین تبختری نماید و با خوت ابنائے آں فاجر لعین بغایت تکبر۔ ارتکابِ حقوقِ
مجعول منافی فتوت می شمارد و ادائے حقوق رسولِ مقبول مخالفت مروت۔ عجیب است که باوجود

ادعائے اسلام در بدخواہی سید الانام وخیر خواہی ملتِ کفرۂ لئام بہ نسبتِ کفارِ بدانجام هم سابق تر است ودر ایذائے عباد ومخالفتِ جهاد واشاعتِ فساد از اهل کفر وعناد فائق تر۔ وآنچه بنا بر تسلی طفلِ ساده لوحانِ صاف طینت وسینهٔ صافانِ ساده طویت در مقدمهٔ موالات آن کافرِ روسیاه بمقام عذرِ گناه بدتر از گناه این معنی اظهار می کنند که موالاتِ کافرِ لعین محض برائے حفاظتِ شعائرِ دین است وصیانتِ دماء واموال واعراضِ مسلمین این هم نوعے است از خدمت گذاری ملتِ اسلام وقسمے است از پاس داری سنت سید الانام پس این اخلالیست سراسر تلبیس واغوائیست سراپا تدلیس پاس احکام دین خود کے می دارد که بحفاظت شعائر این قدر همت می گمارد ودر قتل نفوس ونهیب اموال وهتک اعراض مسلمین خود چه قصور می فرماید که برائے صیانت آن این مداهنت وفتور می نماید مگر صیانت مومنین عباد از تعدیِ کفارِ بد نهاد از جملهٔ شعائرِ دین وتخریب بلاد واشاعت فساد به نسبت ضعفاء عباد محض بنا بر عداوت وعناد از اوامرِ شرعِ مبین یا امر اول از احکام حضرتِ حق است وثانیاً از منهیات عند حق ما او امر وتعالی ممنوع است وتواهی از غیر ممنوع قال الله تبارک وتعالی وَاِذْ اَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ وَلَا تُخْرِجُونَ اَنْفُسَكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُونَ ○ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِنْكُمْ مِنْ دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ○ وَاِنْ يَاْتُوكُمْ اُسَارٰى تُفَادُوهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ ط اَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّونَ اِلٰى اَشَدِّ الْعَذَابِ ط وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ○ علاوه برین آنکه اصل خیرخواه شرع مبین جناب سید المرسلین است صلی الله علیه وآله وسلم پس تفویق در ایشان در مقدماتِ دین از علامات منافقین انی لا عملکم بالله اتقاکم له حدیثے است ماثور وکلام سعدی شیرازی علیه الرحمة ؎

بزهد وورع کوش وصدق وصفا ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

مثلے مشهور است وظاهر است که آنجناب بجهتِ خوف لحوق نصرت معاندین بشعائرِ دین وجماهیر مسلمین گاهے در مقدمهٔ اقامتِ جهاد ومقاتلهٔ ارباب کفر وعناد مساهله نفرمودند وترکِ آن اختیار ننمودند بلکه وصول منافع ومضار دنیویه را بنسبتِ دین واهل دین بر تقدیر رب العٰلمین تفویض نمودند ما محمدیان را لازم که راه رهنمائے خود را محکم گیریم واتباع پیشوائے خود مسلم دقال الله تبارک وتعالی لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ بالجمله

حال نفاق مآل سردار مذکور بحدے رسیدہ است کہ نزد ہر دانائے ہوشیار و عاقل تجربہ کار قیام جہاد
بدون استیصال امثال این اہل فساد صورت نہ بندد و بناءً علیہ نگارش کردہ می شود کہ قتل و قتال او
و اتباعِ او لازم است۔ ازالۂ فساد بلکہ ہتک و استیصال ایشان قسمے است از اقامت جہاد و بمقابلہ
ایشان ماموریم و در مقابلۂ ما جوریم ہمانزد عسکرِ ما غازی است از جنود اللہ و مقاتلِ لشکر ایشان
عاصی است عند اللہ شہید ما مقبول است و میمون و قتیل ایشان مطرود است و ملعون و این حکم ثابت
است باصول اربعہ اسلامیہ یعنی بکتاب و سنت و اجماع و قیاس اما کتاب پس می گوییم کہ سردار مذکور
در قسمے از اقسام منافقین داخل است کہ قتل و قتالِ ایشان منصوص حضرتِ خلاق است جل و علا و
منطوق آیاتِ مالک بالاستحقاق اما این کہ او از جملۂ منافقین است۔ از پس کہ موالاتِ با کفار بد انجام
مواخات با فجار لئام بحدے می دارد کہ آثار آن ہویدا و آشکارا است کالشمس فی رابعۃ النہار و ہمین
موالات علامت نفاق است قال اللہ تعالیٰ فی سورۃ النساء وَبَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ
عَذَابًا أَلِيمًا الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ واما این کہ او در
قسمِ مذکور داخل است۔ پس بیانش آنکہ حضرتِ ملکِ علام در کلام ہدایت التیام خود چند اقسام
منافقین لئام مذکور فرمودہ از انجملہ بعض ایشان را ذکر کردہ کہ اگرچہ در دل قوت ایمانی و محبت رحمانی نمی
دارند اما ہیچ مضرتے بر رؤسائے ارکین یا ضعفائے مساکین می رسانند بلکہ بنا بر ظہور سطوت و عسکرِ
اسلام و وفورِ صولت اتباع سید الانام مرعوب گردیدہ۔ جبراً و کرہاً بظاہر در سلک مسلمین منسلک
اند و بباطن در محبت شیاطین منہمک و قومے دیگر را از ایشان مذکور فرمودہ کہ تدبیراتِ شقاق آمیز
تزویراتِ نفاق انگیز در بدخواہی اسلام و خیر خواہی کفار لئام جد و جہد موفور و مراتب
سعی نامشکور بجا می آرند و آن را باعثِ حفاظت و صیانتِ خود از تخریب معاندین نابکار و تثریب مجاہدین
اخیار می شمارند اما چون وقت محاربہ و مضاربہ میسر می شود پس در آن وقت در اعانت کفار بد انجام و
اہانت جنود اہل اسلام می کوشند چنانچہ عادت مستمرہ سردار مسطور است پس در حق این قسم منافقین
بقتال و جدال و ہتک و فتک امر صادر گردید چنانچہ حق جل و علا در سورۂ نساء می فرماید فَمَا لَكُمْ فِي
الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ و دو اقسام منافقین در ہمین رکوع ذکر نمودہ بعد ازان آخر ہمین رکوع فرمودہ
سَتَجِدُونَ آخَرِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا
فِيهَا فَإِنْ لَمْ يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُو
هُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأُولَٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُبِينًا ۝ واما سنت پس

بیانش آنکہ از سردارِ مذکور بکرات و مرات واقع گردید کہ بہر وقتیکہ مسلمین بنابر غیرت ایمانی و حمیت اسلامی شخصے را مقدم خود می سازند و طرحِ جہاد می نہند او می انداز زند این منافق بدانجام التیام کفار لئام پیش می کنند و در اجتماع اہل اسلام نیش می زنند و قتل این قسم منافقین لئام از احکام سید الانام است اخرج مسلم عن عرفجة قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول من اتاکم امرکم جمیع علی رجل واحد یرید ان یشق عصاکم و یفرق جماعتکم چنانچہ ہمیں حدیث را صاحبِ مشکوٰۃ ہم در کتاب الامارۃ والقضاء روایت کردہ و آما اجماع پس بیانش آنکہ اجماع سلف و خلف براین معنی متحقق گردیدہ کہ اگر قومے بر ترکِ چیزے از شعائر اسلام اصرار نمایند و معارضہ آمرینِ بالمعروف اختیار کنند پس قتل و قتالِ ایشان مباح و حلال می شود چنانچہ جناب خلیفۂ رسول اللہ ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بر سرِ مانعین زکوٰۃ فوج کشی فرمودند ہیچ تردّدے و تشکیکے درین مقدمہ ننمودند و در حق تارکین ختان و امثال ایشان ہمیں فتوی جاریست و درمیان علماے ہر چہار مذہب ہمیں دعوی ساری۔ و کدام شعار از شعائرِ اسلام از جہاد کفار لئام ارجح خواہد بود و کدام مرتبہ معارضہ از ارادۂ قتل و نہیب مجاہدین اقبح۔ و آما قیاس پس بیانش آنکہ از بسکہ لشکر سردار مذکور ارادۂ قتل و نہیب مجاہدین ہندوستان کردد در بعضے اوقات چپاول برایشان بردو رعایائے خود را برایشان برانگیخت و کسیکہ با ایشان نوعے از مواسات کرد فی الحال ابرویش ریخت پس ازیں سبب غازیان ہندوستان متوحش گردند غازیان خراسان متوقف پس گویا ارجاف فعلے کہ عبارت از افشاء اخبار موحشہ است از وصادر میگردد پس وقتیکہ در اہلِ حق ارجاف قولی کہ بمراتب اضعف از ارجاف فعلی است باخذ و قتل امر وارد گردید و چنانچہ حق جل و علا در سورۂ احزاب می فرماید۔ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا مَّلْعُونِينَ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا ٥ پس در حقِ مثلِ این اہلِ فساد بدخواہ کافۂ عباد امر مذکور بالاولی ثابت خواہد شد زیرا کہ علتِ امر مذکور در صورتِ منصوصہ ہمیں تفسیر مومنین و بیشتر کافرین و آن درین صورت اکمل یافتہ بلکہ اگر راست پرسی این صورت مفہوم بدلالۃ النص تصور باید کرد کہ قطعی است نہ معلوم بقیاس کہ ظنی است چون علت امر منصوص ظاہر و باہر است۔ بر جماہیر دانایانِ لغت و وجودِ آن درین صورت بطریق قوت و کمال بدیہی الغرض وقتیکہ حکم مذکور باصولِ اربعہ اسلامیہ ثابت شد حالانکہ پر ظاہر است کہ ثبوت حکمے از احکام باطلے از اصول اسلام ہم کافی و شافی است چہ جائیکہ باصولِ چہارگانہ مبرہن گردد لامحالہ بر ہر یگانہ و بیگانہ ظاہر و روشن شود و بناءً علیہ بخدمت جماہیر مسلمین خصوصًا مشاہیر مومنین نوشتہ می شود کہ برایشان

ازالۂ فساد کہ اساسِ قیام جہاد است کمر بستہ نمایند وحمیتِ اسلامی وغیرت ایمانی را کار فرمایند تا عند اللہ وعند الرسول وکافۂ مومنین وعلمائے مجتہدین سرخ رو شوند ودر خیر خواہی دین محمدی یک سو ویک رو وازلوث ناس شقاق والوارثِ نفاق مطہر وپاک گردند ودر امتثالِ احکام علام واتباع اوامر سید الانام چست وچالاک۔ ہر چند ایں عاجز خاکسار مع جمیع از مہاجرین ابرار ساعاتِ لیل ونہار درہمیں کاروبار مشغول است وظہور ثمرات آں درگاہ خواجۂ انس وجان عنقریب مامول۔ اگر کسے دیگر از مومنین مخلصین شریکِ حالِ ما گردد پس ہو لنست خوشتر واعلیٰ والا توکل بر مفاد کریمہ بشارت ضمیمہ یَا اَیُّہَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ از ہمہ بہتر واولیٰ۔

وآخر دعوانا انِ الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

اُردو ترجمہ مکتوب نمبر ۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بے حد حمد وتعریف اُس خداوند جل شانہٗ کو سزاوار ہے جس کی رحمت عام ہے جس نے پاک دل ایمان والوں اور چست وچالاک مسلمانوں کو اپنے فرمان کے ذریعہ جو قابلِ تعمیل ہے۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرو اور بدخصلت منافقوں اور فساد برپا کرنے والے دشمنوں کے متعلق اس طرح عتاب اور وعید فرمائی کہ تم ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو جاؤ۔

اور ہزاروں لاکھوں درود وسلام نہایت عاجزی اور لجاجت کے ساتھ تمام مخلوق کے اُن رہنماؤں اور پیشواؤں پر بھیجنا لازم ہے۔ جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کا کہ "جاہد الکفار والمومنین" یعنی جو جہاد کی تبلیغ پر مامور ہیں۔ اور اس آیت کریمہ کی حکمت اور افادیت کی آل و اصحاب اور متبعین کو یہ تعلیم دیتے ہیں کہ منافقین ملعون اپنے دل کی بیماری میں مبتلا ہیں ان کو موت کے گھاٹ اتار دو، بقولہٖ "اُخِذُوْ وَقُتِّلُوْا" اور اس طرح انھوں نے خدا کی خوشنودی حاصل فرمائی۔ اور فتح ونصرت کی خوشخبری پائی۔

اس کے بعد یہ بندۂ خدا اور خادم دین سید الابرارؐ۔ جو تمام مسلمانوں کا خیر خواہ ہے۔ اور امیر المومنین سے ملقب ہے، تمام اہلِ اسلام خواہ وہ شرفاء کرام کے طبقہ سے ہوں یا غریب، اس طرح عرض پرداز ہے اور حاصل کلام یہ ہے کہ اس دنیا کے خالق کا مقصد انسان کو پیدا کرنے کا یہ ہے کہ وہ اپنے پروردگار کی عبادت اور سردار عرب رسول کریم صلعم کی اطاعت کریں۔ نہ کہ لہو ولعب اور عیش وطرب میں مشغول رہیں۔ اصل کمال یہ ہے کہ خدائے لایزال کی رضا جوئی

حاصل کریں نہ کہ جاہ و جلال، منصب، اعلیٰ مراتب، عزت اور دولت اور خواہشات انسانی کے وسوسوں اور خزانوں اور مال کی افزائش کے خیال میں گم ہو جائیں۔ ہمیشہ سعادت کا سرمایہ اور دونوں جہاں کی راحت کا حصول ہی بزرگی اور وجاہت ہے۔ اس بادشاہ ان داتا اور زمین و زمان کے مالک کے پاس اپنے بھائیوں اور معاصرین میں شہرت اور امتیاز کی کوئی وقعت نہیں ہے۔ اگرچہ کہ عبودیت کے متوالے بندوں اور فرماں برداری کے پرستاروں کا شیوہ یہی ہے کہ وہ ہر حالت میں اُس مالک لایزال کی اطاعت گزاری سے موصوف ہوں، اور ہر لحظہ و ہر آن اُس خالق کین و مکان کی رضاجوئی میں مشغول اور ہزار دل و جان سے اُس خلاق انس و جان کی محبت میں محو ہو جائیں اور ایثار و محبت خداوندی کو ہر محبوب کی محبت اور ہر مقصد کے طلب کو اُس کی طلب پر ترجیح دیں۔ جو اس زمانے میں دنیا کے لوگوں میں زبان زد ہے بقولہٖ تعالیٰ ۔۔۔ یحبونہ، کحب اللہ والذین آمنوا اشد حبًا للہ ۔۔۔۔۔۔ لیکن ایسے اخلاص کے مراتب اور یہ مختص مرتبہ تمام افراد عالم اور ایک ہی فرد بشر کے لئے اُس کا حاصل ہونا نسبتاً نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ لیکن ہر خاص و عام کے لئے جو دین اسلام کا مدعی ہو اس قدر ضروری ہے کہ نور و ظلمت کی کشمکش اور کفر و اسلام کی لڑائی میں غیرت ایمانی کو کام میں لائے اور اسلام کی حمایت کی اقتضا یہ ہے کہ اُس پر عمل کریں۔ کہ ہر شخص ان حالات میں اپنی جان بھی حق کی مدد کرنے والوں کے لئے وقف کر دے اس میں کچھ شک نہیں کہ منافقت اور شقاوت خود کو آخری مرتبہ تک پہنچا دیتی ہے، جو شخص ایسی صورت میں بھی دین کی تائید میں اگر پہلو تہی کرے تو وہ بلاشک اپنے پروردگار کی مخالفت اور فساد و عناد کا داغ اپنی پیشانی پر لگا لیتا ہے۔ اور جو شخص اس معرکہ سے روپوش ہو جاتے تو وہ بھی یقیناً اپنی جان کو ایمان کے دائرہ سے خارج کر دیتا ہے۔ بقولہٖ تعالیٰ ۔۔۔ وارتابت قلوبھم فی ریبھم یترددون ۔۔۔ (ان کے لئے عذاب الیم ہے) اور جو شخص اُس بادشاہ بلند و برتر کے دین کے معاملہ میں اسلام کے لشکر کے غلبہ کا انتظار کرتا ہے تو حقیقت میں وہ بھی یتیموں اور ایسے صبر کرنے والوں کی صف میں شامل ہو جاتا ہے جن کا انجام اچھا نہیں،

بقولہٖ تعالیٰ ھَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ الخ

جو لوگ شک میں مبتلا ہیں اور مکر و بہانہ کی آڑ لیتے ہیں ان کے دلوں میں یہ وسوسہ ہے کہ جہاد کے لئے سامان جنگ مثل توپوں اور بندوقوں کی فراہمی اور بڑی تعداد میں فوجوں کا اجتماع اور دوسرے وسائل و ذرائع ضروری شرط ہیں اور اگر یہ تیاری اور یہ سامان نہ ہو تو بندگان خدا میں غدر مچ جاتا ہے ایسے خیالات باعث خلجان ہیں۔ اور وہم ہیں۔ جو قطعاً جھوٹ اور

بے سروپا ہیں۔ اس لئے کہ سب سے بڑے حاکم اور اُس حکیم کا حکم مقابلہ کے لئے ہتھیاروں کی فراہمی اور قتل وجدال کے آلات کے متعلق اسی قدر ہے کہ ان کی اسی حد تک تعداد رکھی جائے جس قدر استطاعت ہو۔ وغیرہ ...... اور لشکر کے جمع کرنے کے متعلق فرمایا کہ قلیل تعداد ہی اللہ کے حکم سے کثیر فوج پر غلبہ حاصل کرے گی (ترجمہ) خدا پر بھروسہ کرو۔

اور ارشاد ہوا کہ (اے میرے نبی تم کو اور تمہاری اتباع کرنے والوں کے لئے بس اللہ کافی ہے (ترجمہ) اور فرمایا کہ بس تم اللہ کی راہ میں جہاد کرو ...

اسی طرح شیطان صفت اشخاص اور مکر و فریب کا جال پھیلانے والے درویشوں نے اپنے شاگردوں اور مریدوں بلکہ گمراہ مسلمانوں کی ایک جماعت نے امراء اور سلاطین کی خاطر ان کے نائب بن کر فرعون اور شیاطین کی طرح شک وشبہ کا جال پھیلا رکھا ہے مکر و فریب کی گفت وشنید کرتے ہیں اور شبہات پیدا کرتے اور دل کو نہ لگنے والی ناپسندیدہ باتوں کو اپنے مخاطب اشخاص کے دلوں میں ڈال دیتے ہیں اور جو موجود نہیں رہتے اُن پر یہ بات افشا کردیتے ہیں کہ زبانی جہاد تیر و سنان کے جہاد سے افضل ہے اور نفس کے ساتھ جہاد جسمانی جہاد سے اکمل ہے۔ مخلوق کی تادیب وتنبیہ شہروں کو غارت کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔ اپنے ہم خیال افراد کو ترغیب دینا، مخالفین کو خوف زدہ کرنے سے اعلیٰ ہے۔ اور فسادات سے نفرت دلانا مساجد کی تعمیر سے بہتر ہے۔ رقیبوں سے جنگ کرنے سے زیادہ اچھی بات اپنے پیاروں کی ملاقات ہے۔ دل وجان سے بات چیت کرنا، تیر و تلوار سے زیادہ لذیذ ہے۔ محبوب کے ساتھ بیٹھنا اُس شخص کی مخالفت سے جس پر غضب نازل کیا گیا ہو زیادہ باعث عزت ہے۔ احباب کے حوصلہ اور ہمت کی تشہیر، دشمنوں کا ساتھ دینے سے زیادہ بہتر ہے۔ قصہ کہانی کہنا، محاصرہ کی دوڑ دھوپ سے ارفع واعلیٰ ہے۔ تمام غربا کی مصیبتوں کا لحاظ کرنا شیاطین کے لشکر کی تکالیف اور مصیبتوں سے زیادہ نفع بخش ہے" اسی طرح اور بھی مکر و فریب کی باتیں گمراہی پہ مبنی اور بے دلیل دعوے ہیں۔ (عربی آیات ....

يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ۔ الخ

حالانکہ مجاہدین کے لشکر کے حق میں پاؤں توڑ کر بیٹھے رہنے والی جماعتوں کے خلاف صاف صریح آیات قرآنی اور دلائل موجود ہیں۔ اور جھوٹے وسوسوں کو کام میں لانا اور اُن پر اعتراض کرنا سچائی کے مقابلہ میں بیکار ہے۔ نفسانی خیالات اور شیطانی وسوسے محض خیالی ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری ہے (کہ ایمان والے اور بیٹھے رہنے والے مساوی نہیں۔ الخ

اس لئے جو شخص جہاد کی جد وجہد کی برائی کرتا ہے یا دوسرے مشاغل کو اس پر ترجیح دیتا ہے اور خدا کی خدمت گذاری میں سستی کرتا اور غیر حق کی پاسداری میں چست و چالاک ہے اور اپنے معاصرین کی تحقیر میں جوش و خروش کا مظاہرہ کرتا ہے اور دوسرے مذاہب کو برداشت کرتا ہے وہ مخالفت میں جانی دشمنوں پر بھی سبقت لے جاتا اور مجاہدین کی اعانت میں سہل انگاری سے کام لیتا ہے، بس وہی تو ہے بڑا گنہگار اور سخت ظالم مردود اور بارگاہ لم یزلی میں راندۂ درگاہ — اور سخت وعید کا مستحق ہے۔ بقولہ تعالیٰ (قرآن) اس پر لعنت بھیجتا ہے اور وہ بڑی ظالم قوم ہے (الخ) اور ہم تو بقول شخصے "دست بکار و دل بیار" یعنی ہاتھ تو ہمارے کام میں مصروف ہیں مگر دل ہمارا اپنے دوست حقیقی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔

ہم سرو آزاد کی طرح ہیں جو خزاں و بہار میں ہرا بھرا رہتا ہے، اور ہر زمانہ اور مقام میں اُس جمال لازوال کا آئینہ دار ہے۔ اور ہجر و وصل کی سخت جانی اور مصیبتوں کے اظہار کے لئے تختۂ مشق بنا ہوا ہے۔ کیونکہ ہم اپنے دوست کی وادی میں سرگرداں ہیں اور تمام پہاڑوں اور بیابانوں میں بے سروساماں ہیں، جان تو ہمارے جسموں میں ہے اور جسم کے پرزے اڑ گئے ہیں اور دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے، سینہ چاک چاک ہے اور دوست ہمارے غمناک ہیں۔ جن کا ایک ہاتھ تو جیب میں ہے اور دوسرا رقیب کے گریبان میں۔

ظلم و مہربانی اور عشق کی شکایتیں، اور اُس کا زور شور وہ بھی گوشۂ عافیت میں . . . . وہم و خیال صرف باتوں کی شعبدہ بازی ہے... مردانگی کے میدان میں تو، سینکڑوں قیل و قال، چناں و چنیں حقیقت حال بن جاتے ہیں۔ یہ تمام خوشامد کی باتیں ہیں۔ یہ سب افسانے، اور افواہیں ہیں۔ ان سب کا اظہار تکلف اور چاپلوسی ہے۔ ہماری بات سراسر حقیقت اور ان کی باتوں میں گمراہی ہے چونکہ ہم لوگ پروردگار عالم کے بندے ہیں، اور رسول مختار کے امتی ہیں، اور بلا شک اسلام کے مدعی ہیں، اور اپنی جان کو محمدیوں میں شمار کرتے ہیں، جب کہ ہم نے کلام اللہ کو اس بات پر ناطق سمجھ لیا ہے، اور رسول اللہؐ کو سچا تصور کیا ہے۔ ناچار، خدا کے واسطے اور اللہ کے راستہ میں خدا کے حکم کی تعمیل میں ہم نے کمر ہمت چست کر لی ہے، رسول اللہ کی سنت کی پیروی میں رختِ سفر باندھ لیا ہے۔ اور ہندوستان و سندھ و خراسان کے شہروں کے دورہ کے لئے نکل پڑے ہیں۔ جنگلوں اور پہاڑوں میں تمام زحمتوں کو برداشت کرتے ہوئے صرف خیر کے طالب ہیں۔ آخر کار ہم دور دراز شہروں میں پھر پھر کر پہاڑوں اور

جنگلوں کو پھاند کر یوسف زئی کے علاقوں میں پہنچ گئے، اور ان کے لئے اس سبب سے بڑی عبادت کی ادائی کا سبب بن گئے، اُن مخلص احباب اور مسلمانوں نے بغیر کسی شک و شبہ کے اس فقیر کے ساتھ ترک کی اور پروردگار قادر مطلق کے، دین کی مدد کے لئے تیار ہو گئے، اور اس میدان میں تمام بھائیوں سے گویا سبقت لے گئے، اور آمد و رفت کی تکالیف برداشت کیں، اور فتح و شکست کی اونچ نیچ دیکھ لی۔ چنانچہ اب تک اسی کام میں وہ سرگرم اور چست و چالاک، بلند حوصلہ اور بے باک ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہم لوگوں کے جب تک دم میں دم ہے۔ صرف رضائے خداوندی کے طالب ہیں اور اُس کے سوا سب کی طرف سے ہم نے آنکھ بند کر لی ہے اور دنیا و مافیہا کو ہم نے خیرباد کہہ دیا ہے اور محض اللہ کے واسطے ہم نے علم جہاد بلند کیا ہے، مال و دولت، جاہ و جلال، امارت سیاست اور حکومت و سلطنت کی طلب سے ہم نے ہاتھ اٹھا لیا ہے اور ہرگز غیر حق کے کسی اور چیز کے طالب نہیں ہیں، اگرچہ ہم عاجز، خاکسار اور ذرۂ ناچیز ہیں، لیکن بلا شک حق تعالیٰ کی محبت میں سرشار اور غیر حق کی محبت سے بالکل نابلد۔ نہ تو ہم کو مسلمان امراء میں سے کسی کے ساتھ کوئی تنازعہ ہے اور نہ کسی مسلمان رئیس سے مخالفت ہے۔ ہمارا مقابلہ کفار لعینوں سے ہے نہ مدعیان اسلام سے۔ بلکہ صرف لانبے بال والے سکھوں سے ہماری جنگ ہے، کلمہ گویوں اور اسلام کے طالبوں سے نہیں ہے اور نہ سرکار انگریزی سے ہم کو کوئی مخاصمت ہے اور نہ کوئی جھگڑا ہے کیونکہ ہم تو اُس کی رعایا ہیں۔ بلکہ ہم کو تو اُس کی حمایت میں رعایا کے مظالم کا استیصال کرنا ہے۔ چنانچہ یہ بات ہر خاص و عام شخص پر روشن اور ہر طبقہ کے لوگوں پر مسلم ہے۔ لیکن افسوس صد افسوس ہے کہ پشاور کے سردار نے ہرگز اس چیز کو نہیں سمجھا، اور حق شناسی کی نظر سے اُس کو کبھی بھی نہیں دیکھا اور نہ کان کھول کر اُس کو سُنا۔ اور نہ ایمان کی لذت سے روح کو محظوظ کیا۔ بلکہ اسلامی غیرت کی اُس نے بو بھی نہیں سونگھی۔ مجاہدین کے لشکر کو دیکھ کر وحشی جانوروں کی طرح بھاگ گیا۔ اور مسلمانوں کی جماعتوں کو منتشر کرنے کے لئے ہر طرف بھاگ دوڑ مچا دی، چنانچہ یہ اُس کی پرانی عادت ہے کہ مجاہدین کے گروہوں کے مقابلہ میں دشمنوں کے لشکر کی تائید میں وہ بے حد کوشاں رہتا ہے اور اُس کو اپنی عقل و فراست کا کمال سمجھتا ہے، چنانچہ یہ حرکت اُس سے مکرر سہ کرر ظاہر ہو چکی ہے اور اس اضلاع کے کثیر مسلمانوں اور جم غفیر کے سامنے اُس سے ایسی فحش حرکتیں اور نہایت برے افعال صادر ہو چکے ہیں۔ چنانچہ شریر النفس کفار کے ساتھ وزیر فتح خاں کی جنگ اور ان نابکار فجار کے ساتھ سردار عظیم خاں کے معرکوں میں اس

نے جو کچھ کیا ہے وہ ، ہر خاص و عام شخص کو معلوم ہے اور یہ بات تمام مسلمانوں میں مشہور ہے
اس نے کفر و دشمنی اور فسق و فساد کی جڑیں نہایت سخت جد و جہد سے تمام دارالاسلام میں
پیوست کر دیں ۔ اور سلطنت و خلافت کے خانوادہ اور امارت و جلالت کے گھرانوں ، مجاہدین
کے لشکروں ، بلکہ تمام مسلمانوں کو دور دراز شہروں اور کوہ و بیابان کے اطراف بے سر و سامانی
کی حالت میں پراگندہ اور پریشان کر دیا ، ہزاروں مسلمانوں کا قتل ، تمام عورتوں کی عزت ریزی
اور تمام بدترین جرائم جو ذلیل کفار سے ہر خاص و عام کے متعلق منسوب ہیں ؛ وہ سب کے سب
اُس کے اعمال نامہ میں لکھے گئے ۔ ہزاروں مسجدیں ویران اور بے حساب عبادت خانے جلا دیئے
گئے اور قسم قسم کی ذلت صاحب اقتدار اشخاص کو اور طرح طرح کی تکلیفیں غریب مجبوروں کو اور
ظلم و فساد اور ہر قسم کی بغاوت اور دشمنی ، جو سرکش کفار کے ہاتھوں تمام اہل اسلام کے سر پر گزریں ۔
وہ تمام اُس کے اعمال میں محسوب ہو گئیں ۔ اسی طرح اس موقع پر پُر غضب غازیوں کا اجتماع
اس عاجز و خاکسار کی رفاقت میں اُس پروردگار کے دین کا کلمہ بلند کرنے اور سید مختار کی سنت
کو زندہ کرنے میں ظہور پذیر ہوا ، اور مقابلہ میں جدال و قتال ، اور مار پیٹ کی نوبت تک پہنچ
گئی تھی ۔ سردار مذکور نے اگرچہ کہ اس نور کے ظہور کے آغاز کے وقت ہی اپنے حسد بھرے دل
میں مخالفت کا ارادہ رکھا تھا ، اور اپنے سینۂ پر کینہ میں لڑائی جھگڑے کا تخم بویا تھا ۔ آخر کار
ایسے وقت میں جبکہ دشمن کے مقابلہ میں لڑائی کا سمندر موجیں مار رہا تھا اور توپ و بندوق کی گرج
دامادازیں معرکہ و جدال کی داد دے رہی تھیں بدبختی اور جھگڑے کی بنیاد پڑ گئی اور اس نے مسلمانوں کی . . .
فوج کو تتر بتر کر دیا ۔ اور جہاد کے معاملہ کو لیت و لعل میں ڈال دیا ۔ اور دغا و مکر کی چال
چلی اور اپنے زعم میں کفر و فساد کی جڑیں مضبوط کر دیں ، اور اسلام و جہاد کی بنیاد متزلزل کر دی
اصلاً ایک جھوٹی باطل حکومت کی تنظیم کی ۔ اور یہی امامت میں خلل ڈال دیا ۔ اس کے علاوہ وہ
. . . اس خاکسار کی ہلاکت اور اس ناچیز کو برباد کرنے میں سخت جد و جہد کرتا رہا ۔ اور سعی ناکام
میں مصروف رہا ، اور اس کو اپنے باپ کی کمال حق شناسی تصور کر کے پوشیدہ غداروں مکاروں اور
دغا بازوں کی ایک جماعت کو رات دن اسی کاروبار میں دوڑاتا رہا ۔ آخر کار جگر کو جلا دینے
والے زہر کے دینے کی ٹھانی ــــ مگر پروردگار خبیر کا لطف و کرم اس عاجز و ضعیف کے
شامل حال تھا اور اُس مالک قادر مطلق کا قہر اس ناچیز کے بدخواہوں کے حق میں ننگی تلوار کا کام دے
رہا تھا ــــ اگر ربانی کفالت اور رحمانی حمایت اس کمزور بازو والے کے شامل حال نہ ہوتی تو

ہیں سر دست اس جسم ناسوتی کے لباس کو دیوانوں کی طرح اتار پھینکنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتا اور اُس کو پارہ پارہ کر دیتا اور میری روح پرواز کرکے نور ملکوتی میں جا ملتی غرض یہ ناانصاف جابر اور ظالم بے راہ رو ٹیڑھی چال چلنے والے نے اپنی استطاعت کے لحاظ سے مکر و فریب کی کوششوں کو انجام تک پہنچانے میں اور نت نئی فتنہ پردازیوں میں کوئی دقیقہ اس عاجز کے حق میں اٹھا نہیں رکھا، بہر حال جو کچھ سر پر گزرنی تھی وہ گزر گئی۔ لیکن زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ اب تک کہ ایک سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے۔ اپنے ان برے کاموں سے اس نے ہاتھ نہیں اٹھایا۔ اور رات دن اس کو یہی دھن سوار ہے۔ مجاہدین کے قتل اور ہندوستان کے مجاہدین میں دہشت پھیلانے میں کونسا حیلہ اور کسر باقی ہے جس کو وہ کام میں نہ لایا ہو۔ اور اس فقیر کے بہت سے دوستوں کی عزت و آبرو برباد نہ کی ہو۔ اور مجاہدین کے مصارف وصول کرنے میں روڑے نہ اٹکائے ہوں یہ لوگ مسلمانوں کی ایذا رسانی میں تگ و دو سے باز نہیں آئے۔ اللہ اللہ کفار اور فجار کی محبت میں یہ کس بلا میں گرفتار ہو گئے۔ کہ اسلام کے راستے سے دیکھتے دیکھتے علانیہ پھر گئے۔ وہ کفار نابکار سے تعاون کرنے میں چست و چالاک ہیں اور نیکو کار مسلمانوں سے لگاتار دشمنی میں کس قدر سفاک اور بے باک اور کفار سرکش کے وعدوں کے وفا کرنے میں کس قدر سرگرم ہیں۔ دین داروں کے معاہدوں سے اختلاف کرنے میں نہایت بے شرم اور کافروں کے رئیسوں کی اعانت کو مملکت کی نشانی سمجھتا ہے، مسلمان ضعیفوں کی اہانت کو سیاست سمجھتا اور کفار کی اعانت پر بڑا فخر ظاہر کرتا ہے۔ اور اس فاجر ملعون کے فرزندوں سے بھائی چارہ کے اظہار میں اُس کو کس قدر غرور ہے۔ مخلوق کے حقوق کی پائمالی کو اپنی جوانمردی سمجھتا ہے اور حضرت رسول مقبولؐ کے حقوق کی مخالفت کو مروت۔ تعجب ہے کہ باوجود اسلام کا مدعی ہونے کے، سید الانام کی بدخواہی، اور بدبخت کفار بدانجام کے مقابلہ میں سب سے زیادہ سبقت لے گیا ہے، خدا کے بندوں کی ایذا رسانی، جہاد کی روک ٹوک اور فتنہ و فساد کی اشاعت میں، کفار اور دشمنوں سے بھی بڑھ چڑھ کر ہے۔ . . . . بھولے بھالے، صاف طینت، صاف دل اور صاف نیت اشخاص کے تعاون کے معاملہ میں اُس کا زرد سیاہ کا عذر گناہ بدتر از گناہ ہے۔ کہتا یہ ہے کہ کافر ملعون سے دوستی محض شعائر دین کی حفاظت کے واسطے ہے، مسلمانوں کے مقاصد اور جان و مال بچانے کے لئے ہے، یہ بھی مذہب اسلام کی خدمت گزاری کا ایک طریقہ اور سنت سید الانام کے پاس و لحاظ کا ایک ذریعہ ہے، غرض یہ صریح مکر و فریب

اور گمراہی اور اپنے عیب کو چھپانے کا حیلہ ہے۔ دین کے احکام کی پاسداری کا دعویٰ بھی خوب ہے۔ یہ تو اللہ کا نہیں اس کا اپنا دین ہے جوان بے دینوں کے طریقوں کی حفاظت میں اس قدر جرأت اور ہمت سے کام لیتا ہے۔ انسانوں کے قتل اور مال و دولت کے فکر اور مسلمانوں پر اعتراض اور توہین میں آخر اس نے کیا کسر اٹھا رکھی ہے۔ دین کی حفاظت اس کے تساہل اور خلل اندازی سے ظاہر ہے۔ کیا مسلمانوں اور خدا کے بندوں کی بدکردار کفار کے ظلم و تعدی سے حفاظت اور شعائر دین اور شہروں کا برباد کرنا۔ فساد برپا کرنا ایک ہی بات ہے؟ خدا کے کمزور بندوں سے محض عداوت اور مخالفت کی بنا پر ہے یا محض شرع مبین کے احکام کی رو سے؟ کیا اول الذکر حق تعالےٰ کے احکام میں داخل ہیں۔ اور ثانی الذکر اس کے امتناع سے متعلق ہیں۔ حق تعالےٰ کے احکام تو سنے ہوئے ہیں۔ اور مواخات کو بھی اس نے سنا ہی ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے (جب ہم نے اُن سے یہ وعدہ لیا کہ تم خون مت بہاؤ اور اپنے شہروں کے باہر مت جاؤ۔ الخ) اس کے علاوہ جناب سید المرسلین کی شریعت کا اصل خیر خواہ تو وہی ہے۔ غرض دین کے معاملات میں منافق کا عمل تقویٰ پر مبنی نہیں ہوتا۔ یہ بڑی اچھی حدیث ہے۔ بقول سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ ؎

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

زہد و تقویٰ سچائی اور خلوص کی کوشش تو کرو۔ لیکن اُس کو حضرت مصطفےٰ پر ترجیح مت دو۔ مثل مشہور ہے اور ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم نے دشمنان دین کے خوف، اُن کی فتح، شعائر دین، اور تمام مسلمانوں کی خاطر کبھی بھی جہاد کے قائم کرنے، کفار اور دشمنوں کے تہ تیغ کرنے میں سستی نہیں فرمائی اور نہ اس سے گریز فرمایا۔ بلکہ دنیا کے نفع اور نقصان کو دین اور دینداروں کی خاطر پروردگار عالم کے فیصلہ پر چھوڑ دیا۔ ہم محمدیوں پر لازم ہے کہ اپنے رہنما کے راستہ کو مضبوط پکڑ لیں۔ اور اپنے پیشوا کی اتباع کو مسلم سمجھیں۔ بقولہ (رسول اللہ کا اُسوۂ حسنہ تم کو کافی ہے)

خلاصہ یہ کہ سردار مذکور کی منافقت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ ہر عقلمند ہوشیار تجربہ کار کی رائے میں جہاد قائم رکھنا بغیر ایسے فتنہ برپا کرنے والوں کے استیصال کے ممکن نہیں ــ ان حالات کے تحت لکھا جاتا ہے کہ اس کے ساتھ قتل و جدال اور اس کی بیخ کنی بھی ایک صورت ہے ازالۂ فساد کی ــ ان لوگوں کی توہین اور بیخ کنی اقامت جہاد میں شامل ہے، جہاد

کے نفاذ اور اُن کے مقابلہ کے لئے ہم مامور ہیں، اور اُن سے ہاتھا پائی کرنا ہمارے لئے باعث ثواب ہے۔ ہماری فوج کا ہر مبارز غازی ہے اور اللہ تعالیٰ کی فوج کا سپاہی ہے اور اُن کے لشکر کا مقتول گنہگار ہے، اور ہمارا شہید اللہ کے پاس مقبول اور مومن ہے۔ اور اُن کا مقتول مردود ملعون، اور یہ حکم اسلام کے چاروں مقررہ اصولوں یعنی کتاب و سنت، اجماع اور قیاس سے ثابت ہے۔ لیکن قرآن کی رو سے پھر یہ کہتا ہوں کہ سردار مذکور منافقین کی ایک قسم میں شامل ہے، اور ان کے تسا ل پر خلاق جہاں جل شانہ، کی آیات بلحاظ استحقاق ناطق ہیں۔ بلاشبہ وہ منافقین میں سے ہے، کفار بدانجام کے ساتھ موالات اور بدبخت فاجروں سے بھائی چارہ وہ اس حد تک رکھتا ہے کہ اُس کے آثار روز روشن کی طرح ظاہر ہیں۔ اور اُن سے باہم دوستی ہی نفاق کی علامت ہے خدائے تعالیٰ سورۂ نساء میں ارشاد فرماتا ہے کہ (منافقوں کو دوزخ کی خوش خبری سنا دو۔ الخ) کہ وہ شخص اسی ذیل میں آتا ہے اس بادشاہ بلند و برتر نے اپنے کلام ہدایت نشان میں اپنے بدبخت منافقوں کی چند قسمیں بیان فرمائی ہیں، جن کے منجملہ اُن میں سے بعض کا ذکر کر دیا گیا ہے کہنے کو تو اُن کے دل میں قوت ایمانی اور اللہ کی محبت موجود ہے، مگر وہ نقصان مسلمان رؤسا کے ارکان اور غریب مسکینوں کو پہنچاتے ہیں باوجود اس کے کہ اسلامی لشکر کے دبدبہ اور سید الانام کے اتباع کا رعب و داب ان کو مرعوب ہے۔ مگر جبراً و قہراً یہی مسلمانوں کی صف میں منسلک ہیں، اور باطن میں شیاطین کی محبت میں منہمک ہیں۔ اب رہا دوسری قوم کے متعلق جس کا ذکر کیا ہے کہ وہ مخالفت آمیز تدابیر اور اسلام میں نفاق کو ابھارنے والی بدخواہی کا جال مکر و فریب سے پھیلاتے ہیں اور شقی کافروں کی خیر خواہی میں بے حد کوشش کرتے اور ناشکور سعی سے اپنا کام نکالتے اور اس کو اپنی حفاظت و صیانت کا وسیلہ ٹھہراتے ہیں اور اس عمل کو نالائق مخالفین کی بربادی جتلاتے مگر دراصل نیک سیرت مجاہدین کی طعن و تشنیع قرار دیتے ہیں۔ اور جب جنگ و جدال کا وقت آتا ہے تو اُس وقت کفار بدانجام کی اعانت اور اہل اسلام کے لشکر کی شکست اور خون ریزی میں کوشش کی جاتی ہے۔ چنانچہ اس سردار کی ہمیشہ سے عادت ہی یہی ہے۔ اسی لئے ایسے منافقین کے حق میں سورۂ نساء میں ارشاد فرماتا ہے فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ ۔ اس کے بعد اسی رکوع کے آخر میں فرماتا ہے۔ ستجدون آخرین ....

غرض کہ سردار مذکور سے متعدد مرتبہ جو کردار ظاہر ہوا ہے وہ یہی ہے

جس وقت بھی مسلمانوں نے اپنی غیرت ایمانی اور حمایت اسلامی کے مدنظر کسی شخص کو اپنا پیشوا بنایا اور اُس کے نام جہاد کا قرعہ ڈالا، تو یہ بدانجام منافق سے کمبخت کافروں سے ساز باز کرتے اور مسلمانوں کے اتحاد میں خلل ڈالتے ہیں۔ اس قسم کے منافقین کے متعلق مخلوق کے سردار آنحضرت صلعم کے احکام یہ ہیں۔ اخرج مسلم عن عرفجہ

چنانچہ اسی حدیث کو مشکوٰۃ کے مصنف نے کتاب الامارۃ والقضاء میں نقل کیا ہے۔ لیکن اگلے اور پچھلے علماء کا اجماع اس بات پر متحقق ہے کہ اگر کوئی قوم شعائر اسلام میں سے کسی چیز کو ترک کرنے کے متعلق اصرار کرے اور امر بالمعروف کے متعلق لڑائی جھگڑا اختیار کرے تو اُن سے مقاتلہ اور مقابلہ مباح اور جائز ہے۔ چنانچہ حضرت رسول کریم کے خلیفہ ابوبکر صدیق رضی نے زکوٰۃ سے منع کرنے والوں پر فوج کشی فرمائی ہے۔ اور اس معاملہ میں کوئی شک وتردد ظاہر نہیں فرمایا اور ختنہ نہ کرنے والوں نیز ایسی اور چیزوں کے متعلق بھی یہی فتویٰ جاری کیا گیا ہے۔ اور چاروں مذاہب کے علماء کا بھی یہی ادعا ہے کہ اسلام کے شعائر میں کونسا طریقہ بدبخت کفار کے ساتھ جہاد کے متعلق قابل ترجیح ہوگا اور کونسا مرتبہ مجاہدین کے قتل اور ہیبت سے متعلق قابل اعتراض اور بدترین ہوگا۔ البتہ قیاس کے متعلق عرض یہ ہے کہ چونکہ سردار مذکور کے لشکر نے ہندوستان کے مجاہدین کے قتل اور ان پر رعب جمانے کی ٹھان لی ہے اور بعض اوقات اُن پر چھاپے بھی مارے ہیں اور اپنی رعایا کو اُن کے خلاف مشتعل بھی کردیا۔ اور جس شخص نے اُن کے ساتھ کسی نہ کسی طرح کی رعایت کی اُن کی عزت خاک میں ملادی، چنانچہ ہندوستان کے غازیوں پر تو وحشت سوار ہوگئی اور خراسان کے غازیوں نے ہاتھ روک لیا۔ جھوٹی افواہوں کا پھیلانا بھی نشہ کی طرح ہوتا ہے۔ مگر یہاں تو زبانی افواہ اہل حق کی پکڑ دھکڑ اور قتل کی صورت میں ظاہر ہوگئی۔ حق جل شانہ سورۂ احزاب میں ارشاد فرماتا ہے۔ (منافقین کے دل بیمار ہوا کرتے ہیں . . . . ان کو پکڑو اور قتل کردو)

بہرحال ایسے فتنہ پردازوں کے حق میں جو تمام مخلوق کے بدخواہ ہیں، حکم مذکور بوجہ اولیٰ ثابت ہوجائے گا۔ کیونکہ حکم مذکور کی علت غائی اس نص کی شکل میں مومنوں کیلئے واضح ہے اور زیادہ تر کافروں کے حق میں ہے اور وہ اس صورت میں مکمل اور ٹھیک ہے۔ بلکہ اگر تم سچ پوچھتے ہو تو اس مفہوم کو اُسی آیت کی دلیل میں تصور کرنا چاہئے جو قطعی ہے، قیاس نہیں جو ظنی ہوا کرتا ہے۔ جب امر قطعی کی جو بلاتاویل ہو اُس کی علت غائی ظاہر و باہر ہے تو تمام قابل تعریف دانشوروں کے پاس اُس کا

وجود ایسی صورت میں اپنی پوری قوت وکمال کے ساتھ بلا دلیل ثابت ہے۔ غرض جب کہ حکم مذکور اسلام کے چاروں اصول کے لحاظ سے ثابت ہوگیا، حالانکہ یہ بات ظاہر وصاف ہے کہ اور احکام کے منجملہ حکم کا بھی ثبوت جو اسلامی اصول کی جڑ ہے کافی اور تسلی بخش ہے۔ قطع نظر اس کے کہ چاروں مقررہ اصول سے یہ چیز صاف اور روشن ہوجائے۔ چارو ناچار ہر شخص پر خواہ وہ یگانہ ہو یا بیگانہ ہو۔ واضح ہوجاتا ہے۔ اسی بنا پر تمام مسلمانوں کو خصوصاً مشاہیر مسلمانوں کو لکھا جاتا ہے کہ جہاد کا نفاذ چونکہ ازالہ فساد کے لئے ہے، لہٰذا جہاد کے لئے کمر باندھ لیں، اور اسلام کی حمایت اور غیرت ایمانی کو کام میں لائیں۔ تاکہ خدا اور اُس کے رسول اور تمام مسلمانوں اور علماء مجتہدین کے پاس سرخ روئی حاصل ہو۔ اور دین محمدی کی خیر خواہی میں یک سوئی اور خلوص کے ساتھ جو عداوت اور منافقت کی آلودگی سے پاک وصاف ہو، مطہر اور پاک ہوجائیں۔ اور اُس بلند و برتر بادشاہ حقیقی کے احکام کی تعمیل اور خلق اللہ کے سردار رسول کریم کے احکام کی اتباع کے لئے چست و چالاک رہیں۔ اگرچہ کہ یہ عاجز و خاکسار نیک مہاجرین کی جماعت کے ساتھ رات دن اسی کام میں مشغول ہے۔ اور اس کے نتائج کے ظہور میں آنے کا مالک انس وجان کی درگاہ سے امیدوار ہے۔ اگر مخلص مسلمانوں میں کوئی اور شخص بھی ہمارا شریک حال ہوجائے تو اس سے بڑھ کر خوشی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ ورنہ ہمارا توکل اس آیت کریمہ کے مفاد اور بشارت پر ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ یا ایھا النبی حسبك اللّٰه ومن اتبعك من المومنین۔ (اے اللہ کے نبی تمھارے لئے اللہ کافی ہے، اور وہ مومنین جو تمھاری اتباع کرتے ہیں) جو سب سے بہتر اولیٰ اور اس آیت کریمہ کے فائدہ پر مبنی ہے۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للّٰه رب العالمین وصلی اللّٰه تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد واٰلہ واصحابہ اجمعین۔

نمبر ۴ مکتوب از جانب امیر المومنین سید احمدؒ بنام سردار یار محمد خان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از فقیر سید احمدؒ بخدمت عمدہ خوانین عظام قدوۂ اراکین عالی مقام حشمت مآب جلالت انتساب۔ والا مناصب کثیر المناقب سردار یار محمد خاں صاحب سلمہم اللہ تعالیٰ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ۔ رقیمہ کریمہ در موضع خویشگی نزد فقیر رسید مضامین مندرجہ واضح گردید۔ مخدوما حقیقت الامر آنست کہ ایں فقیر از بندگانِ اطاعت شعار مطیعانِ مالکِ مختار است۔ بجز مالک علی الاطلاق و ملک بالاستحقاق جلت قدرتہ و عمت رحمتہ

کسے را از مخلوقات و یکے را از ممکنات بر سر خود حاکم نمی داند و در حق خود منعم نمی شمارد و بہیچ یکے از مخلوقین بجز ذات پاک رب العالمین اعتماد نمی دارد ۔ ہر چند این معنی بر ضمائر مودّت و غائر دوستان فقیر واضح و لائح است اما بنا بر مزید تاکید باز بطریق تجدید می گوید کہ خدائے پاک را جل و جلالہٗ و عم نوالہٗ کہ دانائے پنہان و آشکارا و عالم بجمیع خفیات و اسرار است گواہ می کنم برین معنی کہ آنچہ داعیہ جہاد و عزم ازالۂ فساد در آزادیان (سکھان) کہ در خاطر فقیر ریختہ اصلاً و مطلقاً بکدورت طلب مال و عزت جاہ و جلال و حشمت و امارت و سلطنت و نام و نشان و ترفّہ بر اخوان و اقران ہرگز ہرگز ممزوج و مخلوط نیست ۔ آنچہ دعوت مسلمین بسوئے اقامت این رکن رکین از فقیر صادر می گردد بجہت ہدایت ایشان بسوئے رضا مندی حضرت رب العالمین و اتباع سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم است، و ہیچ غرضے از اغراض خسیسہ دنیاویہ درمیان نہ واللّٰہ علیٰ ما نقول وکیل ۔ پس فقیر را از اہتمام این جہد و جہد ہمین معنی منظور است کہ امتثال احکام الٰہیہ کہ در مقدمہ قتال اہل کفر و ضلال وارد شدہ چنانچہ کلمہ جَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ در کلام مجید جا بجا واقع گردیدہ از فقیر صورت بندد بالجملہ بندہ اطاعت شعار را بجز امتثال اوامر مولائے خود چارہ نیست ۔ و آنچہ وعدۂ الٰہیہ بکفالت و وکالت مجاہدین و تائید نصرت مقاتلین صادقین وارد گردیدہ چنانچہ منطوق لازم الوثوق وَإِنَّ جُندَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ۔ وکلمہ كَذَٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نَنصُرُ الْمُؤْمِنِينَ وکلمہ ۔ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنصُورُونَ وکلمہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۔ ہمین مواعید مذکورہ درباب تسلّی خاطر و اطمینان قلب و اعتماد بر خزائن رب العالمین این فقیر را و سائر مؤمنین مخلصین را کافی و شافی است ۔ پس فقیر بر ہمین مواعید الٰہیہ اعتماد نمودہ و امتثال احکام حاکم خود را قبلہ ہمت خود ساختہ و جمیع ما سوا اللہ را پس پشت انداختہ و از چپ و راست چشم ہمت بستہ و راہ راست رضا جوئی مولائے خود پیش رو نہادہ بکمال اطمینان و فرحت و نہایت بشاشت و مسرت درین راہ تگا پوئے می نماید ہر کہ شرکت فقیر درین باب اختیار کرد سعادت دو جہانی و راحت جاودانی بدست آورد ہر کہ درین باب از رفاقت فقیر سر پیچد لابد روزے دست ندامت خواہد گزید زیرا کہ فقیر درین باب باشارات غیبی مامور است و بہ بشارت لاریبی مبشر ہرگز ہرگز شعبۂ وسوسۂ شیطانی و شائبہ ہوائے نفسانی باین الہام رحمانی ممتزج نیست بالجملہ فقیر را امتثال حکم الٰہی از تہ دل مقصود است و اعتماد

بوعدہ الٰہیہ بکلی حاصل - واما این کہ وعدہ الٰہیہ بچہ طور ظاہر گردد پس بندہ عبودیت شعار را چہ یارا کہ از مالک خود بپرسد کہ وعدہ خود بچہ طور ایفا خواہی کرد۔ کہ این سوال خارج از قانون آداب عبودیت است بالجملہ از گفتگو و چون و چرا بیزارم و از ماندۂ اطاعتِ محض ذلہ بردارد والسلام علیٰ مَنِ اتبع الھدیٰ وَاجتنب عن اتباعِ النفسِ ۔ رحمانی و انوار ایمانی مکنون می دارد و از حیطۂ تحریر و تقریر۔ بیرون است۔ زیادہ والسلام مع الاکرام۔

اُردو ترجمہ مکتوب نمبر۲۱

والا مناصب سردار یار محمد خاں صاحب سلمہٗ - سلام مسنون۔

واضح ہو کہ آپ کا کرم نامہ موضع "خویشگی"[1] میں مجھے وصول ہوا۔ مضامین مندرجہ سے آگاہی ہوئی - مخدوم من، یہ فقیر اپنے مالک مختار کا اطاعت گزار بندہ ہے، سوائے اُس مالک الملک مطلق کے مخلوقات میں سے کسی شخص کو بھی اپنا حاکم نہیں سمجھتا، اور نہ اپنے حق میں اُس کو اپنا ولی نعمت شمار کرتا ہے۔ اور نہ مخلوق میں سے کسی پر بجز اُس پاک پروردگار عالم کے اعتماد رکھتا ہے - یہ چیز اس فقیر کے مخلص دوستوں کے دلوں پر واضح اور روشن ہے، البتہ مزید تاکید کے طور پر دوبارہ پھر عرض کرتا ہوں، اور خدائے پاک جل شانہٗ کو جو ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے اور کوئی پوشیدہ بات اُس سے مخفی نہیں اُس کو اس بات پر گواہ قرار دیتا ہوں کہ جو کچھ جہاد کا ارادہ اور سکھوں کے ازالۂ فساد کا منشاء اس فقیر کے دل میں جاگزیں ہے، وہ ہرگز ہرگز مال و دولت عزت و جاہ و حشمت و امارت اور سلطنت شہرت، اور اپنے بھائیوں اور معاصرین پر فوقیت حاصل کرنے پر مشتمل نہیں ہے۔ اور جو کچھ مسلمانوں کو اس رکن اعظم کے قیام کے لئے میری طرف سے دعوت دی جا رہی ہے۔ وہ اُن کی ہدایت اور پروردگار عالم اور حضرت سید المرسلینؐ کی اتباع کے لئے ہے۔ سوائے اس کے کوئی اور غرض اس دنیا کی ذلیل اغراض میں سے اُس میں شامل نہیں، (واللہ ہمارا وکیل ہے) لہٰذا فقیر کا اس جدوجہد کی تکمیل میں یہی مطمح نظر ہے کہ اُن احکام الٰہی کی تعمیل کی جائے جو کفار اور گمراہوں کے ساتھ جدال و قتال کے متعلق وارد ہوئی ہیں۔ یعنی اپنے جان اور مال کو قربان کرو، جس کا ذکر قرآن مجید میں جابجا

---

[1] خویشگی

موجود ہے۔ خدا کرے کہ اس کی تکمیل فقیر کے ہاتھ سے ہو جائے۔ مختصر یہ کہ اس اطاعت شعار بندہ کو سوائے اپنے مولا کے حکم کی تعمیل کے کوئی اور چارہ نہیں ہے۔ اور جو کچھ اللہ کا وعدہ مجاہدین کی کفالت اور وکالت اور مجاہدین و صدیقین کی فتح و نصرت کے لئے وارد ہوا ہے پورا ہو جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا سچا اور پکا کلام ناطق ہے کہ إِنَّ جُندَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ الخ

متذکرہ صدر وعدے ہماری تسلی خاطر اور اطمینان قلب کے لئے ہیں اور اس پروردگار عالم کے خزانوں پر ہمارا اعتماد ہے۔ جو اس ناچیز اور تمام مسلمانوں اور مخلصین کے لئے کافی و وافی ہے۔ غرض فقیر اللہ تعالیٰ کے انھیں وعدوں پر بھروسہ کرکے اپنے حاکم حقیقی کے احکام کی بجاآوری کو اپنی ہمت کا قبلہ بنا کر اور خدا کے سوا سب کو پس پشت ڈال کر، اور اپنی ہمت کو کام میں لاکر دائیں بائیں نظر ڈالنے سے آنکھ بند کرکے، راہ راست اور اپنے مولا کی رضامندی کو پیش نظر رکھ کر، کمال اطمینان و آرام اور انتہائی بشاشت اور مسرت کے ساتھ اس راستہ میں دوڑ دھوپ کرتا رہتا ہے، جو شخص بھی اس سلسلہ میں فقیر کا شریک ہو، اس کو دونوں جہان کی سعادت اور ہمیشہ کا آرام نصیب ہوگا، اور جو شخص بھی اس معاملہ میں اس فقیر سے روگردانی کرے گا، وہ ضرور کسی نہ کسی روز انگشت بدنداں رہے گا۔ کیونکہ یہ فقیر اس خصوص میں غیبی اشارہ کی بنا پر مامور ہے اور اس مبشر کی اس بشارت میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ ہرگز ہرگز کسی شیطانی وسوسہ اور نفسانی خواہش کا شائبہ اس الہام رحمانی میں شامل نہیں ہے، حاصل کلام یہ کہ فقیر کو حکم الٰہی کی تعمیل تہ دل سے منظور ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر کامل اعتماد ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ یہ اللہ کا وعدہ کس طرح ظہور پذیر ہوگا اس بندے کو جس کا شعار بندگی ہے، کیا طاقت ہے کہ وہ اپنے مالک سے یہ پوچھے کہ تو اپنا وعدہ کس طرح پورا کرے گا۔ ایسا سوال آداب اور قوانین عبودیت کے خلاف ہے، غرض میں ایسی چنان و چنین کی باتوں سے بیزار ہوں، اور محض اس کی بندگی کے دسترخوان کا ریزہ چین ہوں؛ والسلام۔ علیٰ من اتبع الہدیٰ۔۔۔۔

چونکہ جناب والا نے تحریر فرمایا تھا کہ فقیر اپنے مافی الضمیر کو لکھ ڈالے، اگرچہ میرا دل ہدایت گاہ ہے، اور الہامات رحمانی اور انوار ایمانی سے معمور ہے۔ اس معاملہ میں تقریر و تحریر کی زیادہ گنجائش نہیں ہے۔ زیادہ والسلام والاکرام۔

نمبر ۵۔ مکتوب از امیر المومنین سید احمدؒ بنام فقیر محمد خان صاحب لکھنوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمدؒ۔ بخدمت خان صاحب عالی مراتب۔ والا مناصب کثیر المناقب۔ عظمت نشان رفیع المکان فقیر محمد خان سلمہ اللہ تعالیٰ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آں کہ احوال این حدود بکرم رب معبود متوجب حمد و شکر است و عنایتِ رحمانی و حمایتِ ربّانی بوجہے شاملِ حال ما ضعفا است کہ از احاطۂ تحریر و تقریر بیرون است و قلوبِ خواص و عوام از اہل ایمان و اسلام بقدرتِ کاملۂ خالقِ انام سجدے مسخر گردیدہ کہ صرف جان و مال و ترکِ اہل و عیال در رفاقت این فقیر و اطاعتِ این ضعیف بر ایشاں آسان تر می نماید بالجملہ حال جمہور مومنین این دیار عموماً و صادقین قومِ آفریدی و یوسف زئی خصوصاً دگرگوں گردیدہ کہ در عروقِ قلوبِ ایشاں شادابی آبِ زلالِ ایمانی رسیدہ و ایشاں را بر ادراکِ سعادت جاودانی و راحتِ دو جہانی مستعد گردانیدہ۔ الحق کہ اگر این جانِ ناتواں و نہادِ سست بنیاد و مال سریع الزوال و متاع قلیل الانتفاع و غربت مثوب بذلت امروز در تحصیل رضائے ایزد متعال بکار نیاید پس، ہیچ کار آمد نیست و در مثل این وقت اگر مصروف نگردید صرف خیالی است، پر اختلال بلکہ جالبِ نکبت و وبال درین کلام نیک تامل فرمایند و بر مبالغہ و معاندانہ حمل ننمایند بلکہ لبِ محض و حق بحت است مرا خود می دانند کہ از جنس شعرائے خیال بند و فصحائے بلاغت پیوند کہ بنا بر مجرد عبارت آرائی و الفاظ پیرائی چندے از کلمات لطیفہ جمع می کنند و خیالاتِ نازک درآں ودیعت می نہند و لذتِ خیالیہ از آں ہمی گیرند بنا بر مجرد مشغولیِ وقت این تکلفات بکار می برند نیستم بلکہ این کلام ہدایت التیام لُبِ لباب وحی و الہام است۔ اما وحی پس بیانش آں کہ حق و علا در کلام پاک خود می فرماید قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ تا اَلْفٰسِقِيْنَ، اما بیان الہام پس فقیر از پردۂ غیب بہ بشاراتِ ربّانی باستیصال کفار دراز مویاں (یعنی قوم سکھ) مامور است و از مکمنِ لاریب بہ بشاراتِ رحمانی بتجلیۂ مجاہدین ابرار مبشر۔ پس ہر کہ امروز جان و مال و عزت و وجاہتِ خود را در اعلائے کلمۂ رب العالمین و احیائے سنت سید المرسلین بخوشی خود صرف نخواہد کرد لابد فردا از وبزور کشیدہ خواہد شد و جز باد حسرت و ندامت در دستِ او نخواہد ماند بنا بر آں نگارش کردہ می شود کہ جماعۂ مومنین اضلاع خود را عموماً و رؤسا را خصوصاً بوجہیکہ مناسبِ وقت دانند این معنی بخوبی فہمانند تا ایشاں از مہالکِ دنیا و آخرت مامون و بمنافع کونین فائز شوند۔ چوں مکنون خاطر خود بنگارش آوردن ضرور بود بنا، علیہ بر سطرے چند اکتفا رفت۔ زیادہ والسلام مع الاکرام۔

اُردو ترجمہ مکتوب نمبر ۵

خان صاحب عالی مراتب فقیر محمد خاں سلمہ اللہ۔

سلام مسنون!

واضح ہو کہ یہاں کے حالات، پروردگار عالم کے فضل و کرم سے لائق شکر ہیں، اُس ارحم الراحمین کی عنایت اور پروردگار کی حمایت، ہم ضعیفوں کے ساتھ اس طرح شامل حال ہے۔ جس کا احاطہ تحریر و تقریر سے نہیں کیا جا سکتا۔ خواص اور عوام اہل اسلام اور ایمان والوں کے قلوب خالق انام کی قدرتِ کاملہ سے اس حد تک مسخر ہو گئے ہیں کہ جان و مال کی قربانی اور اہل و عیال سے کنارہ کشی اور اس فقیر کی رفاقت اور اطاعت ان کے لئے ایک معمولی سی بات ہے۔ غرضیکہ عام طور پر اس شہر کے تمام مسلمانوں کا اور آفریدی اور یوسف زئی پرخلوص اقوام کے حالات خاص طور پر متغیر ہو گئے ہیں۔ کیونکہ اُن کے قلوب کا ریشہ ریشہ ایمان کے آبِ زلال سے شاداب ہے اور اُن کو دونوں جہان کی جاودانی سعادت اور راحت کے احساس نے مستعد کر رکھا ہے۔ سچ ہے کہ اگر یہ ناتوان جان جس کی بنیاد کمزور ہے، اور جلد فنا ہونے والا مال و متاع جس کی افادیت بہت کم ہے۔ اور افلاس و غربت جس کا بدل ذلت و خواری ہے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کام نہ آئے۔ تو یہ سب چیزیں بیکار ہیں، اگر اس زمانہ میں اُن کا کوئی مصرف نہ ہو تو وہ صرف خیالی ہے اور خلل سے معمور ہے، بلکہ ذلت و خواری اور وبال جان کا باعث ہے۔ اس بات پر جناب والا خوب غور فرمائیں۔ اور اس کو مبالغہ اور معاندانہ خوشنودی پر محمول نہ فرمائیں۔ بلکہ یہ واجبی اور برحق بات ہے۔ مجھ کو آپ یہ نہ سمجھیں کہ میرا معاملہ شعرا کی خیال آرائی اور فصحا کی فصاحت و بلاغت پر مبنی ہے۔ جو عبارت آرائی اور الفاظ کے طمطراق سے چند لطیف جملے بنا لیتے ہیں اور اُس میں نازک خیالی پیدا کر دیتے ہیں۔ اور اُس سے خیالی لذت حاصل کر لیتے ہیں۔ اور محض وقت گزارنے کے لئے ایسے تکلفات کام میں لاتے ہیں۔ میرا معاملہ ایسا نہیں ہے بلکہ میرا کلام ہدایت پر مشتمل ہے اور وحی اور الہام کا خلاصہ ہے۔ لیکن وحی جس کا مضمون یہ ہے جس کو حق جل شانہٗ خود اپنے کلام پاک میں ارشاد فرمایا ہے کہ اے میرے رسول کہہ دو کہ اِنْ کَانَ اٰبَاۗؤُكُمْ الخ تمھارے آباؤ اجداد، تمھاری اولاد اور بھائی فاسقوں میں تھے۔ اب رہا الہام وہ یہ ہے کہ اس فقیر کو پردۂ غیب سے کفار یعنی

لانبے بال والے سکھوں کے استیصال کے لئے مامور کیا گیا ہے اور ایسے مقام سے جس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ رحمانی بشارتوں کے ذریعہ نیک کردار مجاہدین کو اُن پر غلبہ پانے کی بشارت دینے والا مقرر کیا گیا ہے۔ لہٰذا جو شخص بھی آج اپنی جان و مال عزت اور وجاہت کو اُس پاک پروردگار کے کلمہ اور سنت رسول اللہ کو زندہ کرنے میں بطیب خاطر خرچ نہیں کرے گا، اُس سے کل ضرور جبراً مواخذہ کیا جائے گا اور اُس کو سوائے حسرت اور ندامت کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ ان حالات کے پیش نظر زیب رقم کیا جاتا ہے کہ تمام طور پر اضلاع کے مسلمانوں کے گروہ بطور خود اور بالخصوص رؤسا موجودت کے لحاظ سے مناسب سمجھیں اس بات کو اُن کے ذہن نشین کر دیں تاکہ وہ دنیا اور آخرت کی ہلاکت سے محفوظ رہیں اور دونوں جہان کی بہبودی سے بہرہ اندوز ہوں۔ چوں کہ مجھے اپنا مافی الضمیر ضبط تحریر میں لانا ضروری تھا اس لئے ان چند سطور پر اکتفا کیا گیا۔ زیادہ والسلام مع الاکرام۔

نمبر ۱۶۔ مکتوب از امیر المومنین سید احمد بنام خان خاناں خلجانی رئیس قلات بپاسخ مکتوب شان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بجناب مستطاب معلی القاب یادگارِ سلاطین کرام تذکار خواقین فردی الاحتشام زینت بخش چار بالش حشمت و شوکت یکہ تازِ رخشِ سطوت و صولت شجاعت شعار شہامت آثار دیانت دثار جلالت نشان سموارِ سرداران خانِ خاناں ابد اللہ جلالہ و ضاعف اقبالہ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آں کہ۔ نامہ نامی و رقیمہ گرامی مشتمر مراتب محبت و اخلاص و موحدت و اختصاص و قوت و استعداد در مقدمہ اقامت جہاد و ازالہ بغی و فساد بادیگر مضامین خلت آگیں رسید الوارع فرحت و سرور دردیدہ دل نور بخشید۔ الحمد للہ والمنۃ کہ حق جل و علا بکرم عمیم خود آفاق جہاں را بشل آں رئیس صاحب غیرتِ ایمانی و حمیت اسلامی منور گردانید۔ منعم ذوی الانزال بفضل و کرم خود ایں تخم ایمانی را کہ برحمتِ خاصۂ خود در سینۂ صفا گنجینہ کاشتہ مثمر ثمراتِ جمیلہ در دنیا و عقبیٰ گرداناد۔ و آنچہ در باب توجہ ہمتِ علیا با ضلاع نود و امان خامہ ریز فرمودہ بودند کہ از اں سو اقامت و استیصال کفر و عناد نمودہ آید ہر چند ایں معنی اقتضائے مقاصدِ قلبی است لیکن اگر عنانِ ظفر تو امان بآں سمت منعطف گردد۔ منافقین مفسدین فتنہ و فساد برپا خواہند نمود پس اصلح و انسب چناں می نماید کہ اولاً در باب استیصال منافقین بد مآل سعی بلیغ بجا آوردہ شود ہر گاہ قرب و جوار آنجناب از آثار منافقین بدکردار پاک گردد۔ باز بجمعیت خاطر و اطمینانِ قلب بسرانجام دادن اصل مقصود متوجہ تواند

شد پس مصلحت وقت ہمیں کہ نخستیں دمار از فسادِ منافقین عتبہ بلیغ بجا آرند و ہر چند طریق رفع فتنہ
ایں منافقین آں جنگ خود می دانند و در فن لشکر کشی و کشور کشائی بخوبی ماہر لاکن بنظر ایں جانب مصلحت
چناں می نماید کہ دل جلالت منزل بریں مہم عظیم بے اعانت کسے اقدام نماید و اگر استقبال آنجناب
در استیصال منافقین باعث شورش فتنہ و فساد نشود پس از کسے استعانت ضرور نیست الوس و قشون
خود فراہم آوردہ خود آنجناب در نواحی غزنین بمقابلۂ منافقین بطریق چھپاو آغاز فرمایند و بعض را از ہمراہیان
با جمع کثیر از الوس و قشون بنواحی کابل تعین فرمایند تا ایشان ہم بطرز شب خون بر منافقین آں مقام
تاخت نمایند و ایں جانب ہم ازیں سو متوجہ بر منافقین پشاور شود۔ بعد از تصفیۂ آں مقام از الوارث
منافقین بد انجام بجلال آباد برسد و ہم چنیں از انجا بکابل فائز گردد تا منافقین مطرودین کہ از پشاور
تا قندہار منتشر اند بوجہے بتزلزل شوند کہ ہر کس بخیالِ خود گرفتار بود و بے دست و پا گردیدہ اعانت
ہم دیگر نتوانند کرد و اتفاق و اجتماعِ آنہا متعذر گردد اگر استقلال خود را دریں باب باعثِ شورش فتنہ
دانند و مظنہ آں باشد کہ قوم درانی بنا بر حمیت قومیت و ریاست الوس خود مجتمع شوند و بر مقابلۂ آنجناب
اتفاق کنند پس لابد رؤسائے ایشاں را شریکِ خود باید کرد و استعانت بار یابِ سلطنت باید جست اما
ایں کہ استقلالِ جناب دریں مقدمہ باعثِ فتنہ و فساد است یا نہ پس دریں باب دیانت و کیاست
را کار فرمایند و با عقلائے متدین مشورہ جویند و دلِ ہدایت منزل را از حمیت الوس و رعایت منصب
پاک ساختہ و مجرد خیر خواہی اسلام دانند ہموں را اختیار فرمایند شمارا در اختیار یکے از ہر دو شق اختیار
است اگر ثانی پسند خاطرِ خطیر باشد خطوط ملفوفہ مع خطوطِ خود مشتمل بر ہمیں مضمون بہرات ارسال
فرمایند و اگر اول بنظر صائب ترجیح یابد پس اصلا حاجت ارسال خطوط نیست بنام خدا متوجہ
کار شوند و ایں جانب را باستعجال تمام بر آں اطلاع بخشند تا ازیں صوب ہم سرگرم مہم گردد و حسب
الطلب خطوط مشفقانہ بنام رؤسائے بنوں و دامان وغیرہ می رسند اما ایں ملحوظِ خاطر دانش ذخائر
باید دانست کہ نواب شیر محمد خان رئیس ڈیرہ اسمٰعیل خان و دیگر سرداراں ہر چند با ایں جانب اظہار
اخلاص و مودت می نمایند امانی الحقیقت از زمرۂ منافقین اند از مداخلتِ ایشاں اجتناب کلی باید
ورزید و بنوعے بر ایشاں اعتماد نباید کرد و باقی جمیع رؤسائے و ضعفاء و حکام و رعایا اضلاع مذکورہ
و جماہیر مومنین و مشاہیر سادات و علماء دین از اضلاع باجوڑ و سوات و بنیر و حوالیِ پشاور و خیبر و
ہزارہ و پکھلی و نواحی کشمیر با ایں جانب عقد رفاقت و طاعت محکم بستہ اند کہ عند الطلب بجان و دل حاضر شوند
و در صرفِ جان و مال در تحصیل رضائے ایزد متعال و استیصال کفار و منافقین بد مآل ہرگز قصور نورزیم

ہرچند متنعد گردیدن این ہمہ اقوام فی الحقیقت بمحض قدرتِ قادر علی الاطلاق است اما بظاہر بسبب ظہور منافقین و خیر خواہیِ آنہا در حقِ کفارِ متمردین و بدخواہیِ در بارۂ مسلمین جمیع مومنین را رگِ غیرتِ ایمانی در جوش و حمیتِ اسلامی در خروش آمد۔ انشاء اللہ تعالیٰ بحول و قوتِ ربانی و تائید آسمانی عنقریب مقدمۂ گوشمال منافقین و مجاہدۂ مشرکین پیش کردہ می شود و در جائے واثق از حضرتِ خالق چناں دارم کہ جنود رب العالمین بر احزاب ابلیس لعین البتہ مظفر و منصور گردند چنانچہ در کلام ہدایت التیام می فرماید۔ کَذٰلِکَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَھُمُ الْغَالِبُوْنَ۔ وَیَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَنْصُرُکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ۔ پس فتح و نصرت از مواعید صادقۂ رب الجلال است و خلف در آں محال۔ پس لازم کہ محبت مال و جان و اخوان و اوطان پسِ پشت انداختہ محض تحصیل رضائے حضرتِ حق قبلۂ ہمت ساختہ صرف بہ نیتِ نصرتِ دینِ متین و اعلائے کلمۂ رب العالمین کمر بستہ در جنود رب العلمین داخل گشتہ خود را بمعرکہ قتل و قتال بیندازند انشاء اللہ تعالیٰ درضمن آں برطبق منطوق لازم الوثوق وَاُخْرٰی تُحِبُّوْنَھَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ۔ ابواب فتوح مفتوح خواہند گردید و تملکِ خزائنِ بے شمار و تسلط بر بلاد و امصار از ممالک کفار شرار و منافقین بدکردار ضرور بالضرور بدست خواہد آمد لیکن این ہمہ این و آں را از زوائد منافع تصور کردہ ہرگز مدارِ اقامتِ جہاد نباید ساخت و آں را از ہمت بلند باید انداخت۔ پس ہرگاہ باین نیت پاک خود را در سلکِ مجاہدین منسلک خواہند کرد بلاشبہ در جنود اللہ معدود خواہند شد و برطبق وعدۂ حقہ نصرت و ظفر بدست خواہد آمد و علاوہ برین آں کہ این جانب بارہا از پردۂ غیب و کمین لاریب بکلام روحانی و الہام ربانی در مقدمۂ اقامتِ جہاد و ازالۂ کفر و فساد باشاراتِ صریحہ مامور گشتہ و در بارہ نصرت و فتح بہ بشارات صادقہ مبشر شدہ و چوں مواعید الہام مطابق کلام ملکِ علام باشد لابد قبول باید داشت و عمل برآں باید ساخت بالجملہ حق جل وعلا این جانب و اتباع این جانب را بکرم عمیم خود بہمیں وجہ وجیہہ در سلکِ مجاہدین منسلک گردانیدہ و بیخ محبت دنیائے دنیہ از تہ دل قمع ساختہ۔ و این طریق را بہ تعلیم خاص فہمانیدہ و بجذر قلب انداختہ و تعلیم آں امر فرمودہ بہ برکتِ ہمیں خلوص بمنصب امامت مشرف نمودہ ہرچند این معنی بر ہزارانِ ہزار بلکہ بر خلائق بے شمار از واقفانِ حال این خاکسار واضح و لائح است چنانچہ بسیارے از اہل ہند و سندھ و خراسان بر این معنی آگاہ شدہ اند و اغلب کہ آنجناب ہم مطلع بودہ باشد اما بنا بر تاکید بطریق تجدید می گویم کہ خدائے پاک عالم سرائر والخفیات را گواہ می نمایم کہ داعیۂ اقامت جہاد و ازالۂ کفر و عناد از دلِ اخلاص منزل می جوشد۔ اصلاً شعبۂ وسوسۂ شیطانی و شائبہ ہوائے نفسانی باین داعیۂ ربانی مخلوط

نہ گشتہ والله علیٰ ما نقول وکیل ۔ زیادہ بجز تاکید اکید استعجال جواب بدستِ قاصد تیزرو و سریع السیر چہ نگارش رود کہ مقدمۂ عظیمہ بر رسیدنِ جواب متوقف است ۔ والسلام مع الاکرام ۔

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۶

جناب معلی القاب سردار خان خاناں، خدائے تعالیٰ آپ کی بزرگی کو قائم رکھے اور دولت و اقبال میں ترقی عطا فرمائے ۔ سلام مسنون ۔

جناب کا گرامی نامہ ملا، آپ کی محبت، خلوص بالخصوص جہاد کے نفاذ اور بغاوت و فساد کے فرو کرنے کے متعلق، نیز اور بھی محبت خلوص کی باتیں جو آپ نے تحریر فرمائی ہیں اُن کو پڑھ کر دل کو بے حد سرور اور آنکھوں کو نور حاصل ہوا، اللہ تعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ حق جل شانہٗ نے اپنے عام فضل وکرم سے دنیا کو، آپ جیسے رئیس کے وجود سے جس کو غیرتِ ایمانی اور حمیتِ اسلامی حاصل ہے منور کر دیا ہے ۔ اُس منعم حقیقی نے اپنے فضل وکرم سے جس تخم ایمانی کو اپنی خاص رحمت سے آپ کے سینہ میں جو آئینہ کی طرح صاف اور روشن ہے، گویا گنجینہ فیض ہے، بو یا ہے، خدا کرے کہ وہ دین و دنیا میں خوب پھلے پھولے ۔ اور جو کچھ آپ نے اپنی بلند ہمتی سے اضلاع نبود و امان کے متعلق تحریر فرمایا تھا کہ اُس علاقہ سے کفر اور عناد کی بیخ کنی کی جائے، اگرچہ کہ یہ بات بھی ہمارے دلی مقاصد میں شامل ہے ۔ لیکن اگر اُس طرف جناب اپنا فاتحانہ قدم اٹھائیں گے تو منافقین اور مفسدین فتنہ و فساد برپا کر دیں گے، لہٰذا نہایت مناسب اور مصلحت یہ ہے کہ ایسا کیا جائے کہ سب سے پہلے تو منافقوں کے استیصال کے متعلق انتہائی کوشش کی جائے اور جب جناب والا کے قرب وجوار کے علاقہ میں، ان بدکردار منافقین کا قصہ پاک ہو جائے تو پھر اطمینان خاطر اور دل جمعی کے ساتھ اصل مقصد کی طرف متوجہ ہو سکتے ہیں ۔ اس لئے مصلحت وقت یہی ہے کہ پہلے تو منافقین کے فتنہ و فساد کے دفعیہ کے لئے سخت کوشش فرمائیں ۔ ۔ ۔ ۔ ان منافقین کے ساتھ جنگ کرنے اور، فساد کو دفعہ کرنے کی تدابیر کے متعلق، خود جناب والا خوب جانتے ہیں ۔ اور لشکر کشی اور کشور کشائی کے فن میں بھی آپ کو کمال مہارت حاصل ہے ۔ لیکن میری رائے میں مصلحت یہ معلوم ہوتی ہے کہ گو آپ کا دل ہیبت و جلال کا مرکز ہے ۔ آپ اس بڑی مہم کے انجام دینے

۱؎ نبود و امان ۔

کے لئے بغیر کسی کی اعانت کے قدم نہ اٹھائیں ۔ اگر منافقین کے استیصال میں جناب کی پیش قدمی سے فتنہ و فساد اور شورش کے بڑھ جانے کا اندیشہ نہیں ہے تو پھر کسی کی امداد کی ضرورت نہیں ہے، اپنی فوج اور قبیلہ کو جمع کرکے جناب والا خود غزنین کے نواح میں منافقین پر چھاپے مارنا شروع کر دیں، اور اپنے ساتھیوں میں سے بعض کو قبائل اور فوج کی کثیر تعداد کے ساتھ کابل کے اطراف مقرر فرمائیں تاکہ یہ بھی منافقین پر شب خون مار کر اُس مقام کو تاخت و تاراج کر دیں، اور میں بھی ادھر سے پشاور کے منافقوں کی طرف متوجہ ہوتا ہوں ۔ جب منافقین بدکار کی موجودگی سے وہ مقام پاک ہو جائے تو میں جلال آباد پہنچ جاؤں گا، اور اسی طرح پھر وہاں سے کابل جاؤں گا، اس طرح مردود منافقین جو پشاور سے قندھار تک پھیلے ہوئے ہیں، اُن کے پاؤں ایسے اکھڑ جائیں گے اور ہر شخص جو اپنے خیال میں خود گرفتار رہے بے دست و پا ہو کر آپس میں ایک دوسرے کی مدد نہیں کر سکے گا ۔ اور اُنکا باہم اتحاد اور اجتماع دشوار ہو جائے گا ۔ اگر جناب اس سلسلہ میں اپنے استقلال کو شورش اور فساد کا باعث تصور فرمائیں اور یہ گمان ہو کہ دُرانی قوم اپنی قومیت و ریاست باہمی اتحاد کی وجہ اپنے قبائل کے ساتھ جمع اور جناب سے مقابلہ پر متحد ہو جائے گی تو پھر اس بات کی ضرورت ہو گی کہ اُن کے سرداروں کو اپنے ساتھ شریک کر لیا جائے اور ارباب حکومت سے امداد بھی طلب کر لینی چاہئے، لیکن دیکھنا یہ ہے کہ جناب کا استقلال اس معاملہ میں فتنہ و فساد کا باعث ہے یا نہیں اس پر غور کر لینا چاہئے اور دیانت داری اور عقلمندی سے کام لینا چاہیے اور متدین دانشمندوں سے مشورہ کر لیں اور اپنے ہدایت شعار دل کو قبیلہ کی حمایت اور ان کے منصب کی رعایت سے پاک صاف رکھ کر اس کو اسلام کی محض خیر خواہی خیال فرمائیں تو اسی چیز کو اختیار فرمائیں جناب کو ان دونوں چیزوں میں سے کسی ایک چیز کو اختیار کرنا مناسب ہے ۔ اگر متذکرہ صدر دوسری شق زیادہ پسند خاطر ہو تو وہ خطوط جو اُس کے ساتھ ملفوف ہیں اپنے مکتوبات کے ساتھ جو اس مضمون پر مشتمل ہوں ہرات ارسال فرما دیں ۔ اور اگر پہلی شق آپ کی نظر میں مرجح ہو تو پھر کہیں خطوط بھجوانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، خدا کا نام لے کر اپنے کام میں مشغول ہو جائیں اور مجھ کو جلد از جلد اس سے اطلاع دیں تاکہ اس طرف سے مہم کی سرگرمی شروع کر دی جائے . . . . . . مشفقانہ خطوط بنوں[1] اور داماں وغیرہ کے رؤسا کے نام ابلاغ خدمت ہیں، لیکن یہ امر آپ جیسے دانشمند کے ملحوظ خاطر

---

[1] بنوں ۔

خاطر رہے کہ نواب شیر محمد خان رئیس ڈیرہ اسمٰعیل خاں اور دوسرے سردار خاں، اگرچہ کہ
مجھ سے اخلاص و محبت کا اظہار فرماتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ منافقین میں سے ہیں، ان کی
مداخلت سے بالکل احتراز کرنا چاہیئے اور کسی طرح بھی ان پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے سوائے انکے باقی ان اضلاع کے تمام رؤساء
اور کمتر درجہ کے لوگوں، حکام اور رعایا، تمام مسلمانوں، مشاہیر سادات اور علمائے دین
نے جو باجوڑہ، سوات، بنیر، اطراف پشاور و خیبر، نگرہار و پکھلی اور نواح کشمیر سے
متعلق ہیں۔ ان سبھوں نے میری رفاقت اور اطاعت کا پکا وعدہ کیا ہے کہ جب کبھی
ضرورت ہوگی وہ جان و دل سے حاضر رہیں گے اللہ تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کرنے
اور کفار و منافقینِ بد انجام کے استیصال کرنے اور اپنی جان و مال قربان کرنے میں
کبھی نہ ہچکچائیں گے۔ اگرچہ کہ ان تمام اقوام کا مستعد ہونا فی الحقیقت محض اس قادر مطلق
کی قدرت و شان ہے لیکن بظاہر منافقین کے ظہور پذیر ہونے اور کفار مردودوں کے حق
میں ان کی خیر خواہی اور مسلمانوں کے ساتھ ان کی بدخواہی کی وجہ سے تمام مسلمانوں
کی غیرت ایمانی جوش میں آگئی ہے اور اسلامی حمیّت زوروں پر ہے۔ اگر اللہ نے
چاہا تو اس کی حول و قوت اور تائید آسمانی سے عنقریب ان منافقین کی گوشمالی اور مشرکوں
کی جد و جہد کا حال عرض کیا جائے گا۔ مجھے اپنے خالق سے ایسی امید قوی ہے کہ پروردگار
عالم کا لشکر، شیطان لعین کی تباہ کاریوں پر فتح و غلبہ حاصل کرے گا۔ چنانچہ حق تعالےٰ
نے اپنے کلام پاک میں جو ہدایت پر مبنی ہے ارشاد فرمایا ہے: كَذٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا
نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُوْنَ وَيٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ
يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ۔ غرض فتح و نصرت کے متعلق حق تعالےٰ جل شانہٗ کے
وعدے سچے ہیں اور اس کے خلاف کچھ اور ہونا محال ہے۔ لہٰذا ہم پر لازم ہے کہ
جان و مال، بھائی بندوں اور اوطان (وطن) کی محبت کو پس پشت ڈال کر حق تعالیٰ
کی رضامندی کو اپنی ہمت کا قبلہ بنائیں اور دین متین کی فتح کی نیت سے پروردگار عالم کے
کلمہ کی اشاعت کے لئے کمر ہمت باندھیں اور اس کے لشکر میں شامل ہو کر معرکہ
جنگ و قتال میں خود کو دھکیل دیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ اس سلسلے میں بموجب کلام الٰہی
جسکا وعدہ پکا ہے۔ فتوحات کے دروازے کھل جائیں گے اور ان اشرار و کفار و منافقین کے
بے شمار خزانوں ملک و مال اور شہروں پر ضرور بالضرور قبضہ حاصل ہو جائے گا۔ لیکن ان

تمام دنیاوی چیزوں اور مادی منافع پر جہاد کا ہرگز دار و مدار نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ جہاد کے لئے بلند ہمتی سے کام لینا چاہیئے۔ پس جس وقت آپ اس پاک نیت سے خود کو مجاہدین کی جماعت میں منسلک کرلیں گے تو بلا شبہ اللہ کے لشکر میں آپ کا شمار ہوگا اور اللہ کے سچے وعدے کے مطابق فتح و نصرت حاصل ہوگی۔ اس کے علاوہ عرض یہ ہے کہ اس فقیر کو بارہا پردہ غیب سے وارد ہونے والی روحانی باتوں اور ربانی الہام کے ذریعہ جہاد کے نافذ کرنے اور کفر و فساد کے دفعیہ کے لئے صاف اور صریح اشاروں کے ساتھ مامور کیا گیا ہے اور فتح و کامیابی کی سچی بشارتوں کی خبر دی گئی ہے۔ اور چونکہ الہامی وعدے اس بادشاہ حقیقی کے کلام کے مطابق ہوا کرتے ہیں اس لئے ان کو ضرور زبان لینا چاہیئے اور ان پر عمل کرنا چاہیئے۔ چنانچہ حق جلّ شانہٗ نے اس عاجز کو اور اس کے متبعین کو اپنی مہربانی اور کرم خاص سے مجاہدین کی صف میں منسلک کر دیا ہے اور دنیا کی محبت کی بیخ و بنیاد کو دل سے اکھاڑ پھینکا ہے اور اس طریقے کو خاص تعلیم کے ذریعہ سمجھا دیا اور میرے دل میں بٹھا دیا ہے اور اس کی تعلیم کا حکم دیا ہے اور اسی خلوص کی برکت سے مجھ کو امامت کے منصب سے مشرف فرمایا ہے۔ اگرچہ کہ یہ بات ہزار ہا اشخاص بلکہ ہزارہا مخلوق پر جو اس خاکسار کے حالات سے واقف ہے اچھی طرح روشن ہے۔ نیز بہت سے لوگ ہندوستان، سندھ اور خراسان کے اس بات سے واقف ہوگئے ہیں اور بہت ممکن ہے کہ جناب والا کو بھی اس کا علم ہو۔ تاہم میں تاکید کے طور پر اس خیال کو تازہ کرنے کی خاطر پھر یہ کہتا ہوں اور خدائے تعالےٰ کو جو پوشیدہ باتوں اور اسرار سے واقف ہے گواہ کرکے کہتا ہوں کہ جہاد کی دعوت اور کفر و شمنی کے ازالے کا خیال میرے دل میں جوش مار رہا ہے اور شیطانی وسوسہ اور نفسانی خواہشات کا ذرا بھی شوشہ اس ربانی دعوت میں شامل نہیں ہے۔ جسکو خدا خوب جانتا ہے۔ لہٰذا سخت تاکید کے ساتھ جواب کی جلد ادائیگی کی خاطر بادرفتار تیز رو قاصد کے ہاتھ اس مکتوب کو بھیجتا ہوں۔ اس کے سوا اور کیا عرض کروں۔ اس اہم کام کا دار و مدار آپ کا جواب آنے پر موقوف ہے۔

والسلام مع الاکرام

مکتوب نمبر ۷ از امیر المؤمنین سید احمد صاحب بنام شاہ محمود سلطان ہرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم :- از امیر المؤمنین سید احمد بحضور لامع النور ظلِ سبحانی مورد الطاف ربّانی معدنِ اخلاقِ جہانبانی مسند آرائے محافلِ جاہ وجلال فرمانروائے اورنگ عزت واقبال رونق افزائے میادین شہامت معرکہ پیرائے اساطین شجاعت جم جاہ رفیع بارگاہ - ابداللہ ظلال جمالہٗ وضاعف اقبالہٗ - بعد از ادائے تحیات مسنونہ سید الانام داظہارِ تعلیلاتِ مکنونہ قلوب اہل مودت والتیام بر ضمیر آفتاب نظیر مخفی باد - از بسکہ اقامتِ جہاد وازالۂ بغی وفساد در ہر زمان وہر مکان از اہم احکام حضرتِ رب العباد ست خصوصاً دریں جزو زمان کہ دقت شورشِ اہل کفر وطغیان بحدے رسیدہ کہ تخریب شعائر دین وافساد حکومت سلاطین از دست کفرۂ متمردین وبغاوت بوقوع آمدہ وایں فتنۂ عظیم تمام بلادِ پنجاب وخراسان وسندھ را فراگرفتہ پس درینصورت تغافل در مقدمہ استیصال کفرۂ متمردین وتساہل در باب سرزنش باغیان مفسدین از اکبر معاصی واقبح آثام است بناءً علیہ این بندۂ درگاہِ حضرتِ الٰہ از وطنِ مالوفۂ خود برخاستہ در دیارِ ہند وسندھ وخراسان دور وسیر نمودہ - ومومنیں آن اقطار ومسلمین آں دیار را بایں معنی ترغیب کرد الحمد للہ والمنۃ کہ اکثر مومنین مخلصین وصادقیں راسخین ایں دعوتِ حق را بگوشِ ہوش شنیدہ رفاقتِ این جانب اختیار نمودند واطاعت اینجانب درینمقدمہ التزام کردند واز بسکہ اقامت جہاد با اہلِ کفر وفساد وبدون نصب امام صورت نمی بست بناءً علیہ جماہیر مجاہدین ومشاہیر اعلام دین بر دستِ این جانب بیعت امامت بجا آوردہ خطبہ بنام این جانب خواندند از انجا کہ درمیانِ منصب امامت ومنصبِ سلطنت تفاوتِ عظیم است کہ نصب امام برائے اقامت جہاد وازالۂ بغی وفساد واست تسلط بر بلاد وامصار وتملک اضلاع واقطار امام واتباع آنرا مقصود لذاتہ نمی باشد بلکہ حق حکومت وسلطنت بمستحقان ادمیر سانند بخلاف منصب سلطنت کہ مقصود اصلی ازاں حصولِ معنی تجبّر وفرمانروائی وتصرّف کشورکشائی است - لہٰذا بجناب معلی القاب شاہزادۂ رفیع القدر وسیع الصدر مسند آرائے محافل شادمانی رونق افزائے مجامع کامرانی نگارش کردہ می شود کہ بنابر اخذ کردنِ حق خود ومشارکت ومعاونت مجاہدین فرمایند تا مجاہدین مسطورین مملکت قدیم حضور را از انجاسِ مشرکین والوثاتِ مفسدین مطہر وپاک گردانیدہ حق بحقدار رسانند وایں وعدہ بذمۂ اینجانب واجب الایفا است

مابشرط عہد درست و مواعید درست از ایشان بریں معنی بگیرند کہ شکر این نعمتِ عظمیٰ بجا آرند یعنی علی الدوام کمر بستہ جہاد را جاری دارند و گاہے اور امعطل نساز ند و در آئین انتظام ممالک رعایت شرع بے کم و کاست بجا آرند واز فسق و ظلم احتراز کلی دارند پس دریں صورت اگر اشارتِ حضور لامع النور بہم بشاہزادہ محمد و ح در مقدمۂ متوجہ شدن ایشان بسرانجام دادن ایں مہم جہاد گردد۔ البتہ مہم مسطور بخوبی صورت انجام خواہد پذیرفت۔ زیادہ تطویل بحضور آں سلطان اسلام لقمان را حکمت آموختن است بنابراں . . . چند سطور اکتفا نمودہ شد آفتابِ سلطنت و اقبال دائماً تابندہ و درخشندہ باد۔

اردو ترجمہ مکتوب نمبر :۔

بحضور لامع النور، ظلِ سبحانی، معرکہ پیرائے اساطینِ شجاعت!

سلام مسنون۔

جناب والا سے مخفی نہ رہے کہ چونکہ جہاد کا قائم کرنا اور بغاوت و فساد کا ازالہ ہر زمانے میں اور ہر مقام میں پروردگارِ عالم کے اہم احکام میں داخل ہے خصوصاً اس زمانے میں جب کہ کفار کی شورش اور ظلم و زیادتی اس قدر حد سے متجاوز ہو گئی ہے کہ دین میں خلل اندازی سلاطین کی حکومتوں میں فتنہ پردازی و فساد سرکش کفار کی بغاوت کی وجہ سے خدشہ پیدا ہو گیا ہے۔ اور یہ زبردست فتنہ پنجاب و خراسان اور سندھ کے تمام شہروں تک پھیل گیا ہے۔ ایسی صورت میں ان سرکش کفار کا استیصال اور باقی مفسدوں کو اپنے کیفر کردار تک نہ پہنچانا سب سے بڑا گناہ اور سب سے بڑی برائی ہے۔ اس بناء پر یہ بندۂ درگاہ خداوندی اپنے وطنِ مالوف کو خیر باد کہہ کر ہندوستان سندھ اور خراسان کے شہروں میں چکر لگا رہا ہے۔ اور ان شہروں کے ایمان والوں اور مسلمانوں کو اس جانب قدم اٹھانے کی ترغیب دے رہا ہے۔ اللہ کا شکر و احسان ہے کہ اکثر مسلمانوں، مخلصوں اور سچے لوگوں نے اس حق و صداقت کی دعوت کو پورے ہوش و توجہ سے سن کر ہماری رفاقت اختیار کر لی ہے اور اس معاملہ میں میری اطاعت لازم کر لی ہے۔ چونکہ کفار و فسادیوں کے خلاف . . . . . بغیر امام کے تقرر کے جہاد قائم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے تمام مجاہدین اور دین اسلام کے مشہور علم برداروں

نے اس عاجز کے ہاتھ پر بیعت امامت کی تکمیل کر کے میرے نام کا خطبہ بھی پڑھ لیا ہے کیونکہ منصب امامت اور سلطنت میں باہم بے حد فرق ہے اس لئے کہ امام کا تقرر جہاد جاری کرنے اور بغاوت و فساد کے دور کرنے کے لئے ہے اور شہروں اور ملکوں پر تسلط اور اضلاع پر ملکیت حاصل کرنا اور اس کی فکر میں رہنا ان کا ذاتی مقصد نہیں ہوتا۔ اور اس کا کام حکومت و سلطنت کے حقداروں کو گویا ان کا حق پہنچانا ہے اسکے برخلاف سلطنت کا منصب جس کا اصلی مقصد تسلط و فرمانروائی اور تصرف و کشورکشائی ہے اور ملک کو وسعت دینا ہے۔ اس لئے جناب والا جیسے شہزادہ رفیع القدر سے عرض پرداز ہوں کہ اپنا حق حاصل کرنے کے لئے مجاہدین کے ساتھ شریک ہو جائیں اور انکی معاونت فرمائیں، تاکہ مجاہدین مذکور حضور والا کی قدیم مملکت کو شریروں کی نجاستوں اور فساد کرنے والوں کی برائیوں سے پاک و صاف کر کے جسکا حق ہے اس کا حق پہنچا دیں اور اس وعدہ کی پابجائی میرے ذمہ واجب ہے۔ ہم اپنے معاہدوں کی شرطوں پر چوکس ہیں اور ہمارے وعدے سچے ہیں۔ مجاہدین سے اس کی توقع رکھیں تاکہ یہ لوگ اس نعمت عظمیٰ کا شکر بجالائیں یعنی ہمیشہ کمر باندھ کر جہاد کی مہم جاری رکھیں اور کبھی اس سے انحراف نہ کریں۔

مکتوب نمبر ۸ منجانب امیر المؤمنین سید احمدؒ بنام شاہزادہ کامرانؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المؤمنین سید احمدؒ بجناب معلیٰ القاب سلالۂ خاندان سلاطین کرام۔ نقادۂ دودمان خواقین۔ ذوی الاحتشام زینت بخش چار بالش حشمت و شوکت یکہ تاز رخش سطوت و صولت یادگار ارباب سیف و قلم جگر گوشۂ اصحاب جود و کرم گل مہر سبز چمنستان شادمانی فرمانروائے اورنگ کامرانی زاد اللہ اقبالہ وضاعف اجلالہ۔ بعد از سلام مسنون و اجابت مقرون واضح آنکہ از بسکہ مہاجرت از بلادِ کفر و فساد و مجاہدہ با اہلِ کفر و عناد و مقابلۂ ارباب بغی و فساد از اعظم ارکان اسلام است و تساہل و تغافل دراین از قبح معاصی و آثام لہٰذا وقتیکہ این ملک از شیوعِ آثارِ اہلِ کفر و طغیان مملو و مشحون گردیدہ و این جانب از وطن مالوف خود برخاستہ بہ نیت ہجرت و جہاد بسمت خراسان متوجہ شدہ چون درین اضلاع رسید تمام این بلاد را از مفاسد اہل بغی و عناد مملو دید بنا بر علیہ درا و طان یوسف زئی رسیدہ مومنین آن دیار و مسلمین آن اقطار را بسوئے

اقامت این رکن رکین یعنی استیصال کفارِ متمردین دعوت نمود الحمد للہ کہ این دعوت حق رفتہ رفتہ بگوش اکثر مسلمین از خانہ یانِ اہلِ نگرہار و آفریدیان و خٹک و مہمند و خلیل و اہلِ سوات و بنیر و اہلِ پکھلی و ارجہائے کاشمیر رسید ہمہ مومنین مخلصین و صادقان راسخین این دعوت حق را بگوش ہوش شنیدہ رفاقت اینجانب اختیار نمودند و اطاعت و انقیاد و ہرگونہ مسلم داشتند و از انجا کہ قتال و کفار تمام شرعاً بدون نصب امام صورت نمی بست بنا بر علیہ اکابر علماءِ دین و جماہیر مومنین مجاہدین بر دست اینجانب بیعت امامت بجا آوردند و خطبہ بنام این جانب خواندہ ربقۂ اطاعت و انقیاد در گردنِ خود با انداختہ امامت اینجانب مسلم داشتند۔ اما چندے از منافقین کہ فرق در میان منصب امامت و منصب سلطنت نفہمیدہ و بندۂ درگاہ حضرت اکبر را طالب سلطنت تصور کردہ در پئے عداوتِ مجاہدین افتادند حالانکہ خالق البریات و عالم السرائر و الخفیات گواہ است بر ینمعنی کہ گاہے بر دلِ اخلاص منزل اینجانب از روئے حصول معنی تملک خزائن بے شمار و تسلط بلاد و امصار یا طلبِ عزت و وجاہت، و ریاست و امامت یا فرمانروائی بر اقران و اخوان یا اہانت رؤسائے عالیمقدار از سلبِ سلطنتِ سلاطین و الابتار گاہے خطور ہم نکردہ و وسوسۂ آن ہم بہم نرسیدہ بلکہ مقصود از برپا کردن تمام این معرکۂ پیرائی و عربدہ آرائی غیر از اعلائے کلمہ رب العالمین و احیائے سنت سید المرسلین و استیصال کفرۂ متمردین و استخلاصِ بلادِ مومنین از دستِ نجات مفسدین چیزے دیگر مقصود نیست علاوہ برین آنکہ اینجانب از پردہ غیب و مکمن لاریب بہ اشارات اقامتِ جہاد و ازالہ کفر و فساد مامور است و بہ بشارات فتح و ظفر مبشر چنانچہ بکرات و مرات بکلام روحانی و الہام ربانی برین بلطف رحمانی مطلع گردیدہ کہ ہرگز ہرگز شبہ و وسوسہ شیطانی و شائبہ ہوائے نفسانی بآں مخلوط نشدہ بالجملہ چوں منافقین مفسدین بحمایت کفرہ متمردین کمر بستند و عداوتِ مجاہدین بروئے کار آوردند پس لابد گوشمالی ایشان از مقدمات جہاد و متہمات کفر و فساد گردیدہ بنا بر علیہ اینجانب کافۂ مجاہدین بگوشمالی منافقین ترغیب نمودہ چنانچہ بسرانجام دادن این مہم عظیم بحول و قوتِ ربِّ رحیم متوجہ می گردد و بعد از پاک کردن این بلاد از انجاس مشرکین و الواثِ منافقین بمستحقین حکومت و سلطنت و مستعدین ریاست و مملکت تفویض کردہ خواہد شد ان شاء اللہ بشرطیکہ شکر این انعام الٰہی بجا آرند و علی الدوام جہاد را بہر حال قائم دارند و گاہے معطل نگزارند و در ابوابِ عدالت و فصلِ خصومات از قوانین شریعت سرمو تجاوز و تفاوت بمیان نیارند و از ظلم و فسق بکلی اجتناب ورزند بار خود

اینجانب مع مجاہدین صادقین بسمت لاہور بنا بر ازالۂ کفر و طغیان متوجہ خود گشت کہ مقصودِ اصلی خود اقامت جہاد بر اقوام سکھ ملک پنجاب است نہ توطن در دیارِ افغانستان و یاغستان بالجملہ خانِ عالی شان رفیع المکان، خان خانان خلجائی رئیس قلات بسبب کمال علوہمت و وفور رغبت در مقدمہ حمیت ایمانی و غیرت اسلامی ایں دعوت را بگوش ہوش شنیدہ مستعد مقاتلہ کفار شرار و مقابلہ منافقین نگونسار گردیدند الحمد للہ والمنتہ کہ حق جل و علا خانِ ممدوح را بایں توفیق موفق گردانیدہ لہٰذا بجناب مستطاب نگارش کردہ می شود کہ ہر چند نصرتِ دین و اعانت مجاہدین بصرف جان و مال بر جماہیر اہل اسلام عموماً و بر مشاہیر اہلِ اسلام حکام خصوصاً واجب و موکد است - اما چون توجہ آں جناب بایں دیار و انتظار بنا بر موانع چند در چند ظاہرا متعذر می نماید پس لازم کہ چند کس را از ملازمانِ خاص کہ بعقل و کیاست موصوف باشند و بعزت و وجاہت معروف بہ بلند پانگی اختصاص نسبت بہ آنجناب مشہور بایں سمت روانہ فرمایند تا بعضے از ایشان بخانِ ممدوح رفاقت نمایند و بعضے دیگر خود را بپیش اینجانب رسانند کہ دریں باب مشارکت آنجناب محقق گردد و استحقاق حصول فوائد اُخرویہ و منافع دنیویہ ثابت شود و استخلاص حقِ خود از دست باغیان مفسدین، بدست آید۔ باقی تطویل کلام بجناب آں قدوہ اولی الافہام لقمان را حکمت آموختن است چہ آنجناب دریں باب فرمانروائی و کشورکشائی حکیم و تجربہ کار اند و عاقل و ہوشیار زیادہ والسلام مع الاکرام۔

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۸

جناب معلی القاب، سلالۂ خاندانِ سلاطین، یادگار ارباب سیف و قلم، زاد اقبالہٗ۔

سلام مسنون!

واضح ہو کہ چونکہ کفر و فساد کے شہروں سے مہاجرت اور کفار و دشمنانِ دین سے جہاد اور باغیوں اور فساد کرنے والوں سے مقابلہ کرنا اسلام کے ارکان عظیم میں شامل ہے - اور اس سے سستی و غفلت برتنا سب سے بدتر گناہ ہے - لہٰذا جب وقت یہ ملک کفار اور سرکشوں کی خلل اندازیوں سے معمور ہو گیا اور اس جانب، اپنے وطن مالوف سے ہجرت اور جہاد کی نیت سے نکل کر خراسان کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور ان اضلاع میں پہنچا تو دیکھا کہ یہ تمام شہر مفسدوں، باغیوں اور دشمنوں سے بھرے پڑے ہیں اس لئے میں نے یوسف زئی کے

علاقوں میں پہنچ کر اس شہر کے مومنین اور اس علاقہ کے مسلمانوں کو جہاد کے رکن اعظم یعنی کفار اور سرکشوں کی سرکوبی کی دعوت دی۔ اللہ کا شکر ہے کہ یہ حق و صداقت کی دعوت کی آواز رفتہ رفتہ نگرہار والوں، آفریدیوں، خٹک، مہمند، خلیل، اہل سوات و بنیر و پکھلی اور اہل کشمیر کے کانوں تک پہنچ گئی اور وہ میرے ہمنوا ہو گئے اور میری اطاعت و فرماں برداری پر سر تسلیم خم کر دیا۔ اس لحاظ سے کہ کفار لیئم سے جنگ و جدال کے لئے کسی کو اپنا امام و پیشوا بنائے بغیر چارہ نہیں تھا اس لئے تمام مشہور علمائے دین، مسلمانوں اور مجاہدین نے میرے ہاتھ پر بیعت امامت کی تکمیل کر لی اور میرے نام کا خطبہ پڑھ کر اطاعت و فرمانبرداری پر اپنا سر جھکا دیا اور میری امامت کو تسلیم کر لیا۔ البتہ منافقین میں سے چند اشخاص نے منصب امامت اور سلطنت کے فرق کو نہیں سمجھا اور بندۂ درگاہ کو سلطنت کا مدعی تصور کر کے مجاہدین کی مخالفت پر کمر باندھ لی حالانکہ پروردگار عالم جو دانا و بینا ہے اور غیب کی پوشیدہ باتوں کا جاننے والا ہے اس پر گواہ ہے کہ اس مخلص کا دل ہرگز کبھی بے شمار خزانوں کا مالک ہو جانے اور شہروں اور ملکوں پر اپنا تسلط قائم کرنے یا عزت و جاہ یا ریاست و امارت یا اپنے معاصرین اور بھائیوں پر حکمرانی کرنے یا عالی مرتبت رؤسا اور سلاطین کی سلطنت کو ہڑپ کر جانے اور ان کی اہانت کا خیال بھی نہیں رکھتا اور نہ اس کا کوئی وسوسہ کبھی میرے دل میں پیدا ہوا۔ بلکہ اس معرکہ آرائی اور جنگ کا مقصد سوائے اعلائے کلمۃ اللہ اور احیائے سنتِ رسولِ کریم اور سرکش کفار کے استیصال اور مسلمانوں کے شہروں کو باغی مفسدوں کے ہاتھوں سے چھڑانے کے سوا کچھ اور نہ تھا۔ اس کے علاوہ اس عاجز کو جہاد کے اجراء اور کفر و فساد کے ازالے کے لئے غیب سے مامور کیا گیا ہے اور فتح و نصرت کی بشارتیں پہنچانے والا قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ مکرر سہ کرر الہام ربانی اور روحانی مکالمہ کے ذریعے اپنے لطف و کرم سے مجھکو اس کی اطلاع دی گئی ہے۔ ہرگز ہرگز کوئی شیطانی وسوسہ، یا خواہشاتِ نفسانی اس میں شامل نہیں ہے۔ خلاصہ یہ کہ چونکہ منافقوں اور فساد برپا کرنے والوں نے سرکش کفار کی حمایت پر کمر باندھ لی ہے اور مجاہدین سے دشمنی برت رہے ہیں اس لئے ان کی گوشمالی اور کفر و فساد کے خلاف جہاد کی مہم کا چلانا ضروری ہے، اسی بنا پر میں نے تمام مجاہدین کو منافقین کو کیفر کردار تک پہنچانے کی ترغیب دی ہے چنانچہ اس عاجز نے اللہ کے دبدبہ و قوت کے سہارے اس عظیم مہم کی انجام دہی کی طرف توجہ کی ہے۔ مشرکین کی نحوستوں اور منافقین کی آلودگیوں سے ان شہروں کو پاک کرنے کے بعد ان علاقوں کو حکومت د

سلطنت کے مستحقین کو اور مستعد لوگوں کو انکی ریاست اور مملکت سپرد کر دی جائے گی بشرطیکہ وہ اس نعمت الٰہی کا شکر ادا کریں اور ہمیشہ تحریک جہاد کو جاری رکھیں اور کبھی اس کو معطل نہ کریں اور عدل و انصاف اور تنازعات کے فیصلوں میں قوانین شریعت سے ذرہ برابر بھی اختلاف اور تجاوز نہ کریں اور ظلم و زیادتی اور فسق و فجور سے بالکل پرہیز کریں۔ اس کے بعد یہ عاجز اپنے سچے اور مخلص مجاہدین کے ساتھ لاہور کی طرف کفار اور سرکشی کے ازالے کے لئے روانہ ہو جائے گا، کیونکہ اصلی مقصد پنجاب کے سکھوں سے جہاد کرنا ہے۔ افغانستان اور یاغستان کے شہروں کو مجھے اپنا وطن بنانا مقصود نہیں ہے غرض یہ کہ خان خاناں خلجائی والیٔ قلات نے اپنی بلند ہمتی سے نہایت رغبت اور شوق کے ساتھ ایمان کی حمایت، اور غیرت اسلام کی خاطر میری اس دعوت کو خوب غور سے سماعت فرمایا اور اشرار کفار کے مقابلہ اور منافقین کے مقابلہ کے لئے اپنا سر جھکا دیا ہے اللہ کا شکر اور احسان ہے کہ حق جل شانہ نے خان موصوف کو ایسی توفیق عطا فرمائی لہٰذا جناب والا کو بھی لکھا جاتا ہے کہ اگرچہ دین کی فتح اور مجاہدین کی جان و مال کے ساتھ اعانت عموماً اہل اسلام اور خصوصاً مشاہیر حکام پر واجب اور ضروری ہے۔ لیکن چونکہ جناب ان علاقوں اور شہروں کی طرف بعض موانعات کی وجہ سے بظاہر مجبور معلوم ہوتے ہیں۔ اسلئے آپ کو لازم ہے کہ اپنے خاص ملازمین سے چند اشخاص کو جو عقلمند و مدبر اور بلحاظ اعزاز اور وجاہت معروف اور جناب والا سے تعلق ہونے کی وجہ سے ان کو خصوصیت حاصل ہو اور مشہور ہوں اس طرف روانہ فرمائیں تاکہ ان میں سے بعض خان موصوف کا ساتھ دیں اور اپنے بعض اشخاص کو میرے پاس بھیج دیں تاکہ اس معاملہ میں جناب کی شرکت بھی متحقق ہو جائے۔ اور آخرت کی بہبودی اور دنیوی فوائد کا استحقاق بھی آپ کے حق میں قائم و ثابت ہو جائے اور باغیوں اور مفسدوں کے پنجہ سے آپ کے حقوق بھی واپس لے لئے جائیں باقی اور زیادہ گفتگو باعث طوالت ہے آپ جیسے سمجھدار کو زیادہ کہنا گویا لقمان کو لقمہ دینا ہے اور حکمت و دانائی سکھانا ہے جناب والا فرمانروائی و کشورکشائی کے معاملہ میں بڑے تجربہ کار حکیم، عقلمند اور ہوشیار ہیں۔

زیادہ والسلام

مکتوب نمبر ۹ اطلاعی برائے نصب امام و اقامت جہاد منجانب امیر المومنین سید احمد بنام مسلمانان ہند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - از امیر المومنین سید احمدؒ بخدمت جمیع مترصدانِ اخبارِ مہاجرین و متفحصانِ آثارِ مجاہدین از مومنین ابرار و صادقین اخیار سلمہم اللہ تعالےٰ - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ الحمدللہ والمنۃ کہ فقیر مع جمیع رفقا خود مشمول کفالت یزدانی و حمایت ربّانی بخیر و عافیت تمام تا بہ اضلاع یوسف زئی رسید چنانچہ اخبار کوچ و مقام فقیر تا بہ بلدہ شکارپور بسمع مبارک رسیدہ باشد بعد ازاں از درّہ ڈھاڈھر بخیر و عافیت تمام گذر کردہ تا بہ بلدۂ قندھار رسیدہ در بلدہ مذکور ہفت روز مقام کرد بعد ازاں بسمت دار السلطنت کابل عازم گردید درا ثنائے راہ با مومنین راسخین و مسلمین صادقین از صغار و کبار خارج از حد و شمار ملاقات واقع گردید با کمال محبّت و وداد و اخلاص و اتحاد پیش آمدند و چوں بدار السلطنت کابل رسیدیم اہالی بلدۂ مذکور از سادات کرام و علمائے عظام و مشائخ ذوی الاحترام و روسائے عالی مقام و سائر خواص و عوام بکمال وفور رغبت و نہایت اظہار مودّت ملاقات نمودند دراں ایام فیما بین سرداران کابل مقدمۂ قتل و قتال و جنگ و جدال پیش بود فقیر بنا بر امید اینمعنی کہ شاید بسعی فقیر رفع منازعت و وقوع مصالحت صورت بندد مدّت چہل و پنج روز تخمیناً در آں بلدۂ اقامت نمود آخر الامر چوں سعی خود را مفید ندید رحت اقامت از بلدۂ مذکور برکشید و بسمت پشاور عازم گردید درا ثنائے ایں راہ ہم سابق بلکہ از ید ازاں از عازم مومنین مخلصین و اجماع مسلمین صادقین پیش آمد بعد ازاں بہ بلدہ پشاور رسید و باصغار و کبارِ آنجا ملاقات نمودہ دو سہ روز درآں مقام اقامت کردہ بسمت موضع ہشت نگر کہ بفاصلہ دہ کروہ بسمت مشرق از پشاور در اوطان یوسف زئی واقع است درآں موضع چند روز اقامت نمودہ مومنین آں دیار و مسلمین آں اقطار را بسوئے اقامت جہاد و ازالۂ کفر و فساد ترغیب داد بقدرت کاملہ رب قدیر جمعے کثیر و جمّے غفیر از مومنین آں اطراف و اکناف بہ نیت ادائے ایں عبادت و ادراک ایں سعادت فراہم آمدند بعد ازاں از موضع مذکور بہ کوچ نمودہ بموضع خویشگی رسید و از انجا بموضع نوشہرہ آمدہ و قصدِ اقامت چند روزہ نمودہ

درایں اثنائے لشکر سکھاں کہ بقدر دہ ہزار سوار و پیادہ باشد بسر کردگی بدھ سنگھ ابن عم
رنجیت سنگھ بموضع اکوڑہ کہ بفاصلہ ہفت کروہ از نوشہرہ واقع است رسید ہر چند درمیانِ
جنود مجاہدین و لشکرِ کفرۂ ملاعین دریائے لنڈہ حائل بود اما ہیبت و رغبت یکے بر دیگرے
بہ سبب قرب مجاورت ہویدا گردید لابد مصلحت وقت چناں اقتضا کرد کہ جمعے از مجاہدینِ
صادقین را شبا شب از دریائے مسطور عبور کنانیدہ بر سرِ کفار بدکردار بطریق شبخوں روانہ
ساختہ شود چنانچہ مجاہدینِ ممدوحین بشب بستم شہر جمادی الاولیٰ ۱۲۴۲ھ قدسی بر سرِ کفار
نابکار قریب صبح تاخت آوردند مثل روز قیامت در آخر ایں شب بر سرِ غافلین و فعتاً رسیدند
و توپ و تفنگ را معطل کنانیدہ کار و بار ایشاں بسیوف قاطعہ رسانیدند ام صبح آب شمشیر آبدار
مثل ریزش باران بر سر ایشان بارید بسیارے را از ایشاں بدار البوار رسانیدند و بسیارے
. . . بزخمہائے پُر خطر تا لبِ سقر رسیدند و اشیائے نفیسہ از جنس اسپان و شتران و اسلحہ
و امتعہ دستبرد گردید بالجملہ بابے از ابواب فتوح بر روئے مجاہدین مفتوح گردید و
دروازہ از دروازہائے جہنم برائے تعذیب کفار کشادہ شد بعد ازاں مجاہدین مذکورین
بفرودگاہ خود نزد فقیر بخیر و خوبی مراجعت نمودند بعد چند روز فقیر از موضع نوشہرہ کوچ کردہ
بموضع ہنڈ کہ گذرگاہ دریائے اباسین است رسید بار دیگر جماعۂ از جنود مجاہدین شبا شب
از دریائے اباسین عبور نمودہ بر سرِ قریہ حضرو کہ مرکز کفار آں دیار و مجمع متمولان آں اقطار
بود تاخت آوردہ جمعے را از ایشاں تہ تیغ بیدریغ گرفتند و جمعے را بطریق سبی مقید کردہ آوردند
درایں نوبت اموالِ خطیرہ و غنائم کثیرہ از نقود و اجناس بدست عموم ناس آنقدر افتاد کہ از تقریر
و تحریر بیروں است لشکر بدھ سنگھ مخذول چوں دریں ہر دو نوبت شجاعت مومنین و جلالت
مجاہدین ظاہر و باہر دید از ہیبت ایشان مرعوب گردید و از فرودگاہ خود اقامت برکشید و در
مقام دیگر فرو کش شد کہ لشکر خود سنگھر گرد چنانچہ وقت تحریر ایں رقیمہ بدست خود خانِ خود را در
زندانِ سنگھر مقید ساخت و از اعظم سوانح عجیبہ اینست کہ از بسکہ مجمع جنود مجاہدین در ہر دو نوبت مثل بلوائے
عام و لشکر بے سر لیڈر و در کوچ و مقام بے انتظام و لہذا غنائم در ہر دو نوبت بر قانونِ شرع
منقسم نہ گردیدہ بلکہ ہر کہ از ایشاں چیزے بدست آوردہ خفیہ بخانۂ خود بردہ بناءً علیہ جمہور مومنین
حاضرین از سادات کرام و علمائے عظام و مشائخ ذوی الاحترام و امرائے عالی مقام و سائر خواص
و عام از اہل ایمان و اسلام کہ درآن مقام حاضر بودند بریں معنی اتفاق نمودند کہ اقامت جہاد و ازالۂ

کفر و فساد بروجہ مشروع بدون نصیبِ امام صورت نمی بندد و بناءً علیہ بتاریخ دواز دہم جمادی الثانی ۱۲۴۲ھ قدسی بیعت امامت بر دست فقیر بجا آوردند و ربقۂ اطاعتِ فقیر در گردن خودہا انداختند و بروز جمعہ خطبہ بنام فقیر خواندند انشاء اللہ تعالےٰ بہ برکت ادائے ایں رکنِ رکین یعنی نصبِ امام مدار اکثر احکام دین است ضرورہ بالضرورہ انشاء اللہ الغفور مظفر و منصور خواہند گردید اینست بیان اجمالی احوال این فقیر عرض از نگارش این وقائع آنکہ وقت کار بر سر رسید و مقدمہ کارزار پیش رو آنجا امید پس ہر مومن راسخ الاعتقاد و مسلم کامل الانقیاد را لازم است کہ خود را بعجلت تمام بہر وجہ کہ ممکن باشد نزد فقیر رسانیدہ در سلک مجاہدین منسلک گرداند حق جل وعلا بقدرتِ کاملۂ خود بر طبق منطوق لازم الوثوق کذالک حقّاً علینا نصر المومنین این مقدمہ را بانجام خواہد رسانیدہ و دین محمدی را بر سائر ادیان بروفقِ وعدۂ خود غالب خواہد گردانید اما ہر کہ جان خود را دریں معرکہ حاضر خواہد کرد گوئے سعادت جاودانی از میان خواہد برد و ہر کہ امروز دریں مقدمہ تقاعد و تکاسل خواہد ورزید لابد فردائے قیامت دستِ افسوس و ندامت خواہد گزید و ما علینا الا البلاغ المبین، والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ ۔ تاریخ دوازدہم جمادی الثانیہ ۱۲۴۲ھ از مقام ہنڈ ۔

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۹

جمیع مہاجرین و مخلصین کے نام جو مجاہدین اسلام اور صدیقین کے کارہائے نمایاں کے مشتاق ہیں۔ خدا آپ کو سلامت رکھے۔

سلام مسنون و دعاء کے بعد واضح ہو کہ اللہ کا شکر اور احسان ہے کہ فقیر مع اپنے تمام رفقاء کے جنکو اللہ تعالےٰ کی کفالت اور حمایت حاصل ہے بخیر و عافیت یوسف زئی کے اضلاع تک پہنچ گیا ہے۔ چنانچہ میری روانگی اور شہر شکارپور تک پہنچنے کی خبر آپ کے سمع مبارک تک پہنچی ہوگی۔ اس کے بعد درہ ڈھاڈھر سے خیریت کے ساتھ گزر کر شہر قندھار پہنچ گیا۔ شہر مذکور میں سات روز تک مقیم رہا اور وہاں سے دارالسلطنت کابل روانہ ہوگیا۔ راستے میں کثرت سے چھوٹے بڑے مخلص اور سچے مسلمانوں سے ملاقات ہوئی جو بڑی محبت اور اخلاص و اتحاد سے پیش آئے۔ جب میں دارالسلطنت کابل پہنچا تو اس شہر کے سادات کرام اور بڑے بڑے علماء و مشائخ اور ذی مرتبت روساء اور تمام خاص و عام اشخاص نے

بے حد محبت و اشتیاق سے مجھ سے ملاقات کی۔ اس زمانے میں کابل کے سرداروں میں باہم قتل و غارت گری اور لڑائی جھگڑوں کا بازار گرم تھا۔ فقیر نے اس خیال سے کہ شاید میری کوشش سے جھگڑا نزاع دفع ہو جائے گا یا آپس میں صلح کی کوئی صورت نکل آئے گی۔ کوئی چنتالیس روز اس شہر میں قیام کیا۔ آخر کار جب میری سعی کارگر نہ ہوئی تو میں نے وہاں سے اپنا بستر اٹھا کر پشاور کی راہ لی۔ اثنائے راہ میں بھی پہلے کی طرح بلکہ اور بھی زیادہ مخلص لوگوں اور ایمان والوں اور سچے مسلمانوں نے میرا خیر مقدم کیا۔ پھر پشاور پہنچا تو وہاں کے سب عام وخاص لوگوں سے میں نے ملاقات کی۔ وہاں دو تین روز قیام کر کے موضع ہشت نگر پہنچا جو پشاور سے مشرقی جانب دس کوس کے فاصلہ پر ہے اور یوسف زئی قبیلہ کے علاقے میں واقع ہے وہاں میں چند روز مقیم رہا۔ اور اس شہر کے مسلمانوں کو جہاد اور کفر و فساد کے ازالہ کی ترغیب دلائی۔ اللہ کی بڑی قدرت ہے کہ اس شہر اور اس کے اطراف کے مسلمانوں نے جہاد جیسی عبادت اور نیکی کے حصول کی خاطر اپنی آمادگی کا اظہار کیا۔ وہاں سے میں موضع خویشگی پہنچا اور پھر موضع نوشہرہ آکر چند روز وہاں قیام پذیر رہا اس اثناء میں سکھوں کے لشکر کے کوئی دس ہزار سوار اور پیادے بدھ سنگھ یعنی رنجیت سنگھ کے چچازاد بھائی کی سرکردگی میں موضع اکوڑہ میں جو نوشہرہ سے سات کوس کے فاصلہ پر ہے پہنچ گئے۔ اگرچہ مجاہدین اور ان ملعون کافروں کے درمیان دریائے لنڈہ حائل تھا لیکن ایک دوسرے سے قربت کی وجہ سے رعب و ہیبت چھائی ہوئی تھی اس لئے مصلحت وقت کا تقاضا یہ تھا کہ پرخلوص مجاہدین کی ایک جماعت کو رات ہی رات دریائے مذکور سے عبور کرا کے کفار کے سر پہ روانہ کر دیا جائے۔ چنانچہ مجاہدین مذکور نے ۲۰ ر جمادی الاول ۱۲۴۲ھ کی رات میں کفار فجار کی فوج پر تقریباً صبح کے وقت حملہ کر دیا۔ اور اسی شب میں قیامت کی طرح ان غفلت کے ماروں پر اچانک ٹوٹ پڑے اور ان کی توپ اور بندوقوں کو توڑ پھوڑ کر تلواریں کھینچ لیں اور ان کو درہم برہم کر دیا صبح میں ننگی تیز تلواروں کی ان پر بارش ہو گئی اور ان میں سے بہت سے تو ہلاک کر دیئے گئے اور بہت سے زخموں کی تاب نہ لا کر جہنم رسید ہوئے مال غنیمت میں نفیس اشیاء مثلاً، گھوڑے، اونٹ، ہتھیار اور بہت سا مال و اسباب ہاتھ آیا۔ غرض مجاہدین پر فتح و نصرت کے دروازے اور کفار پر دوزخ کا دروازہ رنج و عذاب بھگتنے کے لئے کھول دیا گیا۔ اس کے بعد مجاہدین مذکور اپنے اپنے مقامات پر فقیر کے پاس بخیر و خوبی واپس

لوٹ آئے۔ چند روز کے بعد یہ فقیر موضع نوشہرہ سے کوچ کر کے موضع ہنڈ کہ جہاں دریائے اباسین بہتا ہے پہنچا۔ دوسری مرتبہ مجاہدین کے لشکر میں سے ایک جماعت نے راتوں رات دریائے اباسین کو عبور کر کے حضرو نامی گاؤں پر جو اس شہر کے کفار کا مرکز اور بہت سے متمول لوگوں کا علاقہ ہے حملہ کر دیا اور ان میں سے بہت سوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور ایک جماعت کو غلاموں کی طرح قید کر کے لے آئے۔ اس موقع پر بہت سا مال و اسباب، کثیر مال غنیمت نقد اور جنس کی صورت میں لوگوں کے ہاتھ آیا جو تقریر و تحریر سے باہر ہے۔ بدھ سنگھ کے شکست خوردہ لشکر نے جب ان دونوں موقعوں پر مسلمانوں کی بہادری اور مجاہدین کی چستی و چالاکی کو دیکھا تو ہیبت سے ان پر رعب طاری ہو گیا اور انھوں نے اپنی قیام گاہ سے بھاگ کر دوسری جگہ پناہ لی تاکہ اپنی فوج کے قریب سنگھر چلے جائیں چنانچہ اس خط کے لکھتے وقت اطلاع ملی کہ خود انھوں نے اپنے خان سنگھر کو قید کر دیا۔

مگر افسوسناک واقعہ یہ ہے کہ مجاہدین کا تمام لشکر دونوں موقعوں پر عام بلوائیوں اور بے سردار فوج کی طرح نہ تو ان کو کوچ کی سدھ بدھ تھی اور نہ قیام کی کوئی تنظیم ہی تھی۔ اس لئے دونوں موقعوں پر مال غنیمت شرعی قانون کی رو سے تقسیم نہ ہو سکا۔ بلکہ ہر شخص جس کے جو ہاتھ آیا۔ پوشیدہ طور پر اپنے گھر لے کر چلتا بنا۔ اس لئے تمام مسلمانوں نے جن میں سادات کرام اور بڑے بڑے علماء اور معزز مشائخ اور امرائے ذی مرتبت اور عام و خاص اشخاص شامل تھے اور اس مقام پر موجود تھے اس بات پر اتفاق کیا کہ جہاد کا نفاذ شریعت کی رو سے بغیر کسی امام کے تقرر کے نہیں ہو سکتا اس وجہ سے بتاریخ ۱۲ جمادی الثانی ۱۲۴۲ھ سب نے اس فقیر کے ہاتھ پر امامت کی بیعت کی تکمیل کی اور فقیر کی اطاعت و فرمانبرداری کا جوا اٹھا لیا اور جمعہ کے روز میرے نام کا خطبہ بھی پڑھ لیا۔ انشاء اللہ تعالےٰ اس اہم رکن کی ادائیگی کی برکت سے یعنی امام کے تقرر سے جس پر اکثر دینی احکام کا دارومدار ہے ضرور بالضرور اللہ نے چاہا تو ان کو فتح و نصرت حاصل ہو گی غرض اس فقیر پر جو کچھ گزری ہے یہ اس کا مختصر حال ہے۔ ان واقعات کے لکھنے کی غرض و غایت یہ ہے کہ کام کا وقت آن پہنچا ہے اور میدان کارزار بھی گرم ہو چکا ہے اس لئے ہر قوی الاعتقاد مومن اور کامل اطاعت گزار مسلمان پر لازم ہے کہ وہ خود جلد از جلد جس طرح ممکن ہو میرے پاس حاضر ہو کر مجاہدین کی صف میں منسلک ہو جائے

حق جل شانہ نے اپنی قدرت کاملہ سے جس طرح اپنے سچے کلام میں وعدہ فرمایا ہے ہم مومنوں کو فتح نصیب کرے گا وہی اس مہم کو انجام تک پہنچا دے گا اور دین محمدی کو اپنے وعدے کی برتری کے مدِ نظر تمام ادیان پر فوقیت عطا کرے گا۔ بلکہ جو شخص بھی اپنی جان کو اس معرکہ کے لئے پیش کرے گا اس کو ہمیشہ کی سعادت حاصل ہوگی اور جو شخص اس کام میں آج سستی اور کاہلی کو کام میں لائے گا اس کو کل قیامت کے دن ضرور کف افسوس ملنا پڑے گا۔ وما علینا الا البلاغ المبین، ہمارا کام صرف اس پیام کو پہنچا دینا ہے۔ خدا نیک توفیق عطا فرمائے۔ السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ بتاریخ ۱۲ جمادی الثانی ۱۲۴۲ھ از مقام ہنڈ۔

مکتوب نمبر ۱ منجانب امیر المؤمنین سید احمد بجواب مکتوب سردار بُدھ سنگھ جنرل افواج مہاراجہ رنجیت سنگھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بر ضمیر ابہت تخمیر سپہ سالار جنود وعساکر مالک خزائن و دفاتر جامع ریاست وسیاست حاوی امارات وایالت صاحب شمشیر و جنگ عظمت نشان سردار بدھ سنگھ ہدی اللہ تعالےٰ سواالطریق وامطر علیہ سحاب التوفیق۔ پوشیدہ نماند کہ نامۂ فصاحت شمامہ مشتمبر اظہار مراتب دعاوی شجاعت و شہامت رسید مضامین مندرجہ واضح گردید۔ ظاہرا آنچہ این جانب را ازیں ہنگامہ آرائی و معرکہ پیرائی مقصود است۔ آنرا خوب نہ فہمیدہ اند کہ نامۂ مذکورہ نگارش نمودہ اند الحال بگوش ہوش باید شنید و خلاصۂ آں بغور تمام باید فہمید کہ منازعت با اہلِ حکومت و ریاست بنابر اغراض متعددہ می باشد بعضے را از منازعت مذکورہ حصول مال و ریاست مقصود می باشد و بعضے را اظہار شجاعت و شہامت و بعضے را فقط تحصیل مرتبہ شہادت واین جانب را امر دیگر متصور است وآں فقط بجا آوردن حکم مولائے خود کہ مالک علی الاطلاق و ملک بالاستحقاق است کہ در مقدمۂ نصرتِ دین محمدی وارد شدہ است خداعز وجل گواہ است بریں معنی کہ اینجانب را ازیں ہنگامہ آرائی غیراز امر مذکور غرضے دیگر از اغراضِ نفسانیہ درمیان نیست بلکہ از روئے آں ہم نہ گاہے بر زبان جاری میگردد ونہ گاہے در دل میگذرد پس در نصرتِ دین محمدی ہر سعی بہر وجہ کہ ممکن باشد بجا می آرم

و ہر تدبیر یکہ در آں مفید می نماید بروئے کار می آرم و انشاء اللہ تعالےٰ تا دمِ مرگ در ہمیں سعی مشغول خواہم ماند و تمام عمر در ہمیں تدابیرات مبذول خواہم کرد تا زندہ ام ہمیں راہ می پویم وتا موجودم ہمیں مقصد میجویم تا سرو پاست ہمیں راہ است و ہمیں سودا خواہ مفلس شوم، خواہ غنی خواہ منصب سلطنت یابم خواہ رعیت گری خواہ متہم بر جبن شوم خواہ متبسم بشجاعت خواہ بمرتبۂ غزا فائز شوم خواہ بمنزلۂ شہادت آرسے اگر ببینم کہ رضائے مولائے من در ہمیں منحصر است کہ در معرکۂ جنگ تنہا بجانِ خود بیایم پس باللہ وتاللہ کہ بصد جان سینہ سپر نمایم و در مجامع عساکر بیدغدغہ و وسواس درآریم بالجملہ مرا باظہار دعاوئ شجاعت و تحصیل ریاست غرض نیست علامتش ہمیں است کہ اگر کسے امرائے کبار و روٴسائے عالی مقدار دین محمدی قبول نماید فی الحال مردانگی او بصد زبان را اظہار نمایم و از دیاد سلطنت او بہزار جان مے خواہم بلکہ در بابِ ترقی ریاستِ او مساعی بے شمار می آرم ایں امر فی الحال امتحان کنند اگر خلاف برآید در آں الزام دہند اگر بنظر انصاف غور نمایند اینجانب بدیں مقدمہ اصلا مطعون و ملام نیست زیراکہ وقتیکہ آن عظمت نشان و مقدمۂ بجا آوردن احکام حاکمِ خود ہیچ عذرے و حیلہ نمی توانند آورد حالانکہ آں حکومت نشان آنہ افراد ایشاں بلکہ از جملہ برادران الشان است پس اینجانب در مقدمۂ بجا آوردن حکم احکم الحاکمین چگونہ عذر تواند آورد حالانکہ آں جلیل الشان خالق جمیع افراد انسان مکونِ سائر اکوان است۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

تحریر بتاریخ پانزدہم شہر جمادی الثانیہ ۱۲۴۲ھ ۔

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۱

سپہ سالار۔ صاحب شمشیر و جنگ سردار بدھ سنگھ خدا آپ کو ہدایت دے۔ اور توفیق عطا فرمائے۔ مخفی نہ رہے کہ آپ کا فصیح و بلیغ خط جو شجاعت و بزرگی پر مشتمل تھا موصول ہوا اور جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا تھا معلوم ہوا۔ بظاہر اس فقیر کا اس ہنگامہ اور معرکہ آرائی کا جو مقصد ہے آپ نے اس کو اچھی طرح نہیں سمجھا ہے اس لئے آپ کو مجھے خط لکھنے کی نوبت آئی۔ اب آپ اچھی طرح گوش گزار کر لیجئے اور اس کا ماحصل بہت غور کے ساتھ سمجھ لیجئے کہ اہل حکومت اور صاحب ریاست سے کشمکش مختلف اغراض کے تحت ہوا کرتی ہے بعضوں کے سامنے جنگ و جدال کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مال و دولت

اور سلطنت حاصل کی جائے اور بعض لوگ بہادری اور برتری کے لئے لڑتے ہیں اور بعض کو صرف مرتبہ شہادت حاصل کرنا ہوتا ہے اور میرا تو کچھ اور ہی متصور ہے اور مجھے تو فقط اپنے مولا کا جو مالک مطلق ہے اور اس کو اپنے ملک پر استحقاق حاصل ہے حکم بجا لانا ہے۔ جو دین محمدی کی نفع و نصرت کے متعلق وارد ہوا ہے۔ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ اس پر گواہ ہے کہ اس ناچیز کو اس ہنگامہ آرائی میں سوائے متذکرہ صدر امر کے کوئی اور نفسانی خواہش نہیں ہے بلکہ اس کو تو میں کبھی زبان پر لاتا ہوں اور نہ میرے دل ہی میں ایسا خیال گذرتا ہے۔

اس لئے دین محمدی کی کامیابی کی خاطر جو کوشش اور جد وجہد ممکن ہوتی ہے، اس کو میں بجا لاتا ہوں اور جو تدبیر اس خصوص میں مفید ہوتی ہے اس کو اختیار کر لیتا ہوں اللہ نے چاہا تو آخر دم تک اسی کوشش میں مشغول رہوں گا اور تمام عمر اسی سے متعلق تدابیر سوچتا اور جب تک زندہ ہوں اسی راستہ پر گامزن رہوں گا؛ اور جب تک زندہ ہوں اسی مقصد کی ٹوہ میں لگا رہوں گا۔ جب تک ہاتھ پیر اور سر سلامت ہے میری روش یہی ہوگی اور یہی سودا اور جنون رہے گا خواہ میں مفلس و فقیر ہو جاؤں خواہ مالدار خواہ مجھے سلطنت کا منصب حاصل ہو جائے یا رعیت میں شامل رہوں یا مجھ پر نامردی کا الزام لگایا جائے یا میں بہادری پر مسکراتا رہوں۔ خواہ مجھے غازی کا مرتبہ مل جائے یا جام شہادت نوش کرلوں۔ ہاں اگر میرے مولا کی مرضی یہی ہے کہ میں یکہ و تنہا معرکۂ جنگ میں اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر کود پڑوں تو قسم خدا کی اور میرے مولا کی ہزار جان سے سینہ سپر ہو جاؤں گا اور بھرے لشکر میں بغیر کسی دغدغہ اور وسوسہ کے گھس پڑوں گا۔ بہرحال مجھے اپنی بہادری کے دعوے کے اظہار اور ریاست کے حاصل کرنے کی کوئی تمنا نہیں ہے۔ میرا منشا یہی ہے کہ اگر کوئی شخص بڑے امراء اور ذی مرتبت رئیسوں میں سے اسلام قبول کرے تو میں اسی دم اسکی مردانگی کا رونگٹے رونگٹے سے اظہار کروں گا اور اس کی سلطنت کی ترقی ہزار جان و دل سے چاہوں گا بلکہ اسکی مملکت کی ترقی میں سخت کوشش کرونگا اس بات کو آپ فی الحال آزما کر دیکھ لیں اگر اس کے خلاف ہو تو مجھ کو ملزم ٹھہرائیں آپ اگر بنظر انصاف غور فرمائیں تو فقیر اس معاملے میں قطعاً مطعون اور قابل ملامت نہیں ہے۔ کیونکہ جس وقت آپ جیسے صاحب عظمت اپنے حاکم کے احکام کے بجا لانے کا کوئی حیلہ اور عذر نہیں کر سکتے۔ حالانکہ وہ حکومت کیا ہے ان جیسے کسی فرد کی ایک

نشانی ہے بلکہ ان کے تمام بھائیوں کی ہے۔ تو یہ فقیر اس معاملہ میں اس کا جو حاکموں کا بھی حاکم ہے کس طرح کوئی عذر و حیلہ کر سکتا ہے۔ حالانکہ وہ شان و شوکت والا تمام انسانوں کا خالق ہے۔ بلکہ تمام جہانوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ فقط والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ مورخہ ۱۵ ر جمادی الثانی ۱۲۴۲ھ۔

مکتوب نمبر ۱۱ منجانب سید احمد بنام میاں یقین اللہ شاہ لکھنوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت فیضدرجت سجادہ نشین ارشاد و تلقین رہنمائے ارباب صدق و یقین یادگار اسلاف کرام تذکار اولیائے عظام مقبول بارگاہ الٰہ مخدومی و مکرمی شاہ یقین اللہ مد اللہ ظلال ہدایتہ علی رؤ المستفیدین الیٰ یوم الدین بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ احوال اینجد و دبکرم رب معبود مستوجب حمد و شکر است کہ شب و روز نعیم منعم علی الاطلاق و الطاف مالک بالاستحقاق بریں عاجز خاکسار و ذرۂ بے مقدار مع جماعت مہاجرین ابرار و مجاہدین اخیار باران صفت می بارد عز شکہ پرورش او بحدے رسیدہ کہ از احاطۂ تحریر و تقریر متعذر می نماید بموجب بیت ؎

اگر ہر بن موئے با صد زباں
کند شکر ایں نعمتش را بیاں
بتحریر الفاظ ہائے بے شمار
نباشد یکے از ہزاراں ہزار

از اجل نعم ربانی و الطاف رحمانی آن است کہ ایں فقیر را بہ محض قدرت کاملہ خود با اعلائے کلمۂ رب العالمین و احیائے سنت سید المرسلین و ترغیب کافۂ مومنین بسوئے اقامت ایں رکن رکین و جمع عساکر مجاہدین بنا بر استیصال جنود ابلیس لعین موفق گردانید الحمد للہ علیٰ ذالک حمداً کثیراً ہر چند در مقدمۂ قتل و قتال با اہل کفر و ضلال بحکم الحرب بیننا و بینھم سجال دو مردد طرف فتح و شکست محتمل است چنانچہ دریں ایام خجستہ فرجام مجاہدین اخیار چند بار بکفار اشرار مظفر و منصور گردیدند و در یک نوبت بسبب مداخلت چندے از منافقین یک گونہ گزندے بہ مومنین صادقین بہم رسید لاکن الحمد للہ والمنتہ کہ ہیچگونہ فتور رسے و قصورے در ہمت عالیۂ ایشان راہ نیافتہ چنانچہ ایں فقیر بعد وقوع ایں حادثہ در اختلاع یوسف زئی

مثل حملہ و تکبیر و صوات و درود سیر نمودہ مومنین آں دیار و مسلمین آں اقطار را بہ اقامت جہاد و ازالۂ فساد بالمشافہ ترغیب نمودہ و بسیارے را از اقوام افاغنہ مثل غازیان و آفریدی و مہمندی و خلیل و غیرہم بہ ادراکِ ایں سعادتِ عظمیٰ و ادائے ایں عبادتِ کبریٰ بالمکاتبہ و دعوت کرد الحمدللہ کہ ہمہ مومنین صادقین ایشاں ایں دعوت حق را قبول نمودند و بگوش ہوش شنیدند بنا بریں علیہ در عرصۂ چند روز ان شاء اللہ بحول و قوت ربانی و تائید یزدانی مقدمہ جنگ و جدال و قتل و قتال و استیصال اہل کفر و ضلال پیش کردہ خواہد شد امید قوی از کرم کریم مطلق در حمتِ رحیم برحق چناں است کہ غلبۂ دین حق بر ادیانِ باطلہ جلوہ پذیر می گردد خاطر جمع دارند و ہرگز بر اخبار واہیہ کہ منافقین برائے رنجانیدنِ مومنین افشا می نمایند اعتماد نفرمایند و بجمعیت خاطر و اطمینانِ قلب در دعائے نصرتِ دین متین ببارگاہِ رب العالمین مشغول مانند و خاطر جمع دارند کہ ہر چند فاعل مختار در ہر کار و بار محض ذاتِ پروردگار است و ہر مومن صحیح الاعتقاد را لازم است کہ در جمیع . . . مقدماتِ خود بر کارسازے رب العالمین بجان و دل واعتقاد نمایند آرے بنا بر حکم شرع قدرے در جمع اسباب ہم سعی بجا آرد پس بنا بر ہمیں حکم شرع در جمع کردن عساکر مسلمین برخے سعی کردہ شد الحمدللہ کہ سعی مذکور بانجام رسید کہ اقوام کثیرہ از مومنین افاغنہ کہ شمار اشخاص ہر قوم بہ ہزارہا و لکھوکہا کہ میرسد بہ رفاقت ایں فقیر اتفاق نمودند و اطاعت ایں عاجز بجان و دل مسلم داشتند و وقتیکہ مومنین صحیح الاعتقاد و مسلمین کامل الانقیاد بنا بر استیصال کفر و فساد و اعلائے دین رب العباد کمر ہمت چست می بندند و نیت قلبیہ درست می نمایند ضرور بالضرور بحول و قوت رب غیور مظفر و منصور می شوند و حق جل و علا بکرم عمیم خود بر طبق منطوق لازم الوثوق كَذَالِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ تائیدِ ایشان می فرماید و پر ظاہر است کہ شوکت ہیچ کافر متمرد و منافق معاند معارضہ قدرتِ ربانی و تائید رحمانی نتواند کرد لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَادَّ لِمَا قَضَيْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ شان اوست پس ہمیں مضمون را پیشِ نظر خود باید داشت و بر وعدۂ آں کریم نظر باید گماشت اللہ بس باقی ہوس زیادہ والسلام مع الاکرام۔

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۱۱

بخدمت فیضدرجت سجادہ صاحب مخدوم و مکرم شاہ یقین اللہ مداللہ ظلہٗ

بعد سلام مسنون، عرض یہ ہے کہ یہاں کے حالات اللہ کے فضل و کرم سے موجب تشکر ہیں کہ اس منعم اور مالک حقیقی کا لطف و کرم اس خاکسار ذرۂ بے مقدار پر بشمول جماعت مہاجرین و مجاہدین باران رحمت کی طرح جاری و ساری ہے۔ غرض اس کی پرورش مجھ پر اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ تحریر و تقریر کے ذریعہ اس کا اظہار نہیں ہو سکتا۔ بقول ؎

اگر ہر بن موئے با صد زبان
کند شکر ایں نعمتش را بیان
بتحریر الفاظ ہائے بے شمار
نما شد۔ یکے از ہزاراں ہزار

اللہ جل شانہٗ کی یہ بڑی نعمت اور اس کا لطف و رحمت ہے کہ اس نے اس فقیر کو محض اپنی قدرت کاملہ سے اعلائے کلمۃ اللہ اور احیائے سنت رسول اللہ اور عام مسلمانوں کو اس اہم رکن یعنی قیام جہاد اور مجاہدین کے لشکر کو شیاطین ملعون کے گروہ کا استیصال کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے اور سب تعریف اسی کے لئے سزاوار ہے کہ اگرچہ کفار اور گمراہ لوگوں کے ساتھ جدال و قتال میں بموجب "حکم الحرب بیننا و بینہم سجال" دونوں جانب فتح و شکست کا احتمال ہے چنانچہ ان مبارک دنوں میں ہمارے سعادت مند مجاہدین نے چند مرتبہ شریر النفس کفار پر فتح و نصرت حاصل کی ہے اور ایک موقع پر چند منافقوں کی مداخلت کی وجہ سے کسی حد تک ہمارے سچے مسلمانوں کو نقصان بھی پہنچا ہے لیکن اللہ تعالےٰ کا شکر و احسان ہے کہ کسی قسم کے فتور و قصور سے انکی بلند ہمت متاثر نہیں ہوئی۔ چنانچہ اس فقیر نے اس حادثے کے واقع ہونے کے بعد اضلاع یوسف زئی میں مثلاً پملہ و نبیر اور سوات میں دورہ کیا ان شہروں اور اضلاع کے مسلمانوں کو جہاد کے قیام اور فساد کے ازالہ کے لئے بالمشافہ ترغیب دی گئی اور بہت سی افغان قومیں یعنی آفریدی، مہمندی اور خلیل وغیرہ کو اس عظیم سعادت کے حاصل کرنے اور اس بڑی عبادت کو ادا کرنے کیلئے بذریعہ خط و کتابت دعوت دی گئی۔ اللہ کا شکر ہے کہ ان میں

تمام سچے مسلمانوں نے اس سچی دعوت کو قبول کر لیا اور میری بات ہوش و حواس کے ساتھ سن لی اسی بنا پر چند روز میں انشاء اللہ تعالے اللہ کے دبدبے و قوت اور تائید الہٰی سے جنگ و پیکار اور قتال و جدال اور گمراہوں کے استیصال کی مہم شروع کر دی جائیگی۔ اس کریم مطلق کے کرم اور اس رحیم برحق سے ایسی قوی امید ہے کہ جھوٹے مذاہب پر سچے دین کا غلبہ ہو جائے گا آپ خاطر جمع رکھیں اور ہرگز بے سرو پا خبروں پر جنکو منافقین مسلمانوں کو دکھ پہنچانے کے لئے اڑایا کرتے ہیں کوئی بھروسہ نہ فرمائیں اور دلجمی اور اطمینان قلب کے ساتھ بارگاہ الہٰی میں اسلام کی فتح و نصرت کے لئے دست بدعا رہیں اور خاطر جمع رکھیں کہ اگرچہ ہر کاروبار میں پروردگار عالم ہی فاعل مختار ہے، ہر صحیح الاعتقاد مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے تمام معاملات میں اسی پروردگار پر جو کارساز ہے جان و دل سے اعتقاد رکھے البتہ شریعت کے حکم سے کچھ اسباب کی فراہمی کے لئے کچھ ہاتھ پیر بھی ماریں اسی حکم شرع کے مدنظر مسلمانوں کا لشکر جمع کرنے کے لئے یہ جد و جہد کی گئی ہے اللہ کا شکر ہے کہ ہماری کوشش ایسی کارآمد ہوئی کہ افغان مسلمانوں کی بہت سی قومیں جنکے ہر قوم کی تعداد ہزاروں لاکھوں تک پہنچتی ہے۔ اس فقیر کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہو گئیں اور اس عاجز کی اطاعت کو جان و دل سے قبول کر لیا جس وقت صحیح اعتقاد مومن اور کامل فرمانبردار مسلمان کفر و فساد کی بیخ کنی اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے کمر ہمت مضبوط باندھ لیں اور دل میں نیت درست ہو تو ضرور بالضرور اس پروردگار غیور کے دبدبے و قوت سے منصور اور فتح مند رہیں گے اور حق جل شانہٗ اپنے فضل عام سے جیسا کہ اس کا پکا وعدہ ـــــ کَذٰلِکَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ـــ انکی تائید کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ کسی کافر سرکش اور منافق دشمن کی شوکت و حشمت پروردگار کی قدرت اور تائید رحمانی کے مقابلہ میں کچھ بگاڑ نہیں سکتی۔ قوت و شوکت اسی کے لئے سزاوار ہے بہرحال اسی بات کو پیش نظر رکھنا چاہیئے اور اس خداوند کریم کے وعدے پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ اللہ بس باقی ہوس۔

زیادہ سلام مع الاکرام

مکتوب نمبر ۱۲ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام سلطان محمد خان رئیس پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم از امیر المومنین سید احمد بخدمت عمدہ اراکین عالی مقام قدوۂ خوانین ذی الاحتشام رونق افزائے چار بالش حشمت معرکہ پیرائے میادین صولت سردار عظمت شعار جلالت آثار شوکت نشان سردار سلطان محمد خان زاد اللہ اقبالہٗ وضاعف اجلالہٗ وفقہ اللہ لما یحب ویرضاہ واوصلہ الی غایتہ ما یتمناہ۔ بعد اہدائے احسن تحف اہل اسلام یعنی گلدستہ ہائے سلام وادعیہ ازدیاد مناصب کونین مدارج دارین واضح آنکہ۔ نامۂ نامی رقیمہ گرامی مشتملبر مراتب مودّت واتحاد ومدارج خلّت وداد در احسن اوقات واسعد ساعات رسید انواع مسرت و اصناف فرحت بخشید آنچہ از نوک قلم مودّت رقم بنظر علاقہ صداقتِ قدیم صادر گردیدہ بودکہ اینجانب علاقۂ اتحاد واخلاص راکہ از مدّت مدید فی مابین قائم گردیدہ از خاطر فاتر محو منسی نسازند پس الحق از روزیکہ ایں جانب را بآں عشمت مآب در دار السلطنت کابل ملاقات گردیدہ وعلاقۂ صداقت واخلاص فیما بین بہم رسیدہ ہیچ گونہ الی الان بغبار رنجش مکدر نہ گردیدہ چیزے کہ باعثِ ملال باشد بمیان نیامدہ پس بہ نظر قوانین رعایتِ علائق صداقت البتہ علاقۂ مذکور واجب الرعایت است اما حق جل و علا محض بکرم عمیم دل اخلاص منزل ایں ذرۂ بیمقدار وایں عاجز خاکسار را بطریقۂ بس عجیب و نہجے پر غریب از ابتدائے عمر مجبول گردانیدہ کہ در باب علائق محبت وعداوت پاسداری وجوہِ صداقت وقرابت از نظر انداختہ ومحض تحصیل رضائے خود اطاعت احکام خود قبلۂ ہمّت ساختہ پس محبوب من ہماں است کہ محبوب رب العالمین است وعدو من ہمانست کہ عدو احکام شرع مبین است لہٰذا بخدمت عالی گذارش کردہ می شود کہ اگر در دوستیِ علاقۂ خود مع اللہ کوشش بلیغ فرمایند ناچار لقدر آں محبوب من شوند وطریق تحصیل مقام محبوبیت حضرت رب العزت ہمیں است کہ در باب اطاعت احکام واعلائے کلمۂ اسلام واحیائے سنّتِ سید الانام و استیصال کفرۂ بدانجام از جمیع علائق ماسوی اللہ خواہ از جنسِ علائق صداقت وقرابت باشد خواہ از جنس تحصیل سلطنت ووجاہت خواہ از جنس بدست آوردنِ مال ودیانت

منقطع گردند درین باب از جمیع ما سوی اللہ ہردو دست بردارند و دل اخلاص منزل خود را از اغراض نفسانی وطلب حظوظ جسمانی در مقابلہ اطاعت احکام ربانی مطہر سازند و اگر نیک تامل فرمایند التزام این امر بر بندہ عبودیت شعار و اطاعت آثار لازم و مؤکد است کہ بدون آن ہرگز ہرگز علاقہ عبودیت حسنا لصہ از غبار نفاق مصفی نمیگردد اما امید این امر داشتن کہ طمع دخول در سلک عباد مخلصین ہم دارند و دل خود را از الواث مذکورہ ہم مطہر ننمایند پس خیالے است پر اختلال و وہمے است باطل و محال کہ ہرگز ہرگز گاہے شدنی نیست بموجب بیت ؎

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
این خیال است محال است و جنوں

پس وقتیکہ ایمان خالص از شوب نفاق و اطاعت محض حضرت خلاق قبلہ ہمت خود ہماں دم ساختند مقام محبوبیت حضرت حق یافتند و قال اللہ تبارک وتعالےٰ۔ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ وقال اللہ تعالےٰ:۔ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۝ وَمَن يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ۝ (وقال اللہ تبارک وتعالےٰ) لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ ، هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ پس وقتیکہ در سلک حزب اللہ منسلک گردند بالاضطرار محبوب من شدند اگر شوق تحصیل این مقام دارند در جواب ہمیں رقیمہ بہ تفصیل بنگارند تا طریق آں فہمانیدہ شود و بحول و قوت ربانی بمنزل مقصود رسانیدہ شود۔ ہرچند مضامین مسطورہ بکرات و مرات در قطعات رقائم ودادنگارش کردہ شد و بالفعل تکرار لغوی نماید لاکن چہ کردہ آید کہ بخیر خواہی جمہور مومنین مامور و بر خواہش صلاح ایشان مفطور بناءً علیہ بار بار ہمیں مضمون در قوالب گوناگوں والبسۂ رنگارنگ نگارش کردہ می شود الّا حضرت رب غیور کہ علیم بذات الصدور است۔ آگاہ است بریں معنی کہ این ذرۂ بے مقدار و عاجز خاکسار ہرچند بظاہر قدرے ندارد اما تمام دل اخلاص منزل از توکل محض و تسلیم بحت ممتلی است اظہار احتیاج بسوئے غیر او باعث ننگ و عار می داند دنی الحقیقت طلب چیزے کہ از

غیر رعنائے ادباشد اصلی نمی دارد چنانچہ ایں معنی برآں جلالت آثار کالشمس فی رابعۃ النہار ہویدا وآشکارا است حق جل وعلا بکرم عمیم خود در اصل جبلت ایں امر عظیم ودیعت نہادہ بموجب بیت ؎

بارہا گفتم وہم بار دگر می گویم
کہ من گم شدہ ایں راہ نخود می پویم

ہر چند بہر حال در دعائے خیر می مشغولم وبہر صورت خیر خواہ آں حشمت مآب لاکن اگر ایں معنی متحقق گردد پس محبوبیت تامہ بہ نسبت جناب رب العالمین وسید المرسلین وجمیع عباد مقربین بدست آید۔ باقی تفاصیل سرگذشت اینجا ودہا ظہار حامل رقیمۃ الودود ناظر غلام محی الدین نیکو ہویدا خواہد شد۔ زیادہ سلام مع الاکرام۔ تحریر یکم ذیقعد ۱۲۴۲ھ۔

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۱۲

قدوۂ خوانین۔ سردار سلطان محمد خاں زاد اقبالہٗ واجلالہٗ۔

بعد سلام اور دعاؤں کے واضح ہو کہ جناب کا مودّت نامہ بڑے اچھے وقت وصول ہوا اور بے حد مسرّت و فرحت ہوئی۔ جناب نے جس محبّت وخلوص کے ساتھ دیرینہ خلوص اور اتحاد کا جو اظہار فرمایا ہے کہ فقیر اپنے اسی قدیمانہ خلوص کو جو باہم عرصہ دراز سے چلا آتا ہے فراموش نہ کرے۔ واقعہ یہ ہے کہ جب سے اس فقیر کی جناب والا سے دار السلطنت کابل میں ملاقات ہوئی ہے اور باہم خلوص وعقیدت باہمی کا سلسلہ قائم ہوا ہے اس میں اب تک کوئی میل نہیں آیا ہے۔ غرض سچے اور مخلصانہ تعلقات جو اس مقام پر قائم ہوئے تھے ان کی پاسداری اب بھی واجب ہے۔ البتہ حق جل وعلا نے اپنے کرم سے اس ذرۂ بے مقدار کے پرخلوص دل کو اور اس عاجز کو آغاز عمر ہی سے عجیب وغریب طریقہ پر بنایا ہے کہ محبت وعداوت کے طور طریق میں دوستی اور قرابت کے پاس ولحاظ کو بھی نظر سے گرادیا ہے اور محض اپنی رضامندی اور اپنے احکام کی پابجائی کے لئے میرا حوصلہ بلند کردیا ہے۔ پس میرا محبوب تو وہی ہے جو پروردگار عالم کا محبوب ہے اور میرا مطمح نظر وہی ہے جو شرع مبین کا ہے۔ اس لئے جناب والا سے گزارش ہے کہ اگر دوستی یا اپنے تعلق کو خدا کے ساتھ رکھنے میں انتہائی کوشش فرمائیں تو لازماً اسی حد تک آپ میرے

محبوب بنے رہیں گے حضرت رب العزت کی محبوبیت کے مقام کا طریقہ یہی ہے کہ احکام الٰہی کی پابندی اور اعلائے کلمۃ اللہ اور تجدید سنت رسول اللہ اور کفار بد انجام کے استیصال میں خدا کے سوا سب کے تعلقات سے خواہ وہ مخلصوں سے ہوں یا قرابت داروں سے یا سلطنت اور عزت کے حصول کی خاطر ہوں یا ملک اور مال کے حصول کے لئے ہوں منہ موڑ لینا چاہیئے ۔ اس سلسلے میں خدا کے سوا سب سے ہاتھ اٹھا لیں اور اپنے دل کو نفسانی اغراض اور جسمانی لذائذ کی طلب سے بغرض پابندی احکام الٰہی پاک صاف کرلیں اگر اچھی طرح غور فرمائیں تو اس چیز کا التزام ایسے بندہ پر جسکا شعار بندگی اور اطاعت ہے لازم ہے اور سخت ضروری ہے ۔ کیونکہ بغیر اس کے ہرگز ہرگز خالص بندگی کا رشتہ منافقت کے گرد و غبار سے پاک صاف نہیں ہوسکتا لیکن اس چیز کا احتمال کہ مخلص بندوں کے بھی دلوں میں حرص و طمع کا عمل دخل ہوتا ہے اور وہ اپنے دلوں کو ان کدورتوں سے پاک صاف نہیں رکھتے پریشان کن اور ایک طرح کا وہم باطل اور امر محال ہے جو ہرگز کسی صورت ممکن نہیں ہے ۔ بقول ؎

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

پس جس وقت آپ خالص ایمان کو نفاق کے داغ سے پاک کر ڈالیں گے اور اس خالق کی فرمانبرداری کے لئے کمربستہ ہو جائیں گے تو پھر اسی وقت آپ حق تعالےٰ کی محبوبیت کے مرتبہ تک پہنچ جائیں گے جس کے متعلق متعدد آیات ربانی موجود ہیں مثلاً وَمَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ ۔ یعنی حزب اللہ کو ہمیشہ غلبہ رہے گا ۔ غرض جبتک آپ حزب اللہ میں منسلک رہیں گے تو لازماً آپ میرے محبوب رہیں گے ۔ اگر آپکو اس مقام کے حاصل کرنے کا شوق ہے تو اس خط کے جواب میں تفصیل سے تحریر فرمائیں تاکہ اس کا طریقہ سمجھا دیا جائے اور اللہ کے دبد بے سے اسکو منزل مقصود تک پہنچا دیا جائے اگرچیکہ متذکرہ صدر مضامین بار بار پچھلے مکتوبات میں لکھے جاچکے ہیں ۔ فی الحال ان کی تکرار مناسب نہیں معلوم ہوتی ہے لیکن کیا کیا جائے کہ تمام مسلمانوں کی خیر خواہی اور انکی اصلاح کی خاطر مکرر سہ کرر اسی مضمون کو مختلف پیرایہ اور نئے نئے انداز میں دہرایا جاتا ہے ۔ ورنہ جناب باری جو غیور ہے اور دلوں کے حالات

جانتا ہے اور اس بات سے واقف ہے کہ یہ ناچیز، عاجز اور خاکسار اگرچہ بظاہر اس قابل نہیں ہے لیکن میرا پرخلوص دل سرتاپا محض توکل اور رضائے الٰہی سے بیحد مملو ہے، اور اس کے سوا کسی غیر کی طرف اپنی احتیاج کا اظہار کرنا باعث ننگ و عار سمجھتا ہے اور در حقیقت ایسی چیز کی طلب جو اس کی رضامندی کے خلاف ہو کوئی حقیقت نہیں رکھتی ہے چنانچہ یہ بات آپ جیسے ذی مرتبت کے سامنے روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ حق جل شانہٗ نے اپنے فضل و کرم کو جو عام ہے اس عظیم مہم کے لئے ودیعت کر دیا ہے بقول ؎

بارہا گفتم و بار دگر می گویم
کہ من گم شدہ ایں راہ نہ خود می پویم

ترجمہ:- میں نے بارہا کہا ہے اور اب بھی یہی کہتا ہوں کہ مجھ جیسا گم شدہ اس راستہ پر بطور خود نہیں چل سکتا۔

اگرچہ ہر حالت میں دعائے خیر میں مشغول ہوں اور بہ ہر طور آپ جیسے باحشمت شخص کا خیر خواہ ہوں لیکن اگر یہ بات متحقق ہو جائے تو پھر پروردگار عالم کی محبوبیت کا مرتبہ تمام رسولوں کے سردار اور اس کے تمام مقرب بندوں کے طفیل سے ہاتھ آ جائے گا۔

باقی اس علاقے کی بقیہ تمام سرگذشت حامل محبت نامہ ہذا ناظر غلام محی الدین سے آپ پر بخوبی واضح ہو جائے گی۔ زیادہ والسلام مع الاکرام۔ محررہ یکم ذیقعدہ ۱۲۴۲ھ۔

مکتوب نمبر ۱۳ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام امیر دوست محمد خان والیِ کابل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد۔ بخدمت سردار کثیر الاقتدار جلالت شعار عظمت آثار شجاعت و ثار والا تبار سردار دوست محمد خان زاد اقبالہٗ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ بر ضمیر کیاست تخمیر آں سردار کثیر الاقتدار ایں معنی کالشمس فی رابعۃ النہار ہویدا و آشکارا شدہ باشد کہ آنچہ ایں جانب از وطن مالوف خود برخاستہ و محبت اہل و عیال و اخوان و اوطان پس پشت انداختہ و مصائب و متاعب

مثل ایں اسفار بعیدہ بر خود گوارا ساختہ در کشاکش جنگ و جدال شب و روز گذرانیدہ و می گذارد ایں ہمہ للہ فی اللہ و اعلائے کلمۃ اللہ و احیاء سنت رسول اللہ است ہرگز ہرگز طلب خواہش دنیا و ما فیہا باآں مخلوط و ممزوج نگردیدہ از انجا کہ تطہیر ایں داعیۂ رحمانی از تلوث اغراض نفسانی یقیناً و قطعاً معلوم آنجناب است حاجت تکریر ندارد و بناء علیہ آنرا بر خاطر دانش ذخائر تفویض نمودہ باصل مدعا می پردازد کہ در اوائل بہ پاشدن ایں ہنگامہ چند بار جنود مجاہدین اخیار بر عساکر کفار شرار تاخت آوردہ مظفر و منصور گردیدہ بودند و در آں مدت انواع خیر و برکت نسبت مجاہدین ابرار و مجاہدین اخیار معائن و مشہود گشت ہر آئینہ ضمیر خلت تخمیر از سابق بخوبی عکس پذیر است حاجت تکریر نیست لیکن از ہنگامیکہ سرداران والئے پشاور با ظہار مودت و اخلاص لباس اعانت دین متین رب العالمین بر خود آراستہ و ذی نصرت و احیائے سنت سید المرسلین بقامت خود پیراستہ معہ ساز و سامان خود مشارک فقیر گردیدند از زمان ایام نکبت گو: نکبت بسوئے عسکر ظفر پیکر اہل اسلام متوجہ گشت و اقسام رنج و کلفت و اصناف کربت و شدت بر سر آنہا گذشت کہ اینجانب ہم بہ نہجے مبتلائے عارضہ شد کہ ہوش و حواس ہم نمی داشت ایں ہم موضوع خاطر حشمت ذخائر بوجہ احسن شدہ باشد لاکن طرفہ ماجرا است کہ چوں قوافل غزاۃ ہندوستان با خلاص نیت صرف با عانت سنت سید الانعام و نصرت دین ملک علام بعد طے مسافت دور و دراز و قطع منازل شاقہ تدریجاً می رسند حینیکہ بقرب و جوار بلدۂ پشاور وارد می شوند سردار مذکور با ہمہ ہمت خود قصد ایذا رسانی و تکلیف دہی می نمایند گاہے بر او شان قصد چھاپہ می کنند و گاہے ارادہ جنگ میدان میفرمایند بالجملہ سردار مذکور از دین اسلام بالکل دست بردار شدہ بمشارکت و معاونت کفار بد کاری کوشد و محبت ایں گروہ شقاوت پژوہ از جذر قلب او می جوشد پس دریں صورت سردار پشاور روابطۂ اسلامیہ را قطع نمودہ راہ بیگانگی پیمودند برائے فطانت پیرائے آں منبع ریاست و سیاست و معدن حشمت و گیاست در ینمقدمہ چہ حکم میفرمایند و از لبسکہ بزبان صدق ترجمان جناب ہدایت مآب افادات خواجہ عبد الخالق نقشبندی ہمت عالی در مقدمہ فرمانروائی و کشورکشائی موضوع گشت بناءً علیہ نگارش میرود کہ بمقتضائے محبت دیرینہ و خلت پارینہ از اظہار ما فی الضمیر خود دریغ نمایند۔ زیادہ السلام معہ الاکرام مرقوم پنجم ربیع الاول محرم ۱۲۴۳ھ۔

مکتوب نمبر ۱۳ اردو ترجمہ

جناب شجاعت والا تبار سردار دوست محمد خاں زاد اقبالہٗ۔

سلام مسنون و دعائیں واضح ہو کہ آپ جیسے مقتدا کے دل پر یہ بات آفتاب نصف النہار کی طرح روشن، اور آشکار ہو چکی ہے کہ ناچیز نے اپنے وطن عزیز کو خیرباد کر کے اور اپنے اہل و عیال، بھائی بندوں اور جائداد کو چھوڑ کر، اس دور دراز سفر کے مصائب کو اپنے لئے گوارا کر لیا ہے اور رات دن جنگ و جدال کی کشاکش میں بسر کر چکا ہے اور گزار رہا ہے یہ سب خدا کے لئے اور اعلائے کلمۃ اللہ اور سنت رسول اللہ کو زندہ کرنے کے لئے ہے اور اس میں ہرگز ہرگز دنیا و ما فیہا کی خواہش شامل نہیں ہے۔ کیونکہ اس خدائی دعوت کا نفسانی اغراض کی آلودگیوں سے پاک و صاف ہونا جناب کو یقینی اور قطعی طور پر معلوم ہے جس کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں ہے اسی لئے میں نے اس کو آپکی دانشمندی پر چھوڑ رکھا ہے۔ اب میں اصل مطلب عرض کرتا ہوں اس ہنگامہ کے برپا کرنے سے پہلے سعادتمند مجاہدین کے لشکر نے شریر النفس کفار کے لشکر پر دھاوا بول دیا تھا اور ان کو فتح و کامیابی حاصل ہوئی تھی اور اس زمانے میں گوناگوں خیر و برکتیں ان مجاہدین کے دل میں ملاحظہ ہوئیں ان کا پاک ضمیر تو پہلے ہی سے اچھی طرح آئینہ بنا ہوا ہے جس کے یہاں مکرر رکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن جس وقت سے حاکم پشاور کے سرداروں نے خلوص اور محبت کو کام میں لا کر دین متین کی اعانت سے خود کو سنوارا ہے اور رسول کریم کی سنت زندہ کرنے میں ساز و سامان سے لیس ہو کر فقیر کے ساتھ شریک ہوئے ہیں اسی زمانے سے اہل اسلام کے فاتح لشکر میں طرح طرح کی نحوست پیدا ہو گئی ہے اور قسم قسم کی تکلیف اور رنج اور طرح طرح کی سخت مصیبتیں ان کے سروں پر نازل ہو گئی ہیں جن سے میں بھی ایک طرح تکلیف میں مبتلا ہو گیا ہوں اور میرے ہوش و حواس جاتے رہے ہیں اس کی تفصیل بھی جناب والا کو باحسن الوجوہ معلوم ہوئی ہو گی لیکن یہ عجیب طرفہ ماجرا ہے کہ جب ہندوستانی غازیوں کے قافلے خلوص نیت کے ساتھ محض سنت نبوی کی اعانت اور اس بادشاہ بلند و برتر کے دین کی فتح کے لئے دور دراز مسافت طے کر کے اور سخت منزلوں سے گزر کر آہستہ آہستہ وہاں پہنچ گئے اور جس وقت

شہر پشاور کے قرب وجوار میں وارد ہوئے تو سردار مذکور نے بڑے عزم کے ساتھ ایذا رسانی اور تکلیف پہنچانے کا ارادہ کر لیا۔ اور کبھی تو اس نے ان پر چھاپہ مارنے کا ارادہ کیا اور کبھی میدان جنگ میں اتر آنے کا قصد کیا۔ خلاصہ یہ کہ سردار مذکور نے دین اسلام سے بالکل ہاتھ اٹھا کر بدکار کافروں کے ساتھ مل جانے اور ان کی مدد کرنے کی کوشش کی اور اس شقی القلب گروہ کی محبت ان کے دل میں جوش مارتی رہی۔ اس طرح پشاور کے سردار نے اسلامی روابط کو ختم کر کے بڑی بے گانگی برتی۔ اب جناب جیسے سرچشمۂ مملکت وسیاست اور معدن حشمت اور فرزانگی کا اس معاملہ میں کیا مشورہ ہے بلا شبہ جناب ہدایت مآب کی زبان حق ترجمان ہے کہ آپ نے حضرت خواجہ عبدالخالق نقشبندی کے افادات سے بہرہ اندوز ہو کر اپنی بلند ہمت کو فرماں روائی اور کشور کشائی پر مرکوز کر دیا ہے اس لئے عرض ہے کہ اپنی دیرینہ محبت و دوستی کے مدنظر اپنے مافی الضمیر کے اظہار میں مجھ سے کوئی دریغ نہیں فرمائیں گے۔ زیادہ والسلام مع الاکرام۔

مرقوم ۵ محرم ۱۲۴۴ھ۔

مکتوب نمبر ۱۴ از منجانب امیر المومنین سید احمد بخدمت شاہ بخارا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ الذی نور قلوب المومنین باخلاص النیۃ واتباع السنۃ وتکمیل الایقان وکرم وجود السلاطین بنشر العدالۃ وفضل السماحۃ وتائید الادیان وفضل جنود المجاہدین لعلو الدرجۃ وعموم المغفرۃ مزید الامتنان والصلوٰۃ والسلام علی المبعوث بتمیم التوحید وتعلیم السنۃ والمجاہدۃ ائمۃ الکفر والطغیان وعلی آلہ واصحابہ الذین سووا الصفوف وسلوا السیوف وساقوا الخیول علی اخوان البغی والعصیان وعلی الآئمۃ المہدیین والسلاطین العادلین والعلماء العاملین وجموع المجاہدین وکافۃ اہل الخلوص والایمان اما بعد از امیر المومنین السید احمدؒ بحضور لامع النور حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی مہبط الطاف ربانی مورد عنایات یزدانی مسند آرائے محافل سیادت وگیاست معرکہ پیرائے مجامع شہامت وشجاعت رونق افزائے اورنگ عظمت واجلال فرمانروائے کشور حشمت واقبال سرو نہال بوستان جہانبانی گل سرسبز چمنستان کامرانی رافع شعائر شریعت غرا ناشر امر ملت بیضاء حامی انوار سنت شہباء ماحی آثار بدعت ظلماء ماہر احکام

رب العالمین قاہر اعدائے شرع مبین منبع ینابیع جود و کرم معدن یواقیت اخلاص و ہمم مرجع اساطین ارباب علو و حکم ملجا اراکین اصحاب سیف و قلم جگر گوشہ سلاطین خاندانِ عدل و سیاست نور دیدۂ مصابیح دودمان فضل و سیادت سلطان ابن سلطان خاقان متع المسلمین بقبول بقائہ والطلق المومنین بجمیل ثنائہ ونصر الدین بعز اجابہ و لنصر المجاہدین۔ بقہر اعدائہ۔ بعد از اہدائے تحفۂ تسلیمات مسنون و تحیات اکرام مقرون و تعظیمات اخلاص مشحون و دعوات ترقی مناصب کونین و علو مراتب نشاتین ملتمس آنکہ این عاجز خاکسار ذرۂ بیمقدار از خاندانِ ساداتِ عظام و دودمان شرفائے ذوی الاحترام اسلاف کرام این مسکین بر سجادہ ارشاد و تلقین از صدہا سنین در بلادِ ہندوستان استقرار و تمکین می داشتند و در اطاعت احکام رب العالمین و اتقیاد سید المرسلین عمرہا گذرانیدہ اند و جماعت مستفیدین را با فادہ فیوضات فائز گردانیدہ چنانچہ از اعلام بزرگوارانِ این ضعیفِ مقرب بارگاہ الٰہ سید علیہم اللہ کہ از خلفائے کبار حضرت سید آدم بنوریؒ در احیائے سنت محمدیہ در میان جمیع اقران علم بودہ اند و در افشائے طریقۂ مجددیہ از ہمہ اخوان پیش قدم این بندۂ عبودیت شعار بعنایتِ قادرِ مختار در ساعاتِ لیل و نہار در طریقۂ مرضیہ اسلاف کبار بہ ترتیبِ جماعتِ طالبین مشغول بود و در میان کافہ سالکین مقبول۔ چنانچہ جمع کثیر و جمی غفیر از مسلمین اتقیا و کیش و مومنین اخلاص اندیش بحول و قوتِ ربِّ قدیر بواسطۂ این فقیر حقیر از درگاہ واہب العطیات و بارگاہ خالق البریات مورد الطاف و کرم گردیدہ بر صراط مستقیم راسخ القدم۔ سینۂ صفا گنجینۂ ایشان از ظلمات شرک و بدعت خلاص یافت بر دل اخلاص منزلِ ایشان انوار خورشید توحید و سنت تافت بقدرتِ کاملۂ قادر علی الاطلاق و حول و قوت مالک بالاستحقاق احبائے این بندۂ ضعیف با نعام منعم حقیقی مشمول شدند و اعدائے این نحیف بانتقام منتقم تحقیقی منکوب و مخذول ترغیبات این عاجز و خاکسار در میان اہل ہند ابہار معمول گشتہ و ترہیبات این ذرۂ بیمقدار در حق مبتدعین اشرار سیف مسلول اصحاب سنت و اخلاص فائز بمدارج عز و اقبال گردیدند و ارباب بدعت و نفاق گرفتار نکبت و وبال ہزارانِ ہزار بلکہ خلائق بے حد و شمار بشرف بیعت مشرف شدند و در مقالات و معاملات بالوارع بشارات مبشر جماہیر اہل اسلام و مشاہیر خواص و عوام از الواثِ آثام مطہر و پاک گشتند و در خطے مدارجِ تقوی و ورع چست و چالاک جماعت مسلمین کامل الاتقیاد در اظہار

شریعت محمدیہ منسلک گردیدند و در زمرۂ مخلصین راسخ الاعتقاد در انوار طریقہ محمدیہ منہمک الحمدللہ علی ذالک حمداً کثیراً لاکن از مدتِ چند سال بہ تقدیر قادرِ فعال حال حکومت و سلطنت ایں مملکت بریں منوال گردیدہ کہ سکھاں نکوہیدہ خصال و مشرکین بدمآل بر اکثر اقطاع غربی ہندوستان از لب دریائے اباسین تا دیرِ دار السلطنتِ دہلی تسلط یافتند و دام تشکیک و تزویر بنا بر اخمال دینِ ربِّ خبیر بر بافتند و تمامی آں اقطار را بظلماتِ ظلم و کفر مشحون گردانیدند و عزت روٗسا و کبار را بانواع مذلت مقرون و جماہیر مسلمین را عموماً و مشاہیر حکام را خصوصاً بانواعِ تکالیف رنجانیدند و بر مساجد و معابد اہلِ اسلام دستِ تعدی رسانیدند و در مقاماتِ ریاست و سیاست و معاملاتِ قضا و عدالت و قوانین شرع را بر باد دادہ و آئین کفر را بنیاد نہادند بالجملہ در آں بلاد و امصار و اضلاع و اقطار رسوم کفر و شرک مشہور گردید و شعائرِ اسلام مستور و رایاتِ ظلم منصوب شدہ و اعلام عدل منکوب حق پرستی مفقود گشتہ و ہوا پرستی معہود بناءً علیہ سینۂ بے کینہ بملاحظہ اینحال پر از رنج و ملال بود و دلِ اخلاص منزل از شوق ہجرت مالامالِ غیرت ایمانی نہ نہاخانۂ دل در جوش بود و آوازہ اقامت جہاد بگنبد سر در خروش درایں اثناء ایں ضعیف را بر کارے دیگر برانگیختند و عزم ادائے حج در خاطر ریختند الحمدللہ کہ جمیع کثیر از مومنین مخلصین کہ تخمیناً ہفتصد مردم باشد بآں مقام فیض التیام رسیدیم و بزیارت حرمین مشرف گردیدیم و دستِ عقیدت و اخلاص باماکنۂ متبرکہ رسانیدیم و چشم اشتیاق بر مواضع معظمہ مالیدیم و سر نیاز بر آستانۂ آں بے نیاز سائیدیم و ایں جانِ ناتواں را نثار خانۂ جان جان گردانیدیم سبحان اللہ چہ دریائے رحمت مکافات ایں اخلاص نیت و حسن طویت موجزن گردیدہ و چہ ملاطفات دلربا در آں مقام دلکشا در محاذات صدق و صفا بمنامات بے شمار و معاملات خارج از حد و حصار بر منصۂ ظہور رسید زہے الطاف نہانی و الطاف و مہربانی کہ جان مشتاقین را شیفتہ و فریفتہ گردانید و نجے انعام بے کراں و اکرام بے پایاں مرا فقتنی خاک نشین تا باوج عرش بریں رسانید بموجب بیت ؎

اگر ہر بُنِ موئے با صد زبان
کند شکر ایں نعمتش را بیان
بہ تحریر الطاف ہا بے شمار
نہ باشد یکے از ہزاراں ہزار

بالجملہ آنچہ مشاہدات بوقلموں و مکالمات گوناگوں در آں مقام دیدہ و شنیدہ ام بمیزان خیال و وہم نمی گنجد و بمیزان قیاس و فہم نمی سنجد آرے ایں عطیہ رحمانی است کہ ہر کرا بخواہد عطا می فرمایند و موہبت ربانی است کہ ہر کرا می دانند بآں مشرف نمی نمایند اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ تَھَبُ مَا تَشَاءُ لِمَنْ تَشَاءُ۔ و از اعظم معاملات آں مقام ایں است کہ از درگاہِ واہب العطایا جلت عظمتہ و از حضور خیر البرایا علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ در مقدمۂ اقامتِ جہاد و ازالۂ کفر و فساد بطریق الہام ربانی و کلام روحانی بہ اشارات غیبی درباب امامت مشرف ساختند و بہ بشاراتِ لاریبی در باب فتح و ظفر مبشر در معاملات حقہ باعلائے کلمۂ رب العالمین و احیائے سنتِ سید المرسلین و استیصال کفرۂ متمردین مامور ساختند و در مواعید صادقہ بلقب مظفر و منصور لوا ختند پس بنا بر اقامت ہمیں رکنِ رکین یعنی نصرت دین متین و شکستِ رونق اعدائے دین از حرم محترم و آں مقام معظم معاودت نمودم والا کرام عاقل خواہد بود کہ او مثل آں مقام دلکشائے و مکان راحت افزائے جان خود را کشیدہ در کشاکش از باب کفر و ضلال و اصحاب بدعت و جدال اندازد و قطع نظر ایں اشارات و بشارات اینقدر لابدست کہ ہر گاہ بلاد اہل اسلام در دست کفار لئام افتد بر جماہیر اہل اسلام عموماً و بر مشاہیر حکام خصوصاً واجب و موکد میگردد کہ سعی و کوشش در مقابلہ و مقاتلہ آنہا بجا آرند تا وقتیکہ بلاد مسلمین را از قبضۂ ایشاں برآرند والا آثم و گنہگار می شوند و عاصی و ستمگار و از درگاہِ قبول مردود میگردند و از بارگاہِ قرب مطرود و بنا بر علیہ چند روز در وطن خود اقامت نمودیم لہذا زاں راہ ہجرت پیمودیم و در بلاد ہند و سندھ و خراسان دورہ و سیر کردیم و ایں تحفۂ بشارت پیش اکثر اہل صلاح و خیر بردیم و ایں دعوت حق را بگوش ہوش جمہور مسلمین رسانیدیم و اکثر مومنین مخلصین را دریں مقدمہ رفیق خود گردانیدیم آخر الامر در اوطان یوسف زئی رسیدہ مخلصین ایشاں را رفیق خود ساختیم و علم جہاد برافراختیم و بکرات و مرات با اہل کفر تاختیم و جان و مال در رضا جوئی ایزد متعال در باختیم اگرچہ در مقدمۂ قتل و قتال و جنگ و جدال بحکم الحرب بیننا و بینہم سجال فتح و شکست در جانبین متصور است اما الحمد للّٰہ والمنۃ کہ مومنین صادقین را در ہنگام فتح و نخوت و غرورے بہم میرسید و نہ در وقتِ شکست تقاعد فتورے داد بلکہ بفحوائے کلام ملک علام و سنتِ سید الانام و فتاوائے جماہیر فقہائے عظام و مشاہیر علمائے ذوی احترام و صوابدید عقلائے ذوالافہام اقامتِ ایں افضل ارکان

اسلام یعنی قتال باکفار لئام بدون نصب امام بر وجہ مشروع صورت نمی بندد بناءً علیہ، باتفاق جمعے از سادات کرام و علمائے اعلام و قضاۃ ذی احترام و مشائخ عالی مقام و خوانین ذوی الاحتشام و جماہیر خواص و عوام از اہل ایمان و اسلام بر دستِ ایں فقیر بیعت امامت واقع گردید۔ الحمدللہ والمنۃ کہ مقاتلۂ اہل کفر و عناد و صحت جمعہ و اعیاد بعد مرد ود ہور بر وجہ مشروع صورت بست ہر چند ایں اضعف عباد اولاً بحصول ایں منزل بمواعید غیبی مبشر بود ثانیاً باتفاق جماعت مومنین بایں منصب شریف مشرف گشت اما خالق البریات و عالم السرائر والخفیات گواہ است بریں معنی کہ گاہے بر دلِ اخلاص منزل ایں بندۂ عبودیت شعار و عاجز خاکسار آرزوئے حصول یعنی تملک خزائن بیشمار و تسلط بر بلاد و امصار و تجبر بر بندگانِ ملک منان و فرمانروائی بر اقران و اخوان و طلب عزت و وجاہت و ریاست و امارت و اہانت رؤسائے عالیمقدار و سلب سلطنت سلاطین والاتبار و امتیاز خود بر سائر بندگان الٰہی و امتیان رسالت پناہی خطور ہم نکردہ و وسوسۂ آں ہم نرسیدہ بلکہ مقصود از برپا کردن تمامِ ایں معرکہ پیرائی و عربدہ آرائی غیر از اعلائے کلمۂ رب العالمین و احیائے سنت سید المرسلین و استخلاص بلادِ مومنین از دست کفرہ متمردین چیزے دیگر نیست و ہرگز ہرگز شعبہ وسوسۂ شیطانی و شائبہ ہوائے نفسانی بایں داعیہ رحمانی و الہام ربانی مخلوط نہ گردید واللہ علی ما نقول وکیل چنانچہ تمامی سرگذشت ایں عاجزِ ناتواں و تغیر حال ایں اطراف ہندوستان از حجاج بیت الحرام و تجار اہل اسلام و دشت نوردانِ اقالیم سیاحت و واقفانِ بلادِ دور دست تفحص فرمایند تا حقیقت الحال منکشف گردد و از بسکہ آنجناب و اسلاف بزرگوار ان آنجناب بغیرتِ ایمانی و حمیّت اسلامی موصوف اند و با علائے اعلام دین و احیائے سنتِ سید المرسلین معروف و دیانت و عدالت ایشاں مسلّم طوائف انام است و فطانت و کیاست زبان زدِ ہر خاص و عام بلکہ جماہیر مومنین آں دیار و مشاہیر متدینین آں اقطار بغیرت ایمانی و حمیتِ اسلامی در جمیع اقالیم مشہور اند و قلوبِ ایشاں باخلاص نیت و حسن طویت معمور حتی کہ بخارا شریف در مقدمات دیانت و امانت ضرب المثل شدہ و رسوم مروّجہ آں بلدۂ شریفہ در حق جماہیر مسلمین مظہر عمل گردیدہ بناءً علیہ بر طبق منطوق لازم الوثوق و حرّض المومنین علی القتال بخدمت فیضدرجت آں حامی الوراء ملّتِ

بیضاء ماحی آثار بدعت ظلماء ماہر احکام رب العالمین قاہر اعدائے دین متین نگارش کرده می شود که حق جل وعلا بکرم عمیم خود آنجناب را بمنصب فرمانروائی وکشورکشائی که اعلائے مناصب ارباب عزت واقصائے مآرب اہل وجاہت است مشرف گردانیده پس در شکر این نعمت عظمیٰ لازم که ہمہ اسباب راحت وفرحت وسامان عظمت وتمکنت در تحصیل رضائے رب العزت مصروف کرده شود در اعلائے کلمۂ رب العالمین واحیائے سید المرسلین داد کوشش داده آید که رؤسائے بلاد ہند وخراسان در مقدمۂ اطاعت والقیاد تغافل ورزیدند ودر باب اقامت جہاد تکاسل واز مقتضائے حمیت عاطل گردیدند از حقوق عبودیت غافل الحق بنده که بنا بر محبت ماسوی اللّٰہ از امتثال احکام الٰہی پہلوتہی نماید فی الحقیقت بنده نیست ومومنے که غیرت ایمانی ندارد در نفس الامر مومن نے۔ ومخلصی که مرغوبی را از مرغوبات نفسانی بر امتثال احکام ربانی ترجیح دہد مخلص نے۔ سبحان اللّٰہ کسانیکه تخریب شعائر اسلام از دست کفار لئام می بینند ومی شنوند باز غیرت ایمانی در دل ایشان جوش نمیزند وحمیت اسلامی در سینۂ ایشان خروش نمیکند چگونه ادعائے ایمانی می نمایند وجان خود را در زمرۂ محمدیان می شمارند آرے محبت حق با محبت دنیا مخالفت می دارد وحق پرستی با ہوا پرستی منافات تجویز اجتماع این ہر دو در یک قلب خیالے است۔ پر اختلال ووہمے است سراسر باطل ومحال۔ الدنیا والآخرة ضرتان لا تجتمعان حدیثے است ماثور ولا جمع بین الحقیقة والمجاز مثلے است مشہور بموجب بیت ؎

ہم خدا خواہی وہم دنیائے دوں
این خیال است ومحال است وجنوں

چنانچه رؤسائے بلاد مسطوره بپاداش این کردار رسیدند وگرفتار مذلت وادبار گردیدند واز بسکه وصول اخبار وحشت آثار بمحفل جلالت منزل مشکوک بود بناءً علیه احوال نکبت مآل تحیر کفرۂ پنجاب وتعدی منافقین این دیار بسمع مبارک رسانیده شد تا غیرت ایمانی که موروث از اسلاف کرام است بجوش آید واساس اہل کفر وضلال را از بیخ براندازد وجمعیت جنود ابلیس لعین را برہم زند ورونق بازار اہل کفر وشرک بشکند ہرچند ضلع اوطان یوسف زئی که نزد دگاه این عاجز وخاکسار است وسراسر کوہسار

چہ یارا کہ محیطِ انوار و اقبال و محفلِ موکبِ اجلال تواند شد چہ آنجناب را انواع کاروبار در مقدماتِ انتظامِ بندگانِ پروردگار در پیش است و ضلع مذکور از دار الخلافت مبارک واقع در اقطار و جماہیر مومنین رعایا و مشاہیر رؤسا ایں دیار با ایں جانب عقدِ بیعت بربستہ اند و مستعد اطاعت و انقیاد و منتظرِ اقامتِ جہاد نشستہ در یں صورت اگر معاونتِ عظمائے دین و مشارکتِ اعلائے اعلامِ شریعِ مبین بہ نسبتِ ایشاں متحقق شود ہر آئینہ علوِ ہمت و وفورِ رغبتِ ایشاں دوبالا گردد بناءً علیہ مناسبِ وقت چنانست کہ جمیع صغار و کبار را از علمائے متدینین و اراکین معتبرین و سپاہیانِ شجاعت شعار و رعایائے انقیاد آثار را ترغیب فرمایند و جمعے را از لشکرِ ظفر پیکر تعیین نمایند۔ و از خزانۂ عامرہ بہ ورزش مجاہدین کنند تا مشارکِ آنجناب در اعلائے دینِ رب الارباب و استیصالِ کفر و ارتیاب باحسن وجوہ متحقق گردد و مجاہدین مذکورین را تقویتِ قلب بدست آید و چنانچہ بسلطنت ایں جہانِ فانی مشرف شدہ اند و بمیامنِ توجہ عالی اصولِ دینِ متین و رسومِ شریعِ مبین در آں دیار در اقطار مروج در نشرِ انوارِ عدالت مصروف اند و بہ پرورشِ اربابِ ہدایت مشغول ہمچنیں اگر استخلاصِ بلادِ مومنین از تصرف درازمویاں ملاعین (اقوامِ سکھ) بدستِ عسکرِ فیروزی اثر صورت بندد ہر آئینہ حمایتِ سابقہ بجمعیتِ لاحقہ ممتزج گردیدہ بمثابۂ نورٌ علیٰ نور بر انظارِ مخلصین مودت ظہور جلوہ گر شود غایت منتہای از رضا جوئی مولا حاصل گردد و درجۂ اعلیٰ از مدارجِ جنت نعیم در جوارِ ملیکِ مقتدر مقعدِ صدق بدست آید۔ علاوہ بر ایں آنکہ خزائنِ بیشمار و بلادِ کفارِ شرار در تصرفِ انصارِ اخیار و مویدانِ ملتِ سیدِ مختار در آید ایں فقیر بہ تحصیلِ مال و منال و تصرفِ بلاد و امصار غرض نمی دارد ہر کرا از اخوانِ مومنین و اقرانِ مخلصین بلادِ مومنین را از دستِ کفرۂ متمردین استخلاص نمودہ قوانین شرعِ مبین و ریاست و سیاست و قضایا و عدالت کما حقہ مرعی دارد مقصود ایں فقیر حاصل گردیدہ تسلطِ سلاطینِ عادلین را بر تمام روئے زمین بہتر از تسلط خود می شمارم زیرا کہ سلطنتِ ہفت کشور را بخیال ہم نمی آرم وقتیکہ تقریبِ دینِ متین و استیصالِ کفرۂ متمردین متحقق گردید نیز سعی من بر ہدفِ مراد رسید دریں مقدمہ نیک تامل نمایند و فکرِ عمیق را کار فرمایند کہ سردارانِ ملکِ خراسان بچنین و نامردی موصوف اند و بظلم و تعدی معروف بناءً علیہ رعایائے ایشاں از حکومت ایناں بیزار اند و جنودِ ایشانِ بیکار و کفارِ درازمویاں کہ

کہ بر ملک پنجاب تسلّط یافتہ اند نہایت تجربہ کار و ہوشیار اند و حیلہ باز و مکار اگر بر اہل خراسان بیایند بسہولت تمام جمیع بلادِ آں بدست آرند باز حکومتِ آنہا مجدد و ولایتِ آنجناب متصل گردد و اطراف دار الحرب با طراف دار الاسلام متحد شود انواعِ مفاسد در میانِ مسلمین، دار الاسلام بحیلہ دیگر خواہند انداخت و علم مخالفتِ آنجناب خواہد افراخت اگر فی الحال لشکر فیروزی اثر بر اینہا تاخت فرماید وجنودِ آنہا را زیر و زبر نماید البتہ از خیال تسلّط بلاد مسلمین، دست بردار شوند و در کار و بارِ خود گرفتار ایں مضمون را مثل مضامین شعریہ بالطائف نثریہ تصوّر نفرمانید بلکہ اگر فی الحال در سدِّ ابوابِ در آمدن ملاعین بد یارِ خراسان تغافل خواہند نمود آنچہ در عرصۂ قریبہ از طرف ایشاں در حقِ اہل خراسان بظہور خواہد رسید مشاہدہ خواہند فرمود کہ آں ملاعین عزائم بس پست و خیالات نہایت و در دست می دارند و قطع نظر از مراعات ایں تدبیر مذکور اینقدر ضروری است کہ ایں بلاد از اصل دار الحرب نیست بلکہ کفرۂ پنجاب بالفعل بر آں مسلط گردیدہ پس استخلاص بلاد مذکورہ از دست آنہا بر ذمہ جماہیر اہل اسلام عموماً و مشاہیر حکام خصوصاً و ایں فقیر بقدر استطاعتِ خود کوشش می نماید آنجناب را لازم کہ بقدرِ طاعت خود سعی فرمایند کہ بادنیٰ معاونتِ آنجناب بلکہ مجرد نام مشارکتِ آں والا قباب غلبۂ دین ترقی می گیرد کار و بار مجاہدین رونق می پذیرد زیرا کہ بعنایت لطیف و اعانتِ ربِّ قدیر ہیولائے قیامِ جہاد بکمال استعداد رسیدہ و مادۂ علو دین و اجتماعِ جنودِ مومنین آمادہ گردیدہ ہمیں کہ اہمیّتِ عالیہ متوجہ گردد بسہولت تمام سرانجام صورت ایں امر عظیم بر منصّۂ ظہور جلوہ می فرماید و اختتام ایں مہم فخیم رو می نماید آئندہ سررشتہ بدستِ قادر مختار است اول در تاسیس معالی تدبیر مساعی جمیلہ بر روئے کار آرند و آں را از عبادات نبیلہ شمردہ بجہد تمام بجا آرند بعد ازاں در تفویض بسوئے تقدیر ہمتِ عالیہ بر گمارند و آں را از عقائد جلیلہ قرار دادہ بر الواح قلوب بر نگارند کہ آیۂ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ نص است از کلامِ ملکِ علام و کلمہ اَلسَّعْيُ مِنِّيْ وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰهِ تو ے ایست زبانِ زدِ ہر خاص و عام۔ بیت ؎

گفت پیغمبر بآواز بلند
بر توکل زانوئے اُشتر بہ بند

ایں است ملخص مقصود ایں فقیر و مفتح مکنون ما فی الضمیر لکن از آنجا کہ تشریحِ حال و تفصیل

اجمال بتحریر خامہ بریدہ زبان متعسر بناءً علیہ جناب مستطاب ہدایت مآب مقرب بارگاہِ رب قوی مولوی نظام الدین چشتی ہدی اللہ بہ کل غبی و غوی و متع اللہ بہ کل فطن و ذکی راکہ برراہ توحید و اتباع سنت راسخ القدم اند و در مرافقتِ این فقیر اسفار دور دست کشیدہ اند و کوہ و دشت نوردیدہ و در ملازمتِ این حقیر نشیب و فراز تربیت یگانہ و بیگانہ دیدہ اند و گرم و سرد زمانہ چشیدہ مع اعلام ہدایت مشتملبر نفیر عام بخدمت جماہیر اہلِ اسلام بحضور لامع النور روانہ گردانیدہ ام و بواسطۂ ایشان تفاصیل ما فی الضمیر بسمع اشرف رسانیدم آنچہ از کلام ہدایت التیام آں مجمع حسنات فائز گردد آں بموقف قبول آرند و مضامین ہدایت آگیں آنرا از جنس قوانین علم المعقول و منقول شمارند و آنرا باعث سعادات دارین و جالب برکات نشاتین تصور فرمانیدہ کو السلام مع الاکرام ؞

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۱۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؀ الحمد للہ رب العالمین لنورِ قلوب المومنین باخلاص النیۃ واتباع السنۃ ۔

بحضور لامع النور ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی... نور دیدہ مصابیح دودمان فضل وسیادت... سلطان ابن سلطان... نصر المجاہدین بقہر اعدائہٖ ۔

تسلیمات مسنون ۔

التماس یہ ہے کہ یہ عاجز و ناچیز ان سادات عظام اور ان معزز شرفاء کے خاندان سے تعلق رکھتا ہے جنھوں نے سینکڑوں سال سے ہندوستان میں رشد و ہدایت کے سجادہ کو زینت بخشی اور پروردگار عالم کی اطاعت اور سید المرسلین کی اتباع میں اپنی عمریں گزار دیں اور استفادہ کرنے والوں کی ایک جماعت کو اپنے فیوض سے بہرہ اندوز فرمایا چنانچہ اس فقیر کے مشہور بزرگ مولانا سید علیم اللہ حضرت شیخ آدم بنوری کے خلفاء میں سے تھے اور مقرب بارگاہ الٰہی اور سنت نبوی کے زندہ کرنے میں اپنے معاصرین سے پیش پیش تھے اور طریقۂ مجددیہ کی اشاعت میں اپنے بھائیوں سے دو قدم آگے تھے اس بندہ نے جسکا شعار خدائے تعالیٰ کی بندگی بجالانا ہے قادر مطلق کی عنایت سے شب و روز اپنے بزرگوں کے پسندیدہ طریقہ کی اتباع میں ایک مدت تک طالبین کی جماعت کی ترتیب و تنظیم میں مشغول تھا اور تمام سالکوں

میں مقبول تھا۔ چنانچہ بہت سے اشخاص اور فرمانبردار مسلمان اور اخلاص پسند ایمان والے اللہ کی طاقت اور قوت سے اس فقیر کے ذریعہ اس بارگاہ بخشش و عطائے خداوندی کے لطف و کرم سے بہرہ اندوز ہوئے اور رسید سے راستہ پر اپنے قدم مضبوطی کے ساتھ گاڑ لئے اور ان کا سینہ جو اخلاص کا گنجینہ ہے شرک و بدعت کی کدورت سے پاک و صاف ہوگیا اور ان کے پرخلوص دل آفتاب توحید اور سنت کی شعاعوں سے روشن ہوگئے۔ اس قادر مطلق اور اس مالک حقیقی کی طاقت و قوت سے اس عاجز بندے کے دوست احباب اپنے منعم حقیقی کے انعامات سے بہرہ ور ہوئے اور ناچیز کے مخالفین اس منتقم حقیقی کے انتقام کی وجہ سے خراب اور ذلیل و خوار ہو گئے ہدایت پانے والے نیک اشخاص میں میری ترغیب و تحریص حسب معمول جاری رہی اور اس ذرۂ بے مقدار کی خوف دلانے والی باتیں بدعتیوں کے حق میں شمشیر برہنہ کا کام کر گئیں سنت کے پابند اور مخلص بندے عزت و اقبال کے مدارج پر فائز ہوئے اور بدعتی اور منافق افلاس اور مصیبت میں گرفتار ہو گئے۔ ہزاروں بلکہ بے شمار اشخاص میری بیعت سے مشرف ہوئے اور گفت و شنید اور دوسرے معاملوں میں مختلف بشارتیں پائیں۔ تمام مسلمان اور خاص و عام اور مشہور اشخاص گناہوں کی آلودگیوں سے پاک و صاف ہو کر اور زہد و تقوے کے مدارج کو طے کر کے چالاک اور مستعد ہو گئے۔ مسلمانوں کی ایک کامل فرمانروا جماعت شریعت محمدی کے تعاون کرنے والوں میں شریک ہو گئی اور مضبوط اعتقاد رکھنے والے مخلصین کے طریقۂ مجددیہ کے انوار میں محو ہو گئی۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر اور تعریف ہے۔ لیکن کئی سال سے اس قادر مطلق کی کرنی دیکھو کہ اس مملکت و سلطنت و حکومت کا طور طریقہ ایسا ہو گیا کہ بد خصلت سکھ اور بد انجام مشرکین ہندوستان کے بیشتر مغربی علاقوں پر دریائے اباسین کے کنارے سے لے کر دارالسلطنت دہلی تک مسلط ہو گئے اور اس پروردگار جبیر کے دین کو مٹانے کے لئے شک و شبہ اور مکر و فن کا جال پھیلانے لگے اور ان تمام علاقوں کو ظلم و کفر کے اندھیرے سے مکدر کر دیا اور بڑے بڑے رئیسوں کی عزت کو طرح طرح کی ذلتوں اور تمام مسلمانوں کو عام طور پر اور خصوصاً مشاہیر حکام کو قسم قسم کی تکالیف سے رنج اور مصیبت میں مبتلا کر دیا اور اہل اسلام کی عبادت گاہوں اور مسجدوں پر بھی ہاتھ صاف کر دیا اور ریاست و سیاست کے احکام عدل و انصاف اور شریعت کے قوانین کو برباد کر کے

کفر کا طور طریق جاری کیا۔ غرض ان شہروں اور ملکوں اور اضلاع میں کفر اور شرک کے رسم ورواج کی ترویج ہو گئی اور شعائر اسلام مفقود ہو گئے ظلم کا دور دورہ ہونے کی وجہ سے عدل وانصاف مفقود ہو گیا۔ حق پرستی کا نام ونشان باقی نہ رہا نفس پرستی ہونے لگی اسی بنا پر اس عاجز کا سینہ بے کینہ اس حالت کو دیکھ کر رنج و ملال سے بھر گیا اور میرا پرخلوص دل یہاں سے ہجرت کر جانے کا دم بھرنے لگا۔ غیرت ایمانی جوش میں آگئی کہ جہاد کا نعرہ بلند کر دو اس جوش و خروش کے سرور نے اس وقت اس عاجز کے دل میں ایک اور کام کا ولولہ پیدا کر دیا یعنی فریضۂ حج ادا کرنے کا خیال دل میں ڈال دیا گیا۔ الحمد للہ اللہ کا شکر ہے کہ کثیر مسلمانوں اور مخلصین کے ساتھ یعنی تقریباً سات سو اشخاص کے قافلہ کے ہمراہ اس متبرک مقام میں پہنچ گیا اور مع ان سب کے حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوا اور عقیدت اور اخلاص کے پھول ان مقامات پر نچھاور کر دیئے اور اشتیاق کے ساتھ ان متبرک مقامات سے آنکھیں خوب ملیں اپنے سر کو عاجزی سے اس آستانۂ بے نیاز پر رگڑ کر اس کمزور جان کو اس جان جاناں کے گھر پہ قربان کر دیا۔ سبحان اللہ اس خلوص نیت اور نیک مقصد کے بدلے میں دریائے رحمت نے اس قدر جوش مارا کہ اس دلکش مقام پر دلپذیر لطف وکرم اور صدق وصفا کے علاوہ بے شمار خواب خارجی معاملات سے متعلق جنکی حد و نہایت نہیں نظر آئے۔ عجیب وغریب لطف وکرم اور مہربانیوں نے چپکے چپکے مشتاقوں کی روح کو شیفتہ اور فریفتہ کر دیا۔ خدائے تعالے کے بے حد وحساب اکرام لائق حمد ہیں کہ خاک نشین عرش کی بلندی پر پہنچ گیا بمصداق ان اشعار کے ؎

اگر ہر بن موئے باصد زباں
کند شکر ایں نعمتش را بیاں
بہ تحریر الطافہا بے شمار
نہ باشد یکے از ہزاراں ہزار

ان رنگ برنگ کے مشاہدات اور قسم قسم کی باتوں کا جو میں نے اس مقام پر دیکھیں اور سنیں وہم و گمان بھی نہیں آسکتا اور نہ قیاس اور عقل کی ترازو میں ان کو تولا جا سکتا ہے ہاں یہ سب عطیہ رحمانی ہی تو ہے جسکو وہ چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں یہ اس پروردگار کی بخشش وکرم ہے جس کو وہ اس کا اہل سمجھتے ہیں مشرف فرماتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا

مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ تَهَبُ مَا تَشَاءُ لِمَنْ تَشَاءُ۔ اس مقام کے سب سے اہم واقعات یہ ہیں کہ اس بارگاہِ بخشش وکرم کی بزرگی وعظمت کے طفیل خیر البشر نے جن پر اللہ تعالےٰ بہترین اور بہترین درود نازل فرمائے قیام جہاد کے معاملے اور کفر وفساد کے رفع دفع کرنے کے لئے الہام اور روحانی مکالمہ کے ذریعہ غیبی امامت سے اس فقیر کو مشرف فرمایا اور ہمکو فتح و نصرت کے متعلق ایسی بشارتوں کا مخبر اور اس پروردگار عالم کے کلمہ کو بلند کرنے کیلئے موثر کاروائی کیلئے اور سید المرسلین کی سنت کے احیا اور سرکش کافروں کی بیخ کنی اور بنیاد کو اکھاڑ پھینکنے کے لئے مامور فرمایا ہے اور اپنے سچے وعدوں کے بموجب مظفر ومنصور کے لقب سے ملقب فرمایا ہے۔ غرض اسی بنا پر اسی رکن اعظم جہاد کے نفاذ یعنی دین متین کی کامیابی اور دین کے مخالفین کا بازار بے رونق ماند کرنے کے لئے اس حرم محترم اور متبرک مقام سے لوٹ آیا ورنہ ایسا کون عقلمند ہے جو اس دلکشا مقام اور راحت افزا مقام سے اپنی جان کو کھینچ کر کافروں اور گمراہوں اور بدعتیوں سے جنگ وجدال میں خود کو ڈال دے ان اشاروں اور بشارتوں کے قطع نظر صرف اسی قدر کہنا ضروری ہے کہ جس وقت بد بخت کفار کے ہاتھوں میں اسلامی شہر چلے جائیں تو عام طور پر تمام اہل اسلام اور خصوصاً بڑے بڑے حکام پر واجب ہے اور ان کو تاکید کی گئی ہے کہ وہ اپنی جدوجہد کو ان کے مقابلہ اور قتل وغارتگری میں اس وقت تک کوتاہی نہ کریں جب تک کہ مسلمانوں کے شہروں کو ان کے قبضہ سے نہ چھڑالیں ورنہ گنہگار ٹھہریں گے اور عاصی اور ظالم اور بدکار کی حیثیت سے درگاہِ الٰہی سے اپنی مقبولیت کے بجائے مردود قرار دیئے جائیں گے اور قرب الٰہی سے محروم ہوں گے اسی وجہ سے میں چند روز سے اپنے وطن میں قیام پذیر رہا۔ اس کے بعد وہاں سے ہجرت کر گیا اور ہندوستان اور خراسان کے شہروں کی سیر کرتا رہا اور ان بشارت کی خوشخبری اہل صلاح اور خیر کو پہنچا دی اور یہ دعوت حق تمام مسلمانوں کو اچھی طرح گوش گزار کر دی اور مخلص مسلمانوں کو اس معاملہ میں اپنا رفیق بنالیا بالآخر یوسف زئی میں پہنچ کر ان میں سے مخلص اشخاص کو میں نے اپنا ہمنوا بنالیا اور جہاد کا علم بلند کر دیا۔ اور وقتاً فوقتاً کفار پر یورش کرتا رہا اور جان ومال اللہ تعالےٰ کی رضاجوئی میں صرف کر دی اگرچہ قتل وغارتگری اور جنگ وجدال میں بموجب حکم الحرب بیننا وبینہم طرفین کو فتح وشکست کی بازی لگا دینا مقصود ہے، لیکن اللہ کا شکر ہے اور احسان

ہے کہ سچے مسلمانوں کو فتح کے موقعہ پر کوئی نخوت اور غرور نہیں ہوتا اور نہ شکست کے موقعہ پر انکو کسی قسم کا رنج ہوتا ہے اور نہ کوئی کھلبلی مچ جاتی ہے چنانچہ اس بادشاہِ بلند و برتر کے کلام اور سنت سردار دو عالم اور تمام اکابر فقہا اور مشہور قابل احترام اور سنجیدہ فتوے کے بموجب اللہ کے اس سب سے بلند رکن جہاد کی رو سے کفار سے جدال و قتال بلحاظ شریعت بغیر تقرر امام نہیں ہوسکتا اس لئے تمام سادات کرام مشاہیر علماء قابل احترام قاضیوں، مشائخ عالی مرتبت، خوانین ذی عزت اور تمام خاص و عام مسلمانوں نے اس فقیر کے ہاتھ پر بیعت امامت کی تکمیل فرمائی اللہ کا شکر اور احسان ہے کہ کافروں کا قتل عام اور جمعہ اور عیدین کی نمازیں شریعت کے مطابق ادا کی گئیں۔ اگر چہ کہ اس کمزور بندے کو پہلے ہی سے اس مقام پر فائز ہونے کے غیبی وعدوں کے ذریعہ بشارت دی گئی تھی اس کے بعد تمام مسلمانوں کی جماعت کے اتفاق آراء سے میں اس بزرگ منصب سے مشرف ہوا لیکن خالق کائنات اور پوشیدہ اسرار کا جاننے والا ہی اس بات کا گواہ ہے کہ اس عاجز و خاکسار اطاعت گزار بندہ کے دل میں بے شمار خزانوں کا مالک ہوجانے، شہروں اور ملکوں پر اپنا تسلط جمانے اور اس احسان مند مالک کے بندوں پر جبر و تشدد کرنے اور اپنے مہاجرین بھائیوں پر حکومت اور عزت، وجاہت، ریاست، امارت کے حصول اور عالی مرتبت رئیسوں کی اہانت اور عالی خاندان سلاطین کی سلطنت کو سلب کرنے اور تمام خدا کے بندوں اور حضرت رسالت پناہ کی امت پر اپنا امتیاز جتانے کا خیال بھی نہیں گزرا اور نہ کوئی وسوسہ ہی پیدا ہوا۔ بلکہ اس تمام معرکہ آرائی اور جنگجوئی کا مقصد پروردگار عالم کے نام کو بلند کرنے اور سید المرسلین کی سنت کو زندہ کرنے اور مسلمانوں کے شہروں کو سرکش کافروں کے ہاتھ سے چھڑانے کے سوا مجھے کچھ اور منظور نہیں ہے اور ہرگز ہرگز کوئی شیطانی وسوسہ اور نفسانی خواہشات کا کوئی شائبہ بھی اس للہی دعوت اور الہام ربانی میں داخل نہیں ہوا لقول واللہ علی ما نقول وکیلؒ۔ چنانچہ اس کمزور اور عاجز کی تمام سرگزشت اور اطراف ہندوستان کے حالات میں تبدیلی مکۂ معظمہ کے حاجیوں اور مسلمان تاجروں اور ملکوں کی سیر کرنے والے سیاحوں اور دور دراز ملکوں کے واقف کار لوگوں سے آپ دریافت فرما سکتے ہیں تاکہ حقیقت حال جناب پر منکشف ہوجائے۔ چونکہ جناب

والا اور جناب کے سابقہ بزرگ غیرت ایمانی اور اسلامی حمیت سے متصف ہیں اور دین کے پرچم کو بلند کرنے اور سنت رسول کے احیاء میں مشہور و معروف اور انکی دیانت داری اور عدل و انصاف تمام لوگوں میں مسلّم تھا ان کی ذہانت اور دانشمندی ہر خاص و عام کی زبان زد تھی بلکہ ان شہروں کے مسلمان اور اُن علاقوں کے متدین اشخاص اپنی غیرت ایمانی اور اسلامی حمایت کی وجہ سے تمام ملکوں میں مشہور اور ان کے دل خلوص نیت اور اچھے مقصد سے معمور تھے۔ حتیٰ کہ بخارا شریف علیہا تک اپنی دیانت اور امانت میں ضرب المثل ہو گیا تھا اور اس ذی مرتبت شہر کے تمام مسلمان اپنے علم و عمل کے مظہر تھے غرض احکام الہٰی، موثق ہیں اور مسلمانوں کو ان میں جہاد کی ترغیب دلائی گئی ہے جناب والا کی خدمت فیض درجت میں جو انوار ملت بیضا کے حامی اور بدعت کے اندھیرے کو دور کرنے والے پروردگار عالم کے احکام کے ماہر اور دین متین کے دشمنوں پر قہر کی نظر رکھتے ہیں عرض کیا جاتا ہے کہ حق جل شانہ نے اپنے فضل و کرم سے جناب والا کو فرمانروائی اور کشورکشائی کا عہدہ عطا فرمایا ہے جو ذی عزت اور صاحب وجاہت اشخاص کا ملجا و ماویٰ ہے جس کا جناب والا کو بھی شرف عطا فرمایا ہے اس لئے اس نعمت عظمیٰ کے شکر میں لازم ہے کہ راحت و آرام اور عزت و عظمت کے تمام ساز و سامان کو رب العزت کی رضا جوئی میں صرف فرمائیں اور اعلائے کلمۃ اللہ اور احیائے سنت رسولؐ میں اپنی تمام کوشش کی داد حاصل کریں کیونکہ ہندوستان اور خراسان کے رؤسا نے اطاعت و فرمانبرداری کے معاملہ میں غفلت برتی ہے اور جہاد کے نفاذ میں سستی سے کام لیا ہے اور حمیت کے منشاء سے گریز کیا ہے اور خدا کی بندگی و اطاعت کے حقوق کو نظرانداز کر دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو بندہ خدا کے سوا اور کسی کی محبت میں احکام الہٰی کی تعمیل سے گریز کرتا ہے فی الحقیقت وہ بندہ نہیں ہے اور جس مومن کو غیرت ایمانی نہیں ہے وہ فی الواقع مومن نہیں ہے۔ اس کو ایسی مخلصی مرغوب ہے جو خواہشات نفسانی پر مبنی نہ ہو جو خواہشوں کو پروردگار کے احکام پر ترجیح دیتا ہے دراصل وہ مخلص نہیں ہے۔ سبحان اللہ ایسے اشخاص جو شعائر اسلام کی بربادی کو بدبخت کفار کے ہاتھوں دیکھتے ہیں اور ان کو سنتے ہیں مگر غیرت ایمانی ان کے دل میں جوش نہیں مارتی اور اسلامی حمیت ان کے سینوں میں موجزن نہیں ہوتی تو وہ کس طرح ایمان کا دعویٰ کرتے

اور اپنی ذات کو محمدیوں کے افراد میں شامل کرتے ہیں۔ ہاں خدا کی محبت دنیا کی محبت کے خلاف ہے اور حق پرستی اور نفس پرستی ایک دوسرے کی ضد ہے ایک دل میں ان دونوں کا جمع ہونا ایک ایسا خیال ہے جو خلل سے خالی نہیں یہ محض جھوٹ اور محال محض ایک وہم ہے۔ دنیا اور آخرت دو ایسے اضداد ہیں جو کبھی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے جو ایک اچھی حدیث پر مبنی ہے اور مثل مشہور ہے کہ حقیقت اور مجاز کا ایک جگہ جمع ہونا محال ہے بموجب بیت ؎

هم خدا خواہی وهم دنیائے دوں

این خیال است و محال است وجنوں

یعنی خدا کو بھی چاہتے ہو اور دنیا کو بھی یہ تو تمہارا ایک خیال محال اور دیوانہ پن ہے۔ متذکرہ صدر شہروں کے رؤساء نے اس کردار کی سزا میں ذلت و رسوائی اٹھائی اور بدبختی میں گرفتار ہو گئے چنانچہ وحشت آمیز خبریں جو جناب کی جلیل القدر مجلس میں پہنچیں وہ شک و شبہ سے خالی نہ تھیں اسی بنا پر ایسے منحوس واقعات جو پنجاب کے کافروں کے جبر و تشدد اور اس شہر کے منافقین کے ظلم و ستم کے متعلق ہیں جناب والا کے گوش مبارک تک پہنچا دیئے گئے۔ تاکہ جناب والا کی غیرت ایمانی جو جناب کو اپنے اجداد سے ورثے میں ملی ہے جوش میں آ جائے اور کفار اور گمراہوں کی بنیاد کو جڑ سے اکھاڑ دے اور شیطان ملعون کی جمعیت کو درہم برہم کر دے اس طرح کفار اور مشرکوں کے بازار کی رونق ماند پڑ جائے۔ اگرچہ کہ علاقہ یوسف زئی کا ضلع جو اس عاجز و خاکسار کی قیام گاہ ہے اور تمام پہاڑی علاقہ ہے کس کو طاقت ہے کہ وہ جناب کی اقبال مندی کے انوار سے معمور اور جناب جیسے ذی مرتبت کی قیام گاہ پر نظر اٹھا کر دیکھ سکے۔ چونکہ جناب والا کے پیش نظر پروردگار عالم کے بندوں کے مختلف کاروبار اور انتظامی معاملات ہیں، اور ضلع مذکور جناب کے مبارک دار السلطنت میں واقع ہے اور تمام مسلمان رعایا اور اس ملک کے مشہور رؤساء نے اس عاجز کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے اور اطاعت و فرماں برداری کے مدنظر نفاذ جہاد کے انتظار میں آنکھیں لگائے بیٹھے ہیں ایسی صورت میں اگر دین کے مشاہیر اور شرع مبین کے دانشمند حضرات کی شرکت ان میں متحقق ہو جائے تو ان کی بلند حوصلگی اور روز افزوں شوق میں دگنا اضافہ ہو جائے گا۔ اس

نگارش فرموده بودند که بخلافِ ایامِ خالیه ابوابِ رسل و رسائل بسردارانِ مفتوح فرمایند
برضمیرِ مودّت تخمیر واضح باد که سردار سلطان محمد خان و سردار سعید خان راه رسل و رسائل
سلوک می دارند پس جواب آں همه ازینجا می یابند بلکه اگر مکاتیبِ طرفین را شمار کرده آید
که هر آئینه مکاتیبِ اینجانب در تعداد زاید بر آید چنانچه عنقریب یک خط مسرت نمط فرستاده
بودند جوابش نگارش کرده شد باز وقتیکه زمان فترتِ رسل و رسائل ممتد گردید خطے دیگر
در طلبِ جواب ارسال داشته شد فاما سردار یار محمد خان و سردار پیر محمد خان: اصلاً ایں راه
نمی پویند و ابتدائے ایں امر از من میجویند حالانکه سابق واضح گردید که راه الحاح والتجا
باحدے از مخلوقین نمی پیمایم تا در استحکامِ رابطۂ محبت و اتحاد فوق الطاقه سعی نمایم آرے
اعلامِ سردارانِ کثیر الاقتداران که مقصود می داشتم خطوط مشتمل انواعِ ترغیب و ترهیب
بکرات و مرات بر نگاشتم وقتیکه ایشان با وجود ولایت بلدۂ پشاور که مخزنِ قراطیس
و اقلام است در ارسال مکاتیب تساهل میفرمایند پس ما فقرا را چه یارا که دریں کهسار که معرا
از موادّات کتابت است به دفاتر نگاری مشغول شویم و آنچه در مقامِ بیانِ شکایت سرداران
رفیع المقداران رقمزده راکلک اتحاد سلک شده که آں حشمت مآبان در محفل خاصه میفرمایند
که مثل ما یاں بایں مثل مشهور می مانند که محنت برباد گناه لازم۔ پس ظاهر است که اگر سرداران
محض لله و فی الله در خدمت ایں اضعف عباد الله بنابر حمایت شرعِ مبین و اعانت مجاهدین
کمربسته بودند پس فی الحقیقت ایں خدمت دین رب قدیر است نه خدمت ایں فقیر حقیر لازم
که شکر ایں نعمتِ عظمیٰ و عطیۂ کبریٰ بدرگاهِ خالق الوریٰ بجا آرند و گردن کسے از مخلوقین را زیر بار
منت خود نسازند قال الله تبارک و تعالیٰ یَمُنُّوْنَ عَلَیْکَ اَنْ اَسْلَمُوْا قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ اِسْلَامَکُمْ
بَلِ اللّٰهُ یَمُنُّ عَلَیْکُمْ اَنْ هَدٰىکُمْ لِلْاِیْمَانِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔ و اگر خدمت ایں بنده درگاه
آله لغیر وجه الله بجا آورده بودند پس ایں امرے است سراسر باطل واز و همه خیر سراسر
عاطل رابطه که بغیر وجه الله باشند خیالے است پر اختلال و علاقه که بما سوی الله بهم رسد
امرے است جالبِ نکبت و وبال من نه آنم که رعایت ایں تعلقات بے معنی نمایم و بایں
تعلقاتِ بیهوده گرایم بلکه من همانم که درباب سینه صافم خاصه در معاملات صلح و جنگ یکرو
و یکرنگ از عهدۂ بیزارم و از پاسداریِ غیر حق دست بردار۔ عاجزوار خاکسارم و بندۂ
عبودیت شعار از اعانت ما سوی الله عار و ننگ مے دارم و گلبرگِ غیرِ حق را لبان خارد

لئے وقت کا تقاضا یہ ہے کہ تمام چھوٹے بڑے دیندار علماء، معتبر ارکان، بہادر سپاہی اور اطاعت شعار رعایا کو ترغیب و تحریص دلائی جائے کہ وہ ایک فاتح لشکر کی صورت میں ایک جمعیت ترتیب دیں اور جناب والا خزائن عامرہ سے مجاہدین کی پرورش کا انتظام فرمائیں تاکہ جناب کی شرکت پروردگار عالم کے دین کے کلمہ کو بلند کرنے اور کفر اور تذبذب کے استیصال کی خاطر بوجہ احسن ثابت ہو جائے اور مجاہدین مذکور کے دل کو تقویت پہنچے چنانچہ جناب والا کو اس جہان فانی کی سلطنت کا شرف حاصل ہوا ہے اور جناب کی اعلیٰ توجہ کی برکت سے دین متین کے اصول اور شریعت غرا کے قواعد ان شہروں اور علاقوں میں ترویج پا چکے ہیں اور عدل و انصاف کی روشنی پھیلانے میں مصروف ہیں اور اہل ہدایت کی پرورش میں جناب منہمک ہیں اسی طرح اگر جناب والا کے ذریعہ مسلمانوں کے شہروں کو لانبے بال والے ملعونوں (اقوام سکھ) کو اپنے لشکر فتح پیکر کے اثر سے چھٹکارا دلانے کی کوئی صورت نکل آئے تو پھر ہر طرح فوج کے ساتھ ہی سابقہ حمایت کا امتزاج گویا نوڑ علیٰ نور کی صورت میں محبت والے مخلصین کی نظروں میں جلوہ گر ہوگا اور جناب کو خدا تعالےٰ کی رضا جوئی کا انتہائی مقام حاصل ہوگا اور جنت نعیم کے درجوں میں سے بقول "ملیک مقتدر مقعد صدق" اعلیٰ درجہ ہاتھ آ جائے گا اس کے علاوہ جناب کو بے شمار خزانہ بھی شریرالنفس کفار کے شہروں پر سردار دو عالم کے دین کو مدد دینے والے انصار اور نیک لوگوں کے تصرف کی وجہ سے حاصل ہوگا اس عاجز کو مال و منال کے حصول اور شہروں اور ملکوں کے تصرف سے کوئی غرض نہیں ہے جو شخص بھی مسلمان بھائیوں اور مخلص معاصرین میں سے اسلامی شہروں کو مردود کفار کے ہاتھ سے نجات دلا کر شرعی قوانین متعلق ملک اور سیاست، فیصلہ جات اور عدل و انصاف کو کما حقہ ملحوظ رکھے اور اس طرح اس فقیر کا مقصد حاصل ہو جائے تو میں سلاطین عادل کے تسلط کو تمام روئے زمین پر اپنے سے بہتر سمجھتا ہوں۔ کیونکہ میں ہفت اقلیم کی سلطنت کو حاشیہ خیال میں بھی نہیں لاتا ہوں جس وقت کہ دین متین کی فتح ہو اور سرکش کفار کا ملیا میٹ ہو جائے سمجھ لیجئے کہ میری محنت ٹھکانے لگ گئی۔ اس معاملہ میں جناب والا اچھی طرح غور فرمائیں اور بڑے فکر و تردد سے کام لیں کیونکہ ملک خراسان کے سردار جو بزدلی اور نامردی سے متصف اور اپنے

ظلم وستم میں مشہور ہیں اسی بنا پر انکی رعایا ان کی حکومت سے بیزار ہے اور ان کی فوجیں ایک عضو معطل ہیں ان کے برخلاف لانبے بال والے کفار جنکا تسلط ملک پنجاب پر ہوگیا ہے نہایت تجربہ کار اور ہوشیار ہونے کے علاوہ حیلہ باز اور مکار بھی ہیں اگر وہ خراسان والوں پر چڑھائی کریں تو نہایت آسانی سے ان کے تمام شہران کے دست تصرف میں آجائیں گے اور انکی حکومت محدود ہو کر رہ جائے گی اور جناب والا کا ملک اس سے کچھ دور نہ رہے گا۔ گویا دارالحرب، دارالاسلام دونوں ایک ہو جائیں گے اور طرح طرح کے فتنے دارالاسلام کے مسلمانوں میں کسی اور حیلے بہانے سے اٹھ کھڑے ہوں گے اور جناب والا کی مخالفت کا جھنڈا بلند ہو جائے گا۔ اگر فی الوقت آپ کا فتحمند لشکران پر حملہ کر دے اور ان کے لشکر کو منتشر کر ڈالے تو وہ مسلمانوں کے شہروں پر اپنے تسلط کا خیال چھوڑ دیں گے اور خود اپنے کاروبار میں پھنس جائیں گے۔ میری اس تحریر کو شاعرانہ تخیل یا نثر کی نزاکت تصور نہ فرمائیں اگر اس وقت جناب والا ان ملعونوں کے خراسان میں داخل ہونے کے دروازے بند کرنے میں غفلت سے کام لیں گے تو اہل خراسان کے حق میں عنقریب جو کچھ ہونے والا ہے وہ ہو کر رہے گا جسکو جناب والا خود مشاہدہ فرمالیں گے کیونکہ وہ ملعون بڑے مستقل ارادے اور بڑی دوراندیشی سے کام لے رہے ہیں اس تدبیر کی رعایتوں سے قطع نظر جناب سے اتنا اور کہنا ضروری ہے کہ یہ شہر اصل میں دارالحرب نہیں ہے۔ بلکہ پنجاب کے کافروں نے سردست ان پر اپنا قبضہ جما رکھا ہے اس لیئے ان شہروں کو ان کے ہاتھ سے چھڑالینا عام اہل اسلام اور خصوصاً مشاہیر پر واجب ہے گو یہ فقیر مقدور بھر اس خصوص میں کوشش کر رہا ہے جناب والا پر بھی لازم ہے کہ جناب بھی حتی الامکان کوشش فرمائیں جناب کی ذراسی امداد بلکہ آپ جیسی بلند مرتبت شخصیت کی مجرد شرکت ہی دین کی ترقی میں غلبہ کا باعث ہے اور اس سے مجاہدین کے کاروبار میں رونق پیدا ہو جائے گی کیونکہ پروردگار عالم کی عنایت اور مدد سے جو قدرت والا ہے قیام جہاد کے ہوئے میں کمال درجہ قوت اور دین کی برتری اور مسلمانوں کے لشکر کے ایک جگہ جمع ہونے کی اس میں استعداد پیدا ہوگئی ہے ایسی صورت میں جناب والا بلند ہمتی کے ساتھ اس طرف متوجہ ہو جائیں تو اس اہم کام کے انجام پانے کی صورت میں ظہور پذیر ہوگی اور یہ بڑی مہم سرانجام پاجائے گی آئندہ کا معاملہ اس قادر مختار کے ہاتھ ہے۔ پہلے تو اپنی

مساعی جمیلہ سے اندرونی تدبیروں کو کام میں لاکر بنیاد مستحکم کر لی جائے اور اس مہم کو سب سے بڑی عبادت سمجھ کر انتہائی کوشش کے ساتھ اس کو انجام دیں اور اپنی بلند ہمتی پر چھوڑ دیں اور اس کو سب سے بڑا عقیدہ قرار دے کر اسکو سب کے دلوں پر ثبت و منقش کر دیں چونکہ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے۔ شاورہم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ۔ (یعنی جب تم کسی بات کا ارادہ کرو تو تم مشورہ کر لو اور خدا پر بھروسہ کرو۔) یہ اس بادشاہ بزرگ و برتر کا قول ہے اور یہ مشہور مقولہ ہے کہ۔ السعی منی والاتمام من اللہ تعالےٰ۔ جو ہر خاص و عام کی زبان پر ہے۔ بیت ؎

گفت پیغمبر بآواز بلند
بر توکل زانوئے اشتر بہ بند

یہ ہے اس فقیر کا مقصد اور اپنے ما فی الضمیر کی پوشیدہ باتوں کا افشا کرنے والا راز۔ چونکہ اس حالت کی توضیح اور اس اجمال کی تفصیل بیان کرنے سے زبان بریدہ قلم عاجز ہے۔ ان وجوہات کے پیش نظر جناب ہدایت مآب مقرب بارگاہ الٰہی مولوی نظام الدین چشتی جو تمام کند ذہن اور گمراہوں کے ہادی ہیں اور سب عاقل اور ذہین اشخاص جو وحدانیت اور سنت کی پیروی میں انکی اتباع میں ثابت قدم ہیں۔ جنھوں نے اس فقیر کی رفاقت میں دور دراز سفر کی مشقتیں برداشت کی ہیں اور جنگل اور پہاڑوں کی دشت نوردی کی ہے اور اس ناچیز کی صحبت میں اپنوں اور بیگانوں کی تربیت کے نشیب و فراز کو دیکھا اور زمانے کے گرم و سرد کو چکھا ہے ہدایت کے پرچم اور منادی عام کا نعرہ لگاتے ہوئے تمام اہل اسلام اور حضور والا جیسے روشن خیال کی خدمت میں روانہ کیا گیا ہے ان کے ذریعہ میرے مافی الضمیر کی تفصیل جناب کے سمع مبارک تک پہنچا دی گئی ہے اب جو کچھ جناب جیسے نیکیوں کے حامل کو اپنی ہدایت آمیز گفتگو سے فائز کریں گے اس کو ضرور قبول کر لیں اور ان کی ہدایت آمیز باتوں کو قوانین معقول اور منقول کی طرح سمجھیں اور ان باتوں کو دین و دنیا کے لئے سعادت اور باعث برکت دارین کا ذریعہ تصور فرمائیں۔

والسلام مع الاکرام

مکتوب جوابی نمبر ۱۵۸ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام ملک فیض اللہ خان مہمند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - نیکوترین ترانۂ عندلیب چمنستان سخن آرائی وبہترین ترنم قمریان
سروستان دانش پیرائی سپاسِ بیقیاس تقدیس بارگاہے است داطباقِ کون ومکان
وصفائح زمین وزمان از سمک تا سماک واز قعرِ مغاک تا اوجِ فلک الافلاک منصۂ ظہور
کمال قدرت سراپا ندارتِ اوست - حمد حکیمے کہ ہر ذرّہ از ذرّاتِ بیابان وہر ورقے از
اوراق درختان آئینۂ دل شادگاہِ بدائع جمال حکمتِ بے علت اوست لبعد ازاداے حمد
آں احد خوشترین کلامے کہ طوطیانِ شکر بیان بآں سرایند وزیباترین زیورے کہ ابکارِ عرائس
افکار بدان آرایند درودِ نا محدود بر علمِ عرصۂ وجود صاحب مقام محمود آئینہ دارِ جمالِ لا
یزال مظہر اوصافِ ذی الجلال موردِ الہام حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ وصلوٰت تالیات
وتسلیمات متوالیات بر سرور کائنات ملقب بالقاب سید المرسلین ورحمۃ للعالمین مشرف
بخطاب یا ایہا النبی جاہد الکفار وَالْمُنَافِقِيْنَ وبر اہلبیت اطہار وصحابۂ کبار کہ فرمانروایانِ
اورنگ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ
عَلَى الْكَافِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ اند وکشورکشائے
اقلیم وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ولبعد از حمد وصلوٰۃ از
امیر المومنین سید احمد بمطالعہ خان اخلاص نشان تودد عنوان حشمت مآب عظمت انتساب
ملک فیض اللہ خان سلمہ اللہ الملک المنان - لبعد از سلام مسنون ودعائے اجابت مقرون واضح
آنکہ - احوال این حدود بکرم ربّ معبود تا تحریر نامۂ مودّت شمامہ سراسر مستوجب حمد وشکر
رقیمۂ نامی وصحیفۂ گرامی مشتمل بر اظہارِ مراتبِ خلّت واختصاص ومحبت واخلاص رسید
انواع مسرّت واصنافِ فرحت بخشید - مضامین ودادآگینش مجملاً عباراتِ بلاغت آیات
ومفصلاً از بیانِ حامل نامہ اخلاص عنوان لائح گردید احبکم اللہ الذی احببتمونا لاجلہ و
چندے کلمات حکمت سمات نوک زبانِ خامۂ اتحاد شمامہ بر صفحۂ قرطاس وداد آساس شدہ
بود بپاسخ آں تصریحاً می پردازد وجوابش تشریحاً می طرازد آنچہ در مقام عذر عدم تشریف

آوری خود ارقام فرموده بودند که بدونِ اجازت سردارانِ عالی مکانات که ناظمانِ زمانہ
اند ایں سعادت غلام را میسّر نخواہد شد حقیقتش آنست که آں مکرم را محض بنا بر مشارکت
مومنین و معاونتِ مجاہدین و مشاورت در تدبیر و سرانجام دادن ایں مہم عظیم بقدوم مسرّت
لزوم ترغیب داده بودم پس اگر اطاعت سردارانِ زمانه را به نسبت حمیت دین و حمایت
شرع مبین بزعم خود واجب و لازم می دانند و رسوخ ایں علت را در سویدائے قلب از
امراضِ ردیه نمی شمارند و در مداوات و معالجۂ آں سعی نمی آرند پس بحکم کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ
فَرِحُونَ شادان و فرحان مانند و آنچه در مقام تدبیر قدوم نگارش نموده بودند که اگر ملاقات
با بندۂ درگاہی ضرور است پس مکتوبے به سرداران ارسال دارند و طلبداشت غلام حلقه بگوش
در حاشیه برنگارند که باذنہم مستعد شرف حضور شود صورتش ایں است درخواست ملاقات
کسی از مخلوقات بنا بر استعانت در سرانجام دادن مہمات ہیچگونه ضرور نیست زیرا که در
مقدمۂ اقامت جہاد بر کفار اشرار توکل و اعتماد محض قادر مختار دارم و بر طبق وعده و من
یتوکل علی الله فہو حسبه در باره حل مشکلات صرف از درگاهِ واہب العطیات امیدوارم
ہر چند عاجز و خاکسار و ذرّۂ بیمقدارم امّا جاه و جلال مخلوقین در جنبِ عظمت و جلال رب
العالمین بجوے نمی شمارم لیکن از آنجا که اعلامِ عام بخدمت اہلِ اسلام بحکم حرّض المؤمنین
علی القتال ضروری است و بسا مضامین ہدایت آگیں که تماماً در حیطۂ تحریر نمی گنجد و
بر منصۂ تقریر باحسن وجوه جلوه می پذیرد بنا بر علیہ درخواست ملاقات نمودم ہرگز ہرگز راه
استعانت نه پیمودم اگر مکالمه بالمشافه بمرتبۂ تعذر انجامید پس اصل اعلام بطریق مکاتبه ہم بسمع گرامی
رسیده و مضمونِ آیت وافی ہدایت فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ استشہاد فرموده
بودند پس ایں ضعیف و سخن نحیف گاہے در مکالمۂ ضعفاء ہم فضلاً عن الرؤساء بمیان نمی آرم
بلکه آنرا از مساوی اخلاق و شنائع خصال می شمارم و چرا ایں امر ذمیم بروئے کار آرم که با
کسے عداوت جبلّی و مخالفت کلّی نمیدارم بلکه ہمیں قدر آرزو میدارم که ہر یگانه و بیگانه ہر
وضیع را براه حق دعوت نمایم و باطاعت مالک مطلق کار فرمایم اگر کسے بگوش ہوش شنیده
در سلک بندگانِ خاص و مقبولانِ ذوی الاختصاص منسلک گردیده ہر که پہلو تہی کرد حسرت
و ندامت با خود برد نه نفع آں بمن می پیوندد و نه مضرتِ آں من می رسد تا شکر آں بجا آ
و شکایت بر زبان آرم و آنچه در مقامِ استحکامِ علاقه مملکت والتیام با سرداران ذوی

سنگ می شمارم کسیکه با من راهِ اتحاد می پوید و رابطهٔ اخلاص با من میجوید لازم که برنگِ عبودیتِ خالصه رنگین شود و بمتانتِ استقامت سنگین و با من خواجه تاشی اختیار کند و از اوباشی اجتناب ورزد و هر که خواهد که از حق علا تعلق بگسلد و با من رابطهٔ تملق پیوندد و باموالاتِ من بنیادِ مخالفت نهد و کفارِ نابکار و بندهٔ عبودیت شعار را در یک سلکِ موافقت کشد پس هرگز هرگز این امر گاهے شدنی نیست که من محض بندهٔ پروردگارم نه بندهٔ کسے از صغار و کبار آرے اگر سردارانِ ممدوحین به نسبت رب العالمین از بندگانِ عبودیت کیش شوند و به نسبت دینِ متین از هوا خواهان خیر اندیش پس البته سردارانِ کرام را واجب التعظیم والاکرام می شمارم و در خدمت گزاری ایشان سعی بجان و دل می آرم پس من با کسے از رؤسا و ضعفاء عداوتِ ذاتی نمی دارم و هیچ معاملهٔ ایشان را نسبت بخود از گناهان نمی شمارم تا از من شکایتِ این معنی نمایند و حرفِ گله در میان آرند آرے غافل از حقوقِ پروردگار و خاذلِ دینِ سیدِ ابرار هموست آثم و گنهگار و ظالم و ستمگار خواه با من معامله لطف و مودت نماید خواه راه عنف و عداوت پیماید و آنچه در مقام اختتام نامهٔ مودت شمامه به تغیر قلم خلّت توام این بیت حافظ شیرازی مرقوم بود۔ بیت ؎

مصلحت نیست که از پردهٔ برون افتد راز
ورنه در محفلِ رندان خبرے نیست که نیست

برائے فطانت پیرائے واضح و لائح باد که مراد از نهانی عزم اینجانب است بسمتِ بلدهٔ پشاور بنا بر پاک کردنِ مجاهدینِ هندوستان از خس و خاشاکِ اربابِ نفاق و خار و سنگ اصحابِ عداوت و شقاق این مقدمه اصلاً از اسرارِ مخفیه نیست بلکه روبروے ملا میر عالم اخوندزاده وکیل سردار سلطان محمد خان این سخن بآواز بلند گفته ام و هیچ نکتهٔ نهفته و اشارات این مقدمه در سلکِ جوابِ رقیمهٔ کریمهٔ ایشان سفته آرے تعینِ مدت نه نموده یعنی بکدام وقت سرانجام این مهم خواهم کرد و بکدام ساعت درین عبادت سعی بجا خواهم آورد نه زیرا که سررشتهٔ هر کار بدستِ قادرِ مختار است عزم اجمالی دارم و اتمام آن از درگاهِ واهب العطایا امیدوارم پس وصول خبر این امر ظاهر و باهر بسمع اشرف اصلاً مستبعد نیست بموجب مصرعه ع

نهاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلها

واگر مراد از سرپنہانی حالِ عجز مآلِ ما۔
فقراء کہ با وجود این بے سروسامانی وضعف وناتوانی برمقابلۂ ارباب حشمت وثمروت
چالاکیم ودر مخالفتِ عزت وتمکنت بے باک پس باید دانست کہ ہرچند ما فقراء بہیت بے
سروساما نیم ذبر وعدۂ او فرحاں وشادانیم ودر طاعتِ او کامیاب وکامرانیم بر آیت کافی
ہدایت کَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ اعتماد کلی داریم ودر مضمون لطف
مشحون وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ توکل جلی عدت مخالفین را اگرچہ بہزاران ہزار رسد
وقوتِ معاندین را اگرچہ بمدارج بے شمار کشد در جنب عظمت مولائے خود ہمسنگ خس وخاشاک
نمی شمارم وہمرنگِ مگسِ ناپاک ہم بخیال نمی آرم بالجملہ بندۂ الفیا دشعارم با فتح وشکست
کار ندارم خیال اعانت اہل یمین در سر دارم وعزیمتِ اہانتِ متمردین پیش نظر ہر فرد تیرے
کہ در ترکش دارم دریں معرکہ خواہم انداخت وہر مہرہ تدبیر یکہ از تہ دل برآرم بریں بساط
خواہم باخت۔ انواع منفعت ومضرت با من رسید یا یکسے دیگر خواہ تاج شہامت
بر سر یا بم خواہ خلعتِ شہادت در بر۔ والسلام مع الاکرام مورخہ ۲ محرم ۱۲۴۳ھ از مقام پنجتار

اردو ترجمہ مکتوب جوابی نمبر ۱۵

بعد حمد وصلوٰۃ، از امیر المومنین سید احمد، خان اخلاص نشان، حشمت مآب، ملک
فیض اللہ سلمہٗ۔
سلام مسنون اور دعائیں۔ واضح ہو کہ یہاں کے حالات اس معبود اور پروردگار
عالم کے فضل وکرم سے تا تحریر محبت نامہ ہذا باعث ہزار شکر ہیں۔ جناب کا مکتوب
نامی وصحیفہ گرامی جو خلوص اور محبت سے معمور تھا پہنچا۔ بے حد مسرت وفرحت حاصل
ہوئی، الفاظ محبت آمیز جو مختصر اور بلیغ تھے اور خلوص سے مملو تھے ذریعہ حامل ہذا
تفصیل کے ساتھ روشن ہوئے اور چند حکمت آمیز الفاظ متعلق اخلاص واتحاد جو
اس مکتوب میں وزیر قلم تھے ان کا جواب وضاحت کے ساتھ عرض کرتا ہوں۔
جو کچھ آپ نے اپنی تشریف آوری کا عذر فرمایا ہے کہ "عالی مقام سردار دل
کی اجازت کے بغیر جو ناظم وقت ہیں غلام کو یہ سعادت میسر نہ ہو سکے گی در حقیقت
ہماری عرض تو یہ تھی کہ آپ جیسے کرم فرما بھی اس جد وجہد میں مسلمانوں کے ساتھ شریک

ہو جائیں محض مجاہدین کی معاونت اور اس مہم عظیم کے سرانجام کو پہنچانے کے متعلق، صلاح و مشورہ کی خاطر آپ جیسے خوش قدم کو ترغیب دی گئی تھی لہٰذا اگر آپ سرداران وقت کی اطاعت کو دین کی حمایت اور شرع مبین کی پاسداری کے مقابلہ میں لبتنا بزعم خود واجب اور موکد سمجھتے ہیں اور اس علت نفس کو جو سیاہیٔ قلب کا باعث ہے خبیث مرض نہیں شمار کرتے اور اس کے علاج معالجہ میں کوشش نہیں فرماتے ہیں تو اللہ تعالےٰ کے حکم کے مطابق کہ "کل حزب بما لدیہم فرحون" تو پھر آپ کو اللہ خوش و خرم رکھے اور چین و آرام نصیب فرمائے اور جو کچھ آپ نے اپنی تشریف آوری کے متعلق لکھا تھا کہ اگر بندۂ درگاہ سے ملاقات کی ضرورت ہو تو سرداروں کے نام خطوط بھجوا دیں اور غلام حلقہ بگوش کی طلبی کے متعلق تحریر فرمائیں تاکہ آپ کے حکم میں شرف حضوری کے لئے تیار ہو جاؤں۔ صورتحال یہ ہے کہ کسی مہم کی انجام دہی کے لئے مخلوقات میں سے کسی سے استعانت کی خاطر کسی کی ملاقات کی خواہش کسی طرح ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ شریر النفس کفار کیساتھ جہاد کرنے میں مجھے بھروسہ صرف قادر مطلق پر ہے جس نے وعدہ فرمایا ہے کہ جس نے اللہ پر اعتماد کیا وہ اس کے لئے کافی ہے مشکلوں کے آسان ہونے کے لئے میں اسی بارگاہ صاحب بخشش و کرم سے متوقع ہوں۔ اگرچہ میں عاجز و خاکسار اور ایک ذرۂ ناچیز ہوں لیکن مخلوق کے جاہ و جلال کو پروردگار کی عظمت و جاہ کے مقابلہ میں جو برابر بھی نہیں سمجھتا۔ چونکہ اہل اسلام کی خدمت میں میرا عام اعلان کرنا بموجب حکم خداوندی " حرض المومنین علی القتال" یعنی مسلمانوں کو جہاد کے لئے آمادہ کرو"۔ ضروری ہے اور بہت سے ہدایتی مضامین جنکا اظہار ذریعہ تحریر نہیں کیا جا سکتا ان کو تقریر کی صورت ہی میں بوجہ احسن ظاہر کیا جا سکتا ہے اسی بنا پر میں نے آپ سے ملاقات کی درخواست کی تھی ہرگز وہرگز آپ سے استعانت منظور نہ تھی۔ اگر آپ سے بالمشافہ گفتگو عذرات کے متعلق ہوتی تو بہتر تھا بہرحال اصل مطلب جناب کے گوش مبارک تک پہنچا دیا گیا اور اس ہدایت آمیز آیت کے مطابق یعنی فقولہ قولاً لیّنا لعلّہ تیذکراو یخشیٰ کی حجت پوری کر دی گئی۔ میں پسند نہیں کرتا کہ اس ضعیف کی کمزوریوں کا ذکر سرداروں اور رئیسوں سے گفتگو کے دوران زبان پر نہ آئے۔ بلکہ اس کو اخلاقی گناہ اور بری خصلت سمجھتا ہوں۔ میں ایسا برا کام کیوں کروں

اس لئے کہ مجھے تو کسی سے فطرتاً عداوت اور مخالفت ہی نہیں ہے۔ بس اتنی آرزو رکھتا ہوں کہ ہر اپنے اور بیگانے مردہ دل اور کمزور کو حق تعالےٰ کی طرف بلاؤں۔ اور اس کو اپنے مالک کی اطاعت کا پابند کروں۔ اگر کسی نے ہوش اور توجہ سے سنا تو وہ خاص بندوں اور خاص لخاص مقبول لوگوں میں منسلک ہو جائے گا۔ اور جو اس سے پہلو تہی کرتا ہے تو وہ خود حسرت و ندامت اٹھاتا ہے جس کا فائدہ نہ تو مجھکو ملتا ہے اور نہ نقصان ہی مجھ کو پہنچتا ہے۔ کہ میں اس کا شکر ادا کروں یا زبان پر کوئی شکایت کا حرف لاؤں۔ اور جو آپ نے یہ تحریر فرمایا تھا کہ محبت اور مودت کا رشتہ قابل احترام سرداروں کے ساتھ مستحکم ہو جائے اور سرداروں کے ساتھ خط و کتابت کا سلسلہ جاری کر دیا جائے تو جناب کے محبت بھرے دل پر یہ واضح رہے کہ سردار سلطان محمد خاں اور سردار سید محمد خاں کی مجھ سے خط و کتابت ہے غرض ان سب مکتوبات کا جواب آپ یہیں سے پا سکتے ہیں۔ بلکہ اگر طرفین کی باہمی مراسلت کا شمار کیا جائے تو ہر طرح اس احقر کے مکاتیب کی تعداد زیادہ ہوگی۔ چنانچہ قریب ہی میں ایک خط مسرت افروز انھوں نے بھجوایا تھا جسکا جواب میں نے ادا کر دیا اس کے بعد پھر جب خط و کتابت عرصہ دراز تک ملتوی رہی تو میں نے ایک دوسرا خط جواب کی ادائی کے لئے لکھا تھا۔ لیکن سردار یار محمد خاں اور سردار پیر محمد خاں نے کبھی اس طرف توجہ نہیں فرمائی اور اس کام کی ابتداء مجھ ہی سے چاہتے ہیں۔ حالانکہ پہلے ہی میں نے صاف کہہ دیا تھا کہ میں مخلوق سے کوئی عاجزی اور التجا نہیں کیا کرتا ہوں کہ محبت اور اتحاد کے رابطہ کے استحکام کے لئے اپنی طاقت سے زیادہ کوشش کروں۔ البتہ ان معتقد سرداروں کو جو میرا مقصد تھا ایسے خطوط جو ترغیب و تحریص پر مشتمل تھے۔ میں نے بار بار لکھے۔ اس صورت میں کہ پشاور کا شہر کاغذ اور قلموں کا مخزن ہے وہ خطوط کے ارسال کرنے تساہل فرمائیں — ہم فقیروں کو اس کی کیا طاقت ہے کہ اس کوہستان میں جہاں خطوط کا پہنچانے والا کوئی نہیں دفتر کے دفتر لکھنے میں مشغول ہو جائیں اور جو کچھ ان رفیع المرتبت سرداروں کی شکایت ضبط تحریر میں آئی ہے جو ہمارے ساتھ تحریر کے ذریعہ اتحاد اور اتفاق

کے رشتہ میں منسلک ہو گئے ہیں اور ہم انسانی شان و شوکت کو خاص مجلس میں بیان کرتے ہیں تو اس صورت میں ہم پر مشہور ضرب المثل یعنی ــــ" محنت برباد گناہ لازم ــ" صادق آتی ہے ــــ واضح رہے کہ اگر تمام سردار محض للٰہ اور فی اللہ اللہ اس کے عاجز بندے کے ساتھ شریعت کی حمایت اور مجاہدین کی امداد کے لئے کمربستہ ہو جائیں تو بس یہی اس قادر مطلق کے دین کی خدمت ہے ــ اس فقیر حقیر کی خدمت لازم نہیں ۔ اس نعمت عظمیٰ اور سب سے بڑے عطیہ کا شکر پروردگار عالم کی جناب میں ادا کریں اور مخلوق میں سے کسی کی گردن پر اپنے احسان کا بوجھ نہ ڈالیں ۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ "تم پر اللہ تعالےٰ کے احسانات ہیں ..." اب رہا یہ کہ اس بندہ درگاہ کی خدمت سوائے اللہ تعالےٰ کے اگر آپ نے بجا لائی ہے تو یہ بات بالکل جھوٹ ہے اور سراسر ایک وہم اور خیال باطل ہے جو ربط و ضبط سوائے خدا کے ہو تو وہ ایک ایسا خلجان ہے جو خلل سے خالی نہیں اور جو تعلق غیر اللہ کے واسطے سے حاصل ہو وہ نحوست اور وبال جان ہے ۔ میں وہ تو نہیں ہوں جو ان مہمل تعلقات کی دور عایت کروں اور بیہودہ خوشامد و چاپلوسی کی طرف رغبت کروں ۔ بلکہ میں تو وہ ہوں جس کا سینہ پاک صاف ہے خصوصاً صلح و جنگ کے معاملہ میں یک رنگی اور خلوص ہے ۔ میں دو رنگی سے تو بیزار رہوں اور غیر حق کی پاسداری سے میں نے ہاتھ اٹھا لیا ہے ۔ میں ایک عاجز اور خاکسار ہوں میرا شعار بندگی ہے ۔ خدا کے سوا کسی اور کی امداد میرے لئے باعث ننگ و عار ہے ۔ غیر خدا کی گلاب کی پتی کو کانٹے اور کنکر سمجھتا ہوں ۔ جو شخص مجھ سے اتفاق و اتحاد اور خلوص کا رشتہ جوڑنا چاہتا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ خالص عبودیت سے خود کو رنگے اور سنجیدگی کے ساتھ چٹان کی طرح استقامت حاصل کرے اور میرے ساتھ بھائی چارہ اختیار کرے اور اوباشی سے پرہیز کرے اور جو شخص حق تعالےٰ سے اپنا رشتہ توڑ دے اور میرے ساتھ چاپلوسی کے ساتھ ربط ضبط رکھے اور میرے مولا سے دشمنی کرے اور نالائق کافروں اور اطاعت گزار بندوں کو ایک ہی رشتہ میں منسلک کر دے تو ہرگز ہرگز یہ قابل قبول بات نہیں ہے اس لئے کہ میں تو محض اپنے پروردگار کا بندہ ہوں اور کسی چھوٹے بڑے آدمی کا بندہ نہیں ہوں ۔

البتہ سرداران موصوف پروردگار عالم سے بندگی کا رشتہ جوڑ لیں اور اطاعت گزار بندے بن جائیں اور دین متین کے خیر اندیش اور ہوا خواہ ہو جائیں تو میں ایسے سرداران کرام کو واجب التعظیم اور صاحب عزت سمجھتا ہوں اور ان کی خدمت گزاری کی کوشش میں جان و دل سے حاضر ہوں۔ غرض میں روئے ساہوں کسی سے کوئی ذاتی عداوت نہیں رکھتا ہوں اور ان کے کسی معاملہ کو بہ نسبت اپنے گناہ نہیں خیال کرتا ہوں جب تک کہ وہ مجھ سے اس قسم کا شکوہ اور شکایت اور گلہ نہ کریں۔ البتہ پروردگار کے حقوق سے غفلت برتنے والا اور سید ابرار کے دین میں فتنہ برپا کرنے والا ایسا شخص ہی گنہگار اور ظالم ہے۔ خواہ وہ اپنے معاملے میں لطف و مہربانی سے پیش آئے خواہ وہ عداوت اور دشمنی کی راہ پر گامزن ہو اور جو کچھ آپ نے اپنے محبت نامہ کی آخری سطور میں حافظ شیرازی کا یہ شعر تحریر فرمایا تھا ؎

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز

ورنہ در محفل رنداں خبرے نیست کہ نیست

جناب والا جیسے روشن دماغ پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ عزم نہانی کا اشارہ اس عاجز کی پشاور آمد کی طرف ہے تا کہ مجاہدین ہندوستان کو منافقین کے گرد و غبار سے اور دشمنوں اور شقی صفت اشخاص کے روڑوں اور کانٹوں سے پاک صاف کر دیں اور یہ معاملہ تو ہرگز کوئی ایسا پوشیدہ راز نہیں ہے بلکہ میں نے تو اس کو ظاہر عالم اخوند زادہ سردار سلطان محمد خاں کے وکیل کے روبرو علی الاعلان کہا ہے اور اس معاملہ سے متعلق نہ تو کوئی بات پوشیدہ کہی اور نہ جناب کے مہربانی نامہ کے جواب میں اشارتاً کچھ کہا۔ البتہ میں نے کوئی مدت مقرر نہیں کی ہے یعنی یہ کہ کس وقت اس مہم کو سرانجام دیا جائے گا اور اس عبادت کی کس لمحہ اور گھڑی کوشش کی جائے گی۔ کیونکہ ہر کام کا تعلق اس قادر مطلق کے ہاتھ ہے۔ بہر حال میں کچھ ایسا ہی ارادہ رکھتا ہوں اور اس کو انجام کو پہنچانے کی خداوند کریم سے امید رکھتا ہوں غرض اس بات کی اطلاع اظہر من الشمس ہے جو جناب کے سمع مبارک تک پہنچ چکی ہے بموجب اس مصرعہ کے۔ ع

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

یعنی وہ راز کس طرح پوشیدہ رہ سکتا ہے جو بر سر مجلس ظاہر کیا گیا ہو۔

اگر راز مخفی سے مراد ہمارا کام انجام دینے سے عاجز ہو جانا مراد ہو تو اور بات ہے۔ یہ بے کس اشخاص باوجود اس بے سروسامانی اور کمزوری اور بے بسی کے صاحب دولت اور حشمت اشخاص کے مقابلہ کرنے میں مستعد اور خدائے تعالیٰ کے وعدے پر بڑی خوشی اور فرحت محسوس کرتے ہیں اور اس کی اطاعت اور فرماں برداری میں کامیاب اور کامران ہیں اور اس آیت پر جو ہدایت کیلئے کافی ہے ایمان رکھتے ہیں یعنی (ترجمہ۔ اللہ کے حکم سے قلیل تعداد بڑی سے بڑی تعداد اشخاص پر غلبہ حاصل کرے گی) اسی پر ہم کو کامل اعتماد حاصل ہے اور اس لطیف کلام پر بھی یعنی یہ کہ جس نے اللہ پہ بھروسہ کیا اس کے لئے وہ کافی ہے۔ دشمنوں کی فطری عداوت اور مخالفین کی طاقت اگرچہ بے حد و حساب ہی کیوں نہ ہو تو اس کو میں اپنے مولا کے مقابلہ میں خس و خاشاک کے برابر بھی نہیں سمجھتا اور اس کو نجس و ناپاک ہڈی سے بھی بدتر خیال کرتا ہوں۔ بہر حال میں خدا کا فرماں بردار بندہ ہوں، فتح و شکست سے مجھ کو کوئی واسطہ نہیں ہے مسلمانوں کی اعانت کا سودا میرے سر میں سمایا ہوا ہے اور ان مردودوں کو ذلیل و خوار کرنے کا ارادہ میرے پیش نظر ہے۔ اور میں اپنے ترکش کا ایک تیر بھی اس معرکہ میں رہنے نہ دوں گا اور بساط تدبیر کا آخری مہرہ بھی تہ دل سے ہار دوں گا خواہ مجھ کو یا کسی اور کو نقصان پہنچ جائے یا فائدہ ہی ہو اور خواہ میرے سر پہ بزرگی کا تاج پہنا دیا جائے یا خلعت شہادت میرے زیب تن کی جائے۔

والسلام والاکرام مورخہ ۷ محرم ۱۲۴۳ھ بمقام پنجتار۔

مکتوب نمبر ۱۶ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام حبیب اللہ خاں ابن عظیم خاں برادر دوست محمد خاں والیٔ کابل

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمدؒ بمطالعہ سلالۂ خاندان عظمت

واقبال نقادۂ دودمانِ عزت واقبال مسند آرائے محافل سیاست وکیاست معرکہ پیرائے میادین شجاعت وشہامت جلالت نشان سردار حبیب اللہ خان زاد اقبالہٗ ۔ بعد از سلام مسنون ودعائے اجابت مقرون واضح آنکہ ہر چند اقامت جہاد وازالۂ کفر وفساد بر ذمۂ جماہیر مسلمین لازم است اما بر مشاہیر اوجب چنانچہ والد بزرگوار آں سردار کثیر الاقتدار در مقابلۂ کفار شرار دادِ شجاعت دادہ اند واساس فراہم آوردنِ جنود غزا نہایت چست شہامتِ ایشان باطراف واکنافِ عالم رسیدہ وآوازۂ جلالت ایشان در اکثر بلاد وامصار منتشر گردیدہ چنانچہ آں عظیم ایشان تمامِ عمر ہمیں راہ پیمودہ اند ودر ہمیں کار دو بار ازیں جہانِ فانی رحلت نمودند الحمد للہ کہ خلف رشیدۂ آں سردار سعید ہستند بفضل الٰہی در بابِ شجاعت وجوانمردی ضرب المثل گشتند چنانچہ تجلد شما در معارکِ مرد آزما وتقدم شما در مصافِ شہامت افزا مشہور در میانِ اربابِ پیکار وجنگ واصحابِ ناموس وننگ گردیدہ لیکن نہایت مقام حیرت ومحلِ غیرت است کہ از مثالِ ما غربا ومساکین بنا بر اعلائے کلمۂ رب العالمین واستیصال کفرۂ متمردین از مسافت دور ودراز قرب وجوار شما وارد شویم ومقدمہ جنگ وجدال وقتل وقتال باہلِ کفر وضلال پیش کنیم ودر تشییدِ بنیانِ ایمان وتاسیس مبانیِ اسلام وترویج دین سید الانام شب وروز دادِ کوشش دہیم وآں سلالۂ خاندانِ عظمت ونقادۂ دودمانِ حشمت باوجودِ عداوت موروثی باکفار شرار وجلادت جبلی در مقاماتِ جنگ وپیکار شریک ما نشوند ودر نصرتِ دین واعانتِ مجاہدین واہانتِ متمردین دادِ کوشش نہ دہند حالانکہ بہ حقیقت ایں امر مطلع اند وبر تفاصیلِ ایں اخبار آگاہ خیر آنچہ گذشت گذشت الحال از خوابِ تغافل وتساہل سر برآرید کہ آخر در محکمۂ حساب وکتاب حاضر خواہید گردید ودر معرکۂ سوال وجواب خواہید رسید ومصداق کلام ہدایت التیام ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ خواہید دید لازم کہ امروز تدابیرِ فردا بکنید تا مصداق آیت وافی ہدایت نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ۝ نشوید ودر آں مقام مزلّتِ اقدام غیر از اطاعتِ حق چیزے کار آمدنی نیست وہرچہ دریں دار الفناء از مال ومنال وعزت وجاہ حاصل کردہ اند چیزے بدست ماندنی نے اگر ذرۂ از

حقوقِ منعم خود می شناسید در ہمیں مقدمۂ نیک تامل فرمانید و در انقیادِ احکام رب العباد کمربستہ نمایند و مردانہ وار جانِ خود را بعجلت تمام در مجمع مجاہدین رسانند و ہرگز ہرگز راہِ تکاسل و تغافل نہ پیمایند کہ دفعتاً ملک الموت بر سر می رسد و تمام این راحت و نزحت میر در ہد اکم اللہ رب العالمین و ما علینا الا البلاغ المبین باقی تفاصیل احوال از زبان دارندۂ نامہ کہ از محبانِ قدیمی و مخلصانِ صمیمی اینجانب است واضح خواہد گردید آنچہ اظہار نمایند آنرا قرینِ صدق و مصلحت دانند و آنرا در اعمال و افعال خود مرعی دارند کہ باعث سعادتِ دارین و جالب برکاتِ نشاتین است زیادہ والسلام مع الاکرام - از پنجتار مورخہ ۹ رماہِ محرم ۱۲۴۳ھ -

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۱۶

بمطالعہ سلالۂ خاندان عظمت و اقبال - جلالت نشان سردار حبیب اللہ خاں زاد اقبالہٗ -

سلام مسنون اور دعائیں - واضح ہو کہ اگرچہ جہاد کا نفاذ کرنا کفر و فساد کے ازالے کے لئے تمام مسلمانوں پر لازم ہے لیکن مشاہیر پر واجب ہے چنانچہ آپ جیسے صاحبِ اقتدار سردار کے والد ماجد نے شریر النفس کافروں کا مقابلہ کرنے میں دادِ شجاعت دی ہے اور وہ غازیوں اور فوج کی صف بندی میں نہایت مستعد تھے اور انکی بزرگی اطراف و اکناف عالم میں مشہور ہو گئی تھی ۔ اور انکی عزت اور بزرگی کی شہرت اکثر شہروں اور ملکوں میں پھیل گئی تھی - چنانچہ اس بطل اعظم نے تمام عمر اسی کام میں گزاری اور اسی کاروبار میں اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی بحمداللہ آپ اسی نیک سردار کے فرزند رشید ہیں اور اللہ کے فضل سے بہادری و جوانمردی میں آپ کا نام ضرب المثل ہو گیا ہے - چنانچہ آپ کی جوانمردی ، بہادری کے معرکوں میں اور آپ کی جنگ میں دلیرانہ پیش قدمی جنگجو اور غیور اشخاص میں مشہور ہے لیکن نہایت حیرت اور شرم کا مقام ہے کہ ہم جیسے غریب اور مساکین اعلاء کلمۃ اللہ اور سرکش کافروں کے استیصال کے لئے اتنی دور دراز کی مسافت طے کر کے آپ کے قرب و جوار میں آئیں اور کفار کے ساتھ جنگ و جدال اور قتل و خون کریں

اور ایمان کی بنیادوں کو مضبوط اور اسلام کی اساس اور سردار دو عالم کے دین کی ترویج میں رات دن اپنی سعی اور کوشش کی داد دیں اور آپ جیسا باعظمت خاندان اور عالی نسب بہترین فرد باوجود مرد ود کفار سے موروثی عداوت اور جنگ و جدال میں فطری طور پر جوانمردی اور چالاکی کے ہمارے ساتھ شریک نہ ہوا اور دین کی فتح اور مجاہدین کی اعانت اور سرکشوں کو ذلیل و خوار کرنے میں اپنی کوشش کی داد حاصل نہ کرے باوجود اس کے کہ آپ اس بات کی حقیقت اور تفصیلات سے باخبر ہیں۔ خیر جو گزرنا تھا گزر گیا۔ اب تو غفلت اور کاہلی کو خیرباد کہہ ڈالئے آخر آپ کو حشر میں تو حساب وکتاب کے لئے حاضر ہونا پڑے گا اور رد و قدح کی کشمکش میں مبتلا ہونا پڑے گا۔ بموجب کلام ہدایت انجام۔ ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم وہمارے انعامات کے سوالات کا جواب دینا ہوگا) اس لئے لازم ہے کہ آج ہی آپ کل کے لئے تدبیر سوچ لیں۔ تاکہ بموجب اس ہدایتی آیت کے۔ ہل ننبئکم بالاخسرین الخ تاکہ کل آپ کو اپنی بداعمالی کا نتیجہ بھگتنا پڑے اور اس مقام میں جہاں اچھے اچھوں کے قدم لڑکھڑاتے ہیں سوائے فرمانبرداری کے کوئی اور چیز کام نہیں آئے گی اور جو کچھ اس دنیائے فانی میں مال و دولت اور عزت وعظمت حاصل فرمائی ہے ان میں سے کوئی چیز بھی آپ کے ساتھ نہیں جائے گی۔ اگر آپ کو اپنے اس منعم حقیقی کے حقوق سے آگاہی ہے تو اس معاملہ میں خوب غور فرمائیں اور پروردگار عالم کے احکام کی تعمیل کے لئے کمر باندھ لیں اور مردانہ وار اپنی جان عزیز کو جلد از جلد مجاہدین کی صف میں شریک کر دیں اور ہرگز ہرگز اس معاملہ میں غفلت اور سستی نہ برتیں۔ کیونکہ دفعتاً موت کا فرشتہ سرپر پہنچ جائے گا اور یہ تمام عیش و آرام ختم ہو جائے گا۔ پروردگار عالم آپ کو ہدایت اور توفیق عطا فرمائے۔ ہمارا کام صرف اس کا پیغام پہنچا دینا ہے۔ بقیہ حالات حامل مکتوب ہذا کی زبانی جو میرے قدیم مخلص اور سچے دوست ہیں آپ پر واضح ہوں گے اور جو کچھ وہ آپ کے گوش گزار کریں اس کو سچائی اور مصلحت پر محمول فرمائیں اور اپنے اعمال اور کردار میں اس کی رعایت ملحوظ رکھیں جو دین اور دنیا کی سعادت اور برکات کا موجب ہے۔ زیادہ والسلام مع الاکرام

(پنجتار، مورخہ ۹ر محرم ۱۲۴۳ھ)

مکتوب نمبر ۱۷ از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام حاجی کاکڑ که از اعظم ملازمان و عمدہ مصاحبان دوست محمد خاں است

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - از امیر المومنین سید احمدؒ بمطالعہ خان عالی شان رفیع المکان جلالت نشان، عظمت منزلت حاجی خانِ کاکڑ سلمہ اللہ تعالےٰ - بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکه از انجا که حق جل و علا بکرم عمیم خود آں سامی منزلت را با نواعِ نعم و اصنافِ جود و کرم نواختہ و از مقبلانِ زمان و معززانِ دوراں ساختہ و اجناس ہنر مثلِ فکرِ صائب و رائے ثاقب و لطائفِ اذہان و وشاقتِ بیان و دقت مراتب دانش آرائی و شدتِ صولتِ معرکہ پیرائی در خاطرِ فضائل ذخائر ودیعت نہادہ و آں عالی شان ایں تمام انواع ہنر و کمال را الی الآن در طلب تحصیلِ مال و منال و جاہ و جلال مصروف فرمودہ اند و بقصد اعلیٰ و مآرب اقصیٰ رسیدہ چنانچہ سرداران زمان و اراکین دورانِ مجالست و مصاحبتِ ایشاں را غنیمت کبریٰ میدانند و مشاورت ایشاں در مہماتِ فرمانروائی و کشورکشائی عمل می نمایند لازم که الحال قدرے حقوق مالکِ بالاستحقاق و منعم علی الاطلاق بشناسید و درادائے شکر او بشتابید و ایں رائے صائب و فہم ثاقب و جلالت و شجاعت و عظمت و شہامت را در اعانتِ احیائے شرع مبین و اہانتِ اعدائے دینِ متین صرف نمائید و چنانچہ سردارانِ کثیر الاقتدار را بانواعِ مشاورات در مہمات معاشیہ اعانت کردہ آید - ہمچنیں الحال ایشاں را برا قامتِ ایں رکن رکین یعنی نصرت دین و استیصال کفرۂ متمرد دین و پرورش جنود مجاہدین برانگیختہ کنید تا چنانکہ عمر خود را در انواعِ راحتِ اینجہانِ فانی گذرانیدند ہمچنیں دولت جاودانی بدست آید۔ بالجملہ وقتیکہ دعویٰ اسلام میدارید و جانِ خود را در محمدیاں می شمارید لازم که در تائید دین حق محمدی سعی بلیغ بجا آرید و غیرت ایمانی و حمیت اسلامی را کار فرمائید و در رضا جوئی حضرتِ رب الارباب راسخ القدم شوید که ہمیں وقت است و وقت از دست رفتہ باز بدست نمی آید زیادہ بجز تاکید دریں معنی چہ نگاشتہ آید - والسلام مع الاکرام -

مورخہ ۹ محرم ۱۲۴۲ھ

مکتوب نمبر ۱۱۷، اردو ترجمہ

خان عالی شان ۔ رفیع المکان ۔ حاجی خاں کاکڑ سلمہ اللہ تعالےٰ ۔

سلام مسنون ۔ واضح ہو کہ چونکہ حق جل شانہ نے اپنے فضل و کرم سے آپ جیسے گرامی مرتبت کو قسم قسم کی نعمتوں اور اپنی طرح طرح کی بخششوں اور کرم سے نوازا ہے اور آپ کو اس زمانے کے خوش قسمتوں اور معززین میں شامل فرمایا ہے اور مختلف ہنرمندیوں یعنی فکر صائب، روشن رائے اور ذہن کی لطافت، قوتِ بیان و دانشمندی سے سنوارا ہے اور معرکہ آرائی کا بے حد ید بیضا ورعب جناب والا کے قلب میں جو فضائل کا خزانہ ہے ودیعت رکھا ہے ۔ اور جناب والا نے ان تمام ہنرمندیوں اور کمال کو اب تک مال و دولت اور جاہ و جلال کی طلب میں وقف فرمایا ہے اور اس قدر اوج کمال پر پہنچ گئے ہیں کہ دنیا جہان کے سردار جناب والا کی مصاحبت اور ہم نشینی کو بہت غنیمت جانتے ہیں اور فرمانروائی اور کشورکشائی کے معاملہ میں آپ کے صلاح مشورہ پر عمل فرماتے ہیں اب جناب والا کا فرض ہے کہ کچھ اپنے حقیقی اور اپنے منعم اور محسن مطلق کے حقوق کو بھی تو پہچانیں اور اس کا شکر ادا کرنے کے لئے قدم بڑھائیں اور اپنی نیک رائے اور ذہن و دماغ، بہادری، شان و شوکت اور عظمت کو شریعت غرا کے زندہ کرنے اور دین متین کے دشمنوں کو ذلیل و خوار کرنے میں خرچ فرمائیں اور جس طرح کہ آپ ذی اقتدار اشخاص کو طرح طرح کے مشوروں سے دنیاوی مہموں میں معاونت فرماتے ہیں، اسی طرح ان کو اس اہم رکن جہاد کے قیام یعنی فتح و نصرت اسلام اور سرکش کفار کے استیصال اور مجاہدین کے لشکر کی پرورش کے لئے بھی تو اکسایا رہیں ۔ جسطرح کہ انھوں نے اپنی عمر اس دنیائے فانی کے تمام عیش و آرام میں گزاری ہے آخرت کی دولت جاودانی بھی انکے ہاتھ آجائے ۔ غرض آپ کو اسلام کا دعویٰ ہے اور خود اپنے آپ کو محمدیوں میں شمار فرماتے ہیں تو آپ کو لازم ہے کہ سچے دین محمدی کی تائید میں انتہائی کوشش فرمائیں غیرت ایمان اور اسلام کی حمایت کو کام میں لائیں اور پروردگار عالم کی رضا جوئی میں ثابت قدم ہو جائیں ۔ کیونکہ یہی وقت ہے ورنہ بقول ؎

گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

زیادہ سوائے تاکید کے اور کیا لکھا جا سکتا ہے۔ والسلام مع الاکرام۔
(مورخہ ۹ محرم ۱۲۴۲ھ)

مکتوب نمبر ۱۸ اعلام نامہ منجانب امیر المومنین سید احمد بمضمون اقامت جہاد بر قوم سکھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از فقیر سید احمد بر الواحِ خواطرِ ساداتِ کرام و مشاہیر علمائے عظام و جماہیر مشائخ ذوی الاحترام و اراکین امرائے عالی مقام و وسائر خواص و عوام از اہل ایمان و اسلام منقش و مبرہن باد۔

ہرچند ایں فقیر در زمانِ سابق بحمد اللہ در امرِ حق یعنی دعوت جمہور انام بسوئے اتباعِ سنت سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام در ساعاتِ لیالی و ایام بکوششِ تمام وسعی مالا کلام مشغول بود چنانچہ ایں معنی بر اکثر دوستانِ فقیر واضح و لائح است۔ بعد ازاں حق جل وعلا بمحض کرم عمیم خود ایں فقیر را مع چندے از مومنین مخلصین در سلکِ مہاجرین صادقین منسلک گردانید الحمد للہ علیٰ ذالک حمداً کثیراً از آنجا کہ دعوتِ لسانی بدون انضمام جہاد سیف و سنان کامل و تمام نمیگردد لہٰذا ایام ہادیان و رئیس داعیان یعنی سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام آخر کار بقتالِ کفار مامور گردیدند و ظہورِ شعائرِ دینِ متین و علوِ اعلامِ شرعِ مبین را بر اقامت ہمیں رکن رکین صورت بست۔ بناءً علیہ عزم ایں عبادتِ عظمیٰ و ادراکِ ایں سعادت علیا بوجہے در خاطرِ فقیر القا کردہ اند کہ صرف جان و مال و ترک اہل و عیال و مہاجرت اخوان در جنبِ سرانجام دادنِ ایں امرِ عظیم و اتمام ایں مہم فخیم مثل راندنِ مگسِ ناپاک و برتافتن خس و خاشاک می نماید و اینہمہ محض للہ دفی اللہ است کہ شعبۂ وسوسۂ شیطانی و شائبۂ ہوائے نفسانی بایں داعیۂ رحمانی اصلا مخلوط نہ گردیدہ ہرچند ایںمعنی بر اکثر واقفانِ حال فقیر ظاہر و باہر است امّا بر سبیل مزید تاکید بانداز بطریق تجدید می گوید کہ خدائے پاک جل شانہ را کہ دانائے پنہان و آشکار است و محیط بجمیع خفیات و اسرار گواہ میکنم بریںمعنی کہ آنچہ داعیۂ جہاد با اہل کفر و عناد از دلِ فقیر جوش میزند اصلاً و مطلقاً بوجہ من الوجوہ بکدورتِ طلب مال و عزت و جاہ و حشمت و امارت و سلطنت و نام و نشان و ترفع بر اخوان و اقران بالجملہ بطلب چیزے سوائے

رضائے مالکِ حقیقی و اعلائے کلمۂ ملک تحقیقی باشد ہرگز ہرگز ممزوج نیست واللہ علیٰ ما نقول وکیل۔ پس ہر کہ خود را در سلک مسلمین منسلک می سازد و در زمرۂ محمدیاں می شمارد بر ذمہ او لازم موکد است کہ خود را نزدِ فقیر رسانیدہ مشارکت فقیر دریں باب اختیار کند تا کہ در معرکۂ محشر کہ مجمع اولین وآخرین است وہم بحضور حضرت خالق السموات والارض وہم روبروئے جناب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام الیٰ یوم الدین سرخروئی حاصل کند و شفاعتِ حضرتِ رسول مقبول صلوٰۃ اللہ وسلامہٗ علیہ فائز شدہ بمزید عزم واکرام کہ بامت سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام مخصوص است بہرہ ور شود ہر چند غلبہ دین محمدی بمشارکت کسی معین و متوقف نیست زیرا کہ اگر قومے دریں امر تقاعد و تساہل خواہند کرد قومے دیگر از بندگانِ الٰہی در عوض ایشاں دریں باب دادِ کوشش خواہند داد لاکن اہل تقاعد و تساہل در حضور مالک خود و بروئے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم چہ خجالتہا خواہند کشید و در انتقام منتقم حقیقی گرفتار شدہ چہ دست ندامت و افسوس خواہند گزید قال اللہ تعالیٰ۔ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ بالجملہ وقت امتیاز مومن از منافق بر سر رسیدہ و مقابلہ اہل کفر و طغیان بپیش مدہ انجا مید پس ہر کہ خواہد خود را در جماعۂ معاندین کہ بانکار صاف مقابلۂ شرع مبین می نمایند داخل کند یا در زمرۂ منافقین کہ در پردۂ حیل باطلہ حکم حق را دفع می نمایند خود را شمارد مثلاً یکے از اعذار جسمانی مثل ضعف و ناتوانی بہ نسبت تحمل مشاق سفر و تکالیف جہاد اظہار می نماید حالانکہ حق جل و علا در حق امثالِ ایشاں میفرماید فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ تا يَفْقَهُوْنَ و دیگر محبت والدین و پاسداری آقا و پابستگی علائق اہل و عیال و اخوان و اوطان و دیگر امور معاشیہ پیش میکند حالانکہ حق جل و علا می فرماید قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَاؤُكُمْ وَاَبْنَاؤُكُمْ تا فٰسِقِيْنَ وہر کہ خواہد خود را از لوث عناد و نفاق پاک گردانیدہ در اطاعت وانقیاد حضرت رب العباد کمر ہمت چست بستہ و قلت قلبیہ درست نمودہ نام خود را در سلک مخلصین در اعلائے علیین داخل کند پس اینست طریق آں کہ بیان کردیم وما علینا الا البلاغ المبین۔

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۱۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ فقیر سید احمد کی جانب سے تمام سادات کرام، مشاہیر علماء عظام، مشائخ با احترام، اور امراء عالی مقام اور تمام خاص و عام مسلمانوں کے دلوں پر یہ بات روشن اور نقش ہو جانی چاہیئے کہ اللہ کا شکر ہے کہ یہ فقیر سابقہ زمانے میں اگرچہ حق سبحانہ تعالےٰ کے کام میں یعنی تمام لوگوں کو جو اتباع سنت نبوی کے لئے رات دن سخت کوشش کرتا رہا ہے۔ چنانچہ یہ بات اس فقیر کے اکثر دوستوں پر بخوبی روشن ہے۔ اس کے بعد حق جل شانہٗ نے اپنے عام فضل و کرم سے اس عاجز کو مع چند مخلص مسلمانوں کے سچے مہاجرین کی صف میں منسلک کر دیا ہے۔ تعریف تو اللہ ہی کے لئے سزاوار ہے کیونکہ ایسی دعوت جو صرف زبانی جمع خرچ ہو جہاد کے بغیر بزور تلوار کے اپنے کمال کو نہیں پہنچتی ہے۔ اسی وجہ سے ہادیوں کے امام اور داعیوں کے امیر یعنی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم آخر کار کفار کے ساتھ جہاد کے لئے مامور فرمائے گئے۔ اور شعائر دین متین اور شریعت غرا کے احکام اور اسی رکن اعظم کے قیام کی وجہ سے منظر عام پر آئے اسی بنا پر اس سب سے بڑی عبادت کے بجالانے کا ارادہ اور اس بڑی نیکی کا خیال ایک وجہ سے میرے دل میں ڈال دیا گیا ہے کہ میں جان و دل قربان کر دوں اور اہل و عیال کو خیرباد کہدوں اور بھائیوں کی مہاجرت کو اس بڑے کام کے انجام دینے اور اس بڑی مہم کو ان نجس و ناپاک سکھوں کو ختم کرنے اور اس خس و خاشاک کا صفایا کرنے کے لئے انجام دوں۔ اور یہ سب اللہ کے واسطے ہے اور اس دعوت رحمانی میں کوئی شیطانی وسوسہ اور نفسانی خواہش قطعاً شامل نہیں ہے اگرچہ کہ یہ چیز ہمارے اکثر جاننے والوں پر بخوبی روشن ہے۔ لیکن مزید تاکید کی خاطر پھر اس چیز کو تازہ کرنے کے لئے عرض کرتا ہوں اور خدا کے پاک بزرگ و برتر کو جو ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے اور تمام پوشیدہ اسرار پر چھایا ہوا ہے اس بات پر گواہ کر کے کہتا ہوں کہ جو کچھ جہاد کا دعویٰ کفار و مخالفین کے خلاف میرے دل میں موجزن ہے وہ قطعاً کسی پہلو سے بھی مال و دولت، عزت و جاہ، حشمت و امارت و سلطنت، نام آوری اور اپنے بھائیوں اور معاصرین پر فوقیت حاصل کرنے کی کدورت وغیرہ

سے مستثنیٰ ہے۔ بلکہ یہ سب کچھ اپنے مالک حقیقی کی رضامندی اور کلمۂ حق بلند کرنے کی خاطر ہے۔ ہرگز ہرگز اس میں کوئی اور چیز شامل نہیں ہے (اللہ تعالیٰ ہمارا وکیل ہے)، غرض جو شخص مسلمانوں کے زمرہ میں منسلک ہونا چاہتا ہے اور خود کو زمرۂ محمدیؐ میں خیال کرتا ہے اور اس پر یہ لازم اور ضروری ہے کہ وہ میرے پاس آئے اور اس کام میں میرا شریک ہو جائے۔ تاکہ میدان قیامت میں جہاں تمام انسان ابتداء آدم سے آخر زمانے تک جمع ہوں گے اور زمین و آسمان پیدا کرنے والے اور جناب سید المرسلین کے روبرو حاضر ہو کر سرخ روئی حاصل کرے۔ اور رسول مقبولؐ کی شفاعت سے فائز ہو کر مزید عزت اور شرف جو حضرت سید الانام صلعم سے مختص ہے بہرہ ور ہو جائے۔ اگرچہ کہ دین محمدی کا غلبہ حاصل ہونا کسی کی شرکت پر موقوف نہیں ہے کیونکہ اگر کوئی قوم اس کام میں سستی اور کوتاہی سے کام لیتی ہے تو بجائے اس کے اللہ کے بندوں میں سے کوئی دوسری قوم اس معاملہ میں اپنی، جد و جہد کا صلہ اور داد حاصل کرلے گی اور سستی اور کاہلی سے کام لینے والے کو اپنے مالک کے حضور اور آنحضرت صلعم کے روبرو حد درجہ شرمندگی ہوگی۔ اور منتقم حقیقی کے انتقام کی وجہ سے نہایت ذلت ہوگی اور کف افسوس ملنا پڑے گا خدائے تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ آخر کار اب مومن اور منافق میں امتیاز کا وقت آگیا ہے اور گمراہ کفار سے مقابلہ درپیش ہے پس جو شخص چاہے خود کو یا تو مخالفین کی جماعت میں جو صاف طور پر شرع مبین کا مقابلہ کرتے ہیں شامل کرلیں یا منافقوں کے زمرہ میں جو جھوٹے حیلے بہانے کر کے خدا کے حکم کو نظرانداز کر دیتے ہیں اپنے کو شمار کرے۔ مثلاً منجملہ اور عذرات کے ایک یہ بھی عذر کیا جاتا ہے کہ سفر کی مشقت اور جہاد کی تکالیف بوجہ ضعف و ناتوانی ہم سے برداشت نہیں کی جاسکتیں۔ حالانکہ حق جل شانہٗ ایسے لوگوں کے حق میں ارشاد فرماتا ہے فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ لَا يَفْقَهُوْنَ۔ دوسرے یہ کہ ہم کو والدین کی محبت ہے اور اپنے آقا کا پاس و لحاظ ضروری ہے۔ نیز اہل و عیال اور متعلقین، بھائی بندوں اور ملک و املاک تمام معاشی کاروبار کے جھگڑے پیش کئے جاتے ہیں۔ حالانکہ

حق تعالیٰ فرماتا ہے (ترجمہ:۔ تمہارے آباؤ اجداد اور اولاد فاسق ہے) جو شخص چاہے خود کو عداوت اور منافقت کی آلودگیوں سے پاک و صاف کر کے پروردگار عالم کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لئے کمر ہمت چست کرے اور تنگ دلی کو دور کر کے اپنا نام مخلصوں میں شامل کر کے اعلیٰ علیین میں داخل ہو جائے جائے، بس یہی طریقہ ہے جسکو میں نے بیان کیا ہے۔ وما علینا الا البلاغ المبین

مکتوب نمبر ۱۹ متضمن تفہیم در فائدہ بیعت بالتعمیم ازجانب سیّد احمد صاحب امیرالمومنین

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ از امیر المومنین سیّد احمد بر ضمیر صفا پذیر طالبان راہ حضرت حق و سالکین طریق آں ہادی مطلق عموماً و کسانیکہ بایں جانب للہ و فی اللہ عاطفانہ و غائبانہ محبت میدارند خصوصاً پوشیدہ نماند کہ مقصود از بیعت بر دست مشائخ طریقت ہمیں است کہ راہِ رضامندی حضرت حق بدست آید و راہ رضامندی حضرت حق منحصر است در اتباع شریعت غرا ہر کہ سوائے شریعت مصطفویہ راہ طریق تحصیل رضامندی حق انگارد پس بیشک آں شخص کاذب و گمراہ است و دعویٰ او باطل و نامسموع و اساس شریعت مصطفوی دو امر است اوّل ترک اشراک و ثانی ترک بدعات ۔ اما ترک اشراک پس بایں نش آنکہ ہیچکس را از ملک و جن و پیر و مرید و استاد و شاگرد و نبی و ولی حل کنندہ مشکلات و دافع بلیات و قادر بہ تحصیل منافع نداند و ہمہ را مثل خود عاجز و ناتواں در جنب قدرت و علم حضرتِ حق شمارد ہرگز بنا بر طلب حوائج خود نذر و نیاز کسے از انبیاء و اولیاء و صلحاء و ملائکہ بیانیارد آرے اینقدر داند کہ ایشاں مقبولانِ بارگاہ صمدیت اند و ثمرہ مقبولیت ایشاں ہمیں است کہ در باب تحصیل رضامندی پروردگار اتباع ایشاں باید کرد و ایشاں پیشوایانِ طریق باید شمرد نہ ایشاں را قادر بر حوادث زماں و عالم سرّ و اعلان دانند کہ امر محض کفر و شرک است ہرگز مومن پاک را ملوث بآں شدن جائز نیست اما ترک بدعت پس بایں نش آنکہ در جمیع عبادات و معاملات و امور معاشیہ د

معاویہ طریق خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را بکمال قوت و
علو ہمت باید گرفت و آنچہ مردمان دیگر بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم از قسم رسوم اختراع
کردہ اند مثل رسوم شادی و ماتم و تجمل قبور و بنائے عمارات بر آں اسراف در مجالس اعراس
و تعزیہ داری و امثال ذالک ہرگز پیرا دان آن نباید گردید و حتی الوسع سعی در محو آن باید کرد اول
خود ترک باید نمود بعد ازاں ہر مسلمانے را دعوت بسوئے آں باید کرد چنانچہ اتباع شریعت
فرض است ہمچنیں امر بالمعروف و نہی عن المنکر نیز فرض است چوں ایں امر ذہن نشین شد
پس طالبین حق را باید کہ ہمیں امور را بر وے ایشاں کما حقہ اظہار نمودہ پس بر ذمہ ایشاں
لازم است کہ اول خود ترک امور مذکورۃ الصدر نمایند و قلب و قالب خود را متوجہ بسوئے
حق کنند و اتباع شریعت غرا را ظاہراً و باطناً پیش گیرند و تمامی اجناس اشراک و الواث
بدعات را از خود دور نمایند و بعد ازاں جمیع طالبین حق را بسوئے آں ترغیب دہند و در
اخذ بیعت بر دست خود از خود مساعی باشند و ترغیب وافر نمایند و ہرگز اغماض ازاں
نمایند چہ دریں بیعت کہ بر دست یاران ایں جانب واقع خواہد شد فائدہ شدنی است
انشاء اللہ تعالے کلمہ گویان از رسوم شرک پاک خواہند شد و تعظیم شرع شریف در دل
ایشاں جا خواہد گرفت و اینجانب دعا خواہد کرد کہ آں بیعت مثمر ثمرات جمیلہ جزیلہ گردد و
در تعلیم و تفہیم طالبان سعی بجان و دل نمایند و از ایشاں اخذ بیعت کنند و ایشاں را تعلیم
اشغال فرمایند حق جل و علا اینجانب را و جمیع مخلصین و محبین ما را در زمرۂ موحدین
مخلصین و متبعین شریعت غرا منسلک گردانا د۔ آمین۔ اما بیعت امامت پس بیانش
آنکہ قتل و قتال و جنگ و جدال کہ باہل کفر و ضلال واقع می شود اگر محض بنا بر تحصیل مال
و عزت و ریاست و حکومت باشد عند اللہ اصلا اعتبارے نمیدارد و اگر بنا بر نصرت
دین و اعلائے کلمۂ رب العالمین و ترویج سنت سید المرسلین علیہ افضل الصلواۃ والتسلیم
متحقق گردد آنرا در عرف شرع جہاد میگویند و آں افضل عبادات و اکمل طاعات
است کہ ہیچ یک از عبادات در باب رفع درجات و تکفیر سیئات مساوی آں نمی
تواند شد چنانچہ آیہ کریمہ۔ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا دَرَجَاتٍ
مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ۔ بر آں دلالت میدارد پس آنرا بوجہ ادا باید کرد کہ موافق
قانون شرع شریف باشد تا در عقبیٰ وسیلۂ نجات و در دنیا مثمر برکات باشد و باعث

نزول رحمتِ یزدانی و تائیدِ آسمانی گردد از اعظم شروط جہاد نصب امام است
چنانچہ آیہ کریمہ - اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ - و کریمہ
وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ - حدیث - مَنْ لَمْ یَعْرِفْ امامَ زمانہ
فَقَدْ مَاتَ مِیْتَۃً جاھلیۃ وحدیث صَلّوا خمسکم وصوموا شھرکم واطیعوا
ذاامرکم تدخلوا جنۃ ربکم - وحدیث من قتل تحت رایۃ عمیۃ فقد
میتۃ جاھلیۃ و دیگر آیات و احادیث بیشمار بر آں دلالت میکند پس نصب امام
واجب و موکد است الحمدللہ والمنۃ کہ مالک علی الاطلاق و ملک بالاستحقاق این زار
گزین فقیر و خاک نشینِ عجز اوّلاً باشارات غیبی و الہاماتِ لاریبی بلیاقتِ خلافت مبشر
گردانید وثانیاً بتالیف قلوبِ جمعے کثیر از اہل اسلام و جمعے از خواص و عوام بآں منصب
امامت مشرف ساخت چنانچہ بتاریخ دوازدہم جمادی الثانی روز پنجشنبہ ۱۲۴۲ھ قدسی
جماعہ از سادات کرام و علمائے علام و مشائخ عظام و صاحبزادگان ذوی الاحتشام و خوانین
عالی مقام مع جماہیر خواص و عوام از اہل ایمان و اسلام بر دستِ اینجانب بیعت امامت
بجا آوردہ امامِ خود قرار دادند و امامت و ریاست اینجانب مسلم داشتہ ربقۂ اطاعت
در گردن انداختند و از آنروز تا حال بیعت مذکورہ بر دست این فقیر جاری است
و در میان جماہیر اہل اسلام ساری - پس مومنین غائبین را لازم کہ بیعت مذکورہ بر
دستِ نائبان اینجانب بجا آرند و آنرا از جنسِ ادائے واجب شرعی شمارند تا از
معصیتِ ترک نصب امام رہائی یابند و با قامت سنت متواترہ ثواب یابند پس لازم
کہ ہر کہ از مومنین مخلصین رغبت انتساب باین فقیر داشتہ باشد بر دستِ خلفاء و نائبان
اینجانب بیعت نماید حق تبارک و تعالےٰ ایشان را ماجور و ساعی ایشان را مشکور
گرداند - و مارا و جمیع مومنین را در سلک مقبولین خود منسلک فرماید آمین یا رب
العالمین و صلی اللہ تعالےٰ علیٰ خیر خلقہٖ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم
الراحمین -

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۱۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

صاف دل، حق تعالےٰ کے راستے کے طلب کرنے والوں اور اس ہادی مطلق کے طریقہ کے سالکوں کو عام طور پر، اور ان اشخاص کو جو اس فقیر سے بالمواجہہ اور غائبانہ طور پر محبت رکھتے ہیں خاص طور پر سلام و خطاب ان پر یہ بات مخفی نہ رہے کہ مشائخ طریقت کے ہاتھ پر بیعت اسی لئے ہے کہ اس سے حق تعالےٰ کی خوشنودی حاصل ہو اور حق تعالےٰ کی رضامندی شریعت کی پابندی پر موقوف ہے جو شخص شریعت مصطفوی کے بغیر حق تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنا چاہتا ہے وہ جھوٹا اور گمراہ ہے اور اس کا دعویٰ باطل ہے اور ناقابل سماعت ہے شریعت مصطفوی کی بنیاد دو باتوں پر ہے اوّل تو یہ کہ وہ تمام شرکوں کو چھوڑ دے دوسرے یہ کہ بدعتوں سے پرہیز کرے۔ البتہ شرک کے چھوڑنے کا معاملہ تو اس کی توضیح یہ ہے کہ کسی شخص کو بھی خواہ وہ فرشتہ ہو یا جن خواہ پیر ہو یا مرید خواہ استاد، شاگرد، نبی یا ولی ہی کیوں نہ ہو ان میں سے کسی کو بھی مشکلوں کو آسان کرنے والا، بلاؤں کا ٹالنے والا اور فائدہ پہنچانے کی قدرت رکھنے والا نہ جانے اور سب کو اپنی طرح حق سبحانہ تعالےٰ کی قدرت اور علم کے مقابلہ میں عاجز اور کمزور جانے اور ہرگز اپنی حاجتوں کے طلب کرنے میں انبیاء اولیاء صالحین اور فرشتوں کی نذرونیاز نہ مانے۔ البتہ اس قدر جانے کہ یہ لوگ اس پاک بے نیاز کی بارگاہ میں مقبول ہیں اور ان کی مقبولیت کا ثمرہ یہی ہے کہ پروردگار عالم کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے ان کی پیروی کرنی چاہیئے اور ان کو اس راستہ کا پیشوا سمجھنا چاہیئے۔ نہ کہ ان کو زمانہ کے حوادث پہ قدرت رکھنے والا اور ظاہر و باطن کا جاننے والا شمار کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ چیز محض کفر و شرک ہے ہرگز کسی پاک مومن کو اس میں آلودہ ہونا جائز نہیں ہے، اب بدعت کا ترک کرنا کیا ہے سن لیجئے اس کی تفصیل یہ ہے کہ تمام عبادتوں اور معاملات میں دنیوی امور اور آخرت کی باتوں میں حضرت خاتم الانبیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقتدر اور صاحب فیصلہ مان لیا جائے اب رہے وہ اشخاص جنھوں نے پیغمبر

صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو رسومات ایجاد کی ہیں مثلاً رسوم شادی اور ماتم۔ قبروں کی شان و شوکت اور اس پر عمارتوں کا بنانا۔ عرسوں کی مجلسوں میں فضول خرچی، تعزیہ داری وغیرہ — ہرگز انکی پیروی نہیں کرنی چاہیئے اور حتی الامکان ان بدعتوں کو بھول جانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ پہلے تو یہ چاہیئے کہ ان کو خود ترک کر دے اس کے بعد ہر مسلمان کو ان کے ترک کرنے کی طرف توجہ دلائے۔ واضح رہے شریعت کی پیروی فرض ہے اس طرح۔ امر بالمعروف، اور نہی عن المنکر یعنی نیک کاموں کی طرف بلانا اور برے کاموں سے منع کرنا بھی فرض ہے۔ جب یہ بات ذہن نشین ہو جائے تو حق کے طالبوں کو چاہیئے کہ انھیں باتوں کو ان کے روبرو کما حقہ واضح کر دیں۔ غرض ان کے لئے واجب ہے کہ پہلے تو وہ خود متذکرہ صدر باتوں کو ترک کر دیں اور اپنے جسم اور دل کو حق تعالےٰ کی طرف متوجہ کریں اور شریعت غرا کے ظاہر اور باطن کو ہمیشہ نظر رکھیں اور شرک اور بدعت کی آلودگی سے خود کو پاک کر دیں۔ پھر تمام حق کے طلب کرنے والوں کو اس کی ترغیب دیں اور اپنے ہاتھ پر ان سے بیعت لینے کی کوشش کریں اور ان کو اس بات کا شوق دلانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں اور ہرگز اس سے اغماض نہ کریں کیونکہ اس بیعت میں جو اس فقیر کے دوستوں کی جانب سے ہوگی وہ فائدے سے خالی نہیں ہے۔ انشاءاللہ تعالےٰ تمام کلمہ گو ان مشرکانہ رسوم سے پاک ہو جائیں گے۔ شرع شریف کی عزت ان کے دلوں میں بیٹھ جائے گی اور میں دعا کروں گا کہ وہ بیعت اچھے پھل لائے اور طالبوں کی تعلیم اور تفہیم میں جان و دل سے کوشش کریں اور ان سے بیعت لیں اور ان کو شغل و اشغال تلقین فرمائیں حق جل شانہ تعالےٰ اس عاجز کو ہمارے مخلصوں اور دوستوں کو خالص موحدوں اور شریعت غرا کی پیروی کرنے والوں کے زمرہ میں شامل فرمائیں۔ آمین۔ لیکن بیعت امامت کا معاملہ یہ ہے کہ جنگ و جدال اور قتل و قتال، جو کفار اور گمراہوں کے مقابلہ میں ہوتا ہے اگر وہ محض مال و عزت ریاست و حکومت کے لئے ہو تو خدائے تعالےٰ کے پلس اس کی کوئی وقعت نہیں ہے اور اگر وہ دین کی فتح اور اعلاء کلمۃ اللہ اور سنت رسول اللہ صلعم کی ترویج کے لئے کیا جائے تو اس کو شرع میں جہاد کہتے ہیں اور وہ سب سے افضل عبادت اور کمال بندگی ہے کیونکہ کوئی عبادت مراتب

کے بلند کرنے اور گناہوں کو رد کرنے میں اس کی برابری نہیں کر سکتی چنانچہ آیت کریمہ یہ ہے۔ فَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجٰهِدِیْنَ عَلَی الْقٰعِدِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً۔ جو اس پر دال ہے لہٰذا جہاد کیلئے فرض ہے کہ قانونِ شرع شریف کے مطابق ہو تاکہ آخرت میں نجات کا وسیلہ اور دنیا میں برکتوں کی زیادتی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نزول اور تائید آسمانی کا باعث ہو۔ اور جہاد کی سب سے بڑی شرط امام کا تقرر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔ (اللہ اور اس کے رسول اور حاکموں کی اطاعت کرو) اور حدیث شریف میں آیا ہے:۔ مَنْ لَّمْ یَعْرِفْ امامَ زمانهٖ فقد مات میتة جاهلیة وحدیث صلّوا خمسکم وصوموا شهرکم واطیعوا ذا امرکم تدخلوا جنة ربکم۔ نیز اور بھی بہت سی آیتیں اور حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔ اس لئے امام کا تقرر واجب ہے اور اس کی تاکید کی گئی ہے اللہ کا شکر اور احسان ہے کہ اس مالک حقیقی اور بادشاہِ تحقیقی نے اس گوشہ نشین فقیر عاجز اور خاکسار کو پہلے تو غیبی اشاروں اور اپنے الہامات کے ذریعہ جن میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے خلافت کا اہل ہونے کی بشارت دی۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کی بڑی جماعت اور خاص وعام کی تالیف قلوب کے لئے مرتبہ امامت سے مجھ کو مشرف فرمایا۔ چنانچہ بتاریخ ۱۲ر جمادی الثانی روز پنجشنبہ ۱۲۴۲ھ سادات کرام۔ علماء۔ مشاہیر اور بڑے بڑے مشائخ اور باحشمت صاحبزادوں اور بلند مرتبت خوانین نے معہ تمام خاص وعام مسلمانوں کے میرے ہاتھ پر بیعت کرکے مجھ کو اپنا امام قرار دیا۔ اور میری امامت اور حکومت کو تسلیم کرکے میری اطاعت پر سر تسلیم خم کر دیا۔ اور اس روز سے اب تک یہ بیعت اس فقیر کے ہاتھ پر جاری ہے اور تمام مسلمانوں میں اس کا چرچا ہے۔ اس لئے جو مسلمان یہاں موجود نہیں ہیں ان پر بھی لازم ہے کہ میرے نائبوں کے ہاتھ پر بیعت کی تکمیل کریں اور اس کی ادائی کو شریعت کے رو سے اللہ جب سمجھیں تاکہ عدم تقرر امام کے گناہ سے ان کو چھٹکارا حاصل ہو اور اس سنت کو جو متواتر چلی آتی ہے قائم کرکے ثواب حاصل کریں غرض یہ ضروری ہے کہ مخلص مسلمانوں میں سے جو شخص بھی اس فقیر سے نسبت حاصل کرنے

کا مشتاق ہو وہ اس فقیر کے خلفاء اور نائبوں کے ہاتھ پر بیعت کرے۔ اب دعا ہے کہ حق تبارک و تعالےٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی محنت کو قبول فرمائے اور ہم کو تمام مخلص مسلمانوں کو اپنے مقبول بندوں میں منسلک فرمائے۔ آمین یا رب العالمین وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

مکتوب نمبر ۲۰ منجانب امیر المومنین سید احمد بجواب مکتوب نواب احمد علی خاں رام پوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بجناب مستطاب معلی القاب حشمت مآب شوکت انتساب محامد اکتساب نواب احمد علی خاں صاحب زاد اللہ اقبالہ وضاعف اجلالہ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ نامۂ نامی و صحیفۂ گرامی مشتمل بر مراتب اتحاد و اخلاص و مدارج وداد و اختصاص عزّ ورود فرمود علاقۂ صداقت و رشتۂ مودت را محکم تر نمودہ و دیدہ را نورے و دل را سرورے بخشید آنچہ بنوکِ قلم خلت شمیم رقم فرمودہ بودند کہ بخدمت با برکت جناب ہدایت مآب افادت انتساب مقرب بارگاہ ربّ قوی مولانا سیّد حیدر علی معاملۂ مسنونہ بجا آوردند آں استماعِ آں فرحت بر فرحت افزود۔ الحمد للہ والمنۃ کہ حق جل وعلا بکرم عمیم خود آں حشمت مآب را بایں توفیق خیر موفق گردانید اکثر تجربہ کردہ شد کہ ہر کہ از مومنین مخلصین بہ نیت پاک ایں معاملہ را می کند ابواب ہدایت بروے او مفتوح می شود امید قوی است کہ حق جل وعلاء بہ کرم عمیم خود بہ برکت ادائے ایں مسنون در سلکِ بندگانِ خاص و مقبولانِ ذوی الاختصاص منسلک خواہد گردانید واحوالِ اینجا ودو بکرم ربّ معبود بایں منوال است کہ قادر علی الاطلاق ومالک بالاستحقاق ایں عاجز و خاک رو ذرہ بے مقدار را محض بکرم عمیم خود بوجہے نواخت کہ محبتِ ما سوائے ذاتِ خود را پس پشت ایں ضعیف انداخت و فقط تحصیل رضائے خود را قبلہ ہمت ایں ضعیف ساخت و بکفالت پرورش ایں فقیر بذاتِ پاک خود پرداخت شکر نعمتِ عظمےٰ بجناب آں معبود بکدام جوارح ادا توانند کرد و حمدِ ایں عطیۂ کبریٰ،

بارگاہِ آں محمود بکدام زبان بجا آورد بموجب ابیات ؎

اگر بر تن موئے با صد زباں
کند شکر ایں نعمتش را بیاں
بہ تحریر الطاف ہائے شمار
نہ باشد یکے از ہزاراں ہزار

بالجملہ بہ برکت ایں اخلاص و یمن ایں اختصاص قلوبِ بندگان خود را بجدے مسخر ایں ضعیف گردانید کہ از حیطۂ تحریر و تقریر بیرون است و کیفیتِ توجہ عنایات حضرت منّان دربارہ ایں ضعیف و ناتواں قابل تماشا گردنی است حقیقت آنکہ بہ بیان منکشف می شود نہ بیان اگر اینجانب را مشاہدہ فرمایند چہ مراتب تعجبہا است کہ لاحق گردد ہر چند مقتضائے غیرت ایمانی و حمیتِ اسلامی در حق جماہیر مسلمین، عموماً و در وسائے ایشاں خصوصاً۔ ہمیں است کہ دریں معرکہ بجان و مال حاضر شوند و در سلک اَلَّذِیْنَ جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ منسلک گردند لیکن از انجا کہ حرکتِ آں والا منزلت دریں ایام باعثِ حدوثِ مفاسد شدیدہ است بناءً علیہ نگارش کردہ می شود کہ بنفس نفیس خود اقامت نمایند و سائرِ محبّین و مخلصین را ترغیب فرمایند و دربارۂ عازمین ایں صوب اعانتِ مالی بجا آرند خصوصاً کسانیکہ بہ دیانت و تقویٰ موصوف اند و در علم و وجاہت معروف مثل مفضائلِ کمالات اکتساب محامد انتساب مولوی غلام جیلانی صاحب و امثالِ ایشاں کہ انصرام عنانِ عنایت دربارۂ ایشاں پر منزور است و آنچہ مضامین مراتب نہایت خلّت و مدارجِ غایت محبّت در نامۂ نامی درج بود از بسکہ ایں محبت لِلّٰہ و فی اللّٰہ است حق جل و علا بذات پاک خود متکفلِ مجازات آں در دنیا و عقبیٰ خواہد گردید ان شاء اللّٰہ تعالیٰ باعثِ حصول سعادت اخرویہ و موجب نزول برکاتِ نبویہ بجدے خواہد شد سیمرغِ بلند پرواز تمنیاتِ بشری گاہے بہ اوجِ آں نرسیدہ باشد و در قلوبِ انسانی خیالِ حصول آں خطورے ہم نکردہ باشد و در حضورِ حضرتِ ربّ العالمین و جناب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مراتب وجاہت و مناصب مقبولیت بوجہے حاصل خواہد شد کہ رشک افزائے اخوان واقران باشد زیادہ والسلام مع الاکرام ؛

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۲۰

جناب معلیٰ القاب حشمت مآب۔ نواب احمد علی خاں صاحب زاد اللہ اقبالہ۔

سلام مسنون۔ جناب کا صحیفۂ گرامی جو خلوص و اتحاد اور محبت کا مظہر تھا عز ورود لایا۔ جس سے صداقت اور محبت کے رشتے اور مستحکم ہو گئے۔ آنکھوں کو نور اور دل کو سرور حاصل ہوا۔ جو کچھ آپ نے خلوص سے تحریر فرمایا ہے کہ آپ نے جناب ہدایت مآب مولوی سید حیدر علی کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر ایک اپنے معاملہ کو جو سنت نبوی پر مبنی ہے پورا فرمایا ہے اس کے سننے سے مجھے دلی فرحت حاصل ہوئی۔ اللہ کا شکر اور احسان ہے۔ حق جل شانہ نے اپنے فضل وکرم سے آپ جیسے باحشمت شخص کو نیک توفیق عطا فرمائی۔ اکثر تجربہ ہوا ہے کہ مخلص مسلمانوں میں سے جو کوئی بھی پاک نیت کے ساتھ اس کام کو انجام دیتا ہے ہدایت کے دروازے اس پر کھل جاتے ہیں۔ امید قوی ہے کہ حق تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس سنت کے ادا کرنے کی برکت سے آپ کو اپنے خاص اور مقبول بندوں میں منسلک فرمائے گا۔ یہاں کے حالات پروردگار عالم کے فضل سے یہ ہیں کہ اس قادر مطلق اور مالک حقیقی نے اس عاجز و خاکسار ذرۂ بے مقدار کو محض اپنے کرم سے اس طرح نوازا ہے کہ اپنی ذات کے سوا غیر کی محبت کو پس پشت ڈال دیا ہے اور صرف اپنی رضا جوئی کے حصول کو اس کمزور و نحیف کی ہمت کا قبلہ یعنی مرکز بنا دیا ہے اور اس فقیر کی پرورش و کفالت خود اپنے ہاتھ میں لے لی ہے۔ اس پروردگار کی اس نعمت عظمیٰ کا شکر کس زبان سے ادا کیا جا سکتا ہے اور اس سے بڑے عطیہ کی تعریف اس رب محمود کی بارگاہ میں کس منہ سے کی جائے ——— اشعار ؎

اگر برتن موئے باصد زباں
کند شکر ایں نعمتش را بیاں
بہ تحریر الطافہا بے شمار
نباشد یکے از ہزاراں ہزار

غرض اس اخلاص اور خصوصیت کی برکت نے اپنے بندوں کے قلوب یعنی اس فقیر کو بے حد گرویدہ کر لیا ہے جسکا اظہار تقریر و تحریر سے باہر ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ بات تو نہ بظاہر منکشف ہو سکتی ہے اور نہ بیان کی جا سکتی ہے اگر جناب والا اس نبرپر نظر ڈالیں تو تعجب ہی تعجب ہوگا اگرچہ کہ غیرت ایمانی اور حمیت اسلامی کا عام طور پر تمام مسلمانوں اور بالخصوص رئیسوں کے حق میں یہی ہے کہ وہ اس سرکہ میں جان و دل سے حاضر ہو جائیں اور بمصداق آیتہ کریمہ ۔ اَلَّذِیْنَ جَاهَدُوْا بِاَموالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۔ (یعنی اپنی جان و مال کے ساتھ جہاد کرو) مجاہدین کی صف میں منسلک ہو جائیں ۔ لیکن چونکہ ان دلوں جناب والا کی نقل و حرکت شدید فتنہ و فساد کا باعث ہے اس لئے عرض ہے کہ خود آپ تو اپنی جگہ وہیں قیام فرمائیں اور تمام دوستوں اور مخلص اشخاص کو جہاد کا شوق دلاتے رہیں اور اس طرف آنے والوں کو مالی امداد دیں ۔ خاص کر ان لوگوں کو جو متقی اور دیانتدار اور اپنے علم و فضل اور وجاہت میں مشہور ہوں ۔ مثلاً علامہ و فہامہ مولوی غلام جیلانی صاحب وغیرہ جن پر آپ کی عنایت و کرم بہت ضروری ہے ۔ اور جو کچھ آپ نے میرے خلوص و محبت کے مراتب اور مدارج کا ذکر اپنے گرامی نامہ میں فرمایا ہے وہ سب کچھ اللہ کے واسطے ہے ۔ اللہ جل شانہٗ اپنی ذات پاک کے واسطے دین و دنیا میں انشاءاللہ آپ کا کفیل ہوگا ۔ آخرت کی سعادت حاصل کرنے کی وجہ سے برکات نبوی کا نزول اس قدر ہوگا کہ انسانی تمناؤں کا سیمرغ بلند پرواز کبھی اس بلندی تک نہ پہنچا ہوگا ۔ اور انسان کے دل میں اس کے حاصل کرنے کا خیال تک نہ گزرا ہوگا ۔ پروردگار عالم اور جناب سردار دو عالم کی بارگاہ میں آپکو اپنی مقبولیت کی وجہ سے اس قدر مراتب اور اعزاز حاصل ہوں گے کہ آپکے تمام بھائی اور معاصرین اس پر رشک کریں گے ۔ زیادہ والسلام مع اکرام ۔

مکتوب نمبر ۲۱ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام مولوی حیدر علی رامپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت سراپا برکت مولوی صاحب معدن علوم و منبع مفہوم مورد فیوض ربانی مخزن اسرار رحمانی حامی انوار سنت شہباز و ماحی آثار بدعت ظلام ہدایت مآب کمالات اکتساب مقرب

بارگاہِ ربّ قوی مولانا سید حیدر علی مدّ اللہ ظلال افاضتہ علی رؤس المستفیضین الیٰ یوم الدین آمین یا رب العالمین۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ بقدوم مولوی محمد علی صاحب چہ ابواب فرحت و مسرت کہ بروئے این ضعیف و نحیف مفتوح نہ گردید لاسیما دقیقہ از زبانِ صدق ترجمانِ آں مقبول جہان اخبار فرحت آثار انصراف عنانِ عزیمتِ آں والا ہمت بترغیب جماہیر مومنین عموماً و مشاہیر رؤسار خصوصاً در باب اعانت مجاہدین و استیصال کفرۂ متمردین شنید فرحت بر فرحت و مسرت بر مسرت حاصل گردید حق جل و علا بکرم عمیم خود این ضعفاء و آں ہدایت مآب بلکہ جمیع بندگانِ خود را در ہمین کار دبار علی ممر الدہور والا عصار مشغول کناد و در دل اخلاص منزل جمیع مؤمنین صادقین را بتمنی اعلائے کلمہ رب العالمین و احیائے سنت سید المرسلین تا دم واپسیں مملو و مشحون دارد آمین یا رب العالمین و احوالِ این حدود بکرم رب معبود سراسر مستوجب حمد و شکر است کہ الوف الوف انام بلکہ جماہیر اہل اسلام از سکنۂ این دیار و اقطار در اقامتِ جہاد و ازالۂ کفر و فساد و رفاقت این خاکسار و ذرۂ بیمقدار بمحض قدرتِ قادر اختیار نمودہ اند و در صرفِ جان و مال بتحصیل رضائے رب ذوالجلال مستعد گردیدہ سبحان اللہ کہ بر تسخیر آں رب قدیر رؤسار قوم آفریدی مہمند و خلیل و یوسف زئی کہ از مرور دہور پیشیہ لنی و استکبار بر سلاطین ذوی الاقتدار میداشتند ربقۂ اطاعت این بندہ عاجز و نحیف در گردنِ خود ہا اندختہ و دریاستِ این فقیر را بمہر خود ہا مسلم داشتہ چہ قدر شادان و فرحان اند کہ از حیطۂ تحریر و تقریر بیرون است بنا بر تفریح خاطر عاطر این چند اشاراتِ اجمالیہ نگارش کردہ شد و الا حقیقت سرگذشت اینجدود بعیاں واضح میگردد نہ بہ بیان کہ از کنارہ آن من خود قاصرم تا بدیگرے چہ رسد حمد این نعمتِ عظمیٰ در بارۂ آں محمود علی الاطلاق بکدام زبان برآرم و شکر این عطیۂ کبریٰ در درگاہِ آں معبود بالاستحقاق بکدام تلب و قالب بجا آرم بموجب ابیات ؎

کرا باشد آں فکر ہائے عریق
کہ غوطہ زند در این بحرہائے عمیق

گراں زبان دگراں آں بیاں
کہ ذکر ثنایت تواند بآں
ثنایت ہمہ بہ کہ تو گفتۂ
ترا می سزد آنچہ تو سفتۂ
ز باریکی و دقت آں بیان
بیاں چوں کند کس بجز آں دہاں
نظر چوں کنم در نعمہائے تو
تعجب کنم از کرمہائے تو
کہ چوں من خسے را تو بنواختی
باصلاح عالم تو پرداختی!
ترا احمد گویم بصد احترام
کلام بریں ختم شد والسلام

٭

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۲۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بخدمت سراپا برکت مولوی صاحب معدن علوم مقرب بارگاہ مولانا حیدر علی مدظلہٗ۔

سلام مسنون۔ واضح ہو کہ مولوی محمد علی صاحب کی تشریف آوری سے اس عاجز کو اس قدر مسرت و فرحت حاصل ہوئی کہ جس کی حد نہیں۔ جس وقت میں نے ان جیسے مقبول الہٰی کی زبان سے یہ سچی خوشخبری سنی کہ جناب والا کا ارادہ عام طور پر تمام مسلمانوں اور بالخصوص مشہور رؤساء کو مجاہدین کی مدد اور مردود کافروں کے استیصال کی ترغیب دینے کے لئے تشریف لانے کا ہے۔ تو میری خوشی دوبالا ہوگئی۔ حق جل شانہٗ اپنے عام فضل و کرم سے ان کمزور بندوں اور آپ جیسے ہادی کو بلکہ اپنے تمام بندوں کو اسی مشغلہ میں برسوں بلکہ صدیوں تک مشغول رکھے۔ اور تمام سچے پرخلوص مسلمانوں کے دلوں کو اعلاء کلمۃ اللہ

کی تمنا اور سید المرسلین کی سنت کے زندہ کرنے میں آخر دم تک معمور رکھے، آمین۔ پروردگار عالم نے اس کو مقبول فرمایا، یہاں کے حالات پروردگار عالم کے فضل سے ہر طرح قابل شکر ہیں۔ کہ ہزارہا لوگ بلکہ اس شہر و علاقے کے رہنے والے تمام مسلمانوں نے جہاد کے قیام اور کفر و فساد کے ازالہ کے لئے اس خاکسار کا ساتھ دیا۔ یہ سب اللہ تعالےٰ کی قدرت کا کرشمہ ہے۔ اور اللہ جل شانہٗ کی رضا مندی حاصل کرنے کے لئے جان و مال قربان کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ سبحان اللہ اس قادر مطلق نے جو دلوں کو مسخر کرنے والا ہے آفریدی، مہمند، خلیل اور یوسف زئی قوم کے سرداروں نے کہ قدیم زمانے سے مقتدر سلاطین کے ساتھ ان کا پیشہ ہی بغاوت تھا اس عاجز و نحیف کی اطاعت گزاری کا جؤا اپنی گردن پر رکھ لیا ہے۔ اس فقیر کی حکومت کو سر آنکھوں پر قبول کر لیا ہے۔ اور اس قدر خوش ہیں کہ جس کا اظہار تحریر و تقریر میں نہیں آسکتا، جناب کی فرحتِ خاطر کے لئے یہ چند مختصر اشارے زیب قلم کر دیئے گئے، ورنہ اس علاقہ کی حقیقی سرگزشت نہ تو ظاہر ہو سکتی ہے اور نہ بیان کی جا سکتی ہے۔ جس کو اشارۃً اور کنایۃً کہنے سے بھی میں قاصر ہوں۔ تو دوسرے کی اس میں کیا مجال ہے۔ اس نعمت عظمیٰ کے متعلق اس خداوند محمود مطلق کی تعریف کس زبان سے ادا کر دں۔ اور اس سب سے بڑی بخشش کا شکر اس معبود حقیقی کی درگاہ میں کس دل اور زبان سے بجالاؤں

اشعار ؎

کرا آں زبان فکر ہائے عزیق
کہ غور د دریں بحرہائے عمیق
کرا آں زبان و کراں آں بیاں
کہ ذکر ثنا یت تو اند بآں
ثنا یت ہمہ بہ کہ تو گفتۂ
ترا می ہنر دانچہ تو سفتۂ
زباریکی و دقت آں بیاں
بیاں چوں کند کس بجز آں دہاں

نظر چوں کنم در فعالہائے تو
تعجب کنم از کرم ہائے تو
کہ چوں من خسے را تو بنواختی
باصلاح عالم بپرداختی
ترا حمد گویم بصد احترام
کلام بریں ختم شد والسلام

ؒ

مکتوب نمبر ۲۲ منجانب امیر المومنین سید احمد صاحب بنام مولوی غلام جیلانی رامپوری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بخدمت فیضدرجت جناب ہدایت مآب کمالات انتساب مورد فیض رحمانی مہبط انوار ربانی مخدومی مولوی غلام جیلانی بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ رقیمہ کریمہ مودّت ضمیمہ مشتمل بر نہایت وفور رغبت و تاکد عزیمت و کمال مراتب اشتیاق در اعانت رب خلاق دانسلاک درسلک مجاہدین و استیصال کفرۂ متمردین رسید مضامین مندرجہ واضح گردید - الحمدللہ والمنۃ کہ حق جل وعلا بکرم عمیم خود در دل ہدایت منزل آں مناقب اکتساب ایں داعیۂ رحمانی القا فرمودہ آنچہ در نامۂ نامی مندرج بود کہ بسیارے از مومنین مخلصین بنا بر استیصال اعدائے دین مستعد گردیدہ اند و رفاقت آں ہدایت مآب اختیار نمودہ لہٰذا نظر بقلّت سامان و سفر وکثرت رفقائے یک گونہ توقف واقع گردیدہ از استماع ایں کلام نہایت تعجب دست داد باوجودیکہ حق جل وعلا آں ہدایت مآب را بعلم و عمل مشرف گردانیدہ باز اشال ایں خیال پر اختلال در سینۂ اخلاص گنجینۂ خطور کند چہ حق جل وعلا در کلام پاک خود میفرماید ا۔ وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ۝ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ۝ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى

اللہ درش قحاط - ایا محلِ ایفائے این وعدہ در رام پور و بلاس پور منحصر است تا وقتیکہ ازاں دیار قدم بیرون نہادند از ایفائے این وعدہ مایوس خواہند گردید یا اینکہ ہرچند رزق ہرکس از جنابِ جوادِ مطلق موعود است اما چوں چندے از بندگان الٰہی بنا برامتثالِ احکام او تعالیٰ مجتمع خواہند گردید ابواب رزق بر روئے ایشاں مسدود خواہند گشت سبحان اللہ این چہ خیالات دور دراز است توکل را کار فرمایند و ایمان بالقدر را ملاحظہ نمایند و از تہ دل ہمیں اذعان کنند کہ خزائنِ ربانی بمخوائے آیت قرآنی - وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُہٗ - غیر متناہی است اگر آں قادر علی الاطلاق را رزق رسانیدن منظور است پس ہیچ مکان و ہیچ زمان و ہیچ حال مانع نمی تواند شد و اگر این معنی منظور را نیست پس ہرگز ہرگز از ہیچ تدابیر از تدبیرات بدست آمدنی نیست لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَادَّ لِمَا قَضَیْتَ۔ شان او است پس این وسوسۂ شیطانی را دور فرمایند و بر کفالتِ مالکِ حقیقی و ملکِ تحقیقی اعتماد نمایند و در جمیع مومنین بآواز بلند نفیر عام در دہند ہرکہ رفاقت ایشاں اختیار نماید آنرا ہمراہ گرفتہ محض اعتماداً علی اللہ برخیزند انشاء اللہ بر طبق منطوق لازم الوثوق ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ عنایت ربانی و کفالت رحمانی را در بارۂ خود بلوجہ مبذول خواہند یافت و از وہم و خیال دور باشند آرے اگر درین اثناء کسے از مومنین اغنیا بنا بر تحصیل سعادت مشارکتِ مجاہدین از اعانتِ مالیہ بوجہے نماید آنرا من اللہ فہمیدہ ہرگز رد نباید کرد کہ ردِّ عطیۃ الٰہیہ از قبیل سوء ادب است آرے آں ہمہ را در مرضیاتِ او صرف باید نمود و ہوائے نفسانی را ہیچگونہ در آں دخل نباید داد - زیادہ تطویلِ کلام در خدمت آں قدوۂ انام لقمان را حکمت آموختن است - والسلام مع الاکرام -

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۲۲

جناب ہدایت مآب - مہبط انوار ربانی - مخدومی مولوی غلام جیلانی -
سلام مسنون - جناب کا نوازش نامہ جس میں اس فرض کے ادا کرنے کی ترغیب اور تاکید اور مراتب کمال کے خالق کی اعانت کے حصول کا اشتیاق اور

مجاہدین کی صف میں منسلک ہونے اور مردود کا فرقوں کے استیصال کا ذکر تھا وصول ہوا اللہ کا شکر اور احسان ہے کہ حق جل شانہٗ نے اپنے فضل و کرم سے جناب کے قلب میں جو ہدایت اور اخلاق حسنہ کا حامل ہے اس مقصد کو جو منجانب اللہ ہے ـــــ ڈال دیا ہے۔ جو کچھ آپ کے گرامی نامہ میں درج تھا کہ بہت سے پر خلوص مسلمان دین کے دشمنوں کو ناپید کرنے کے لئے مستعد ہو گئے ہیں اور آپ جیسے ہادی کی رفاقت اختیار کر لی ہے اس لئے سامان کی قلت سفر اور ساتھیوں کی کثرت کی بنظرِ توقف کرنا پڑا۔ یہ معلوم کر کے نہایت تعجب ہوا، باوجود اس کے کہ حق شانہٗ نے آپ کو علم و عمل سے مشرف فرمایا ہے پھر ایسا خیال خلل انگیز جناب کے دل میں جو اخلاص کا خزانہ ہے کسطرح پیدا ہو گیا۔ خدائے بلند و برتر اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے :-

(ترجمہ:- تمہارا رزق آسمانوں میں ہے وہ تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اللہ ہی رزق اور قوت والا ہے۔ اور زمین پر کون سا ایسا جانور ہے۔ جس کو اس کا رزق پہنچایا نہ گیا ہو۔)

کیا اس وعدہ کے ایفا کرنے کا مقام رامپور اور بلاسپور پر منحصر ہے۔ جب تک آپ اس شہر سے باہر قدم نہیں اٹھائیں گے تو کیا اس وعدہ کے ایفا سے آپ مایوس ہو جائیں گے۔ یا یہ کہ اگرچہ ہر شخص کا رزق جس کا اس جواد مطلق کی جانب سے وعدہ کیا گیا اس سے مایوس ہو جائیں گے۔ اللہ تعالےٰ کے بندوں میں سے چند اشخاص اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل کے لئے ایک جگہ جمع ہو جائیں گے تو کیا رزق کے دروازے ان پر بند کر دیئے جائیں گے سبحان اللہ آپ کے دل میں کیوں ایسے دور از کار خیالات پیدا ہوئے آپ کو توکل سے کام لینا چاہیئے۔ اور ایمان بالقدر یعنی قضا و قدر پر ایمان کو مد نظر رکھنا چاہیئے آپ تہ دل سے یہی یقین رکھیں کہ پروردگار عالم کا خزانہ بے پایاں ہے۔ جب آیت قرآنی وان من شیٔ الا عندنا خزائنہ یعنی اللہ تعالےٰ کے خزانہ کی کوئی حد و انتہا نہیں ہے۔ اگر اس قادر مطلق کو رزق پہنچانا منظور ہے تو کوئی مقام اور کوئی زمانہ یا حالت اس کے لئے مانع نہیں ہو سکتی اور اگر اس کو یہ بات منظور نہیں ہے تو پھر کوئی لاکھ سر مارے کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی۔

بقول :- لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا راد لما قضیت الٰہی شان ہے غرض اس شیطانی وسوسہ کو دور کر دیں اور مالک حقیقی اور بادشاہ تحقیقی کی کفالت پر اعتماد کریں اور تمام مسلمانوں میں بلند آواز کے ساتھ منادی کر دیں کہ وہ آپکی رفاقت اختیار کر لیں اور ان سب کو اپنے ہمراہ لے کر خدا کے بھروسہ پر اٹھ بیٹھیں انشاء اللہ تعالےٰ بموجب وعدہ کلام الٰہی کے کہ جس نے خدا پر بھروسہ کیا اس کے لئے وہی کافی ہے تو پھر پروردگار کی عنایت اور کفالت آپ کے حق میں ایسی ہوگی کہ جس کا وہم و گمان بھی نہ تھا۔ البتہ اس اثنار میں دولتمند مسلمانوں میں سے کوئی فرد مجاہدین کی شرکت کی سعادت حاصل کرنے کی خاطر مالی امداد دے تو اس کو منجانب اللہ سمجھ کر ہرگز رد نہیں کرنا چاہیئے، کیونکہ اللہ میاں کے عطیہ سے انکار کرنا سوء ادبی میں داخل ہے۔ لیکن ان تمام چیزوں کو اللہ تعالےٰ کی رضا جوئی میں خرچ کرنا چاہیئے۔ اور نفسانی خواہشوں کا اس میں عمل دخل نہ ہونا چاہیئے۔ آپ سے اس سے زیادہ عرض کرنا گویا لقمان کو حکمت سکھانے یعنی لقمہ دینے کے مترادف ہے۔ والسلام مع اکرام۔

مکتوب نمبر ۲۳ از امیر المومنین سید احمد صاحب بنام سردار امیر عالم خان باجوڑی امیر کبیر آں زمان است

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بمطالعہ سردار کثیر الاقتدار دیانت شعار، شجاعت آثار، سر حلقہ محافل ریاست و کیاست پیش قدم معارک صولت وجلالت، حشمت نشان سردار امیر عالم خان ابد اللہ اجلالہٗ و ضاعف اقبالہٗ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ ہر چند اقامتِ جہاد ازالۂ کفر و فساد بر جماہیر مومنین عموماً و مشاہیر مسلمین خصوصاً دعصر زمان و ہر مکان لازم است امادریں جزو کہ وقت شورشِ اہلِ بدعت وطغیان است واجب واکد بنا بر علیہ حلیہ ایں ضعیف مع چندے از مومنین مہاجرین از وطنِ مالوف خود برخاستہ محض للہ وفی اللہ بنا بر اقامت ہمیں رکنِ رکین یعنی نصرت دین رب العالمین کمرہمت

بستہ حال ایں عاجز خاکسار ذرۂ بے مقدار بر خاطر عاطر آں سردار کثیر الاقتدار باخبار متواترہ واضح ولائح شدہ باشد کہ آنچہ داعیۂ استیصال معاندین دین در دلِ اخلاص منزل ایں ضعیف مرتکز است اصلاً ومطلقاً بطلب غرضے از اغراض دنیویہ مثل تحصیل مال ومنال یا بدست آوردن عزت وجاہ یا تسلط بر قریٰ وامصار وامثال آں ہرگز ممزوج نیست بلکہ سوائے اعلائے کلمۂ دین واحیائے سنت سید المرسلین ہیچ غرض درمیان نے دریں صورت بر ہر مومن راسخ الاعتقاد ومسلم کامل الانقیاد لازم در مقدمۂ اعانتِ دین رب ذو الجلال قصورے در صرف جان ومال وفرزند ہرگز ہرگز ازیں امر پہلو تہی نکنند۔ کہ محکمۂ حساب وکتاب بحضور رب الارباب درپیش است لابد در آں مقام مقتضائے کریمہ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ۔ شکر نعمت مال ومنال ووجاہت طلب شدنی است واز تغافل وتساہل کہ در باب امتثالِ احکامِ رب العالمین واقع میشود سوال متوجہ خواہد گردید پس بکدام زبان جواب پیش کردہ خواہد شد بالجملہ اگر ایں جانِ ناتوان ونہادِ سست بنیان ومال سریع الزوال ومتاعِ قریب الانتقال ووجاہت مشوب بذلت امروز در حضرت رب العزت مصروف نگردد پس صرف خیال است پر اختلال بلکہ باعث نکبت ووبال وعلاوہ بریں آنکہ چیزیکہ درراہِ خدا مصروف میگردد فی الحقیقت برباد نمی رود بلکہ منافع آں در دنیا وفوائد آں در عقبیٰ وحصول اجرِ جزیل در جنان وثنائے جمیل درمیان اخوان اقران بوجہے حاصل می شود کہ خارج از حیطۂ وہم وخیال است بنابریں علیہ بخدمت عالی نوشتہ می شود کہ ہر چند مشارکت مجاہدین بظاہر امرے صعب می نماید لاکن فی الحقیقت بمقتضائے کریمہ:۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ[1] تا بَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ نوعے است از سوداگری کہ منفعتِ آں حصول راحت کونین وسعادتِ دارین وسرخروئی بارگاہِ رب العالمین وجناب سید المرسلین و بدست آمدنِ عزت ووجاہت ومملکت وامارت وتصرف قریٰ وامصار واضلاع و اقطار وتحصیلِ مال وجلال از غنائم کفار بد مآل است پس قدرے اگر رنج بر نفس خود اختیار نمایند انواع راحات بعوض آں در دنیا وعقبیٰ مشاہدہ فرمایند اما اینقدر

---

[1] تمام آیت اینست۔ تومنون باللہ ورسولہ وتجاہدون فی سبیل اللہ باموالکم وانفسکم ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون یغفر لکم ذنوبکم ویدخلکم جنات تجری من تحتہا الانہار ومساکن طیبۃ فی جنات عدن ذالک الفوز العظیم واخری تحبونہا نصر من اللہ وفتح قریب وبشر المومنین ۱۲ امجد

لازم است کہ مردانہ وار دریں معرکہ درآیند و یکجہت شدہ علائق طمع و خوف از غیر
ذاتِ حضرت حق منقطع گردانند و در زمرۂ یُجَاہِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَائِمٍ
منسلک شوند غرض اینکہ اقامت جہاد و ازالۂ بغی و فساد افضل احکام رب العباد است
کہ ہیچ عبادتے از عبادات و طاعتے از طاعات مساوی آں نمی تواند شد قال اللہ تعالیٰ
لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ[1] تا عَلَی الْقَاعِدِیْنَ دَرَجَۃً بناءً علیہ این ضعیف بکرم عمیم حضرت حق و قدرت
کاملہ قادر مطلق بنا بر اداے ایں عبادات عظمیٰ و ادراک ایں سعادت علیا خود ہم کمر ہمت
بستہ و ندائے قوموا الی الجنۃ عرضہا السمٰوات والارض در میانِ جماہیر مومنین و مشاہیر
مسلمین در داد چنانچہ جمعے کثیر و جمعے غفیر از ایشاں مشارکت مجاہدین اختیار نمودہ داد دیانت
و شجاعت در معرکۂ قتال ایں کفرہ ضلالت در دادند لیکن دریں اثنا عجیب مقدمہ درپیش
آمد کہ سرداران پشاور بنا بر عادتِ قدیمۂ خود کہ پیشۂ حسد و نفاق ہر کس در سینۂ پرکینہ
خود مرکوز می دارند دریں مقدمہ ہم مداخلت نمودہ راہ حیلہ و تزویر پیمودہ گزندے
بعساکر مسلمین رسانیدند لکن الحمد للہ والمنۃ کہ نکبت و وبال ایں قبائح افعال لاحق حال
ایشاں گردید و ہیچگونہ مضرتے باہلِ ایمان نرسید چنانچہ مومنین سوات و بنیر و امثالِ ایشاں
باز بر اقامتِ جہاد و ازالۂ کفر و نفاق و فساد مستعد گردیدہ اند لاکن منافقین مذکورین تا
حال ہم از قبائح افعال خود دست بردار نمی شوند چنانچہ مجاہدین ہندوستان کہ تفریباً [illegible]
می آیند در بدسگالی ایشان داد نفاق می دہند و صورت بحکم مقدمۃ الواجب واجب جہاد با منافقین
ہم واجب گردیدہ بناءً علیہ این ضعیف با مومنین صادقین عزم پاک کردن بلدۂ پشاور
و قرب و جوار آن از الواثِ منافقین بدکردار مصمم کردہ تا بموضع پنجتار رسیدیم و بنا
بر امتثال فرمانِ عالیشان حضرت ملک دیان کہ منطوق کلام لازم الوثوق یا ایہا النبی جاہد
الکفار والمنافقین واغلظ علیہم ست کمر ہمت بستیم و بر حول و قوت الٰہی اعتماد کردہ
و دعائے ماثورہ اللہم بک احاول و بک اصول و انت عضدی و نصیری بر زبان اخلاص
ترجمان راندہ متوجۂ بسمت بلدہ مسطور گردیدیم حق تبارک و تعالیٰ بقدرت کاملہ خود

---

[1] بقیہ آیت اینست ۔ من المومنین غیر اولی الضرر والمجاہدون فی سبیل اللہ باموالہم وانفسہم علی القاعدین
درجۃ وکلا وعد اللہ الحسنیٰ وفضل اللہ المجاہدین علی القاعدین اجرا عظیما درجات منہ ومغفرۃ
ورحمۃ وکان اللہ غفورا رحیما ۔ ۱۲

مظفر و منصور گردانا دہر چند ما ضعفاء بظاہر سرو سامانے ندا ریم اما مقتضائے کریمہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ و بہ حکم مالک علی الاطلاق و ملکہ بالاستحقاق دربابِ استیصال کفرۂ متمردین و منافقین مخذولین بقدر وسعت خود کوشش می نمایم آئندہ سرانجام دادن سرکار بدست مختار است بموجب بیت ؎

اوست مالک ہرچہ خواہد آں کند
عالمے را در دمے ویراں کند

دریں صورت لازم کہ آں حشمت مآب ہم غیرت ایمانی و حمیت اسلامی را کار فرمایند و در منطوق انما المومنون الذین آمنوا باللہ و رسولہ و جاہدوا باموالہم وانفسہم غور نمایند کہ مجرد ایمان بے اقامت جہاد از پایۂ اعتبار ساقط است ہرچند مشارکت آں حشمت مآب بہ نفس نفیس خود دریں مقدمہ بعید تر می نماید لاکن بفرستادن اقربا واتباع ممکن پس لازم وقتیکہ ایں فوج از پنجتار کوچ نماید عسکر ظفر پیکر خود در سلک مجاہدین منسلک گردانند باقی تفصیل احوال احوال زبانی حافظ کلام ربانی مورد عنایات رحمانی مقبول بارگاہ الہٰ حافظ اعظم شاہ واضح خواہد گردید آنچہ حافظ ممدوح از زبان صدق ترجمان اظہار نمایند آنرا قرین صدق و مصلحت تصور یدہ برطبق آں عمل باید نمود کہ حافظ ممدوح از مخلص یاران اینجانب و خیر خواہانِ دین اسلام است۔ زیادہ والسلام مع الاکرام۔

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۲۳

حشمت نشان سردار امیر اعظم خان۔ زاد اقبالہٗ۔

سلام مسنون۔ واضح ہو کہ اگرچہ جہاد کا قائم کرنا کفر و فساد کے دفعیہ کے لئے تمام مسلمانوں خصوصاً مشاہیر اسلام پر ہر زمانہ اور ہر مقام میں فرض ہے۔ لیکن اس زمانہ میں جبکہ بدعتوں اور گمراہوں کا زور ہے۔ یہ نہایت ضروری ہے۔ اور اسکی سخت تاکید کی گئی ہے۔ اس وجہ سے اس عاجز نے معہ چند مخلص مسلمانوں کے اپنے وطن عزیز کو خیرباد کہہ کے صرف اللہ کے واسطے اس رکن اعظم (جہاد) یعنی پروردگار عالم کے دین کی فتح و نصرت کی خاطر کمر ہمت باندھ لی ہے۔ اس عاجز خاکسار ذرۂ

ناچیز کا حال اعلیٰ مقتدر سرداروں پر متواتر خبروں کے ذریعہ روشن ہوا ہی ہوگا۔ جو کچھ میرا دعویٰ دشمنانِ دین کی بیخ کنی کے متعلق میرے پرخلوص دل میں جاگزیں ہے۔ قطعاً اس میں دنیوی اغراض یعنی مال و دولت کے حصول یا عزت وجاہ اور دیہات اور شہروں پر اپنا تسلط قائم کرنے کا شائبہ تک نہیں ہے۔ بلکہ سوائے کلمہ حق بلند کرنے اور رسول اللہ صلعم کی سنت کو زندہ کرنے کے کوئی اور غرض اس میں شامل نہیں ہے ایسی صورت میں ہر سچے اعتقاد والے اور فرمانبردار مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اللہ جل شانہ کے دین کی اعانت میں جان و مال قربان کرنے سے گریز اور اس معاملہ میں پہلوتہی نہ کرے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کے پاس حساب کتاب دینا ہے پس ضرور اس مقام میں بموجب آیۂ کریمہ لتسئلن یومیذٍ عن النعیم، مال و دولت و عزت وجاہ کا احسان تسلیم کرنا ہوگا اور رب العالمین کے سوالوں کا جواب احکام کی پابندی میں جو غفلت اور سستی کی گئی ہے دینا ہوگا تو پھر کس منہ سے اس کا جواب ادا کیا جائے گا غرضیکہ یہ جان ناتواں جسکی بنیاد کمزور ہے اور مال و متاع جلد ختم ہونے والا ہے جو کچھ پونجی ہے وہ سب دوسروں کے ہاتھ میں چلی جائے گی اور عزت و عظمت خاک میں مل جائے گی۔ اگر یہ سب خدا کی راہ میں صرف نہ کی گئی۔ غرض یہ تمام خیالات پریشانی سے خالی نہیں بلکہ نکبت اور وبال جان ہے اس کے برخلاف جو چیز خدا کے راستہ میں صرف کی جاتی ہے وہ حقیقت میں برباد نہیں جاتی بلکہ اس کا فائدہ دنیا میں اور اس کا بڑا اجر جنت میں ملے گا اور یہاں اپنے بھائیوں اور معاصرین میں اسکی اس قدر تعریف ہوگی جو وہم و خیال میں بھی نہیں آسکتی۔ اس لیئے خدمت عالی میں لکھا جاتا ہے کہ گو مجاہدین میں شرکت بظاہر بہت مشکل کام معلوم ہوتا ہے لیکن فی الحقیقت بموجب آیت کریمہ۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ۔ یہ ایک قسم کی تجارت ہے جس کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے دونوں جہاں کی راحت اور سعادت اور اللہ تعالےٰ اور آنحضرت صلعم کے پاس سرخروئی حاصل رہے گی اور عزت وجاہ، سلطنت و امارت، دیہات شہروں اور اضلاع اور دوسرے علاقوں پر تصرف اور کفار کا مال غنیمت ہاتھ آنا اس کا ثمرہ ہے۔ اس لیئے اگر کچھ اپنی جان پر تکلیف و زحمت گوارا فرمائیں تو اس کے بدلے میں قسم قسم کی راحتیں اور

آرام دنیا اور آخرت میں آپ مشاہدہ فرمائیں گے۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ مردانہ وار اس معرکہ میں شامل ہو جائیں اور یکسوئی حاصل کر کے سوائے خدا کے سب سے تعلقات منقطع فرمائیں اور حرص و طمع اور خوف کو دل سے نکال دیں اور بقولہ تعالیٰ :۔
یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمٍ۔ کے زمرہ میں منسلک ہو جائیں۔ بہرحال جہاد کا قائم کرنا اور بغاوت اور فساد کا ازالہ پروردگارِ عالم کے احکام میں سب سے افضل ہے جس کا مقابلہ اور برابری کسی عبادت اور طاعت سے نہیں کی جا سکتی۔ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے۔ "لا یستوی القاعدون تا علی القاعدین درجۃ۔
اسی بنا پر اس عاجز نے حق سبحانہ کے فضل و کرم اور اس قادر مطلق کی قدرت کاملہ کو پیش نظر رکھ کر اس سب سے بڑی عبادت کی ادائی اور .... سعادت کے حصول کے لئے خود بھی کمر باندھ لی ہے اور توموا الی الجنۃ عرضہا السمٰوات والارض کی تمام مسلمانوں اور جماہیر اسلام میں اسکی منادی کرادی ہے چنانچہ ان میں سے ایک بہت بڑی جماعت نے مجاہدین کی شرکت اختیار کرلی اور اس کفر و گمراہی کے ازالہ کیلئے اس معرکۂ جہاد میں اپنی دیانت اور بہادری کی داد حاصل کی۔ لیکن اس اثناء میں ایک عجیب معاملہ پیش آیا کہ پشاور کے سرداروں نے اپنی قدیم حسد و نفاق کی عادت کی وجہ سے کہ ان میں کا ہر شخص جو اپنے سینہ میں کینہ و کپٹ رکھتا ہے اس معاملہ میں بھی مداخلت کی۔ اور مکر و حیلہ تراش کر مسلمانوں کی فوج کو نقصان پہنچایا۔ لیکن اللہ کا شکر ہے کہ ان برے افعال کے صلے میں وہ لوگ افلاس اور آفت میں مبتلا ہو گئے اور مسلمانوں کا کچھ بھی نہ بگڑا۔ چنانچہ سوات و نبیر وغیرہ کے مسلمان پھر جہاد اور کفر و منافقت اور فتنہ و فساد کے ازالہ کے لئے چاق و چوبند ہو گئے ہیں لیکن متذکرہ صدر منافقین اب تک بھی اپنی بدکرداری سے باز نہیں آئے ہیں چنانچہ ہندوستان کے مجاہدین جو کبھی کبھی ادھر آ جاتے ہیں تو انکی بدکرداری اور نفاق کو طنزاً واہ واہ کہتے ہیں۔ اب صورت یہ ہے کہ منافقین کے ساتھ جہاد کرنا بحکم "مقدمۃ الواجب ہے" ایک واجب معاملہ ہے۔ اس لئے خاکسار سچے مسلمانوں کے ساتھ شہر پشاور اور قرب و جوار سے بدکردار منافقوں کی گندگی کو پاک کرنے کا مصمم ارادہ کر کے موضع پنجتار تک پہنچ گیا ہے اور اس زبردست حاکم برحق کے

فرمان عالی شان کے بموجب جسکا ذکر کلام موثق یعنی کلام اللہ میں ہے کہ "جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم" ہم نے کمر ہمت باندھ لی ہے اور حق سبحانہ کے دبدبہ وقوت پر بھروسہ کرکے اور دعا ماثورہ "اللھم بک احول و بک اصول وانت عضدی ونصیری" کو خلوص کے ساتھ پڑھ کر شہر مذکور کی طرف چل پڑے۔ خدائے تبارک وتعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے ہم کو فتح ونصرت عطا فرمائے اگرچہ کہ ہم جیسے کمزور لوگ بادی النظر میں بے سروسامان ہیں لیکن بموجب آیۃ کریمہ "کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ" ۔ اس آقائے مطلق کے حکم سے جو اس جہان کا حقیقی مالک ہے ہر کس کفار، منافقین اور خسارہ اٹھانے والوں کے استیصال کی حتی الوسع جدوجہد کریں گے اور اس کا انجام پانا اس مالک ومختار کے ہاتھ ہے۔ وہی مالک ہے جو وہ چاہتا ہے کرتا ہے دنیا کو پلک مارنے میں فنا کر دیتا ہے۔ ایسی صورت میں آپ جیسے باحشمت شخص پر لازم ہے کہ غیرت ایمانی اور حمایت اسلامی کو کام میں لائیں اور بموجب آیۃ کریمہ:۔

انما المومنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ وجاھدوا باموالھم وانفسھم۔

پر غور فرمائیں۔ کیونکہ صرف ایمان بغیر قیام جہاد کے کوئی اعتبار نہیں رکھتا۔ اگرچہ کہ آپ جیسے دبدبے والی شخصیت کی بطور خود شرکت اس کام میں محال ہی معلوم ہوتی ہے لیکن اپنے عزیز واقارب اور متعلقین کو بھیجنا تو ممکن ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ جس وقت یہ فوج پنجتار سے کوچ کرے اپنے لشکر ظفر پیکر کو مجاہدین کی صف میں منسلک فرمادیں باقی تفصیل جناب کو مولانا حافظ اعظم شاہ کی زبانی معلوم ہوجائے گی۔ جو کچھ حافظ صاحب ممدوح اپنی زبان سے صحیح صحیح ترجمانی فرمائیں گے۔ اس کو سچ اور مصلحت آمیز سمجھ کر اس کے مطابق عمل کرنا چاہیئے کیونکہ حافظ صاحب میرے مخلص دوستوں میں سے ہیں اور دین اسلام کے خیر خواہ ہیں، زیادہ سلام مع الاکرام۔

مکتوب نمبر ۲۴ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام احمد خاں ابن لشکر خاں کمال زئی متوسل ومعتمد یار محمد خاں رئیس پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بطالعہ خان والا مناسب عالی مراتب

کثیر المناقب عظمت نشان رفیع المکان احمد خاں سلمہ اللہ تعالیٰ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ رقیمۂ کریمہ مشتمل بر مراتب محبت و اخلاص و مودت اختصاص رسید الواع فرحت و اصناف مسرت بخشید حق جل و علا برحمت خود ایں مراتب خلت را کہ محض بالنبی وآلہ الا مجاد للہ و فی اللہ است روز افزوں گرداناد۔ و آنچہ کمال وفور رغبت و نہایت علو ہمت آں والا ہمت در باب اعلائے دین رب العالمین از قلم خلت شیم نگارش فرمودہ اند و ہمہ ناشی از حمیت اسلامی و غیرت ایمانی است حقا کہ تمامی ایں عزت و وجاہت و حکومت و ریاست و آرام و راحت لابد روزے گذشتنی و گذاشتنی است و در محکمۂ سوال و جواب و حساب و کتاب بحضور رب الارباب حاضر شدنی است۔ و دراں مقام پر ہول غیر از اسلام و ایمان چیزے دیگر کار آمدنی نیست و در ظلمات قبر و صراط غیر از نور اخلاص چیزے افروختنی نہ بموجب رباعی ؎

دائم نہ علم نہ عمر افراشتنی است
ایں تخم طرب ہمیشہ نے کاشتنی است
ایں داشتنی را ہمہ بگذاشتنی است
جز ذرہ دردے کہ نگہداشتنی است

غرض آنکہ اگر ایں لذائذ دنیاویہ را امروز در راہ مولائے خود صرف نکردیم لابد فردا جنود عزرائیل بجبر و زور بستانند پس بہتر آنست کہ بطوع و رغبت جان و مال در رضائے رب ذوالجلال در بازیم و وسیلۂ حصول سعادت کونین و راحت دارین بدست آریم و علاقۂ بندگی را بحضور مالک خود محکم سازیم و ایمان کامل حاصل نمائیم و تکمیل ایمان غیر از مقاتلۂ اہل کفر و طغیان صورت نمی بندد قال اللہ تبارک و تعالیٰ قالت الاعراب آمنا قل لم تومنوا و لکن قولوا اسلمنا و لما یدخل الایمان فی قلوبکم و ان تطیعوا اللہ و رسولہ لا یلتکم من اعمالکم شیئا ان اللہ علیہم خبیر۔ انما المومنون الذین آمنوا باللہ و رسولہ ثم لم یرتابوا و جاہدوا باموالہم و انفسہم فی سبیل اللہ اولٰئک ہم الصادقون۔ پس لابدی دعوئ ایمان را بہ شہادت اقامت جہاد مبرہن باید کرد و الا مجرد ایمان بدون اقامت جہاد از پایۂ اعتبار ساقط است الحق بندۂ کہ در مقابلہ اعدائے مولائے خود عزت و حمیت

نمی دارد فی الحقیقت بندهٔ نیست و مجیکه جان و مال و عزت و آبروئے خود را در تحصیل رضائے
محبوب نگهدارد فی الحقیقت محب نے و مخلصے که پاسداری وجاهت غیر معبود خود را ملحوظ دارد
در دعویٰ اخلاص کاذب و در دروغ زن است۔ مقتضائے علاقهٔ عبودیت همانیست که محبت
اهل و عیال و طلب مال و منال و مراعاتِ عزّت و وجاهت و امارت و الفتِ اخوان و اتراب
و پاسداری روساء و دوستان پس پشت اندازد و فقط رضائے رب ذو الجلال و مجرد انقیاد
ایزد متعال قبلهٔ همت سازد مصلحت دیدمن آنست که یاران همه کار بگذارند و خم طره یارے
گیرند بر خاطر عاطر واضح و لائح است که سرداران زمان با وجود دعوئے اسلام رعیت گری
کفار لئام اختیار نمودند و بلادِ مسلمین را به سبب این عمل قبیح دار الحرب گردانیدند و اولاد
خود را در زیر عمل کفار اشرار در دادند محبت و خلّت آں ملاعین بحدے در سمیه گنجینهٔ
خود مرتکز ساخته که در پے ایذائے مهاجرین ابرار و مجاهدین اخیار افتادند سبحان الله زہے
اسلام و زہے ایمان است که بنا بر خیر خواهی کفرهٔ ملاعین بد خواهی افاضل مومنین که زمره
مهاجرین و مجاهدین بعمل می آرند نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سیئاتِ اعمالنا آخر شده
شده نوبت ایشان بحدے رسید که مومنین را اشتغال بجهاد دیده استیصال آں اهل فساد متعذر گردید بحکم مقدمة الواجب
واجب ایشان به نسبت جهاد با کفار را واجب و اوکد شدند و تقتیکه استیصال ایشان محقق نه شود جهاد با اهل کفر و عناد
صورت نه بندد و بناءً علیه این عاجز و خاکسار ذرهٔ بیمقدار با چندے از مهاجرین اخیار بر طبق فرمان عالی شان واجب الاذعان
یاایها النبی جاهد الکفار و المنافقین واغلظ علیهم وماواهم وبئس المصیر بر جهاد منافقین مخذولین کمر بسته تا
بموضع پنجتار رسیدیم انشاء الله تعالے عنقریب بحول و قوت ملکِ جبار و مالک قهار تمام
شوکت منافقین بدکردار بسهولت تمام مضمحل می گردد در عرصه قلیله انشاء الله تعالے این تماشائے
قدرت قادر مختار تعین و بند و پاسداری رب العالمین را بر روداری منافقین ایثار فرمایند
آنچه از سرداران زمان توقع حصول منافع دنیویه میدارند اضعاف آں از درگاهِ شاهِ شاهان
و خالق انس و جان باید داشت با میدِ واثق از درگاهِ خالق آنست اگر یکرو و یکجهت شده
در زمرهٔ ناصر دین متین منسلک خواهند گردید منافع دنیویه هم بحدے حاصل خواهند کرد
که خارج از وهم و خیال است اما اگر کسے خواهد که پاسداری جانبین ملحوظ دارد و در زمرهٔ
مذبذبین بین ذالک خود را منسلک گرداند باز جانِ خود را در بند گمانِ عبودیت کیش و جان
اخلاص شمارد و بحصولِ رضائے حق متوقع ماند پس این خیالیست پر اختلال و وهمیست سراپا

باطل و محال است بموجب بیت ؎

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

آنچہ از واقعہ منازعت فیما بین عالیجاہ محمد خان و سیف اللہ خاں نگارش فرمودہ بودند حقیقت ان واضح گردید بالفعل انتقام آنرا در حیز تعطیل و اہمال باید انداخت و استیصال اعدائے دین پیش نظر باید ساخت وقتیکہ این دیار و اقطار از الواث مفسدین بدکردار مطہر و پاک گردید بصلاحِ فیما بین علاجش بغایت سہولت صورت خواہد بست اگر بالفرض آں علاج واقع نخواہد شد تدبیرے دیگر کہ مناسبِ وقت خواہم دید بعمل خواہم آورد۔ زیادہ والسلام مع الاکرام۔

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۲۴

خان والا مناسب رفیع المکان احمد خاں سلمہٗ۔

سلام مسنون، جناب کا پرخلوص کرم نامہ محبت شمامہ پہنچا، بڑی خوشی و مسرت حاصل ہوئی۔ حق جل شانہٗ اپنی رحمت سے اس محبت و خلوص میں جو آپ کو نبی کریم صلعم اور آل و امجاد سے اللہ واسطے ہے روز بروز اضافہ کرے اور جو کچھ آپ نے کمال رغبت و اشتیاق اور اپنی بلند حوصلگی کا پروردگار عالم کے دین کے کلمہ کو بلند کرنے کے متعلق اپنے محبت آمیز قلم سے تحریر فرمایا ہے اس سے حمیت اسلامی اور عزت ایمانی ٹپکتی ہے۔ یہ بات برحق ہے کہ یہ سب عزت و جاہ حکومت و سلطنت آرام و راحت کبھی ساتھ نہ دے گی جسکو ضرور ایک روز چھوڑنا ہے اور پروردگار عالم کی عدالت میں حاضر ہو کر اس کے سوالوں کا جواب اور حساب و کتاب دینا ہے اور اس پر ہول مقام میں سوائے ایمان اور اسلام کے کچھ اور چیز کام آنے والی نہیں ہے اور اندھیری قبریں اور پل صراط پر سوائے نور اخلاص کے کوئی چیز اجالا کرنے والی نہیں ہے بموجب رباعی ؎

درکم نہ علم نہ عمر افراشتنی است
ایں تخم طرب ہمیشہ نے کاشتنی است

این داشتنی راہمہ بگذاشتنی است
جز ذرہ وردت کہ نگہداشتنی است

ترجمہ: "ہمیشہ عمر کا پرچم نہیں اڑاتا ہے اور نہ عیش و عشرت کا بیج ہمیشہ بوتے رہتا ہے جو کچھ تم نے جمع کر رکھا ہے اس سب کو چھوڑ جانا ہے۔ سوائے اس ذرا سے ذکر و ورد کے جس کو تم نے اٹھا رکھا ہے"۔

غرض یہ کہ تم اگر ان دنیوی لذتوں کو آج اپنے مالک و آقا کے راستے میں قربان نہ کرو گے تو پھر کل ملک الموت کا لشکر جبراً تم سے چھین لے گا۔ اس لئے بہتر ہے کہ شوق اور رغبت کے ساتھ جان و مال سے خداوند ذوالجلال کی رضامندی کی خاطر ہاتھ دھو بیٹھیں اور اس کو کونین کی سعادت اور دین و دنیا کی راحت حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھیں اور اطاعت و بندگی کے رشتہ کو اپنے مالک کے ساتھ مضبوطی سے جوڑ لیں اور ایمان کامل حاصل کرلیں اور ایمان کی تکمیل کفار اور گمراہوں کے ساتھ سوائے جہاد کے نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ خدا ئے تعالیٰ فرماتا ہے:۔ قالت الاعراب آمنا قل لم تؤمنو ولکن قولوا اسلمنا "۔ اس لئے ضروری ہے کہ ایمان کے دعوے کو قیام جہاد کو گواہ رکھ کر منظر عام پر لانا چاہیئے ورنہ مجرد ایمان بغیر جہاد کی تیاری کے پایۂ اعتبار سے ساقط ہے۔ یہ سچ ہے کہ جس بندے کو اپنے آقا کے دشمنوں کے خلاف کوئی شرم اور غیرت اور حمایت نہیں وہ فی الحقیقت بندہ نہیں ہے اور جو دوست کہ اپنی جان و مال عزت و آبرو کو اپنے محبوب کی خوشنودی کے سوا قربان کرتا ہے وہ دراصل دوست نہیں ہے اور جو مخلص کہ اپنے معبود کے سوا غیر کا پاس و لحاظ رکھتا ہے اس کے خلوص کا دعویٰ جھوٹا ہے اور وہ دروغ گو ہے۔ عبودیت کے رشتے کا اقتضا یہی ہے کہ اہل و عیال کی محبت اور مال و منال کی خواہش عزت و جاہ کی رعایتوں، اپنے بھائی بندوں۔ معاصرین اور رئیسوں دوست احباب کا پاس و لحاظ سب چھوڑ دے اور صرف حق جل شانہ کی رضامندی اور صرف خدا کی فرمانبرداری کو اپنی ہمت کا قبلہ قرار دے اور میری رائے میں مصلحت یہی ہے کہ احباب اپنا تمام کام دھام چھوڑ دیں اور اپنے محبوب کی زلف گرہ گیر میں جکڑ جائیں۔ یہ بات جناب والا پر روشن ہے کہ اس زمانے کے تمام سرداروں نے باوجود اسلام کے مدعی ہونے کے بدبخت کافروں کی رورعایت کرنا اپنا پیشہ ہی بنا لیا ہے اور مسلمانوں کے شہروں

کو اپنی اس بدعملی سے دارالحرب قرار دیا ہے۔ اور اپنی اولاد کو شریر النفس کافروں کا پیرو بنا دیا ہے اور ان ملعونوں کی محبت میں انکو سجدے کرنا اور ان کے طور طریق پر عمل کرنے میں اپنی توجہ صرف کر دی ہے۔ حتیٰ کہ نیک مہاجرین اور خیر و برکت والے مجاہدین کی ایذا رسانی پر کمر باندھ لی ہے۔ سبحان اللہ ان کا یہ عجیب اسلام و ایمان ہے کہ ملعون کافروں کی خیر خواہی اور ایمان والے فضلاء کی جو مہاجرین اور مجاہدین کے زمرہ میں شامل ہیں بد خواہی کیا کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔ آخر رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ مسلمانوں کو جہاد کی تحریک چلانے میں جو واجب تھا فساد کرنے والوں کے استیصال میں عذر ہوا۔ کفار کے ساتھ تو جہاد ضروری اور موکد تھا۔ کیونکہ جب تک ان کا ملیامیٹ کرنا متحقق نہ ہو اس وقت تک کافروں اور دشمنوں کے خلاف جہاد کی کوئی صورت نہیں۔ اس بناء پر اس عاجز، خاکسار، ذرہ بیقدار نے چند نیک مہاجرین کے ساتھ بموجب حکم خداوندی:- یاایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین - الخ جو قابل تعمیل ہے ہم نے کمر باندھ لی ہے اور موضع پنجتار تک پہنچ گئے۔ اللہ نے چاہا تو اس بادشاہ جبار اور مالک تبارک کے دبدبہ و قوت سے ان تمام بد کردار منافقوں کی شان و شوکت آسانی سے تھوڑے ہی عرصہ میں خاک میں مل جائے گی۔ انشاءاللہ آپ ان [illegible] خلق کی قدرت کا تماشہ ملاحظہ فرمائیں اور منافقوں کے ساتھ زد و داری کو پروردگار عالم کی خاطر اور رضا جوئی پر قربان کر دیں۔ جو کچھ اس زمانے کے سردار دنیوی فائدوں کے حاصل کرنے کی توقع رکھتے ہیں اس سے دگنی توقع اس شہنشاہ حقیقی سے جو اس جہان کا خالق ہے۔ توقع رکھنی چاہیئے۔ بارگاہ الہٰی سے قوی امید ہے کہ اگر آپ دلجمی کے ساتھ یکسو ہو کر دین متین کے معاونین میں منسلک ہو جائیں گے تو آپ کو دنیوی فوائد بھی اس قدر حاصل ہوں گے جو وہم و خیال میں بھی نہیں آسکتے۔ اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ ان سرداروں اور خدائے تعالےٰ دونوں کی پاسداری کا لحاظ رکھے اور بقول مذبذبین بین ذالک کے زمرہ میں خود کو منسلک کر دے اور پھر اپنی جان کو اطاعت گزار بندوں اور مخلص دوستوں میں شمار کرے اور حضرت حق جل شانہ کی رضا جوئی کی توقع رکھے تو بس یہ سمجھ لیجئے کہ یہ سب خیال خام، وہم اور سراسر باطل و محال

ہے بقول بیت ؎

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں
ایں خیال است و محال است و جنوں

جو کچھ آپ نے عالی جاہ محمد خاں اور سیف اللہ خاں کی باہمی کشمکش کا واقعہ تحریر فرمایا تھا اس کی حقیقت سے آگاہی ہوئی۔ فی الحال ان سے انتقام لینے کے معاملہ کو نظر انداز کر دینا چاہیئے اور دین کے دشمنوں کی بیخ کنی کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ جس روز یہ شہر اور علاقے بدخصلت فتنہ پرداز دل کی گندگی سے پاک ہو جائیں گے تو ان کے درمیان صلح کی تدبیر نہایت آسانی کے ساتھ ہاتھ آجائے گی۔ اگر بالفرض وہ تدبیر کارگر نہ ہوگی تو پھر کوئی اور علاج وقت کے لحاظ سے جو مناسب ہوگا اس پر عمل کیا جائے گا۔ زیادہ والسلام مع الاکرام۔

مکتوب نمبر ۲۵ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام سردار سلطان محمد خان رئیس پشاور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت عمدۃ الاراکین، عالی مقام دودۂ خوانین ذوی الاحتشام رونق افزائے چار بالش حشمت معرکہ پیرائے میادین صولت سردار عظمت شعار جلالت آثار شوکت نشان سردار سلطان محمد خان زاد اللہ اقبالہٗ و ضاعف اجلالہٗ بعد از اہدائے احسن تحف اسلام یعنی گلدستۂ ریاحین اسلام داعیۂ ترقی مناسب دارین و مدارج نشاتین واضح آنکہ رقیمہ مودت ضمیمہ مشتمل بر غایت مراتب اخلاص و نہایت مدارج اختصاص مع تفاصیل احوال خیر مآل در حین انتظار رسید مضامین مندرجہ از تحریر دلپذیرش اجمالاً و از تقریر فضیلت پناہ ملا میر عالم خوندزادہ تفصیلاً واضح ولائح گردید۔ الحمد للہ والمنتہ کہ محبت دیرینہ و خلت پارینہ تا حال بسان سرو نونہال در سینۂ بے کینہ اخلاص گنجینہ بکرم رب الارباب سر سبز و شاداب است حق تبارک و تعالیٰ بقدرت کاملہ و ترتیب بالغہ خود ایں شجر موالات را مثمر ثمرات گرداناد آمین یا رب العباد۔ آنچہ از لحوق انواع پیچ و تاب و قلق و اضطراب در معاملہ

خان سعادت نشان محمد حسن خان بخاطر شفقت ذخائر آں عظمت نشان سردار کلاں رقمزدہ کلک مودت سلک شدہ بود انشاء اللہ تعالےٰ در مقدمۂ صیانت خان مسعود از شرِ کافر مردود دعا کردہ خواہد شد حضرت رب کریم بفضلِ عمیم خود در موقفِ اجابت آرد فاما آنچہ استشارہ در تدبیر استخلاص آں نوجوان از پنجۂ ظالم نامہربان لوکر یزِ خامہ محبت شمامہ بود پس حقیقتش آنست کہ در ہنگام تفویض آں سعید در دستِ عدو عنید ہیچگونہ مشاورت باینجانب نہ نمودہ بودند تا الحال در مقدمۂ استخلاص استصواب فرمایند بالفعل چارۂ استخلاص آں بیچارہ غیر ازیں ہیچ بنظر نمی آید کہ جمیع اقربا و اعدقا ر آں گرفتار رنج و بلا تمامی ہمت خود را فراہم آوردہ دفعتہً شورے عظیم بر سر آں لئیم بوجہے برپا کنند کہ بالاضطرار الاں برخوردار دست بردار شود و آنچہ در مقدمۂ تعیل و اہمال و تسویف و اہمال در اقامتِ جنگ و جدال با اہل کفر و ضلال تا زمان استخلاص آں عزیز از قصبۂ مستعدی بے تمیز نگارش فرمودہ بودند پس حقیقتش آں است کہ با مردوم امتثال احکام رب العالمین و احیائے سُنّتِ سید المرسلین ترک اہل و عیال خود گزیدیم و مہاجرتِ اوطان و اخوان در زیدیم و جمیع ما سوی اللہ را پسِ پُشت انداختیم و اطاعت و انقیاد احکام رب العالمین قبلۂ ہمت ساختیم و علائق راسخہ کہ با فرزند و عیال و مال و منال و اوطان و اخوان می باشد از سویدائے قلب برکندیم و انواع انواع رنج و تکالیف سفر و حضر بر خود پسندیدیم و تعطیل و اہمال را ہیچگونہ در مقدمۂ اقامت ایں رکن رکین و نصرت دین سید المرسلین بد دل توقع منفعتے از منافع دین روا نداشتیم و از پاس داری محبانِ قدیمی و اخوانِ صمیمی دریں مادہ دست کشیدیم و از ملاحظہ منافع و مضار جان خود در ینباب دست بر داشتیم و از پاسداری ما سوی اللہ دریں راہ بیزار با لجملہ شب و روز در کار و بارِ خود چالاکیم و از لحاظِ چپ و راست بے باک و در تدابیر نصرتِ دین عاقبتیم و از پس و پیش غافل ما بندگان عبودیت شعار را چہ یارا کہ در امتثال احکام مولائے خود دمے توقف ورزیم و عاجزانِ خاکسار را چہ طاقت کہ بر مصروف شدن جان و مال در راہ قادرِ ذو الجلال نوعے تا سفے کنیم پس توقف و انتظار در مقدمۂ استیصالِ اشرار بدون مظنۂ حصول رضائے پروردگار خیالیست پر اختلال و وہمے است سراسر باطل و محال و اگر بالفرض قدرے مہلت روا داریم لابد اطمینان بر اقوال شما

بدست آریم و اعتماد مسلمانانِ خالص الایمان بر مواعید و مواثیق سردار کلاں خیلے متعذر الحصول پس تا خیراز ما مردم غیر ماموں شب و روز دریں مقدمہ سعی بجان و دل بجا می آریم و اتمام آں از درگاہِ واہب العطایا امیدواریم بالجملہ تا جان در بدن و سر بر تن است ہمیں کار و باریم و انجام ایں کار بدست قادر مختار می شماریم در صورت فتح توقع غلبۂ دین است در مآل و در صورتِ شکست نقدِ شہادت است فی الحال در ہر دو صورت بمقصد خود فائزیم و بمراد خود کامیاب و بلسانِ سرو آزاد در بہار و خزاں سرسبز و شاداب باقی تفاصیل احوال از زبان صدق ترجمان ملا میرا خوندزادہ بمنصۂ ظہور خواہد رسید۔

والسلام مع الاکرام ۔ ۲۵ ذی الحجہ ۱۲۴۲ھ ہجری ۔

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۲۵

بخدمت عمدۂ اراکین عالی مقام، شوکت نشان سردار سلطان محمد خاں زاد اقبالہٗ ۔

اسلام کا سب سے اچھا تحفہ "سلام" جو اسلام کے باغ کا گلدستہ ہے، جس سے دین و دنیا کی ترقی حاصل ہوتی ہے آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں ۔

واضح ہو کہ جناب کا محبت نامہ جو خلوص اور خصوصیت کا حامل تھا معہ تفصیلی کیفیت کے عین انتظار میں وصول ہوا اور فضیلت پناہ میر عالم اخوند کی مختصر و دلچسپ تقریر کا حال تفصیل کے ساتھ واضح ہوا۔ اللہ کا شکر اور احسان ہے کہ دیرینہ محبت و مودت اب تک سرو نونہال کی طرح سینۂ بے کینہ میں جو خلوص کا خزانہ ہے پروردگار عالم کے فضل و کرم سے اب تک سرسبز و شاداب ہے اللہ تبارک و تعالےٰ اپنی قدرت کاملہ سے اس محبت کے درخت کو خوب سرسبز و شاداب کرے اور بارآور کرے، آمین جو کچھ آپ نے خاں سعادت نشان اور صاحب عظمت محمد حسن خاں کی شفقت کی خاطر انکی مفارقت، پریشانی اور قلق اور بے چینی ... اور ایک بڑے سردار کے متعلق اپنے محبت نامہ میں تحریر فرمایا تھا اللہ نے چاہا تو خان مذکور کو اس مردود کافر سے محفوظ رکھنے کے متعلق خدائے تعالےٰ سے دعا کروں گا پروردگار عالم جو کریم ہے اپنے فضل و کرم سے اس کو قبول کرے گا۔ لیکن آپ نے جو کچھ اس نوجوان

شخص کو کسی ظالم بے رحم شخص کے پنجے سے چھڑانے کے متعلق اپنے محبت نامہ میں تحریر فرمایا تھا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس نیک آدمی کو دشمن کے حوالے کرتے وقت جناب نے مجھ سے کوئی مشورہ نہیں لیا۔ اور اب اس کو چھڑانے کے لئے مجھ سے آپ استصواب فرما رہے ہیں فی الحال اس بے چارے کی تدبیر سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ تمام عزیز و اقارب اور مخلص اس شخص کے جو رنج و مصیبت میں گرفتار ہے اپنی انتہائی جوانمردی و ہمت کے ساتھ اچانک اس ظالم کے سر پر ایسی شورش برپا کر دیں کہ وہ مضطرب ہو کر اس برخوردار کو چھوڑ دے اور جو کچھ آپ نے کافروں اور گمراہوں کے ساتھ جنگ و جدال کے معاملہ میں تعطل، طوالت و سستی اور افسوس کا اظہار اس بدتمیز ظالم کے ہاتھوں سے اس عزیز کے چھٹکارے کے لئے تحریر فرمایا تھا اس کی حقیقت یہ ہے کہ ہم لوگوں نے پروردگار عالم کی تعمیل اور رسول کریم صلعم کی سنت کے احیاء کے لئے اپنے اہل و عیال کو چھوڑ کر اپنے علاقوں اور بھائی بندوں کو خیرباد کہہ کر خدا کے سوا سب کو نظر انداز کر دیا اور رب العالمین کے احکام کی تعمیل میں ہمت باندھ لی اور ان مضبوط بندھنوں کو جو اہل و عیال، مال و دولت اور اپنے وطن اور بھائیوں کے ساتھ وابستہ تھے اپنے دل سے توڑ دیا۔ اور ہر طرح کے سفر و حضر کی تکلیفیں برداشت کرنا قبول کر لیا اور اس رکن اعظم جہاد کے جاری کرنے اور سردار دو عالم کے دین کی فتح و نصرت کے لئے سوائے دین کی منفعت کے کوئی اور چیز کی خاطر سستی اور کاہلی کو اور تاخیر کو جائز نہ رکھا اور قدیم دوستوں اور مخلص بھائیوں کی پاسداری سے اس معاملہ میں دست بردار ہو گئے۔ نیز اس خصوص میں اپنی جان و مال کے نفع و نقصان سے ہاتھ اٹھا لیا اور اس راستہ میں خدا کے سوا کسی غیر کی پاسداری سے بے زار رہے۔ بہرحال رات دن ہم اپنے کام میں مستعد ہیں کسی اور طرف نظر ڈالنے کا قطعاً خیال بھی نہیں رکھتے دین کی فتح کی تدبیریں سوچنے میں چوکس ہیں اور آگے پیچھے کا کوئی خیال تک نہیں۔ ہم جیسے فرماں بردار بندوں کی کیا مجال ہے کہ اپنے مالک و آقا کے حکم کی تعمیل میں تامل کریں اور ہم خاکساروں اور عاجزوں کی کیا طاقت ہے کہ اس قادر ذوالجلال کے راستہ میں جان و مال خرچ کرنے میں کسی قسم کا افسوس کریں۔ اس لئے اشرار کو تہس نہس کرنے کے متعلق توقف اور انتظار کرنا اس گمان کے ساتھ کہ پروردگار عالم کی خوشنودی حاصل ہو گی ایک پریشان

سے راستہ جھوٹا وہم اور خیالِ خام ہے۔ اگر بالفرض تھوڑے وقفہ کو ہم جائز رکھیں تو ضرور ہم آپ کے اقوال پر اطمینان رکھ سکتے ہیں۔ مگر خالص ایمان والوں کا اعتماد بڑے سردار صاحب کے عہد و پیمان پر بے حد دشوار ہے اس لئے ہم جیسے ان سے امید نہ رکھنے والے اشخاص جو رات دن اس معاملہ میں دل جان سے کوشش کر رہے ہیں۔ اس کو انجام تک پہنچانے کے لئے اسی صاحب بخشش و کرم کی درگاہ سے امید رکھتے ہیں۔ غرض جب تک جسم میں جان باقی ہے اور سر سلامت ہے اسی کاروبار میں لگے رہیں گے اور اس کام کے نتیجہ کو اللہ تعالےٰ پر جو قادر مطلق ہے چھوڑتے ہیں۔ فتح کی صورت میں دین کا غلبہ ہونے کی توقع ہے انجام اور شکست کی صورت میں شہادت ہاتھ باندھے کھڑی ہے۔ فی الحال دونوں صورتوں میں ہمارا مقصد اور مراد حاصل ہے۔ سرو آزاد کی طرح بہار اور خزان میں سر سبز و شاداب رہیں گے بقیہ تفصیلات آپ کو ملا اخوندزادہ کی زبانی صحیح طور پر واضح ہو جائیں گی والسلام مع الاکرام۔ ۲۵ ذوالحجہ ۱۲۴۲ھ۔

مکتوب نمبر ۲۶ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام سردار دوست محمد خان والی کابل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت سردار کثیر الاقتدار جلالت شعار عظمت آثار و شجاعت دثار والا تبار سردار دوست محمد خاں زاد اقبالہٗ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ گرامی نامہ نامی و رقیمہ گرامی مشتمل بر قوت استعداد وآں عالی نہاد در اقامتِ جہاد و استیصال کفر و فساد با دیگر مراتب اظہار اخلاص و ایجاد محبت و اتحاد رسید مضامین مندرجہ واضح گردید الحمد للہ والمنۃ کہ عزم اقامت ایں رکنِ رکین یعنی نصرت دین متین و استیصال کفرہ متمردین در دل جلالت منزل آں سردار جلالت آثار ہویدا گردید الحق مثل ایں علوِ ہمت و تاکد عزیمت شایان شان مثل آں عظیم الشان تواند بود ہر چند سعی در اقامت ایں رکن اسلام یعنی قتال با کفارہ لئام در ہر زمان و ہر مکان واجب است امادریں جزو زمان کہ دقت

شورشِ اہل کفر و طغیان است بر ذمۂ جماہیر مومنین عموماً و مشاہیر مسلمین خصوصاً واجب
واد کہ ہر قدر کہ حصول معنی اقتدار و کثرت جنود و انصار و تسلط بر بلدان و امصار و وجاہت
در اضلاع و اقطار بیشتر اقامت این رکن دین و اعلانِ دین سید المرسلین موکد و لہذا ہر
کہ از سردارانِ نامدار و رؤسائے ذوی الاقتدار بنصرت دینِ پروردگار و ترویج سنت
سید مختار موفق میگردد مستحق اجرِ جزیل در عقبیٰ و ثنائے جمیل در دنیا می شود و حصولِ سعادت
اخروی و نزولِ برکاتِ دنیوی و صعود بر مراتب جنت و عروج در معارج حشمت بوجہے
نصیب او میگردد کہ احادِ مسلمین را ادراک آن خیلے متعذر بود اگر معاذ اللہ ایشان در اقامت
ہمیں امر با ثوابِ ادنیٰ تساہل و تقصیر واقع شود پس بحکم الناس علی دین ملوکہم تمام رعایا و
عساکر ایشان بالکل درین باب دادِ تغافل و تساہل خواہند داد پس بحکم من یشفع شفاعۃ
سیئۃ یکن لہ کفل منہا اعمال ایشان بمعاصی جمیع رعایا و سپاہ مشحون و سیاہ خواہد گردید درینباب
نیک تامل فرمایند و عذرِ عزلیق را بکار برند و از قبیل مخیلاتِ شعراء و نکاتِ بلغاء
کہ محض بنا بر زبان آرائی و عبارت پیرائی در سلک تحریر می کشند نشمارند کہ این مضمون
در کلام ملک علام و احادیث سید الانام منصوص و مصرح است پس کسیکہ ایمان باللہ
و بالرسول و بالآخرۃ می دارد البتہ بیقین قطعی میداند کہ این امر محض و صدق بحت است
پس پاداشِ این تغافل و تساہل در محکمۂ حساب و کتاب بحضور رب الارباب شدنی است
و در مجازات آن چہ انواع رنج و متاعب و انواعِ تکالیف و مصائب کشیدنی است
فاما آنچہ در ظن اکثر تجربہ کارانِ زمان مرتکز است کہ بغیر اعانت سردارانِ تاجدار و اصحاب
مکنت و اقتدار حصول این معنی صورت نمی بندد پس این خیالیست محال و احتمالیست پر
اختلال زیرا کہ ممکن است کہ حق جل و علا بقدرت کاملۂ خود دیگر سعادتمندان ازلی و مقبلان
لم یزلی را کہ از ضعفائے مسلمین و فقرائے مخلصین باشند بر روئے کار آرد کہ بمحض عنایتِ خود
این مہم عظیم از دستِ ایشان برآرد قال اللہ تبارک و تعالیٰ: اِن لَا تَنْصُرُوْهُ يُعَذِّبْكُمْ
عَذَابًا اَلِيْمًا وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ
باقی احوال اینجا بحمد و بکرم رب معبود برین منوال است کہ این عاجز از دار السلطنت کابل
برآمدہ و اضلاعِ جلال آباد و نواحی پشاور را طے کردہ در بلدہ نوشہرہ رسید درین اثناء
لشکر مخالفین موضع اکوڑہ بکمال جمعیت و نہایت استکبار و نخوت آمدہ ایراق کرد

ہرچند ہمراہ ایں فقیر جمعے قلیل بے سروسامان بودند امّا ازانجا کہ طالبانِ رضائے حضرتِ
خلاق بودند و در صرف جان و مال نہایت مشتاق بنا بر علیہ ایشاں را شبا شب از دریائے
لنڈہ عبور کنانیدہ بر سر کفار نگونسار بطریق شبخون و تاخت روانہ کردہ شد در آخر ہماں
شب بحکم رب العالمین جنودِ مجاہدین بر سر آں غافلین رسیدہ و از اسلحۂ دوردست مثل
تیر و تفنگ درگذشتہ آنہا را زیر تیغ بیدریغ گرفتند معسکرِ ایشانِ از خونِ ایشاں لالہ زار
ساختند چنانچہ جمعے کثیر را از ایشان کہ قریب یکہزار باشند یا ازیں ہم بسیار بدار البوار فرستادند
و جمعے را بزخمہائے پرخطر تالب سقر رسانیدند و اجناسِ نفیسہ از قسم اسپ و شتر و یراق
وغیرہ بیش از پیش بردند بعضے از آں آنچہ بمرتبہ شہادت مشرف گردیدند بجنت الماوی
ماوی ساختند و اکثر ایشاں مشمولِ حفاظتِ ربانی و کفالتِ رحمانی بعسکر خود مراجعت
نمودند و ایں شبخون کفار بدکردار را بحدے شکست داد کہ از مقامِ خود برخاستہ بموضع ہنڈ آمدہ اقامت نمو
مومنین ایں اقطار از دریائے اباسین عبور نمودہ بر سر شہر حضرو کہ مرکز کفار آں دیار و مجمع متمولان
آں اقطار بودہ تاخت آوردہ چہارصد ناکس را بجہنم رسانیدند و اشیائے نفیسہ و اموال
خطیرہ از نقود و اجناس بدست عوام الناس آنقدر افتاد کہ از تحریر و تقریر بیرون است
بعد ازاں ابواب جنگ و جدال و قتل و قتال مفتوح گردید و شب و روز نصرتِ آسمانی و
تائید رحمانی باران صفت می بارد و از جملۂ تائیداتِ الٰہی این است کہ اجتماع جنودِ مجاہدین
ہرچند بسیار از بسیار بود لیکن از بسکہ لشکرِ بے سردار و دفعِ بلوائے عام در کوچ و مقام بے انتظام
می نمود بنا بر علیہ بر طبق فحوائے کلام ملک علام و احادیث سید الانام علیہ صلوٰۃ والسلام و فتوی
فقہائے عظام و صوابدید عقلائے ذوی الافہام مصلحت وقت چناں اقتضا کرد کہ اقامت
ایں رکن رکین اسلام بدون نصیب امام بوجہ مشروع صورت نمی بندد بنا بر علیہ تاریخ
دوازدہم جمادی الثانیہ ۱۲۴۲ھ ہجری مقدس باتفاق مشاہیر سادات کرام و علمائے اعلام و
مشائخ عظام و صاحبزادگانِ ذوی الاحترام و خوانین ذوی الاحتشام و جماہیر خواص و عوام
از اہل ایمان و اسلام بہ بیعتِ امامت بردستِ اینجانب واقع گردید و بروز جمعہ خطبہ بنام ایں
جانب خواندہ شد ہرچند ایں خاکسار ذرۂ بیمقدار بحصول ایں مرتبۂ منیف اولاً بہ اشاراتِ
غیبی و الہامات لاریبی مبشر بود ثانیاً بحصولِ ایں منصبِ شریف باتفاقِ جماعاتِ
اہل اسلام از خواص و عوام مشرف گردید لیکن رب غیور کہ علیم ما فی الصدور دانائے

نہاں و آشکارو محیط بمراتب اعلان و اسرار است گواہ است بر ینمعنی کہ ایں فقیر را از قبول ایں منصب شریف غیر از اقامتِ جہاد و صحت و احیاء و امثالِ آں از اظہارِ احکامِ دین و اعلائے کلمۂ رب العالمین غرضے دیگر از اغراضِ دنیویہ مثلِ تحصیلِ مال و عزت و جاہ و سلطنت یا حصول معنی تسلط بر قریٰ و امصار و اضلاع و اقطار یا تذلیل اہل ریاست و سیاست یا اہانتِ اربابِ ریاست یا تنفیذ احکام خود بر بندگان ملک دیان یا تحصیل معنی ترفع بر اخوان و اقران ہرگز ہرگز نیست بالجملہ شعبۂ وسوسۂ شیطانی و شائبہ ہوائے نفسانی بایں داعیۂ رحمانی اصلاً مخلوط نگردیدہ و از نیکہ اقامت ایں امر خالصاً لوجہ اللّٰہ الکریم بوقوع آمدہ بود بنا ءً علیہ آثار آں ہویدا چنانچہ جمعے کثیر و جمے غفیر ہزاراں ہزار بلکہ بے عدد و شمار از ہر جانب مثل مور و ملخ فراہم آمدند و می آیند و در میدانِ جلادت و دیانت دادِ شجاعت و جمعیت دلوہ اندو می دہند و علاوہ بریں آنکہ حق جل و علا بکرم عمیم خود علائقِ خوف و طمع را از ما سوی خود منقطع گردانیدہ است نہ از شوکت مخالفین خوفی فی الحال داریم و نہ از کثرتِ موافقین طمعے آرے اینقدر رمیدانیم کہ ہر کہ جانِ خود را در سلکِ مجاہدین منسلک گردانیدہ دعوئ ایمان خود را مبرہن کردہ ہر کہ دریں وقت پہلو تہی کرد باد حسرتِ بدست برضائے مدعیانِ دین بیابد در نصرتِ دین خود جان و مال بباز ید تاگوئے سعادت جاودانی و راحت دو جہانی بربائید چنانچہ در نعیم منعم حقیقی عمر ہا گذرانیدہ ابد الحال در ادائے شکر آں مال و جانِ خود را حاضر کردہ۔ کوشش بلیغ نمائید تا سعادات دارین و ریاست کونین حاصل کنید۔

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۲۶

بخدمت سردار کثیر الاقتدار۔ شجاعت آثار، سردار دوست محمد خاں زاد اقبالہٗ۔

سلام مسنون۔ آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا قیام جہاد اور کفر و فساد کے استیصال اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کے خلوص و محبت و اتحاد کی کیفیت مندرجہ واضح ہوئی اللّٰہ کا شکر و احسان ہے کہ اس رکن رکین جہد کے ارادے یعنی دین متین کی امداد اور کفر و فساد کے استیصال کا جذبہ جو جناب والا جیسے جاہ و جلال والی ہستی کے دل میں جاگزیں ہے۔ واضح ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسی عالی ہمتی اور مصمم ارادہ آپ ہی جیسے عظیم الشان شخص ہی کے لئے سزاوار ہو سکتا ہے اگرچہ اس رکن اعظم کی اقامت کی جد و جہد میں

یعنی ملعون کافروں کا قتل ہر زمانے میں اور ہر مقام پر واجب ہے۔ لیکن اس تھوڑے سے عرصہ میں جو کافروں اور گمراہوں کی شورش کا زمانہ ہے عام طور پر تمام مسلمانوں اور خاص طور پر مشاہیر اسلام پر واجب اور سخت ضروری ہے کہ جسقدر اقتدار اور فوج کی کثرت اور ہندوؤں اور ملکوں پر تسلط و وجاہت ان اضلاع اور علاقوں میں حاصل کرنا زیادہ ہے اسی قدر دین کے اس رکن جہاد اور سردار انبیاء کے دین کا اعلان بے حد ضروری ہے اور موکد ہے لہذا مشہور سرداروں اور صاحب اقتدار رئیسوں میں سے جو کوئی سعی پروردگار عالم کے دین کی فتح اور سرور عالم کی سنت کی ترویج میں فوقیت حاصل کرے گا تو وہ آخرت میں بڑے اجر کا مستحق ہوگا اور دنیا میں اس کی بڑی تعریف ہوگی اور آخرت کی سعادت حاصل اور اس پر دنیا کی برکتیں نازل ہوں گی۔ جنت کے مراتب میں برتری اور حشمت و شوکت میں اسکو ایسی بلندی نصیب ہوگی کہ مسلمانوں میں سے کسی کو بھی اس کا ادراک نہایت دشوار ہوگا۔ خدا پناہ میں رکھے اگر اس نیک کام کے جاری رکھنے میں ذرا بھی سستی اور گریز ملحوظ ہوگا تو بقول الناس علیٰ دین ملوکہم، یعنی عوام کا مذہب ان کے بادشاہ کا دین ہوتا ہے انکی تمام رعایا اور فوجیں اس معاملہ میں غفلت اور سستی کی سراسر مذمت کریں گی۔ غرض بموجب حکم من لیشفع شفاعۃ سیئۃ یکن لہ کفل منہا ــــــ ان کے سب اعمال گناہ تمام رعایا اور فوج میں سرایت کر جائیں گے۔ اس لئے اس معاملہ میں آپ ذرا تامل سے کام لیں اور خوب اچھی طرح غور فرمائیں اور اس کو شاعرانہ تخیل اور محض لسانی اور عبارت آرائی کو جو وہ اپنی انشاء پردازی میں صرف کرتے ہیں شمار نہ فرمائیں کیونکہ یہ مضمون کلام الہٰی کی آیتوں اور احادیث حضرت رسول کریم صلعم کی توضیح پر مشتمل ہے لہذا جو شخص خدا، رسول اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہی کامل یقین کے ساتھ جانتا ہے کہ یہ محض حکم اللہ اور بالکل سچائی پر مبنی ہے۔ اس لئے اس غفلت اور سستی کی سزا پروردگار عالم کے روبرو محکمہ حساب کتاب میں ہونے والی ہے اور اس کے بدلے میں کیسی کیسی تکالیف اور مصیبتیں بھگتنا ہوں گی۔ لیکن جو کچھ زمانے کے اکثر تجربہ کار لوگوں کے دل میں یہ گمان جاگزیں ہے کہ بغیر سرداروں، بادشاہوں اور صاحب عزت اور صاحب اقتدار اشخاص کی امداد کے بغیر اس کام کا پورا ہونا ممکن نہیں ہے تو بس یہ سمجھ لو کہ یہ سب

کہنے کی باتیں ہیں اور یہ خیال محال اور خلل ڈالنے والا ہے۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ حق جل شانہٗ اپنی قدرت کاملہ سے دوسرے ازلی سعادتمندوں اور خوش نصیبوں سے جو کمزور مسلمان اور مخلص فقیر و بیکس اشخاص ہیں ۔۔۔۔۔ یہ کام لے اور محض اپنی عنایت سے اس بڑی مہم کو ان کے ہاتھوں انجام دلوائے۔ اللہ تبارک و تعالےٰ فرماتا ہے:۔ اِن لَّا تَنفِرُوا یُعَذِّبْکُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا وَّ یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ وَلَا تَضُرُّوْہُ شَیْئًا اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ باقی یہاں کے حالات تو پروردگار عالم کے لطف و کرم سے یہ ہیں کہ یہ ناچیز دارالسلطنت کابل سے روانہ ہو کر اور جلال آباد اور نواح پشاور کے اضلاع سے گزر کر شہر نوشہرہ پہنچ گیا ہے اس عرصہ میں مخالفین کے لشکر نے موضع اکوڑہ سے نہایت اطمینان اور عزہ کے ساتھ آ کر حملہ کر دیا اگرچہ کہ اس فقیر کے ساتھ چھوٹی سی ایک بے سر و سامان جماعت تھی اور چونکہ وہ پروردگار عالم کی خوشنودی کے طالب اور جان و مال قربان کرنے کے لئے بے حد مشتاق تھے ان کو راتوں رات دریائے لنڈہ سے پار کرا کے ذلیل کفار کے سر پر شب خوں مارنے اور حملہ کرنے کے لئے روانہ کر دیا گیا اسی رات کو پچھلی شب میں پروردگار عالم کے حکم سے مجاہدین کا لشکر ان غافل نیند کے ماروں کے سر پر پہنچ گیا اور دور سے مارنے والے ہتھیار یعنی تیر اور بندوق کو چھوڑ کر تلواریں لے کر ان پر لوٹ پڑے اور ان کے لشکر کا خون کر کے لالہ زار بنا دیا۔ چنانچہ ان میں بہت سے تقریباً ایک ہزار یا اس سے زائد ہی ہوں گے جو جہنم رسید کر دیئے گئے نیز ایک جماعت کو خطرناک طور پر زخمی کر کے دوزخ کے کنارے تک پہنچا دیا گیا اور بہت سا مال و اسباب مثلاً تیز رفتار گھوڑے اونٹ وغیرہ جس کے جو ہاتھ لگا زیادہ سے زیادہ اٹھا لے گیا۔ مجاہدین میں سے جو شہید ہو گئے جنت الماویٰ کو سدھارے اور اکثر پروردگار عالم کی حفاظت و کفالت سے اپنے لشکر میں لوٹ آئے۔ اور اس شب خوں نے بدبخت کفار کو اس قدر ہزیمت دی کہ اپنی قیام گاہ سے اٹھ کر موضع ہنڈ میں آ رہے ہیں ان علاقوں کے مسلمان دریائے اباسین پار کر کے شہر حضرو میں جو اس شہر کے کافروں کا مرکز تھا اور اس علاقہ کے دولت مندوں کا ملجا و ماویٰ تھا حملہ کر کے چار سو نالائقوں کو جہنم رسید کر دیا۔ نفیس نفیس اشیاء اور بہت سی دولت اور مال نقد و جنس عام لوگوں کے اس قدر ہاتھ آیا جو تقریر و تحریر میں نہیں آ سکتا

اور اس کے بعد لڑائی اور قتل و غارتگری کے دروازے کھل گئے اور دن رات غیب سے
فتح اور تائید الہٰی بارش کی طرح شامل حال رہی خدائی تائیدوں کے منجملہ ایک یہ ہے کہ مجاہدین
کے لشکر کا مجمع اگرچہ بہت زیادہ تھا لیکن چونکہ لشکر کا کوئی سردار نہ تھا اور عام بلوہ
کی طرح کوچ اور منزل پر ٹھہرنے کا کوئی انتظام نظر میں نہیں آتا تھا اس لئے بموجب کلام
الہٰی اور سردار دو عالم کی احادیث اور فقہائے عظام کے فتوے اور ذی فہم دانشمندوں کی
مصلحت وقت کے مدنظر یہ تھی کہ اس رکن اعظم جہاد کا قائم رہنا شریعت کی روسے
بغیر امام کے تقرر کے ممکن نہیں تھا۔ اس لئے ۱۲ ربادی الثانی ۱۲۴۲ھ مقدس کو مشاہیر
کرام، مشائخ عظام اور قابل احترام شہزادوں اور صاحب حشمت خوانین اور تمام
خاص و عام مسلمانوں کے اتفاق رائے سے امامت کی بیعت اس عاجز کے ہاتھ پر
تکمیل پائی اور خطبہ کے روز میرا نام خطبہ میں پڑھا گیا۔ اس خاکسار ذرہ بے مقدار
کو اس بلند مرتبہ کے حاصل ہونے کی بشارت غیبی اشارے اور الہام کے ذریعہ جن میں شک و شبہ کی
کوئی گنجائش نہیں دی گئی تھی۔ چنانچہ اس بزرگ عہدے سے تمام مسلمانوں کے
اتفاق رائے کے بعد جس میں تمام خاص و عام شریک تھے مشرف ہوا۔ لیکن پروردگار
عالم جو غیور ہے اور دلوں کی باتیں جانتا ہے اور ظاہر و باطن کے رازوں کا جاننے
والا ہے اس بات پر گواہ ہے کہ اس فقیر کو اس بزرگ منصب کے قبول کرنے میں
سوائے قیام جہاد، راستبازی اور احکام دین کے نفاذ، اور دین
کو نمایاں کرنے اور کلمۂ حق بلند کرنے کے کوئی اور دنیوی اغراض مثلاً مال و دولت عزت
وجاہ اور سلطنت یا شہروں اور قصبات اضلاع اور تعلقات پر تسلط حاصل کرنا
یا کسی صاحب ریاست یا ارکان ریاست کی توہین کرنا یا اپنے احکام کو خدائے کریم
کے بندوں پر نافذ کرنا۔ یا اپنے بھائیوں اور معاصرین پر ہرگز ہرگز فوقیت جتانا نہیں
ہے۔ بہرحال شیطانی وسوسہ اور نفسانی خواہشات کا شائبہ بھی اس دعوت رحمانی
میں شامل نہیں ہوا ہے۔ اور چونکہ اس مہم کا اجراء محض خاص اللہ کے واسطے
وقوع پذیر ہوا تھا۔ اس لئے اس کے آثار ظاہر ہو گئے ہیں۔ چنانچہ ایک بڑی جماعت
اور ہزاروں لوگ جنکی شمار میں نہیں آسکتی ہر طرف سے چیونٹیوں اور ٹڈی دل کی طرح
جمع ہو گئی ہے اور ابھی جمع ہوتے ہی چلے جاتے ہیں اور اپنی ذہنیت، دیانتداری

شجاعت اور اطمینان کی داد دے رہے ہیں اور دیتے ہی رہتے ہیں اس کے علاوہ حق جل شانہٗ نے اپنے عام کرم وفضل سے ڈر اور لالچ کے سوا اپنے غیر کی طرف سے منقطع کر دیا ہے۔ نہ تو ہم دشمنوں کی شوکت و دبدبہ سے فی الحال مرعوب ہوئے ہیں نہ ہم کو اپنے ہم خیال لوگوں کی کثرت کا لالچ ہے البتہ ہم صرف اس قدر جانتے ہیں کہ جس شخص نے بھی اپنے آپ کو مجاہدین کی صف میں جگہ دے دی اسنے اپنے ایمان کو واضح کر دیا ہے اور جس شخص نے اس سے پہلو تہی کی اس کو حسرت ہی رہ گئی۔

اے دین کے دعویٰ کرنے والو آؤ اور دین کی فتح کے لئے اپنی جان و مال کو تج دو تاکہ ہمیشہ کی سعادت اور دو جہاں کی راحت حاصل کرنے میں تم سبقت لے جاؤ چنانچہ تم نے اس منعم حقیقی کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے میں اپنی عمریں گزار دی ہیں اب تم کو ان نعمتوں کے شکریہ میں اپنی جان و مال پیش کرنے میں سخت کوشش کرنا چاہیئے۔ تاکہ دونوں جہاں کی نیکی اور حکومت تم کو حاصل ہو جائے۔

مکتوب نمبر ۲۷ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام مسلمین قوم خلجائی، بمقام پنجتار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بمطالعہ خوانین کرام وارکین عالی مقام وملکانِ ذوی الاحترام وسائر مومنین خلجائی کثرہم اللہ تعالیٰ ووفقہم لما یحب ویرضیٰ بعد سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ ہر چند اقامت جہاد وازالۂ کفر و فساد بر جماہیر مومنین عموماً و مشاہیر مسلمین خصوصاً در ہر زمان و ہر مکان واجب و موکد است اما دریں جزو زمان کہ وقت شورش کفر و طغیان است اوجب واوکد گردیدہ بناءً علیہ ایں بندہ ضعیف باچندے از مومنین صادقین از وطنِ مالوفِ خود برخاستہ محض للہ فی اللہ برائے اقامت دین رکن رکین و نصرت دین متین کمر ہمت بستہ دانائے نہاں و آشکار انیکو آگاہ و خبردار است کہ سوائے اعلائے اعلام دین واحیائے سنت سید المرسلین ہیچ غرضے و مطلبے درمیان ندارم درینصورت بر ہر مومن راسخ الاعتقاد و مسلم کامل الانقیاد واجب و لازم کہ عزت ایمانی و حمیت اسلامی را کار فرمودہ براعانت

دین و نصرت شرع مبین کمر عزیمت چست بندند و در صرف جان و مال در راہ ذوالجلال دریغ نورزند و ہرگز ہرگز از ادائے ایں عبادت عظمیٰ و ادراکِ ایں سعادتِ کبریٰ رو نتابند تا روز جزا در محکمہ حساب و کتاب بحضور رب الارباب بسرخروئی برخیزند و روبروئے خیر الانام علیہ صلوٰۃ والسلام شرمسار نشوند کہ شکرِ نعمتِ مال و منال و جاہ و عزت طلب شدنی است و از تغافل و تساہل در اطاعتِ فرمانِ رب العزت سوال متوجہ گردیدنی پس بکدام زبان جواب خواہند داد و چہ عذر پیش خواہند نہاد بالجملہ اگر امروز جان و مال در راہ ایزد متعال صرف نگردید شر داد بالِ جان است و ہیچ کار آمدنی نے پس اگر کمر ہمت چست بستہ دریں باب داد شجاعت و شہامت خواہند داد و در راہِ تائیدِ دین قدم ثابت خواہند نہاد آنچہ اجر جزیل از حضور ملک منّان و ثنائے جمیل در میان اخوان و اقران خواہند یافت بر ہیچ عاقل پنہاں نیست۔ فاما آنچہ منافع بسیار و محال بیشمار از عزت و جاہ و دولت و مکنت بدست خواہند آمد و بیرون از اندازۂ قیاس خواہند بود ان شاء اللہ تعالیٰ ہم مناصب موروثی ایشاں بدست خواہند آمد و ہم نظر بر مساعیٔ جمیلۂ ایشاں دریں باب فوائد بیش از بیش علاوہ برآں حاصل خواہند شد زیادہ والسلام مع الاکرام۔ مرقومہ بست و نہم ذی الحجہ ۱۲۴۲ہجری۔

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۲۷

خوانین کرام و اراکین عالی مقام، ذی احترام ملک۔ اور تمام مسلمانان خلجانی!

خدا آپ کو برکتیں عطا فرمائے اور محبت اور رضا جوئی کی توفیق عطا ہو۔

سلام مسنون اور دعائیں۔ واضح ہو کہ اگرچہ جہاد کا قائم کرنا اور کفر و فساد کا ازالہ بالعموم تمام ایمان والوں پر اور خصوصاً مشاہیر مسلمانوں پر ہر وقت اور ہر مقام پر واجب اور ضروری ہے۔ لیکن اس زمانے میں جبکہ کفر و گمراہی کی ہر جگہ گھٹا چھائی ہوئی ہے یہ سب سے ضروری اور اہم فرض ہے اسی بنا پر اس عاجز نے چند سچے ایمان والوں کے ساتھ اپنے وطن عزیز سے اٹھ کر محض اللہ کے واسطے اس اہم رکن جہاد کے جاری کرنے اور دین متین کی فتح کے لئے کمر باندھی ہے جس سے خدائے تعالیٰ جو ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے خوب واقف ہے کہ سوائے اعلائے کلمۃ اللہ اور سنت رسول کریم کے احیاء کے میری اور کوئی غرض اور مطلب وابستہ نہیں ہے۔ اس صورت میں ہر پکے اعتقاد والے مومن اللہ

کامل مسلمان فرماں بردار پر لازم ہے کہ وہ اپنی غیرت ایمانی اور حمیت اسلامی کو کام میں لاکر دین کی اعانت اور شرع مبین کی کامیابی کے لئے چستی کے ساتھ عزم مصمم کرے اور اللہ جل شانہ کی راہ میں جان و مال کے قربان کرنے میں دریغ نہ کرے اور ہرگز ہرگز اس سب سے بڑی عبادت اور نیکی کے حصول میں روگردانی نہ کرے۔ تاکہ قیامت کے روز پروردگار عالم کے دربار میں حساب کتاب کے وقت سرخرو ہو اور حضرت خیرالانام صلعم کے روبرو شرمندہ نہ ہو۔ کیونکہ مال و دولت اور غیرت اور عزت وعظمت کی شکرگزاری کا سوال ہوگا اور رب العزت کے حکم کی تعمیل میں غفلت اور سستی کا جواب دینا ہوگا جو ناگزیر ہے تو پھر کس منہ سے جواب دوگے اور کیا عذر پیش کروگے غرض آج تم نے اپنی جان و مال خدائے تعالے کے راستے میں قربان نہ کی تو کل قیامت میں وہ ایک وبال جان ہو جائے گی اور یہ کوئی کام آنے والی چیز نہیں۔ اس لئے آپ کو کمر ہمت چست باندھ کر اس خصوص میں شجاعت اور اپنے دبدبہ کی داد دینا چاہیئے اور دین کی تائید کرنے میں ثابت قدم رہنا چاہیئے۔ اس کا اجر اس بادشاہ منان کے پاس ہے اور اپنے بھائیوں اور معاصرین میں جو واہ واہ ہوگی وہ کسی عقلمند سے پوشیدہ نہیں ہے۔ جو بہت سے فائدے اور بیشمار محاصل عزت ومراتب اور دولت و مکنت آپکو حاصل ہوگی وہ قیاس میں نہیں آسکتی اللہ نے چاہا تو آپ کو اپنے موروثی مناصب بھی حاصل ہوں گے اور آپ کی سعی اور جد وجہد کے پیش نظر اس خصوص میں زیادہ سے زیادہ فائدے مزید برآں حاصل ہوں گے۔ زیادہ والسلام۔ رقیمہ ۲۹ ر ذی الحجہ ۱۲۴۲ھ :

مکتوب نمبر ۲۸ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام شاہ پسند خاں صاحب وزیر شاہ محمود

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بمطالعہ عمدۂ خوانین عظام زبدۂ اراکین عالی مقام والا مناصب کثیر المناقب عالی شان عظمت نشان شاہ پسند خاں سلمہ اللہ تعالےٰ وعظمتہ لبعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ ایزد متعال د نعم لایزال بمحض جود و نوال خود آں کثیر المناقب را بمناصب عالیۂ ریاست و مراتب

رفیعہ حکومت نواختہ وبانواع نعم وحشمت وشوکت وامناف شیم شجاعت وشہامت بہرہ ور ساختہ پس مقتضائے شکر ایں نعمت عظمیٰ ولازمۂ سپاس ایں موہبت کبریٰ آنست کہ در بارہ اطاعت احکام ملک علام بال ہمت کشانید وراہ فرمانبرداری ورضاجوئی پروردگار بقدم عزیمت بپیمایند و کمر ہمت چست بستہ ونیت قلبیہ درست نمودہ در اعانت ملت بیضا وحمایت شریعت غراء مساعی جمیلہ بروئے کار آرند ومحبت اہل و عیال وجان ومال پس پشت انداختہ در رضامندی وخوشنودی ایزد کریم را قبلۂ ہمت ساختہ در اعلائے کلمۂ رب العالمین واحیائے سنت سید المرسلین ہمت عالیہ گمارند کہ اینہمہ مال ومنال سریع الزوال وایں حشمت وریاست فنا مآل روزے گذشتنی وگذاشتنی در روز جزا در معرکۂ پرہول حساب وسوال وجواب روبروئے رب الارباب حاضر شدنی پس مقتضائے حرارت ایمانی وغیرت اسلامی آنست کہ در راہ رضائے مولائے خود جان بازند وجہان تازند وماسوی اللہ را پس پشت اندازند واقامت جہاد بر کفر وعناد وارباب بغی وفساد سازند وایں جانِ ناتوان دنہاد ست بنیان را بخاوند حقیقی بسپارند وزندگانی فانی بعوض حیات جاودانی بفروشند ودر تحصیل رضامندی رب العزت بکمال علو ہمت ووفور رغبت بکوشند ودر تالیف انام وترغیب خواص وعوام بسوئے اقامت ایں رکن رکین واعانت دین متین جد وجہد بلیغ بکار برند وداد کوششہا دہند خصوصاً بحضور لامع النور حضرت بادشاہے بطور مناسب وانداز معقول بایں مضمون عرض لازم القبول فرمایند وگوش حق نیوش ملازمین آنجناب عالی را بدرِ مکنونِ خوشبیانی وگوہر افشانی - چناں آرایند کہ مدعائے دلی وخواہش قلبی آنحضرت یعنی اقامت جہاد بر اہل کفر وضلالت واستیصال بیخ وبنیاد اہل بغی ونخوت از پردۂ اختفا بظہور آید واز قوت بفعل گراید بنوعے مشارکت فقیر دریں باب بمعرض قبول افتد وبوجہ من الوجوہ معاونت دین رب الارباب بمنصۂ ظہور جلوہ آرا گردد ہر چند نہضت فرمائی دائرۂ دولت واقبال آنحضرت ورونق افزائے قدوم میمنت لزوم آں والا نہضت ایں دیار واقطار متعسر ودشوار است کہ حاجت روائی رعایا وانجاح مسئول ومامول وادرسی برآیا مانع ایں کار ظاہر وآشکار را انفاذ امر عالی مقدار در باب سرانجام ایں امر عظیم ومہم فخیم بنسبت کسے از عمدہ اراکین عقیدت وفدویت آئین نہایت آسان ومیسر الحصول وانبعاث وانتہاض ایں داعیۂ رحمانی وامداد شرع ربانی

نظر بہ فور رغبت و تاکدِ عزیمت آں سلطان حق پسند سزاوارِ اجابت است و قابل قبول بالجملہ بہر وجہ کہ دانند و توانند باعانتِ دین متین و نصرت شریعِ مبین بجان و دل کوشند تا فردا روزِ جزا روبرو ئے حق تبارک و تعالےٰ و حضرت سید الوریٰ افضل البرایا تشریف شرف و خلعتِ عزت پوشند کہ ثمرۂ نمکحلالی مولیٰ ہمیں است و نتیجۂ حق شناسی مالک چنیں کہ دار عقبیٰ برائے مکافاتِ ہمیں سیہا است و روزِ جزا برائے ایفاءِ مواعید حقہ عوض چنیں پرد آنچہ ثمرات ایں جہدِ جمیل و نتائج ایں جہدِ جزیل در دنیا خواہند دید کہ از دید و شنید بیرون است و از وہم و خیال افزوں انشاء اللہ تعالےٰ زود مناصبِ رفیعہ حاصل خواہد گردید و مراتبِ منیعہ واصل الحاصل کہ بالفعل کاروبار دیگر را بجائے خود واگزارند و ہمہ ہمت بہ نصرت دین متین و اعلائے کلمۂ رب العالمین و استیصال کفرۂ متمردین و شکست رونقِ ایں فرق ملاعین برگمارند کہ درسرانجام آں ہم دنیا و دین و ہم منفعت آجل بسیار است و ہم بہبودِ عاجل خارج از حد و حصار ہم جالب رضائے ایزد متعال است و ہم باعثِ حصول حشمت و شوکت بر اقران و امثال و موجب ازدیاد مال و منال است و واسطۂ عزت و اقبال و علاوہ آزیں نیک نامی دنیا نقد وقت است و در دین نجات موقت پس لابد بامتثالِ اوامر الٰہیہ کار فرمائید و تاکدِ عزیمت نمایند کہ مقتضائے غیرت ایمانی و لازمہ حمیت اسلامی ہمیں است و بس والسلام مع الاکرام مرقومہ دوم محرم الحرام ۱۲۴۲ھ از مقام پنجتار ؛

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۲۸

عمدۂ خوانین عظام، عظمت نشان۔ شاہ پسند خاں سلمہٗ و عظمتہٗ۔

سلام مسنون۔ عرض یہ ہے کہ خدائے تعالےٰ نے جو منعم حقیقی ہے محض اپنے بخشش و کرم سے آپ جیسے والا مراتب کو ریاست و حکومت کے اعلیٰ مراتب سے سرفراز فرمایا ہے اور ہر قسم کی نعمتوں، حشمت و شوکت اور شجاعت و بہادری کی مختلف صفات سے بہرہ ور فرمایا ہے۔ لہٰذا اس نعمت عظمیٰ اور اس سب سے بڑی بخشش و کرم کا شکریہ یہ ہے کہ اس بادشاہ بلند و برتر کے احکام کی تعمیل کے لئے کمر باندھ لیں اور پروردگار کی رضا جوئی اور فرمانبرداری کے راستہ میں قدم بڑھائیں اور

کمر ہمت باندھ کر اور دل سے نیت کر کے اس روشن دین کی اعانت اور شریعت غرا کی حمایت میں سخت کوشش فرمائیں اور جان و مال اور اہل و عیال کو چھوڑ چھاڑ کر خدائے کریم کی رضا مندی اور خوشنودی کو اپنا قبلہ بنا کر پروردگار عالم کا کلمہ بلند کرنے اور سنت نبویؐ کی نشاۃ ثانیہ میں بلند حوصلگی سے کام لیں۔ کیونکہ یہ تمام مال و دولت جلد فنا ہونے والی ہے اور یہ سب حشمت و شوکت اور ریاست جو بالآخر ختم ہو جائے گی اور ایک روز اس کو چھوڑنا ہی ہے اور قیامت میں جو بڑا ہی ہولناک دن ہے خدا کو سب حساب و کتاب اور سوالات کا جواب دینا ہے اس لئے جوش ایمان اور اسلامی عزت کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے مولا کی رضامندی میں اپنی جان قربان کر دیں اور دنیا کو تج دیں اور خدا کے سوا سب کو نظر انداز فرما دیں اور دشمنی اور کفر، فتنہ و فساد اور باغیوں کے خلاف علم جہاد بلند کر دیں اس طرح اپنی اس ناتواں جان کو جسکی بنیاد ہی کمزور ہے اپنے حقیقی آقا کے سپرد کر دیں اور فانی زندگی کا سودا حیات جاودانی کے معاوضہ میں کر لیں اور رب العزت کی رضامندی کے لئے کمال ہمت اور شوق سے کوشش فرمائیں اور مخلوق کی تالیف قلوب اور خاص و عام کو اس اہم رکن جہاد کی ترغیب و تحریص میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں اور اس طرح اپنی کوشش کی داد حاصل کریں خصوصاً حضرت بادشاہ کے حضور میں مناسب اور معقول انداز میں اس معروضہ کو جسکا قبول ہونا لازمی ہے پیش کر دیں اور جناب موصوف کے کانوں کو جو حق بات سننے میں تکلف نہیں فرماتے۔ اپنی خوش بیانی سے اس طرح بھر دیں کہ صاحب ممدوح کا مدعا اور دلی خواہش یعنی جہاد کا قیام۔ باغیوں اور مغروروں کا قلع قمع ظہور پذیر ہو جائے اور قوت سے فعل میں آ جائے۔ دل کی بات عمل کے میدان میں ظاہر ہو۔ اس تقیر کے ساتھ اس معاملہ میں شرکت منظور ہو جائے اور صاحب ممدوح کی کسی نہ کسی طرح ارباب دین کی معاونت آشکارا ہو جائے اگرچہ کہ خود بدولت کی تشریف آوری قدوم مبارک کی رونق افزائی اس شہر اور اضلاع میں دشوار ہے اور دقت طلب ہے کیونکہ رعایا کی حاجت روائی اور مخلوق کی دادرسی اس خصوص میں مانع ہے جو مخفی نہیں اس بڑے کام اور اس شاندار مہم کو اپنے کسی اچھے رکن کے سپرد کرنا جو عقیدت مند اور جاں نثار

ہو بہت آسان ہے اور یہ انتظام آسانی سے ہو بھی سکتا ہے۔ خدائے رحمٰن کا مقصد اور شرع ربانی کی امداد اور اس حق پسند سلطان کا ارادہ آپ کے انتہائی شوق اور رغبت کے مدِ نظر آپ کے لئے سزاوار اور قابل قبول ہے غرض جس طرح بھی آپ مناسب سمجھیں اور جس قدر ہو سکے دین متین کی اعانت اور شرع مبین کی فتح و نصرت کے لئے جان و دل کے ساتھ کوشش فرمائیں تاکہ کل قیامت کے دن جو روزِ جزا ہے حق تبارک و تعالیٰ اور حضرت سردارِ عالم خیر البشر صلعم آپ کو عزت اور بزرگی کا خلعت پہنائیں کیونکہ اپنے آقا سے نمک حلالی کا پھل یہی تو ہے۔ اور مالک کی حق شناسی ایسی ہی ہوا کرتی ہے۔ آخرت ایسی ہی کوششوں کا ثمرہ ہے اور روز قیامت اسی طرح سچی بجا آوری کرنے والوں کو بدلہ دینے کا موقف ہے اور کچھ اس عمدہ جد و جہد کے پھل اور نتیجے ہیں انکو دنیا ہی میں دیکھ لوگے جو کبھی کسی نے نہ دیکھا ہو اور نہ سنا ہو اور یہ چیز وہم و خیال میں بھی نہیں آسکتی۔ انشاء اللہ تعالےٰ جلد ہی آپ کو بلند مراتب حاصل ہوں گے اور آپ اعلیٰ مدارج سے بہرہ ور ہونگے۔ بہر حال بالفعل آپ اپنے دوسرے کاروبار کو اپنی جگہ چھوڑ دیں اور پوری ہمت دین متین کی فتحیابی اور مدد گار کے اعلائے کلمۃ اللہ اور سرکش کافروں کے استیصال اور ان ملعونوں کی رونق کو ماند کرنے میں صرف فرمادیں کیونکہ اس کام کے انجام دینے میں دنیا اور دین اور آخرت کا سودا ہے اس سے جلد از جلد بہبودی حاصل ہوگی جو حد و شمار سے باہر ہے اور یہ خدائے تعالےٰ کی رضا مندی حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے نیز اپنے معاصروں پر حشمت و شوکت کے تفوق کا باعث اور مال و دولت کی افزائش کا موجب اور عزت و اقبال کا ذریعہ بھی ہے۔ اس کے علاوہ دنیا میں نیک نامی تو اوپر ہی دھری ہوتی ہے اور دین کی نجات موقت ہے بس لازم ہے کہ اللہ تعالےٰ کے احکام کی تعمیل فرمائیں اور مصمم ارادہ کرلیں کیونکہ غیرت ایمانی کا مقتضا اور حمیت اسلامی کا لازمہ یہی ہے۔ زیادہ والسلام والاکرام۔

مرقومہ ۲ رمحرم الحرام ۱۲۴۲ھ مقام پنجتار

نمبر ۲۹ استفتاء در مخالفتِ امام مجمع علیہ انام

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ ما قول العلماء الربانیین خدام الشرع المبین دریں صورت
کہ جمعے کثیر و جمے غفیر از علمائے اعلام و رؤسائے ذوی الاحترام بر دستِ امام ہمام
خلیفہ سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام سیدنا امیر المومنین سید احمدؒ مد ظلہ ۔ بیعت امامت
بجا آوردند و اطاعت آنجناب التزام نمودند پس اگر آنجناب بنا بر خدمت دین و اجرائے
احکام شرع مبین امرے اصدار فرمایند و کسے از مسلمین خواہ رئیس باشد خواہ ضعیف امر
آنجناب را رد نماید و بر مخالفت ایشاں مستعد شود حتیٰ کہ بنا بر رد حکم آنجناب بر قتل و جنگ
و جدال آمادہ گردد دریں صورت حکم شرع شریف در مقدمۂ مخالفِ مذکور و در رفقاں
او چیست ۔ بینوا توجروا ؛

جواب امامت چنانچہ مذکور شد بہ بیعتِ علما و رؤسا مذکورین منعقد گردید
زیراکہ امامت بہ بیعت یکے از مسلمین منعقد میگردد چہ جائیکہ جمعے
کثیر و جمے غفیر از ایشاں بیعت مذکور بجا آرند قال فی شرح الفقہ الاکبر ینعقد الامامۃ بعقد واحد
ہکذا فی شرح المقاصد و شرح المواقف و قتیکہ امامتِ آنجناب ثابت گردید پس انکار
از حکم آنجناب اثم صریح است و جرم قبیح قال اللہ تبارک و تعالیٰ ۔ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ و قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ۔ ومن اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ
ومن یطع الامیر فقد اطاعنی ومن یعص الامیر فقد عصانی (ایضاً) من خرج
من الطاعۃ و فارق الجماعۃ فمات مَیْتَۃً جاہلیۃ (ایضاً) من خلع یدا من
طاعۃ لقی اللہ یوم القیامۃ ولا حجۃ لہ ۔ و چوں سرکشی مخالفین بحدے رسید کہ
بدل بر پا کردن معرکہ قتل و قتال و جنگ و جدال از مخالفت دست بردار نشوند و بر حکم
امام گردن نہند پس جمیع مسلمین ماموری شوند کہ بر ایشاں لشکر کشی کنند و حکم امام بر ایشاں
جبراً جاری گردانند قال اللہ تبارک و تعالیٰ ، فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰىہُمَا عَلَى الْاُخْرٰى
فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰى تَفِیْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰہِ و قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
انہ ستکون ہنات و ہنات فمن اراد ان یفرق امر ہذہ الامۃ وہی

جمیع فاضربوہ بالسیف کائنا من کان (ایضاً) من اتاکم وامرکم جمیع علیٰ رجل واحد یرید ان یشق عصاکم ویفرق جماعتکم فاقتلوہ (قال فی مختصر الوقایۃ) والبغاۃ قوم مسلمون خرجوا عن طاعۃ الامام فیدعوھم الی العود فان تحیزوا مجتمعین حل لنا قتالھم بدأ ۔ پس لابد ہر کہ از لشکر امام دریں معرکہ مقتول خواہد گردید پس ہمو لست شہید ناجی وہر کہ از لشکر مجاہدین مقتول خواہد گردید ہمو لست طرید ناری وموت ایں مخالفین اقبح است از سائر فاسقین مثل زناۃ وسارقین چہ نماز جنازہ بر سائر فاسقین اداکردن واجب است بخلاف ایں مخالفین کہ جنازہ برایشاں ہم جائز نیست کمافی درالمختار۔ واللہ اعلم بالصواب ۔

اردو ترجمہ نمبر ۲۹ استفتاء نسبت امام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اور خدام شرع مبین اس مسئلہ سے متعلق کہ ایسی صورت میں جبکہ ایک بڑی جماعت اور مجمع کثیر بڑے بڑے علماء ، روساء محترم مرجع خلائق نے حضرت سردار دو عالم صلعم کے خلیفہ امیر المومنین سیّد احمد مدظلہٗ کے ہاتھ پر بیعت امامت کر لی ہے اور انکی اطاعت اپنے اوپر فرض کر لی ہے ۔ اگر صاحب ممدوح دین کی خدمت اور شریعت غرا کے احکام کی اجرائی کے لئے کوئی حکم صادر فرمائیں اور مسلمانوں میں خواہ وہ رئیس ہو یا فقیر ہو ـــــ موصوف کے حکم کو رد کرتا ہے اور ان کی مخالفت پر سر اٹھاتا ہے حتیٰ کہ ان کے حکم سے روگردانی کرکے قتل و قتال و جنگ وجدال پر آمادہ ہو جاتا ہے تو ایسی صورت میں اس مخالف اور اس کے ساتھیوں کے معاملہ میں شرع شریف کا کیا حکم ہے ۔ وضاحت فرمائیں اور اجر حاصل فرمائیں ۔

جواب امامت کی ابتداء جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے متذکرہ صدر علماء اور رئیسوں کی بیعت سے عمل میں آئی ۔ اور جب کہ امامت مسلمانوں میں ایک مسلمان ہی کی بیعت سے منعقد ہو جاتی ہے اور ہرگاہ کہ کثیر جماعت اور ایک جم غفیر نے ان سے بیعت مذکورہ کی تکمیل کر لی ہے شرح فقہ اکبر میں یہ لکھا ہے کہ امامت کا انعقاد ایک ہی شخص کی بیعت سے ہو جاتا ہے ۔ نیز شرح مقاصد اور شرح مواقف

سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے تو پھر جناب والا کے حکم سے انکار صریح گناہ اور ایک جرم قبیح ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :- یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمنوا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ومن اطاعنی فقد اطاع اللہ وَمَنْ عصانی فقد عصی اللّٰہ ومن یطع الامیر فقد اطاعنی ومن یعص الامیر فقد عصانی (ایضاً) خرج من الطاعۃ وفارق الجماعۃ فمات مَیْتَۃً جاھلیۃ (ایضاً) من خلع ید اعن طاعۃ لقی اللّٰہ یوم القیامۃ ولا حجۃ لہ ، چونکہ مخالفین کی سرکشی اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ بغیر قتل کے اور لڑائی جھگڑے کے وہ مخالفت سے ہاتھ نہیں اٹھاتے اور نہ اس کام سے دست بردار ہوتے ہیں اور امام کے حکم پر سر نہیں جھکاتے ہیں تو تمام مسلمان اس بات پر مامور کیے جاتے ہیں کہ ان پر لشکر کشی کریں اور وہ امام کا حکم ان پر جبراً جاری کرائیں۔ اللہ تبارک وتعالےٰ فرماتا ہے :- فَاِنْ بغت اِحْدٰھُمَا عَلَی الْاُخْرٰی فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰی اَمرِ اللّٰہ (وقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم) انہ ستکون ھنات وھنات فمن اراد ان یفرق امر ھذا الامۃ وھی جمیع فاضربوہ بالسیف کائنا من کان (ایضاً) من اتاکم وامرکم جمیع علیٰ رجل واحد یرید ان یشق عصاکم ویفرق جماعتکم فاقتلوہ (وقال فی مختصر الوقایۃ) والبغاۃ قوم مسلمون خرجوا عن طاعۃ الامام فیدعوھم الی العود فان تخیروا مجتمعین حل لنا قتالھم بداءً ؛ لہٰذا ہر شخص پر لازم ہے کہ جو شخص بھی امام کے لشکریں سے اس معرکہ میں قتل کیا جائے گا پس وہی نجات پانے والا اور شہید ہے اور جو شخص مجاہدین کے ہاتھوں قتل ہوگا وہ دوزخی ہے۔ ان مخالفین کی موت سب سے زیادہ بری ہے بہ نسبت ان تمام فاسقوں کے جو زنا کار اور چور ہیں۔ یعنی وہ فاسق جن کی نماز جنازہ واجب ہے۔ (درمختار ملاحظہ ہو) واللہ اعلم بالصواب ؛

مکتوب نمبر ۳۰ منجانب مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی بنام نواب وزیر الدولہ رئیس ٹونک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ از بندۂ ضعیف محمد اسمٰعیل بجناب حشمت مآب جلالت انتساب نواب وزیرالدولہ بہادر زاد اقبالہٗ وضاعف اجلالہٗ ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اخلاص مشحون ملتمس آنکہ نامۂ نامی و رقیمۂ گرامی کہ بدستِ شجاعت نشان عبدالحمید خان بنام این ضعیف ارسال فرمودند خان ممدوح بعسکر اقبال پیکر رسید و تفاصیل اخبار صداقت آثار از زبان واضح البیان خان ممدوح بوضوح انجامید حاجی محمد صابر کہ سابق از ایشان بعرضۂ قلیلہ رسیدہ بودند از زبان ایشان چنان بوضوح پیوست کہ اکثر مدعیان اسلام از سکان ہندوستان از قسم دانش مندانِ کتب فضیلت نمائے و سالکان طریقت پیشوائے و امیرانِ نخوت شعار واتباع ایشان از فساق و فجار بلکہ جمیع منافقینِ اشرار و فاسقین بدکردار از ملت محمدیہ دست بردار شدہ راہ کفر و ارتداد و طعن بر ساعیانِ جہاد اختیار نمودند و وساوس شیطانی بطریق نیابت از وسواسِ خناس در قلوب طالبین حق القا کردند و در راہ راست ملتِ محمدیہ کج مج و طالبین حق را سدّ راہ گردیدند آں گروہ شقاوت پژوہ بیشک بہ نصِ یزدانی مورد لعن رب العالمین شدند چنانچہ حق جل و علا در کلام پاک خود میفرماید :- اَلَا لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيۡنَ الَّذِيۡنَ يَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَيَبۡغُوۡنَهَا عِوَجًا ط چنانچہ پارہ از اشکالات ایشان کہ بہ حسب ظاہر امام ہمام در عسکر اسلام ایراد کردہ بودند و بحسب حقیقت آنہمہ اشکالات بر کلام ملک علام و بر ذات سید الانام وارد میگردید از زبان صدق ترجمان حاجی صاحب ممدوح مسموع گردید حالات اشکالات مذکورہ از کلام ربانی و سنت سید المرسلین روبروئے حاجی ممدوح باحسن وجوہ بیان کردہ شد ہر چند حاجی صاحب ممدوح کہ طالب حق بودند از حال مذکور منتفع گردیدند امّا این ضعیف را الیقین قطعی بایں معنی حاصل است کہ تقریر مذکور ہیچ منفعتے بلاعین مذکورین نخواہد رسانید کہ سند تقریرات مذکورہ از کتاب و سنت است و مقصود منافقین مذکورین در پردہ ایراد اشکالات بر عین کتاب و سنت است و مطلب ایشان رد و قدح بر سیرت نبویہ است پس جواب اینان غیر ضربۃ السیف چیزے دیگر نمی تواند شد و ما دامیکہ استطاعت این امر حاصل نیست جواب ایشان ہمیں عدم التفات بکلام ایشان است و بس بموجب بیت

آنکس کہ بقرآن و خبر زو نرہی
آنست جوابش کہ جوابش ندہی

آنجناب از صفائے عقیدت بے بدل اند و در صدق نیت ضرب المثل انشاء اللہ تعالے عند الملاقات حقیقت ایں امر تفصیلاً بخدمت عالی عرض خواہم نمود اما دریں جزو زماں کہ وقت شورش وساوس شیطان است محافظت جان خود از وساوس آں شیطان ونزعات جنود ابلیس لعین واجب و موکد دانند و تا زمانِ ملاقات بر ادراک ہمیں نکتہ قناعت فرمایند کہ اصل سیرت سید المرسلین و جمیع خلفائے راشدین و اہل بیت مطہرین وصحابۂ مکرمین ہمیں است کہ تمام عمر خود را بلکہ ہر ساعتے از ساعاتِ روز و شب را در سعی اقامت جہاد صرف نمایند و جمیع اوقات عزیزہ را بہمیں مساعی جمیلہ معمور دارند و صرف عمر گرانمایہ در ہمیں شغل عین سعادتِ عظمیٰ شمارند خواہ سعی مذکور بانجام رسد یا نرسد چہ مقصود صرف عمر خود است در طاعتِ رب العالمین و اتباع سید المرسلین فاما انقلاب ادوار و اطوار بر دہم تقلب اقبال و ادبار و برہم زدنِ ملل و دول نصیبہ تعلق بقدرت کاملۂ ربانی میدارد و نہ باستطاعتِ ناقصۂ انسانی و مسلمانان محمدی را ہمیں لازم است کہ مال وجان و عزت و آبروئے خود را در ہمیں راہ در بازند و آنرا عینِ سعادت خود شمارند و ترقی و تنزل موافق و مخالف بقدرت کاملۂ ربانیہ سپارند بموجب بیت ؎

بخت اگر مدد کند دامنش آورم بکف
گر بکشم زہے طرب و ربکشد زہے شرف

و صرف اوقات را در ہمیں مساعی معظمہ عبادات انگارد و قرب حق را در ہمیں را منحصر پندارد و دیگر مشاغل دینیہ و دنیویہ را معطل کردہ مردانہ وار در ہمیں میدان درآید فرد مصلحت دید من آنست کہ یاراں ہمہ کار ؛ بگذارند و خم طرۂ یارے گیرند ؛ پس آنجناب را لازم کہ ہمیں راہ را راہ خدا و رسول انگارند و ہر کہ دریں امر زبان طعن و طنز کشاید او را از جملہ اعدائے دین و مطرودانِ رب العالمین مثل اقوام سکھ و ہنوداں شمارند - والسلام مع الاکرام ؛

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

بخدمت جناب حشمت مآب نواب وزیرالدولہ بہادر زاد اقبالہٗ واجلالہٗ ۔

بعد سلام مسنون ۔ خلوص دل سے دعا ء کے بعد التماس یہ ہے کہ جناب کا گرامی نامہ جو آپ نے عبدالحمید خاں کے ذریعہ ناچیز کے نام ارسال فرمایا تھا وصول ہوا خان صاحب ممدوح معہ مکتوب اور لشکر کے تشریف لائے تھے ۔ موصوف کی زبانی صحیح صحیح حالات تفصیل سے معلوم ہوئے ۔ حاجی محمد صابر صاحب جو تھوڑے ہی عرصہ پہلے یہاں آئے تھے انکی زبانی یہ معلوم ہوا تھا کہ اکثر مدعیان اسلام ہندوستان کے رہنے والے جن میں عقل مند فضلاء اور مشائخ طریقت اور مغرور امراء اور ان کے پیر و فاجر و فاسق بلکہ تمام شریر النفس منافقین اور بد خصلت فاسق شامل ہیں انھوں نے دین محمدی کو خیرباد کر کے کفر و ارتداد کا راستہ اختیار کر لیا ہے اور جہاد کی کوشش کرنے والوں پر طعن و تشنیع کی زبان کھول رکھی ہے اور نائب شیطان خناس بن کر شیطانی وسوسے حق کے طالبوں کے دلوں میں پیدا کر رہے ہیں اور ان کو ملت محمدی کے سیدھے راستہ سے بھٹکا کر ٹیڑھے راستہ پر ڈال دیا ہے نیز ان کے راستے میں روڑے اٹکا رہے ہیں اور ان بد بختوں پر جس میں شک و شبہ نہیں آیات قرآنی کی رو سے ان پر پروردگار عالم کی لعنت برس رہی ہے چنانچہ حق جل شانہٗ اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے :-

اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ط ؛

چنانچہ ان کے اعتراضات کے منجملہ ایک جز و یہ ہے کہ بظاہر امام ہمام اور اسلامی لشکر نے اعتراض کیا تھا اور حقیقت میں وہ تمام اعتراضات کلام الٰہی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر وارد ہوتے تھے ۔ حاجی ممدوح کی زبانی سننے میں آئے اب ان اعتراضات کو قرآن و حدیث کی روشنی میں حاجی صاحب کے روبرو بوجہ احسن بیان کر دیئے گئے ہیں ۔ چونکہ حاجی صاحب حق بات ماننے والے تھے اس لئے انھوں نے اس سے فائدہ اٹھایا لیکن اس عاجز کو اس خصوص میں یقین

کا مل ہے کہ اس تقریر مذکور کا اثر ان ملعونوں پر کچھ بھی نہ ہوگا۔ کیونکہ کلام باری اور سنت رسول اللہ سے اس کی سند پیش کی گئی ہے اور ان منافقوں کی نزد ان اعتراضات کے پردہ میں دراصل عین کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر ہے اور ان کا مطلب یہ ہے سیرت نبوی کی ردوقدح کی جائے لہٰذا ان کا جواب سوائے تلوار کوئی اور چیز نہیں ہوسکتی اور جب تک کہ ان کو اس کی استطاعت یعنی توفیق حاصل نہیں ہوگی۔ ان کا جواب بس یہی ہے کہ انکی باتوں پر کان ہی نہ دھرا جائے بموجب بیت ؎

آنکس کہ بقرآن و خبر زند نرہی
آنست جوابش کہ جوابش ندہی

ترجمہ:۔ "جس شخص کو قرآن و حدیث کی خبر ہی نہیں ہے اس کا جواب خاموشی ہے"۔

جناب والا تو اپنے عقیدہ کی صفائی میں بے مثل اور نیت کی سچائی میں تو بے مثل ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی وقت ملاقات ہوگی تو اس معاملہ کی حقیقت جناب سے عرض کی جائے گی۔ لیکن اس زمانے میں جو شورش ہو شیطانی وسوسوں کا دور ہے ان شیطانوں کے وسوسوں سے اپنی جان کی حفاظت اور شیطان ملعون کے لشکروں سے ہاتھا پائی کو واجب اور لازمی جانیں اور میری ملاقات تک اسی ایک نکتہ پر قناعت فرمائیں۔ جو سید المرسلین، تمام خلفاء راشدین اور اہل بیت پاک اور ذی عزت صحابہؓ کی سنت ہے۔ وہ یہ کہ تمام عمر خود کو بلکہ ہر لحظہ و لمحہ، رات دن قیام جہاد کی کوشش فرمائیں۔ اور اپنے تمام عزیز و اقارب کو اسی نیک جدوجہد میں صرف کریں اور اپنی قیمتی عمر کو اس شغل میں بسر کرنے کو سب سے بڑی سعادت شمار فرمائیں خواہ سعی مذکور انجام کو پہنچے یا نہ پہنچے کیونکہ اپنی عمر گزارنے کا مقصد پروردگار عالم کی اطاعت اور سردار انبیا کی متابعت ہے۔ لیکن زمانے کے انقلابات اور طور طریق دولت و اقبال کو الٹ پلٹ کرنا اور ملتوں اور سلطنتوں کو برہم کرنا ہے۔ لیکن اس کا تعلق پروردگار عالم کی قدرت کاملہ سے ہے نہ کہ یہ انسان کی ناقص استطاعت پر منحصر ہے اور محمدی طریقہ کے مسلمانوں پر یہی لازم ہے کہ وہ اپنی جان و مال و عزت کو اسی راستہ میں قربان کر دیں اور اس کو اپنی عین سعادت شمار کریں اور ترقی و تنزل موافقت اور مخالفت

صرف پروردگار کی قدرت کاملہ پر چھوڑ دیں ؎

بخت اگر مدد کند دامنش آورم بکف
گر بکشم زہے طرب ور بکشد زہے شرف

اور اپنے اوقات کو اسی عظیم عبادت کی جد وجہد میں صرف کریں اور قرب حق کے حصول کو اسی راستہ میں منحصر تصور فرمائیں اور دوسرے دینی اور دنیوی کاموں کو نظر انداز کرکے مردانہ وار اسی میدان میں آجائیں۔ فرد ؎

مصلحت دید من آنست کہ یاراں ہمہ کار
بگذارند و خم طرۂ یارے گیرند

لہٰذا جناب والا پر لازم ہے کہ اسی راستہ کو خدا اور رسول کا راستہ سمجھیں اور جو شخص اس معاملہ میں زبان طعن دراز کرے اس کو دین کے تمام دشمنوں اور پروردگار عالم کے مردودوں کی طرح جیسے کہ اقوام سکھ اور ہنود ہیں شمار کریں۔ والسلام مع الاکرام۔

مکتوب نمبر ۱۳۱ منجانب مولانا محمد اسمٰعیل دہلوی بنام میر شاہ علی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از بندہ ضعیف بخدمت محمد اسمٰعیل معدن غیرت ایمانی منبع حمیت اسلامی مقبول بارگاہِ رب قوی مخدومی میر شاہ علی سلمہ اللہ تعالےٰ۔ بعد از سلام مسنون و اجابت مقرون واضح آنکہ نامہ نامی و رقیمۂ گرامی متضمن بر کلامیکہ فیما بین صادقین و منافقین واقع گردیدہ رسید مضامین مندرجہ واضح گردید جزاکم اللہ خیرا۔ آنچہ نگارش فرمودہ بودند کہ مضامین سوال و جواب را منقح گردانیدہ و آنرا کسوت تالیفِ رسالہ پوشانیدہ ارسال با یدداشت مخدوما حقیقت الامر این است ہر چند کہ تحریر و تقریر ہم در بمقدمات نوعے از جہاد است فاما ایں ضعیف بلکہ سائر حاضرین ایں مقام در امرے مشغول اند کہ تقریرات و تحریرات و مکتوبات را در آں امر اصلا گنجائش نیست حال ما مردم بہ نسبت حال ایں تحریر و تقریر بمشابہ حال شخصے است کہ بہ نفسِ ادائے صلوٰۃ مشغول

است بہ نسبت کسیکہ تعلیم مساعی صلوٰۃ نماید پس ہر چند تعلیم مساعی صلوٰۃ ہم از جملہ
مقدمات صلوٰۃ است فاما حال اداے نفس صلوٰۃ مانع است۔ از اشتغال بہ تعلیم
مساعی صلوٰۃ کسیکہ حال مجاہدین را مشاہدہ نماید بالیقین بداند کہ مسلک قیل و قال و بحث
و جدال خواہ حق باشد خواہ باطل دیگر و مسلک ایں مردم دیگر۔ مسلک اوّل از جنس مسلک
علماء است و مسلک ثانی از جنس مسلک سپاہیان دشتان بینہما حالانکہ دریں مقام چند
کلمہ تحریر کردہ می شود آہم بر خاطرِ فاتر بس گراں است فاما بنا بر پاسِ خاطر عاطر نوشتہ می شود
کہ در انعقادِ امامت جناب امیر المومنین بر قانونِ حدیث و کلام و فقہ اصلاً شبہ نیست.
و آنچہ مخالفین از جنسِ قبائح با نجناب یا با اتباع آنجناب نسبت می نمایند پس اولاً ایں
کہ آنچہ بذات آنجناب نسبت می کنند آں ہمہ سراسر باطل است و از وسمۂ صدق عاطل
و آنچہ بر رفقاے آنجناب نسبت می نمایند پس اکثرے از آنہم مطابقِ واقع نیست۔ بر
تقدیر تسلیم پس قبح رفقاے امام ہرگز در امامت آں قادح نیست چنانچہ قبح امتیاں ہرگز
در نبوت نبوی ایشاں قدح نمی تواند کرد و نیز بر تقدیر تسلیم آنچہ بذاتِ آنجناب ہم نسبت
می کنند پس پُر ظاہر است کہ آہم در ثبوتِ امامت یا بقاء آں اصلاً قادح نیست۔ چہ
منتہاے آں قدح در مراتب ولایت است و ثبوت مراتب ولائت اصلاً در شروط امامت نیست بلکہ فسق و ظلم ہم
سبب زوال امامت بعد ثبوت آں ہرگز نمی تواند شد۔ چنانچہ در احادیث متواترہ و عبارا
اسلاف و اخلاف و فقہاے متکلمین بر آں دلالت می دارد و بالجملہ مدار کلام بر ہمیں دو
امر است اوّل ثبوت امامت بعد ازاں عدم زوال آں بسببِ اعتراضاتِ مسطورہ اما
مقدمۂ اولیٰ پس بیانش آنکہ طریقِ ثبوت امامت را از کتب حدیث و کلام و فقہ تفتیش باید
کرد و در ہمیں مقدمہ روایاتِ قوی را از ضعیف و راجح را از مرجوح تمیز باید داد و بعد ازاں
خلاصۂ مضمون قوی راجح کہ در بابِ طریقِ انعقادِ امامت است منقح کردہ در ذہن
ملحوظ باید داشت بعد ازاں تامل باید کرد کہ در ما نحن فیہ آں امر منقح متحقق است یا نہ ہر چند
حقیقت الامر در امثال ایں مقدمات بمشاہدہ منکشف می گردد کہ لیس الخبر کالمعاینہ حدیثے
است ماثورہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ مثلے است مشہور اما بر بنا بر آنکہ مشاہدۂ حال بہ
نسبت غائبین مفقود است پس انکشاف حال بر سبیل اجمال بہ نسبتِ ایشاں از اطلاع
بنا اخبار ایں مجمع اخیار ہم بقدر ضرورت می تواند شد بنا بر آنکہ یک قطعہ پرچہ اخبار اطلاع

مع چند قطعاتِ کواغذ دیگر کہ شارح قطعۂ مذکور می تواند شد بخدمت ارسال داشته شد تا بوجہ من الوجوہ حقیقت الحال منکشف گردد پس ہر کہ درین مقدمہ بخوبی تامل خواہد کرد لابد انعقادِ امامتِ آنجناب اذعان خواہد نمود - اما مقدمۂ ثانیہ پس آنرا ہم از کتب حدیث و کلام و فقہ تفتیش باید نمود کہ کدام کدام امر باعث انعزال امام باشد از منصب امامت و این بعدے در بارگاہ آنجناب بعید است کہ کس از کفار سکھ وغیرہم ادعائے وجودِ این قبائح در ذاتِ آنجناب نمی تواند کرد بالجملہ چوں امامت آنجناب ثابت گردید ہیچ امرے کہ باعث انعزال آنجناب از منصب امامت باشد یافتہ نشد پس اطاعتِ آنجناب بر کافۂ مسلمین واجب گردید ہر کہ امامت آنجناب ابتداءً قبول نکند یا بعد القبول انکار نماید پس ہمولنست باغی مستحل الدم کہ قتل او مثل قتلِ کفار عین جہاد است وہتک او مثلِ ہتک سائر اہل فساد عین مرضی رب العباد چہ امثال این اشخاص بحکم حدیث متواترہ از جملہ کلاب دنار و ملعونین اشرار اند این است مذہب این ضعیف درینمقدمہ پس جوابات اعتراضات معترضین نزد این ضعیف ہمیں ضرب بالسیف است نہ تحریر و تقریر اما آنچہ ذکر می نماید کہ برائے مقابلہ اہل شوکت مماثلۃ ایشان در شوکت ضروری است پس میگویم اولاً اینکہ این مقدمہ مذکورہ ممنوع است بلکہ سعی در تحصیل معنی شوکت بقدرِ استطاعت خود کافی است مماثل شوکت مخالفین باشد یا نباشد - قال اللہ تبارک و تعالیٰ :-

وَاَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ (ولم یقل) وَاَعِدُّوا لَهُمْ مِثْلَ مَا اَعَدُّوا لَكُمْ ۔

وثانیاً آنکہ معنی وجود شوکت این نیست کہ در جسم امام قوتے بہم رسد کہ ہمان وقت دولت مخالفین را برہم زند و بذات خود تمام جنود عساکر ایشانرا ہزیمت دہد - بلکہ معنیش ہمیں است کہ جماعاتِ موافقین ہمراہ او بحدے مجتمع شوند کہ باعتبار ظاہر مقل مدافعت مخالفین بقوت ایشان می توانند کرد و مراد از اجتماع این نیست کہ در ہر آن گرداگرد ایستادہ مانند بلکہ معنیش ہمیں است کہ ایشان را بذاتِ او علاقہ بہم رسد کہ مقتضائے آن علاقہ در حق ایشان اطاعت احکام او باشد مثل علاقہ نوکری در عرف سلاطین و علاقہ قرابت و برادری در عرف افاغنہ و در شرع ہمیں علاقہ بیعت را اعتبار فرمودہ اند پس چنانچہ صاحب شوکت در عرف سلاطین ہمولنست کہ مجمع کثیر از نوکران داشتہ باشد در عرف افاغنہ

ہمانست کہ در مجمع کثیر از الوس داشتہ باشد ہمچنیں در عرف شرع امام صاحب شوکت ہمانست کہ مجمع کثیر از مسلمان بر دست او بیعت امامت بجا آوردہ باشند چہ علاقۂ بیعت نزد شارع اقوی است۔ از علاقۂ نوکری و قرابت پس جناب امام ہمام باشوکتِ شرعیہ بالفعل بحدے حاصل است کہ بمراتب قوی است از شوکت مخالفین چہ سرداران پشاور کہ صاحب عساکر و جنود و توپ و شاہین اند و خوانین سوات و بنیر و سمہ و ہمہ خواص و عوام ایشاں و پایندہ خان تنولی بیعت امامت بر دست آنجناب بجا آوردہ اند و شمار ایں اشخاص بہ لکھوکھا میرسد پس لابد شمار عساکر کہ آں جناب بحدِ خواہد رسید کہ شمار جنود کسے از مخالفین ہرگز بآں حد نمیتواند رسید فاما اینکہ بعضے از ایشاں نکثِ بیعت نمودہ و حق آنکہ اطاعت است بجا نیاوردند پس متحمل است کہ دیگراں ہم ہمیں معاملہ پیش کنند پس ایں معنی اصلا در شوکت شرعیہ قدح نمی تواند کرد چنانچہ بسیاری از نوکراں نمکحرامی می کنند و در بدخواہی آقائے خود می کوشند پس احتمال است کہ دیگراں ہم ہمیں معاملہ پیش کنند پس چناں کہ ایں احتمال در شوکت عرفیہ سلاطین قدح نمی کند پس ہمچنیں آں احتمال در شوکت شرعیہ ائمہ قدح نمی تواند کرد۔ ثالثاً آنکہ مماثلت شوکت با شوکت جمیع مخالفین از کفرۂ شرق و غرب اصلا مراد نیست و الا امامت ہیچ امامے از سابقین و لاحقین ثابت نہ گردد پس مماثلت باشوکت ہمیں مخالفین مراد باشد کہ بالفعل مقابلہ با ایشاں در پیش است و در ما نحن فیہ اینقدر شوکت البتہ متحقق است کہ مماثلِ شوکت ناظمانِ چھچھ و ہزارہ و پکھلی میتواند شد اگرچہ مماثل شوکت راجہ رنجیت سنگھ نباشد و کدام کس بایشاں خبر دادہ کہ جناب امام ہمام بہمیں جمعیت قلیلہ عزم لاہور میدارند بلکہ شب و روز دراز دیادِ جمعیت مسلمین و ترقی شوکت ایشاں مساعی بلیغہ بجا می آرند و عروج شوکت اسلامیہ تدریجاً امید میدارند و ایں امر اصلا مستبعد الوقوع نیست بلکہ در انقلاب ملل و دول ہمیں سنت اللہ جاری است کہ ضعیفے از ضعفاء احاد الناس مثل نادر شاہ و رنجیت سنگھ وغیرہ سر می برآرد و آہستہ آہستہ از رفقاء جماعتے بہم می رساند و قوتے و شوکتے تدریجاً بدست می آرد و حتی کہ سلطنت سلاطین عظام و مملکتِ خوانین ذوی الاحتشام را برہم میزند چہ بلائے اتفاقی است کسیکہ محض برائے طلب دنیا کمربستہ باشد در حق او گمان فتح و نصرت نمایند و بر ہمیں گمان رفاقت

اداختیار کنند و کسیکہ محض للہ و فی اللہ و ابتغاءً لوجہ اللہ برائے نصرت دین حق مستعد گردد
در حق او اصول یعنی فتح و نصرت مستبعد می پندارند و آنرا از جملہ اوہام بعیدہ شمارند و اشکالات
رنگارنگ و اعتراضات گوناگون بر و وارد گردانند و خود رفیق او نشوند بلکہ عوام مسلمین را
از رفاقت او متنفر گردانند و آخر شدہ شدہ نوبت بہ این حد رسانند کہ در برہم زدن
کار و بار جہاد سعی نامشکور بجا آرند الا لعنۃ اللہ علی الظالمین الذین یصدون عن سبیل اللہ
ویبغونہا عوجا۔ وار لغا آنکہ سلمنا حصول شوکت قویہ شرط اقامت جہاد باہل شوکت باشد
و آنجناب را شوکت بالفعل حاصل نیست لیکن می پرسم کہ طریق حصول شوکت برائے امام
وقت چیست آیا شوکت بایں طریق حاصل می شود کہ شخصے از شکم مادر خود مع عساکر
وجنود . . . . وسائر سامان جنگ بیرون برآید یا وقتیکہ برا اقامت جہاد مستعد شود پس
ہمانوقت فی الفور از غیب الغیب تمام عساکر و جنود و سائر سامان جنگ باو عطا شود ایں
ہرگاہے شدہ نہ گاہے شدنی است بلکہ طریقش ہمانست کہ چنانچہ نصب امام بر ذمہ کافۂ مسلمین فرض
است و مداہنت در آں موجب معصیت ہمچنیں تحصیل معنی شوکت ہم برائے امام وقت
بر ذمہ ایشاں فرض است کہ کل جماعات مسلمین از ہر سو دوان نزد او جمع شوند و ہر کس
از ایشاں بقدر استطاعت خود در تحصیل سامان جنگ کوشش نمودہ و اسباب آن بقدر
استطاعت خود در تحصیل سامان جنگ کوشش نمودہ و اسباب آن بقدر طاقت خود
بدست آوردہ بحضور امام وقت حاضر گردانند و لہذا در کریمہ اعدوا لہم ما استطعتم و
کریمۂ جاہدوا باموالکم و انفسکم خطاب بعموم سلف متوجہ گردید نہ بخصوص بہ آئمہ
پس ہر کہ می گوید کہ شوکت امام شرط جہاد است و شوکت مذکور در ما نحن فیہ متحقق
نیست پس او را لازم کہ اول خود بیاید و بقدر استطاعت خود سامان جنگ ہمراہ آرد و انتظار
مشارکت دیگرے در ایں امر اصلا جائز نیست پس در آنچہ در امر جہاد تعویق و تعطیل واقع
شود وبال و نکال آں ہمہ بر گردن قاعدین متخلفین است بمشابہ آنکہ نماز جمعہ بر ہر کس واجب
است و او بدون جماعت متصور و انعقاد جماعت بدون امام ممتنع پس اگر کسے در خانہ
نشستہ انتظار اینمعنی کشد کہ وقتیکہ امام قائم خواہد شد و جماعت مجتمع خواہد گشت ہماں
وقت من حاضر خواہم شد پس لابد نماز جمعہ فوت شود و آنکس عاصی و آثم گردد چہ نزول
امامے از ارواح مقدمہ و جماعۃ از جماعات ملائک برائے اقامت جمعہ ہرگز واقع

شدنی نیست بلکہ طریقش ہمانست کہ ہر کس از خانہ اگرچہ تنہا باشد بیرون برآید و در مسجد رود اگر جماعت مجتمع باشد شریک ایشاں شود والّا در ہماں مسجد بہ نشیند و انتظار دیگرے نماید نہ اینکہ مسجد را خالی بیند بخانۂ خود باز گردد کہ انعقاد جماعت و اقامتِ جمعہ ہرگز بایں وجہ نخواہد شد ہمچنیں لازم کہ ہر کس اگرچہ تنہا و ضعیف و قلیل الاستطاعت باشد بمجرد استماعِ آوازہ دعوتِ امام از خانۂ خود بدر رود و جانِ خود را مع ہر قدرے از سامانِ جنگ کہ میسر باشد در مجمع مسلمین رساند تا قیام جہاد صورت بندد نہ اینکہ جانِ خود را از سلک عباد اللہ برکشیدہ در زمرۂ عباد الاجوفین داخل گردانند و ایں رکن رکین دین متین را گذاشتہ در کاسہ لیسی اغنیاء متمردین و فرج سائی نسوانِ ناقصات الدین مشغول شود سبحان اللہ حق اسلام ہمیں است کہ بیخ رکن اعظم او را برکنند و کسیکہ با وجودِ ضعف و ناتوانی غیرتِ ایمانی و حمیت اسلامی در سینۂ او جوش زند او را ملام و مطعون سازند بیک آں قوم از جملہ مجوس یا سکھ یا ہنود اند کہ با ملت محمدیہ عداوت میدارند وَکَانُوْا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ دیا کہ مقتضائے محمدیہ ہمیں بود کہ اگر کسے کہ بطریق لہو بازی ذکر جہاد بر زبان میراند قلوب مسلمین از استماع آں لسان گل شگفتہ می گردید بسانِ سنبل، سرسبز می شد و اگر از بلاد دور دست ہم آوازہ قیام جہاد بگوشِ ہوش اہل غیرت اسلامی می رسید فی الفور دیوانہ وار در دشت و کوہسار میدوید بلکہ مثل شہبازی پریدآیا امر جہاد با وجود ایں عظیم شان از پایۂ تعلیم و تعلم مثل کتاب الحیض والنفاس ہم ساقط گردید مناسب ہمیں است کہ ایں ہوا وہوس نفسانی و وساوسِ شیطانی را از دل دور گردانند و غیرت ایمانی و حمیت اسلامی را بجوش آرند و مردانہ وار در مجمع مجاہدین درآیند و در نشیب و فراز زمانہ کہ برایشاں می گزرد مصابرت در زند و خیالات دور دراز کہ از عقل اسباب پرست سر بر می آرند دست بردارند و آنرا اوہام جز بزہ شمارند و علائق دینیہ و دنیویہ را کہ مانع استعجال ایں امر باشد از ہم باشند بموجب بیت

مصلحت دید من آنست کہ یاراں ہمہ کار
بگذارند و خمے طرۂ یارے گیرند!

و در حدیث شریف وارد گردیدہ "اِنَّ لِقَلْبِ ابْنِ آدَمَ بِکُلِّ وَادٍ شُعْبَۃً فَمَنِ اتَّبَعَ قَلْبَہُ الشُّعَبَ کُلَّہَا لَمْ یُبَالِ اللّٰہُ بِاَیِّ وَادٍ ہَلَکَہٗ وَمَنْ یَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ کَفٰی بِالشُّعَبِ"

مخاطب این کلام سیادت پناہ سید محبوب علی و امثالِ ایشان از طالبین حق ہستند کہ دین و ایمان را ہم در جنسِ صفاتِ محمودہ می شمارند نہ مولوی نصیر الدین و امثال ایشان کہ بہ سبب بلادتِ طبع و غباوتِ فہم منتہائے مقصودِ ایشان ہمیں قیل و قال و بحث و جدال است نہ تفتیش حقیقت و اکتفاء کنہ مقال و تقتیکہ این ضعیف باین ہر دو بزرگ در شاہجہان آباد ملاقات میداشت حال ہر کس از ایشان بر ہمیں منوال بود کہ نگارش کردہ شد اما فی الحال اگر حال ایشان منقلب گردیدہ باشد بر آں اطلاع نمی دارم و آنرا از ممکنات عقلیہ می شمارم ۔ والسلام مع الاکرام ۔

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۱۳۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

بخدمت معدن غیرت اسلامی و منبع حمیت اسلامی ۔ مقبول بارگاہ رب قوی مخدومی میر شاہ علی سلمہٗ ۔

سلام مسنون ۔ جناب کا گرامی نامہ جو مخلصین اور منافقوں کی باہمی گفتگو پر مشتمل تھا پہنچا ۔ حالات معلوم ہوئے ۔ خدا آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے ۔ آپ نے جو یہ تحریر فرمایا تھا سوال و جواب کے متن کی تنقیح کر کے اس کو رسالہ کی صورت میں مرتب کر کے بھیج دینا چاہیئے ۔ میرے مخدوم حقیقت واقعہ یہ ہے کہ اگرچہ ان معاملات میں تحریر و تقریر کرنا ایک قسم کا جہاد ہے ۔ لیکن یہ عاجز اور اس مقام کے تمام لوگ ایک ایسے کام میں مشغول ہیں کہ تقریروں اور تحریروں کی اس میں کوئی گنجائش نہیں ہے ۔ ہم لوگوں کا حال بہ نسبت ان تحریر اور تقریر کرنے والوں کے ایسے شخص کے مماثل ہے جو نماز ادا کرنے میں مشغول ہے اور ایک ایسا شخص ہے جو ابھی نماز پڑھنا سیکھ رہا ہے غرض اگرچہ کہ نماز کی تعلیم دینے کی کوشش بھی نماز کے مقدمہ میں داخل ہے لیکن اب اصل نماز ادا کرنے کی مشغولیت نماز کی تعلیم کی جد و جہد میں مانع ہے ۔ جو شخص مجاہدین کی حالت کا مشاہدہ کرے گا تو یقینی طور پر وہ یہ جان لے گا کہ قیل و قال اور بحث و مباحثہ کا مسلک خواہ وہ حق ہو یا باطل ایک اور ہی چیز ہے اور ان لوگوں کا مسلک ہی جدا ہے ۔ پہلا مسلک تو علماء کے مسلک کے جیسا ہے اور یہ

دوسرا مسلک سپاہیوں کا ہے۔ اور دونوں میں باہم کس قدر بُعد ہے اب یہاں چند باتیں لکھی جاتی ہیں اور وہ بھی دل پر گراں معلوم ہوتی ہیں۔ تاہم جناب کی خاطر تحریر کی جاتی ہیں۔ جناب امیر المومنین کی امامت کا انعقاد از روئے حدیث و کلام و فقہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے اور یہ مخالف حضرات جو برائیاں صاحب موصوف اور انکی اتباع کے متعلق منسوب کرتے ہیں۔ ان میں پہلی بات تو یہ ہے کہ جو کچھ وہ صاحب ممدوح کے متعلق منسوب کرتے ہیں وہ تمام باتیں سراسر جھوٹ ہیں اور ان میں سچائی کا شائبہ بھی نہیں ہے اور جو کچھ ان کے رفقاء سے منسوب کیا جاتا ہے ان میں سے اکثر باتیں حقیقت پر مبنی نہیں ہیں جو تسلیم کی جا سکیں۔ لہٰذا امام کے رفقاء کی برائیاں ہرگز امامت کو رد کرنے والی نہیں ہیں۔ چنانچہ امتیوں کی برائیاں ان کے نبی کی نبوت کو باطل نہیں کر سکتیں۔ نیز اگر اس کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو جو کچھ صاحب ممدوح کے متعلق کہا جا سکتا ہے صاف ظاہر ہے کہ وہ بھی امامت کے ثبوت میں اور اس کے قیام کیلئے ہرگز مانع نہیں ہے چونکہ اس تردید کی بناء ولایت کے مراتب سے تعلق ہے اور ولایت کے مراتب کا ثبوت امامت کی شرائط میں داخل نہیں ہے بلکہ رفقاء کا فسق اور ظلم ثابت ہونے کے بعد بھی ہرگز وہ امامت کے زائل ہونے کا سبب نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ متواتر احادیث اور اسلاف اور اخلاف فقہا اور متبعین کی تحریرات میں اس امر پر دلالت ہے جنکے منجملہ ہماری اس بات کا انحصار دو باتوں پر ہے ایک تو امامت کا ثبوت ہے اور دوسرے یہ کہ اعتراضات مذکورہ کی وجہ سے امامت زائل نہیں ہو سکتی۔ لیکن پہلی صورت میں جسکا مضمون یہ ہے کہ امامت کے ثبوت کے متعلق حدیث و کلام اور فقہ کی کتابوں کی چھان بین کرنی چاہیئے۔ اور اس سلسلہ میں قوی روایتوں کو ضعیف روائتوں پر اور ان میں اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ مرجوح روایت کون سی ہے اور قابل ترجیح کونسی ہے اس کے بعد قوی اور راجح مضمون کے خلاصہ کو جو امامت کے انعقاد کے طریقہ سے متعلق ہے تنقیح کرکے اس کو ذہن میں ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ بعد ازاں اس پر غور و خوض کرنا چاہیئے کہ ہمارے معاملہ میں وہ تنقیح شدہ کام متحقق بھی ہے یا نہیں۔ اگرچہ فی الحقیقت اس قسم کے واقعات میں کوئی

حقیقت مشاہدہ کی رو سے منکشف بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ حدیث ماثورہ یہ ہے۔
لیس الخبر کالمعانیہ۔ (یعنی مشاہدہ سے بڑھ کر کوئی اطلاع صحیح نہیں ہوسکتی) بقول۔
"شنیدہ کے بود مانند دیدہ"
مثل مشہور ہے۔ لیکن اس لحاظ سے کہ حالات کا مشاہدہ غائبانہ باتوں کے مقابلہ میں
موجود نہیں ہے۔ اس لئے مختصر طور پر اصل حالت کا انکشاف ان نیک لوگوں کی جماعت
کے متعلق جزوی فقدان کی وجہ سے بقدر ضرورت ہوسکتا ہے اسی بنا پر خبروں
کا ایک قطعہ پرچہ معہ چند دوسرے کاغذات کے ارسال خدمت کیا گیا تھا تاکہ اس
علاقہ کے حالات کی وضاحت اور حقیقت حال منکشف ہوجائے۔ جو شخص بھی اس
معاملہ میں خوب غور کرے گا تو جناب والا کی امامت کا قیام ضرور قابل تعمیل . . .
تصور کرے گا۔ لیکن دوسرے معاملہ کے حل کو بھی حدیث و کلام اور فقہ کی روشنی
میں تلاش کرنا چاہیئے کہ کون کون سی چیز منصب امامت سے کسی امام کو معزول
کرنے کا باعث ہوسکتی ہے اور اس خبر کا خود ایک حد تک جناب والا کے دربار سے
صادر ہونا مشکل ہے۔ کیونکہ سکھ کفاروں میں سے کوئی بھی جناب والا کی ذات سے
ایسی برائی کے وجود کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ بالآخر جب جناب والا کی امامت ثابت
ہو جائے تو پھر کوئی چیز جناب والا کی منصب امامت سے معزولی کی نہیں پائی جا
سکتی۔ لہٰذا جناب والا کی اطاعت تمام مسلمانوں پر لازم ہوئی۔ جو شخص جناب
والا کی امامت کو ابتداء میں قبول نہ کرے یا قبول کرنے کے بعد اس سے انکار کردے
تو یہ سمجھ لیجئے کہ وہ باغی، مکار اور فریبی ہے۔ اس کا قتل کرنا کافروں کے قتل
کی طرح عین جہاد ہے اور اس کی ہتک کرنا تمام فساد کرنے والوں کی ہتک کرنے
کے مماثل ہے اور پروردگار کی عین مرضی پر مبنی ہے۔ ان اشخاص کی مثال حدیث
متواتر کی رو سے کتوں کی سی ہے اور یہ تمام ملعون شریر النفس ہیں۔ اس عاجز کا
مذہب اس معاملہ میں یہی ہے۔ پس معترضین کے جوابات اس خصوص میں اس
عاجز کے پاس تو ان کو تلوار کے گھاٹ اتارنا ہے نہ کہ تحریر اور تقریر ہے لیکن
سوائے ان کے جو یہ ذکر نہیں کرتے کہ شان و شوکت والوں کے مقابلہ کے لئے
ان کی طرح شوکت ضروری ہے۔ لہٰذا میں کہتا ہوں کہ پہلے تو یہ بات متذکرہ

صدد معاملہ میں ممنوع ہے۔ بلکہ شوکت و دبدبہ کا حاصل کرنا اپنی حسب استطاعت کافی ہے۔ خواہ وہ مخالفین کی شوکت کے مماثل ہو یا نہو۔ چنانچہ خداوند تبارک وتعالٰے کا ارشاد ہے :-

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ (ولم يقل) وعدوا لهم مثل ما اعدوا لكم ::

دوسرے یہ کہ شان وشوکت کی موجودگی کے معنی یہ ہیں کہ امام کے جسم میں اس قدر قوت پیدا ہو جائے کہ وہ یک لخت مخالفین کی دولت کو درہم برہم کرے اور بذات خود ان کے تمام لشکر اور فوج کو شکست دیدے۔ بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ موافق لوگوں کے اتنے گروہ اس کے ساتھ جمع ہو جائیں کہ ظاہری عقل کے مدنظر مخالفین کی مدافعت ان جماعتوں کی قوت کے ساتھ کر سکے۔ اور اجتماع کا مقصد یہ نہیں ہے کہ ہر وقت اس کے گرد جمع رہیں۔ بلکہ اس کے معنی تو یہ ہیں کہ انکی ذات سے ان کا ربط ضبط قائم رہے اور اس رابطہ کا اقتضا یہ ہے کہ ان کے پیش نظر اس کے احکام کی تعمیل ہو۔ مثلاً جس طرح کہ نوکری کا تعلق عام طور پر سلاطین سے اور قرابت داری اور برادری کا رشتہ افغانوں کے یہاں ہوا کرتا ہے اور شرع میں اسی تعلق کا نام بیعت ہے۔ غرض جس طرح کہ سلاطین کی نظر میں صاحب شوکت وہی ہے جس کے ہاتھ پر مسلمانوں کے کثیر مجمع نے بیعت امامت کی ہو کیونکہ بیعت کا رشتہ شارع کی نظر میں سب سے قوی ہے اس رشتہ سے جو نوکری یا قرابت کی وجہ سے قائم ہو غرض امام ہمام کو شرع کی شوکت ودبدبہ کا مرتبہ بالفعل اس حد تک حاصل ہے جو مخالفین کی شوکت کے مقابلہ میں بے حد قوت رکھتا ہے کیونکہ پشاور کے سردار صاحب لشکر و فوج میں توپ وشاہین بھی رکھتے ہیں اور سوات ۔ بنیر اور سمہ اور تمام خواص وعوام اور پائندہ خاں تنولی نے امامت کی بیعت جناب والا کے ہاتھ پر کر لی ہے۔ اور ان اشخاص کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی ہے۔ غرض ضرور جناب والا کا لشکر اس حد تک پہنچ جائیگا کہ مخالفین میں سے کسی کا لشکر بھی ہرگز اس تعداد تک نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن بات یہ ہے کہ ان میں سے بعض اشخاص نے بیعت توڑ ڈالی اور اطاعت کا جو

حق تھا اس کو وہ بجا نہیں لائے۔ اس لئے اس بات کا احتمال ہے کہ دوسرے لوگ بھی اسی طرح عمل کرنے لگیں گے۔ غرض جس طرح اس قسم کا قیاس سلاطین کی مشہور شان وشوکت کو برباد نہیں کر سکتا تو اس سے یہی قیاس ہوتا ہے کہ وہ ائمہ شرع شریف کی شان وشوکت و دعبہ نہیں لگا سکتا۔ تیسری چیز یہ کہ مشرق ومغرب کے تمام مخالفین کی مثال دینا ہمارا ہرگز مقصد نہیں۔ ورنہ مقدمین اور موخرین کی امامت ثابت نہ ہوتی۔

پس انہیں مخالفین کی شان وشوکت کی مثال دینا ہمارا مقصد ہے۔ جس کا اب ان سے مقابلہ کرنا ٹھہرا ہوا ہے۔ اور ہم ہین بذات خود البتہ اس قدر شان وشوکت موجود ہے جو کچھ چھچھ وہزارہ اور پکھلی کے نظماء کے دبدبہ اور شان وشوکت کے برابر ہو سکتی ہے۔ اگرچہ راجہ رنجیت سنگھ کی شوکت ودبدبہ کے مماثل نہ ہو۔ اور کسی شخص نے یہ اطلاع دی ہے کہ جناب امام ہمام اسی تھوڑی سی فوج کے ساتھ لاہور کا قصد رکھتے ہیں۔ بلکہ وہ رات دن مسلمانوں کی جمعیت اور شوکت ودبدبہ کی ترقی کے لئے بیحد کوشش کر رہے ہیں اور بتدریج شوکت اسلام کے عروج کی توقع رکھتے ہیں اور یہ کام ہرگز ان کو اس سے دور رکھنے والا نہیں ہے، بلکہ یہ چیز تو قوموں اور مملکتوں کے انقلابات میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے جاری ہے۔ کہ کمزوروں میں سے ایک کمزور فرد مثلاً نادر شاہ اور رنجیت سنگھ وغیرہ اٹھ بیٹھتا ہے اور آہستہ آہستہ اپنے رفقاء کی جماعت بنالیتا ہے اور بتدریج ایسی قوت اور دبدبہ حاصل کرلیتا ہے۔ حتیٰ کہ بڑے بڑے سلاطین کی سلطنت اور ذی احتشام خوانین کی مملکت کو الٹ پلٹ کر کے رکھ دیتا ہے۔ یہ کس قدر بلا کی بے انصافی ہے کہ جو شخص محض دنیا کی طلب کے لئے کمر باندھ لیتا ہے تو اس کے حق میں فتح اور کامیابی کا گمان کرتے اور اسی گمان پر اس کی رفاقت اختیار کر لیتے ہیں۔ اور جو شخص محض اللہ کے واسطے اور ابتغاءً لوجہ اللہ سچے دین کی فتح کے لئے مستعد ہو جاتا ہے تو اس کے حق میں اس اصول یعنی فتح ونصرت کو محال سمجھتے ہیں اور اس کو دوراز خیال تصور کرتے ہیں۔ اور طرح طرح کی دشواریاں اور اعتراضات اس پر وارد کرتے ہیں اور خود اس کا ساتھ نہیں دیتے۔ بلکہ عام مسلمانوں کو اس کی رفاقت سے متنفر کر دیتے ہیں اور آخر کار رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ جہاد کے کاروبار کو درہم برہم کرنے میں سعی لاحاصل سے گریز نہیں کرتے بقول تعالیٰ :-

"الا لعنۃ اللہ علی الظالمین الذین یصدون عن سبیل اللہ و یبغو نھا عوجاً و ارجعاً"

اور ہم کو یہ تسلیم ہے کہ اہلِ شوکت و دبدبہ کے مقابلہ میں اقامت جہاد میں رعب و دبدبہ حاصل کرنا مشروط ہے۔ اور جناب والا کو بالفعل شوکت و دبدبہ حاصل نہیں ہے۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ امام وقت کی شوکت و رعب کے حصول کا طریقہ کیا ہے۔ کیا شوکت و دبدبہ اس طریقہ سے حاصل ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص خود بخود بطن مادر ہی سے مع فوج ولشکر اور تمام ساز و سامان جنگ کے ساتھ عالم وجود میں آجائے۔ یا جس وقت وہ جہاد کی اقامت کے لئے مستعد ہو جائے تو پھر اسی لمحہ میں فی الفور غیب سے تمام فوج ولشکر اور تمام فوجی ساز و سامان اس کو عطا ہو جائے یہ تو کبھی ہوا ہے اور نہ کبھی ایسا ہونے والا ہے۔ بلکہ اس کا طریقہ تو یہ ہے کہ جسطرح تمام مسلمانوں پر امام کے تقرر کرنے کی ذمہ داری فرض ہے اور اس میں کاہلی و سستی گناہ ہے۔ اسی طرح امام وقت کے لئے شوکت و دبدبہ حاصل کر دینا بھی ان کے ذمہ فرض ہے کیونکہ مسلمانوں کے تمام گروہ ہر طرف سے دوڑ دوڑ کر اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ اور ان میں کا ہر شخص اپنی استطاعت کے لحاظ سے جنگ کا سامان حاصل کرنے کی کوشش کر کے اپنی طاقت و بساط کے موافق اس کو حاصل کر کے امام کے حضور میں پیش کر دیتا ہے لہٰذا اس آیۃ کریمہ میں کہ :۔

"اعدوا لھم ما استطعتم (و آیۃ کریمہ) جاھدوا باموالکم وانفسکم"

کے خطاب سے عام طور پر ہمارے اسلاف کو متوجہ کیا گیا۔ نہ کہ خاص طور پر ائمہ سے ایسی مخاطبت کی گئی۔ اس لئے جو شخص یہ کہتا ہے کہ امام کی شوکت کے لئے جہاد شرط ہے اور وہ شوکت ہم میں متحقق نہیں ہے تو اس پر لازم ہے کہ پہلے تو وہ خود قدم اٹھائے اور اپنی حسب استطاعت سامان جنگ اپنے ہمراہ لائے اور کسی دوسرے کی شرکت کا انتظار اس کے لئے بالکل جائز نہیں ہے۔ غرض جو کچھ جہاد کے معاملہ میں تعویق اور تعطل واقع ہو جاتا ہے تو اس کا وبال اور عذاب تمام مخالف قائدین کی گردن پر ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ نماز جمعہ تو ہر شخص پر واجب ہے اور اس کا ادا کرنا جماعت کے ساتھ

متصور ہے۔ اور جماعت کا انعقاد بغیر امام کے منع ہے تو پھر اگر کوئی شخص گھر میں بیٹھ کر اس بات کا انتظار کرے کہ جس وقت امام کا تقرر ہو جائے گا تو جماعت بھی ہو جائے گی تو میں حاضر ہو جاؤں گا۔ مگر اس طرح تو نماز جمعہ ہی فوت ہو جائے گی اور وہ شخص گنہگار ٹھہریگا۔ کیونکہ امام کا نزول عالم ارواح سے ہونا اور فرشتوں کی جماعت کا مجتمع ہونا ہرگز ممکن نہیں ہے۔ بلکہ اس کا طریقہ تو یہ ہے کہ ہر شخص اپنے گھر سے اگرچہ کہ تنہا ہی ہو باہر آ جائے اور مسجد چلا جائے اگر مصلی جمع ہو گئے ہوں تو ان کے ساتھ شریک ہو جائے ورنہ نمازی مسجد میں بیٹھا رہے اور دوسرے مصلیوں کا انتظار کرے، نہ یہ کہ مسجد کو خالی دیکھ کر اپنے گھر لوٹ جائے اس لئے کہ جماعت کا ہونا اور جمعہ کا قائم ہونا ہرگز اس طرح نہ ہو گا۔ غرض اسی طرح یہ لازم ہے کہ ہر شخص اگرچہ تنہا ہو ضعیف اور کم استطاعت رکھتا ہو امام کی دعوت کی آواز سنتے ہی اپنے گھر سے دوڑ نکلے اور خود کو سامانِ جنگ کے ساتھ جو بھی میسّر ہو مسلمانوں کی جماعت میں پہنچا دے تاکہ قیام جہاد کی صورت بن جائے۔ نہ یہ کہ خود کو اللہ کے بندوں سے جدا کرکے برائے نام خدا کے بندوں کے زمرہ میں شریک ہو جائیں۔ اور اس مضبوط دین کے اس اہم رکن کو چھوڑ کر دولت مندوں اور مغروروں کی کاسہ لیسی اور ناقص دین والی عورتوں کی حرم گاہ کے مساس میں مشغول ہو جائے۔ سبحان اللہ کیا اسلام کا حق یہی ہے کہ اس رکن اعظم جہاد کو جڑ پیڑ سے اکھاڑ پھینکیں۔ اور جس شخص کے دل میں باوجود ضعف و ناتوانی کے غیرت ایمانی اور اسلام کی حمایت موج زن ہو اس کو لعنت ملامت اور مطعون کریں بے شک ایسی قوم تو آتش پرستوں، سکھوں اور اہل ہنود میں سے ہے جو ملت محمدی سے دشمنی رکھتی ہے۔ بقول:-

"ماذا بعد الحق الا الضلال"

محمدیہ طریقہ کا مقتضا تو یہی تھا کہ اگر کوئی شخص جہاد کا ذکر کھیل کود کے طریقے پر بھی زبان پر لائے تو مسلمانوں کے دل اس کے سننے سے پھول کی طرح کھل جائیں اور سنبل کی طرح سرسبز ہو جائیں۔ اگر دور دراز شہروں سے بھی جہاد کے قیام کا نعرہ اس کے غیرت اسلامی کے کان تک پہنچتا ہے تو وہ فوراً ہی دیوانہ وار جنگل اور پہاڑوں میں دوڑتا پھرتا ہے بلکہ شہباز کی طرح اڑتا ہے۔ تو کیا جہاد کا حکم باوجود عظیم الشان ہونے کے حیض و نفاس

کی تعلیم اور تعلم سے بھی گری پڑی چیز ہے مناسب تو یہی ہے کہ ان نفسانی خطرات اور شیطانی وسوسوں کو دل سے دور کر دیں اور غیرت ایمانی اور اسلامی حمیت کو کام میں لاکر مردانہ وار مجاہدین کے مجمع میں شامل ہو جائیں اور زمانے کے نشیب و فراز کو جو ان پر گذرتے ہیں صبر کریں اور دور از کار خیالات کو جو عقلی ڈھکوسلوں کی وجہ سے آتے رہتے ہیں دست بردار ہو جائیں اور ان کو خیالات پریشان اور وہم و گمان شمار کریں۔ دینی و دنیوی علائق جو اس کام کے انجام پانے میں مانع ہیں وہ بھی اسی قسم کے ہوا کرتے ہیں بموجب شعر ؎

مصلحت دید من آنست کہ یاراں ہمہ کار　　بگذارند و خمِ طرہ یارے گیرند

اور حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ :-

"ان لقلب ابن آدم بکل واد شعبة فمن اتبع قلبه الشعب کلها لم یبال الله بای واد هلکه ومن یتوکل علی الله کفی به الشعب

اس تقریر سے میری مخاطبت سیادت پناہ سید محبوب علی وغیرہ ایسے لوگوں کی طرف ہے جو حق کے طالب ہیں جو دین و ایمان کو اچھی صفات میں شمار کرتے ہیں۔ نہ مولوی نصیر الدین وغیرہ :۔ طبیعت کی کندذہنی اور کم فہمی ان کا انتہائی مقصد ہے اور ان کا پیشہ ہی قیل و قال اور بحث و تکرار ہے۔ نہ تو ان کو حقیقت کی تلاش ہے اور نہ کسی اور بات کی تہ کو پہنچنا ان کے لئے کافی ہے۔ جس وقت کہ اس عاجز کی ان دونوں بزرگوں سے شاہجہان آباد میں ملاقات ہوا کرتی تھی ان میں سے ہر ایک کی حالت یہی تھی جو آپ کو لکھ دی گئی۔ لیکن اگر اب ان کی حالت بدل گئی ہے تو مجھے اس کی کوئی اطلاع نہیں ہے اور اس کو میں قرین عقل سمجھتا ہوں۔ والسلام مع الاکرام۔

مکتوب نمبر ۳۲ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام سلطان زمان شاہ صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بحضور لامع النور جناب معلی القاب زینت افزائے اورنگ عزت و جلال زینت دہ چار بالش حشمت و اقبال صاحب عزت و بخت مالکِ دیہیم و تخت قدوۃ السلاطین عمدۃ الخواقین زاد اللہ اجلالہ وضاعف اقبالہ۔ بعد از سلام و ادعیۂ ترقی مناصب کونین و مدارج دارین واضح آنکہ شقۂ خاص مشتمل مراتب اختصاص نشان شیر زمان عز نزول فرمود محبتِ دیرینہ و اتحادِ پارینہ را تجدید

نمودہ آنچہ در بابِ نزول موکب اجلال بنا بر اعانتِ لشکر ذوالجلال واستیصال اہل کفر و ضلال تو گریز خامہ حشمت شمامہ بود حقیقت الامر اینست کہ قدریکہ اشتیاق ملاقات ایں فقیر در دل عظمت منزل میدارند زیادہ چند ازاں ایں فقیر را اشتیاق ملازمت خود شمارند اول آنکہ رابطہ محبتِ قدیم کہ فی بین طرفین واقع است چنانچہ آنجناب را اشتیاقِ ملاقاتِ ایں فقیر گردانیدہ چند بار ازآں ایں فقیر را باشتیاقِ ملازمتِ آنجناب رسانیدہ وثانیٔ آنکہ دریں ایام مشارکت یک گدائے فقیر را ہم غلیمت کبری می شمارم چہ جائیکہ معاونتِ بادشاہے کبیر و نیز حال ایں فقیر بر آنجناب بخوبی واضح باشد یا نباشد لاکن حقیقت الامر اینست بلکہ از روئے ایں فقیر را از تمامی ایں معرکہ آرائی دعربدہ پیرائی غیر از خدمت دین واعلائے کلمہ رب العالمین امرے دیگر متصور نیست بلکہ آرزوے ایں فقیر ہمیں است کہ ہرگاہ کافر عنید و جابر مرید از میاں برخیزد و مسلمانے خداپرست بر سریر سلطنت بنشیند و ایں فقیر خدمت او بجان و دل بجا آرد و اعانت او را از جملۂ خدمتِ دین متین شمارد اولی والیق بایں منصب فی الحال غیر از آنجناب کسے دیگر بنظر می آید آنجناب ہم سلطان قدیم ایں دیار اند وہم قاتل کفارِ شرار آئینِ سیاست بخوبی میدانند و قوانین ریاست بوجہ احسن می شناسند عامل کلام ملک علام اند وحاجی بیت الحرام لیکن چنانکہ ایں فقیر بجان و دل آرزو مند ملاقات آنجناب است ہمچنیں بہر وجہ خیر خواہ آں والا قباب ہر چند آرزوئے ملاقات تعجیل تشریف آوری آنجناب لنہایت انسب واولی است ونہایت افضل واعلی انشاء اللہ تعالیٰ بعد فتح پشاور مکلف خدمت خواہم گردید و بمقتضائے قلبی خواہم رسید بالفعل فضیلت پناہ طالبدایت اللہ و اخلاص نشان دائم خان وامثال ایشاں را باستعجال تمام نزد آنجانب روانہ فرمائید و دریں وقت بر ہمیں قدر اکتفا نمایند فی الحال مجمل ایں سخن را در خاطر فیض مناظر محفوظ دارند انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب بعد از دو سہ روز شخصے را از اقدم رفقائے خود کہ مقبول بارگاہ آنکہ حاجی بہادر شاہ اند بحضور لامع النور روانہ خواہم ساخت تفصیل ایں اجمال و تشریح ایں مقال از زبان صدق ترجمانِ ایشاں واضح خواہد گردید۔ فقط۔

مکتوب نمبر ۳۲ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام سلطان زماں شاہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؛۔

امیر المومنین سید احمد بخدمت جناب معلیٰ القاب ۔ عمدۃ الخوانین زاد اقبالہٗ کی خدمت میں بعد سلام اور دعائے ترقی مناصب کونین اور مدارج دارین ———— عرض پرداز ہے کہ جناب والا کا خاص رقعہ جو خاص خاص مراتب پر مشتمل تھا ۔ شیر زمان خاں جیسے مخلص کے ذریعہ وصول ہوا ۔ بڑی عزت افزائی ہوئی ۔ قدیم محبت اور اتحاد میں پھر سے جان آ گئی ۔ جو کچھ آپ نے خدائے ذوالجلال کے لشکر کی اعانت اور کافروں اور گمراہوں کے استیصال کے لئے تشریف آوری کے متعلق تحریر فرمایا ہے ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جس قدر جناب والا کو اس فقیر کی ملاقات کا اشتیاق اور جو کچھ جناب کے دل میں میری عظمت ہے اس سے کچھ زیادہ ہی اس فقیر کو جناب کی ملازمت کا مشتاق تصور فرمائیں ۔ پہلے تو یہ کہ قدیم محبت کا رابطہ میرے اور آپ کے درمیان واقع ہے اور جس قدر اس چیز نے جناب کو خاکسار کی ملاقات کا گرویدہ بنا لیا ہے اس کے مدنظر چند مرتبہ جناب والا کی ملاقات کا مجھے اشتیاق پیدا ہو گیا ۔ دوسرے یہ کہ ان دلوں ایک فقیر اور گدا کی مشارکت کو لاکھ درجہ عظمت سمجھتا ہوں ۔ خواہ کسی سب سے بڑے بادشاہ کی معاونت ہو یا نہ ہو اور اس فقیر کی حالت جناب والا پر بخوبی روشن ہے ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس فقیر کو اس معرکہ آرائی اور لڑائی جھگڑے سے دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کے سوا اور کوئی چیز متصور نہیں ہے بلکہ اس فقیر کی آرزو یہی ہے کہ جب کہ مردود کافر اور ظالم درمیان سے اٹھ جائیں اور کوئی مسلمان خدا پرست سلطنت کے تخت پر جلوہ افروز ہو تو یہ فقیر جان و دل سے اس کی خدمت بجا لائے گا اور اس کی اعانت کو منجملہ دین کی خدمت کے تصور کرے گا ۔ اس منصب کے لئے سب سے بہتر اور لائق فی الحال سوائے جناب والا کے کوئی دوسرا نظر نہیں آتا ۔ جناب والا اس شہر کے قدیم سلطان اور شریر النفس کافروں کے قاتل ہیں اور سیاست کے قاعدوں سے بخوبی واقف ہیں اور ریاست کے قوانین کو بوجہ احسن پہچانتے ہیں اور اس بلند و برتر بادشاہ حقیقی کے کلام کے حامل اور بیت الحرام مکہ معظمہ کے حاجی بھی ہیں ۔ لیکن جس طرح کہ یہ فقیر جان و دل سے جناب

کی ملاقات کا آرزو مند ہے اسی طرح ہر لحاظ سے جناب والا کا خیر خواہ بھی ہے اور ہر طرح جناب کی ملاقات کا مشتاق ہے۔ جناب کی تشریف آوری نہایت مناسب و بہتر اور افضل و اعلیٰ ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ فتح پشاور کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی جناب کو تکلیف دوں گا اور دلی تمنا کے ساتھ وہاں پہنچوں گا۔ فی الحال جناب والا دولت پناہ تائید ایت اللہ اور ہمارے مخلص دایم خاں صاحب وغیرہ کو جلد از جلد اس طرف روانہ فرمائیں۔ اور فی الحال انھیں پر اکتفا فرمائیں اور ابھی اس بات کو اپنے قلب میں جو فیض سے مملو ہے محفوظ رکھیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب دو تین روز کے بعد ایک شخص کو میں اپنے رفقاء میں سے مقبول بارگاہِ الٰہی جناب حاجی بہادر شاہ کو جناب کے حضور پر نور میں روانہ کروں گا۔ جن کی زبانی اس اجمال کی تفصیل اور اس گفتگو کی توضیح انکی بھی زبان سے جناب پر واضح ہو جائے گی۔ فقط

مکتوب نمبر ۳۳ منجانب امیر المومنین سید احمد بخدمت سلیمان شاہ بادشاہ کاشغر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بجناب خلائق مآب، معلّی القاب رونق افزائے اورنگ جلالت فرمانروائے کشور شہامت مسند آرائے محفل سیاست وکیاست معرکہ پیرائے میادین صولت و شجاعت مقبول بارگاہ آلہ مروّج دین رسول اللہ عظمت مآب دیانت انتساب سلیمان شاہ ابد اللہ جلالہٗ وضاعف اقبالہٗ سلامیکہ روح وریحان بخشی جان ورنگ و بوئے گلستان یکتادلی اعنی گلدستۂ بہارستانِ سنّت نبوی دلنوبادۂ نگارستان شریعت مصطفوی کہ اکمل تحائف واحسنِ ہدایائے اہل اسلام است نمودہ بلوح اتحاد و صفا بنقوشِ مدعا باد۔ نامۂ عنبریں شمامہ کہ ہمانا ہر حرفش داستانِ مودت دہر لفظش کتابِ محبت بود پس از انتظار بسیار بآوانِ محمود و ساعات مسعود در ورود نمود نزدل کرامت آمود فرمود بادراکِ مضامین دل نشینش ابواب مسرت مفتوح گشت و بدریافتِ نوید فرحت جاوید فتح نمودن ملک گلگت کہ رقم زدہ کلک بدیع نگار و نگاشتۂ قلم ندرت شعار بود جہان جہان فرحت و عالم عالم بہجت حاصل گردید حق تبارک و تعالیٰ مبارک و میمون گرداناد و ایں عزم بالجزم کہ فی الحقیقت امامت

جہاد و اعانت دین رب العباد است پیوستہ و مدام مرغوب خاطر عاطر دارادخوشا چشمے کہ بامتثال ادام مالک کون و مکان دوختہ و ہمایون دلے کہ با کاشانۂ تمنیات خود چراغ اعلائے کلمۃ اللہ افروختہ زہے خوش نصیبے سعادتمندے کہ باین توفیق خیر موفق گردید و ہے خوش طالعے ارجمندیکہ بمدارج عالیہ رضا جوئی مولائے خود رسید آنچہ در مقام بیان تعذر وصول عسکر ظفر پیکر در اضلاع افغانستان بنابر حیلولت برف و کوہستان رقمزدۂ قلم شہادت توام گردیدہ بود پس الحق کہ گذر عساکر در دست درین راہِ صعب و سخت نہایت دشوار است اینجانب کہ در رقیمۃ الوداد ترغیب باقامت جہاد کردہ بود مقصود این نبود کہ جنود آنجناب ازین راہ دشوار گزار عبور نماید۔ بلکہ مقصود ہمین بود کہ مستعد بودن شما در مقدمۂ قتل و قتال با اہل کفر و ضلال واضح گردد الحمد للہ کہ قوت استعداد شما در مقدمہ لائح گردید و نور رغبت و علو ہمت از فحوائے نامہ نامی بر منصۂ ظہور رسید الحمد للہ والمنۃ کہ حق جل و علا بکرم عمیم خود روئے زمین را بانوار سلاطین عادلین منور گردانیدہ و اخبار فرحت آثار ایشان بگوش ہوش ما مردم رسانیدہ و آنچہ در بیان مشارکت این فقیر در مہم بلاد کشمیر نوکِ بزِ خامۂ جلالت شمامہ شدہ بود کہ اعانت مجاہدین ابرار و نصرت دین پروردگار بسمت بلاد مسطورہ خواہند فرمود آفرین آفرین بر ہمت آن شاہ ارجمند کہ با وجود شدت اشتغال بجہاد اہل رفض و ضلال بر اعانتِ مجاہدین و اہانت مشرکین مستعد گردیدند انشاء اللہ بیمن علو ہمت و تاکد عزیمت سرانجام این رکین صورت خواہد بست و تمنائے قلبی تائید غیبی بر کرسئ مراد خواہد نشست بموجب مصرعہ :-

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

لیکن آنچہ ایمائے مصلحت انتما فرمودہ بودند کہ بعد از فتح خیرآباد و اٹک بسمت کشمیر متوجہ باید شد صورتش اینست کہ ضلع خیرآباد و اٹک منتہائے حکومت مشرکین است و متصل بضلع مذکور حکومت اہل پشاور است و سرداران پشاور رعبادے در سینۂ پر کینہ خود از طرف عساکرِ مجاہدین میدارند پس اگر عساکر مجاہدین ضلع مذکورہ بدست آرند و در آن مقام اقامت نمایند البتہ درمیان مشرکین و منافقین خواہند افتاد و این ہر دو جانب بنیاد مخالفت خواہند نہاد و درینصورت تشویش بس عظیم لاحق حال مجاہدین نیک مآل خواہد گردید و افلکہ یکنوع گزندے بایشان خواہد رسید بپاک کردن پشاور را از الواثِ منافقین بقتل و قتال و جنگ و جدال اگرچہ در شرع مقبول است و بظاہر تیسر المحصول لاکن از آنجا کہ منافقین مذکورین بظاہر

خود را در سلک مومنین منسلک می شمارند و انواع مکر و تزویر در اخمال دین رب قدیر بروی کاری آرند اما در جابیر مسلمین بنام اسلام اشتہار می دارند بناءً علیہ ابتدائے قتل و قتال و جنگ و جدال با ایشاں باعث بدنامی است لہٰذا تدبیرے بس نیک نمودہ و راہے نہایت باریک جودہ ام ان شاء اللہ تعالیٰ بسہولت تمام بلدۂ مذکور را از الواثِ منافقین مسطور بدون ارتکاب قتل و قتال مورت بندد لاکن از آنجا کہ مومنین ضلع باجوڑ و پکھلی و دھمتوڑ و کھیپ و دہنی و ہزارہ و راجہائے کشمیر با ایں فقیر در مقدمۂ اعانت دین رب قدیر رفاقت محکم بربستہ اند و منتظر طلب ایں فقیر نشستہ و جمعے کثیر و جمے غفیر از غازیان ہندوستان فراہم آمدہ پس تعطیل ایں جمیع مجاہدین تا امتدادِ زمان مناسب وقت نبود بناءً علیہ بدرخواستِ مومنین مسطورین لشکرے از مجاہدین بسرکردگی جناب ہدایت مآب کمالاتِ انتساب ملا شاہ سید و شجاعت شعار جلالت آثار عظمت نشان سید مقیم خاں بسمتِ پکھلی متوجہ است تا در کاروبار مجاہدہ کفار مشغول شوند و تدریجاً راہِ ضلع کشمیر روند و ضلع پکھلی برائے ہمیں مضمون معنی متعین کردہ شد کہ از کاشغر تا ضلع مذکور راہ ہموار است کہ عبور جنود دراں بسہولت تواند شد لہٰذا بحضور معلّٰی نگارش کردہ می شود کہ ہر چند حرکت آنجناب از دار الحکومت خود باعث اختلال امور سلطنت می نماید لیکن جمع را از عسکرِ ظفر پیکر مستعد و آمادہ فرمایند یا بمجرد طلب شاہ سید و سید محمد مقیم خانِ عسکرِ فیروزی اثر بسمت ضلع پکھلی بنا بر مشارکت مومنین و معاونتِ مجاہدین متوجہ گردد و بالاستعجال تمام شریک حال ایشاں شود از بسکہ تفاصیل احوال در سلک تحریر آوردن متعذر بود بناءً علیہ فضیلت مآب کمالات انتساب مقرب بارگاہ رب صمد ملا فیض محمد را کہ از خاص رفقائے ایں ضعیف اند و اعظم خلفائے ایں نحیف نشیب و فراز دوران دیدہ اند و سرد و گرم زمانہ چشیدہ و انواع تربیت سلوک و اشغال طریقت از صحبت ایں فقیر یافتہ اند و در راہ رضا جوئی حضرت حق شتافتہ بحضور معلّٰی فرستادہ شد تا تفاصیلِ احوال بحسنِ مقال اظہار نمایند و بر مصالح وقت آگاہ فرمایند و چند روز در ہدایات طالبین و افاداتِ سالکین مشغول مانند در حقیقت حال کما حقہ مکشوف سازند و آنکہ حکیمن بدستِ حامل رقیمۂ کریمہ ارسال فرمودہ بودند رسید جزاکم اللہ خیر الجزاء فی الدنیا والعقبیٰ دو عدد تفنگچہ نہایت عجیب و نفیس بصحابت ملا محمد روح بطریق ہدیہ بحضور لامع النور ارسال داشتہ ام حق تبارک و تعالیٰ بحفاظت خود رساناد - آمین یا رب العباد - والسلام مع الاکرام -- ۱۰ محرم ۱۲۴۶ھ

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۳۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

جناب خلائق مآب معلیٰ القاب ۔ مروج دین رسول اللہ عظمت مآب دیانت انتساب سلیمان شاہ ۔ خدا آپ کی بزرگی اور اقبال میں دن دونی ترقی عطا فرمائے ۔ تسلیمات کے بعد جو یکجہتی کی روح اور ایک دلی کے گلستان کا رنگ و روپ اور خوشبو ہے یعنی سنت نبوی کے بہارستان کا گلدستہ اور نگارستان شریعت مصطفوی کا تازہ پھل اور اہل اسلام کا کامل ترین تحفہ اور سب سے بہتر ہدیہ ہے پیش کرتا ہوں تاکہ اتحاد اور خلوص کے نقوش لوح دل پر کندہ ہو جائیں ۔ مکتوب جس سے عنبر کی خوشبو مہک رہی تھی اس لئے کہ اس کا ہر حرف دوستی کی ایک داستان اور اس کا ہر لفظ گویا محبت کی ایک کتاب تھا ۔ بڑے سخت انتظار کے بعد نیک زمانہ اور نیک گھڑی میں وصول ہوا ۔ اور بڑی مہربانی اور کرم کا موجب ہوا اس کے دلنشین مضامین سے خوشی اور مسرت کے دروازے کھل گئے ۔ ملک گلگت کی فتحیابی کی فرحت آمیز خبر معلوم کر کے جسکو آپ نے جدت و ندرت کے ساتھ تحریر فرمایا تھا ۔ گویا دنیا جہان کی فرحت اور مسرت حاصل ہوئی ۔ حق تبارک و تعالیٰ آپکو برکت و بزرگی عطا فرمائے اور آپ کا یہ مصمم ارادہ جو فی الحقیقت جہاد کے قیام اور پروردگار عالم کے دین کی اعانت ہے ہمیشہ ہمیشہ جناب والا کو مرغوب خاطر رہا ہے وہ کیسی مبارک آنکھ ہے جو مالک کون و مکاں کے حکم کی تعمیل میں جھکی ہوئی ہو اور وہ کیسا مبارک دل ہے جس نے اپنی تمناؤں کے گھر میں اعلائے کلمۃ اللہ کا چراغ جلا یا ہو ۔ وہ کیسا خوش نصیب اور سعادت مند ہے جو اس کار خیر کی توفیق سے بہرہ ور ہوا اور اس کے قسمت کے ستارے کسقدر بلند ہیں جو مولا تعالےٰ کی رضا جوئی کے اعلیٰ مدارج تک پہنچ گیا ہو ۔ جو کچھ آپ نے اپنے قلم سے تحریر فرمایا درست ہے ۔ لشکر ظفر پیکر کا اضلاع افغانستان میں پہنچنا برف باری اور پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے دشوار تھا ۔ فی الواقعی دور دراز سے لشکر کا اس سخت اور تکلیف دہ راستہ سے آنا مشکل ہے ۔ اس عاجز نے اپنے محبت نامہ میں اقامت جہاد کی ترغیب دی تھی اس کا مقصد یہ نہیں تھا کہ جناب والا کا لشکر اس دشوار گزار راستہ کو عبور کرے ۔ بلکہ مقصد یہ تھا کہ آپکا تا تلوں اور گمراہوں کے قتل و خون کے لئے مستعد رہنا دا نع ہو جائے ۔ اللہ

کا شکر ہے کہ آپکی قوت استعداد اس معاملہ میں روشن ہو گئی اور آپ کی انتہائی رغبت اور عالی ہمتی اس گرامی نامہ سے منظر عام پر آ گئی۔ اللہ کا شکر و احسان ہے کہ حق جل شانہ نے اپنے فضل عام سے روئے زمین کو سلاطین عادل کے انوار سے منور فرما دیا ہے اور انکی مسرت بخش خبریں ہمارے منتظر کانوں تک پہنچا دی ہیں۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ آپ کشمیر کے شہروں کی مہم میں اس فقیر کے ساتھ شرکت فرمائیں گے اور ان شہروں کو فتح کرنے میں مجاہدین کی مدد و اعانت کریں گے تا کہ اللہ کے دین کو غلبہ حاصل ہو بلا شبہ آپ کی یہ تحریر باعث مسرت و اطمینان ہوئی آپ جیسے بادشاہ بزرگ پر قابل صد آفرین ہے کہ باوجود انتہائی مصروفیت کے گمراہوں اور دین سے منہ پھیرنے والوں کے خلاف مجاہدین کی اعانت اور مشرکین کو ذلیل و خوار کرنے کے لئے آپ تیار ہو گئے ہیں۔ اللہ نے چاہا تو آپ کی بلند ہمتی اور مصمم ارادہ کے پیش نظر اس اہم رکن کے انجام پانے کی صورت نکل آئے گی اور تائید غیبی سے آپکی دلی مراد پوری ہو گی بموجب اس مصرعہ کے۔

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

لیکن جو کچھ آپ نے مصلحت کے پیش نظر تحریر فرمایا ہے کہ خیرآباد اور اٹک کو فتح کرنے کے بعد کشمیر کی طرف توجہ فرمائی جائے گی۔ مگر صورت حال یہ ہے کہ ضلع خیرآباد اور اٹک مشرکین کی حکومت کا آخری مقام ہے اور ضلع مذکور کے متصل ہی اہل پشاور کی حکومت واقع ہے اور پشاور کے سردار اپنے سینہ میں مجاہدین کی فوجوں سے کینہ رکھتے ہیں اگر مجاہدین کے لشکر کا ضلع مذکور پر قبضہ ہو جائے اور وہ اس مقام پر مقیم ہو جائیں تو البتہ وہ مشرکین اور منافقین پر ندرڑ پڑیں گے۔ اور دونوں طرف سے باہم مخالفت پیدا ہو جائے گی ایسی صورت میں نیک انجام مجاہدین سخت پریشانی میں مبتلا ہو جائیں گے اور بہت ممکن ہے کہ ان کو ایک طرح کا نقصان بھی پہنچ جائے۔ پشاور کو منافقین کی قتل و غارتگری سے پاک کرنا اگرچہ شرع میں مقبول اور بظاہر آسان بھی ہے لیکن اس وجہ سے کہ متذکرہ صدر منافقین مختلف قسم کے مکر و فریب سے اس رب قدیر کے دین کو پامال کرنے کی تدبیر کرتے ہیں۔ مگر بظاہر خود کو مومنین میں شمار کرتے ہیں اور تمام مسلمانوں میں خود کو اسلام کا نام لیوا مشہور کرتے ہیں۔ اسی بنا پر ان سے جنگ و جدال اور قتل و خون کی ابتداء کرنا بدنامی کا باعث ہے۔ لہٰذا اس کے پیش نظر کوئی اچھی تدبیر کام میں لانی ہو گی چنانچہ ایک نہایت ہی نازک بات میرے ذہن میں آ گئی ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ نہایت سہولت

ے اس شہر کو ان منافقوں کی گندگیوں سے پاک کرنے کی بغیر قتل و خون کے صورت نکل آئے گی لیکن اس بات کے مدنظر کہ ضلع باجوڑہ، پکھلی، دھتوڑ، کھیپ، دھمنی اور ہزارہ اور کشمیر کے راجاؤں نے اس فقیر کے ساتھ دین متین کی اعانت میں ساتھ دینے کا پکا ارادہ کر لیا ہے اور اس عاجز کو طلب کرنے کے منتظر ہیں۔ اور ہندوستان کے غازیوں کے جم غفیر کو آمادہ کر لیا ہے۔ ان تمام مجاہدین کو زمانہ دراز تک بیکار رکھنا مصلحت وقت پر مبنی نہ تھا اس لئے ان مسلمانوں کی درخواست پر مجاہدین کا ایک لشکر جناب ہدایت مآب، صاحب کمال ملا شاہ سید جیسی شخصیت اور سید مقیم خاں جیسے بہادر اور بزرگ کی سرکردگی میں پکھلی کی طرف جانے والا ہے۔ تاکہ کفار کے ساتھ جہاد میں مشغول ہو جائے اور رفتہ رفتہ کشمیر کے اطراف چلے جائیں۔ ضلع پکھلی کو ہم نے اس مقصد کے لئے متعین کر رکھا ہے اس لئے کہ کاشغر سے اس ضلع تک راستہ صاف ہے اور فوجوں کا وہاں سے گزرنا آسانی سے ہو سکتا ہے۔ لہٰذا حضور سے گزارش کی جاتی ہے کہ گو خود دارالحکومت سے جناب کی نقل و حرکت امور سلطنت میں خلل کا باعث معلوم ہوتی ہے تاہم فوج ظفر پیکر کو مستعد اور تیار کر دیں یا بادشاہ کے مجرد طلب کرنے پر ہی . . . . سید مقیم خاں اپنے فتمند لشکر کو ضلع پکھلی کی طرف مسلمانوں کے ساتھ شرکت اور مجاہدین کی معاونت کے لئے روانہ کر دیں اور جلد از جلد ان کے شریک حال ہو جائیں۔ چونکہ تفصیلی حالات تحریر میں آنا مشکل تھے اس لئے فضیلت مآب۔ مقرب بارگاہ الٰہی ملا فیض محمد صاحب کو جو اس عاجز کے رفقاء میں سے اور میرے اعظم خلفا سے ہیں۔ جنہوں نے دنیا کے بہت کچھ نشیب و فراز دیکھے ہیں اور زمانے کے سرد و گرم چکھ چکے ہیں اور سلوک کے مختلف اشغال طریقت میں انھوں نے اس فقیر سے محبت کی وجہ سے استفادہ کیا ہے اور حضرت جل شانہٗ کی رضا جوئی کے راستہ میں تگ و دو کی ہے انکو حضور والا کی خدمت میں بھیجا گیا ہے تاکہ تفصیل حالات بوجہ احسن جناب پر روشن ہو جائیں اور وقت کی مصلحتوں سے بھی جناب کو آگاہ فرما دیں اور چند روز حق کے طلب کرنے والوں کی ہدایت اور سالکوں کو فائدہ پہنچانے میں مشغول رہیں اور حقیقت حال کو واضح کر دیں اور جو چکن آپ نے حامل کرم نامہ کے ذریعہ روانہ فرمائی تھی مجھے پہنچ گئی۔ خدا آپ کو دین اور دنیا میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ نہایت عجیب و غریب عمدہ دو عدد تفنچے ملا صاحب ممدوح کے ذریعہ حضور سراپا نور

کی خدمت میں تحفۃً روانہ کئے گئے ہیں۔ حق تبارک و تعالے ان کو اپنی حفاظت میں آپ تک پہنچا دے۔ آمین یا رب العالمین۔ والسلام مع الاکرام۔ ۱۰ / محرم ۱۲۴۲ھ۔

مکتوب نمبر ۳۷ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام امیر الدولہ ولد محمد امیر خاں بہادر والئ ٹونک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بجناب خلائق مآب معلّی القاب رفعت تباب حشمت انتساب محامد اکتساب نواب امیر الدولہ بہادر ولد محمد امیر خاں زاد اللہ اقبالہٗ وضاعف اجلالہٗ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ نامہ نامی در قیمہ گرامی مشعر بصحت مزاج شریف و عافیت عنصر لطیف مشتمل بر مراتب اخلاق کریمانہ و اشفاق مصحوبہ سید اصناف مسرت و انواع فرحت بیش از بیش بخشید احوال ایں حدود بکرم رب معبود بریں منوال است کہ رؤسائے غلجائی و اہل ننگرہار و شنواری و آفریدی و مہمند و خلیل و خٹک و منڈ و ڑ و اہل سوات و نبیر و باجوڑ و پکھلی و تنول و دراجہائے کشمیر ہمہ ایں فقیر را ۱۰۰ اخلاص و مودت بیعت نمودند و معاملۂ اطاعت و انقیاد نمودند و براعانت دین متین و استیصال کفرہ متمردین کمر بستند و در مقدمۂ جنگ و جدال و قتل و قتال مستعد ہستند اولاد پایندہ خاں بارک زئی کہ بعض از ایشاں بر سر مخالفت اند و بعض میلان موافقت میدارند بالجملہ حق جل و علا بکرم عمیم خود بوجہے در تالیف قلوب مومنین و تسخیر مشاہیر مسلمین تائید فرمودہ کہ قابل تماشا کردنی است شب و روز شکر بجا می آرم و بر حال خود تعجب می نمایم کہ ایں ذرہ بیمقدار و عاجز خاکسار را بایں نعمت عظمیٰ و عطیہ کبریٰ موفق گردانید یعنی جان و مال ایں ضعیف ناتوان بے سر و سامان را بموقف قبول خود رسانید کہ شب و روز در اعانت دین مشغولم و در میان جماعہ مومنین مخلصین صادقین مقبول و در حق کفرۂ متمردین سیف مسلولم و درباره مومنین مخلصین بر لطف و رحمت مجبول و عجب تر آنکہ در تمامی ایں کاروبار دہی ایں نشیب و فراز دل ا خلاص منزل باعتماد و توکل مشحون دارم و برضا و تسلیم مقرون سینۂ صفا گنجینہ از آرزوئے انقیاد احکام رب العباد مالامال است و از نشیب و فراز زمانہ مبرا از رنج و ملال یا عانت ربانی شادانم و بہ حمایت رحمانی نازان از استعانت غیر حق بیزارم و از خوف و طمع ما سوی اللہ دست بردار

اعلاماتِ عامہ کہ با اہلِ ہندوستان بر نگاشتم محض امتثالِ حکم حرض المومنین علی القتال میدانستم
و آنکہ التجا بہ مخلوقین نمودم درارہ استعانتِ لغیر اللہ ببود م نعوذ باللہ من ذالک و ہمچنیں اشارات
طلب مصارف مجاہدین کہ بحضور آنجناب یا بخدمت دیگر احباب نوشتم ہرگز ہرگز راہ اظہارِ
احتیاج الی غیر اللہ نرفتم بلکہ ایں امر محض بنا بر وعدہ بود کہ در وقتِ ملاقات آنجناب فرمودہ
بودند کہ اگر عند الضرورت طلب خرچ واقعہ نخواہد گردید پس معاملۂ یگانگی بتکدر بیگانگی خواہد
انجامید واز بسکہ وصول خطوط باایں مسافت دور و دراز مشکوک بنا ءً علیہ در قائم متعددہ
اشارات مذکورہ مندرج کردہ شد الحال کہ از فحوائے رقیمۂ کریمہ بملاحظۂ عالی رسیدہ وعدہ
مذکورہ بوفا انجامید باز بار دیگر نگارشِ مذکورہ را احتیاج نیست و انشاء اللہ ایں امر واقع
نخواہد شد زیرا کہ خزائن الٰہی غیر متناہی است و پرورشِ عساکر مجاہدین کہ فی الحقیقت جنود رب
العالمین اند از بارگاہِ پروردگار ماموں است نہ از بندگانِ خاکسار و عاجزان بمقدار آرے
اگر کسے از بندگانِ عبودیت کیش و مطیعان اتقیا اندیش بنا بر استحصال سعادتِ خویش اعانت
مجاہدین بہ نفس یا بمال یا بحسن مقال نماید پس زہے سعادت و نہے اطاعت او با لجملہ غرض
از دعواتِ افراد انسانی بجہاد مالی و جانی و لسانی ہمیں قدر است کہ مضمون کریمہ جاہدوا باموا
لکم و انفسکم بگوش ہوش بندگانِ حق نیوش رسانیدہ شود و الا ربِّ غیور کہ علیم بما فی الصدور
است آگاہ است بریں معنی کہ اظہار حاجت نزد غیر ممالک بالاستحقاق عار و ننگ مے دارم
و در حق خود لسانِ خار و سنگ مے شمارم خاطر جمع فرمایند و دائماً در بابِ نصرت دین
و دعاہا نمایند ایں آرزوئے در سویدائے دل دارم کہ خدمت آنجناب در دنیا و عقبیٰ بجا
آرم ہر چند عاجز و خاکسارم اما حصول ایں آرزو در امید دارم کہ مولائے عظمت قدرت
و نعمت رحمۃ بفتح و نصرت مبشر گردانیدہ و بمقام رضا و تسلیم رسانیدہ بنا بر تسلی خاطر الطاف
ذخائر ایں چند کلمات نوشتہ شد تا دل شفقت منزل بہ سبب تموج اخبار وحشت آثار بہ پیچ
و تاب در گرداب اضطراب در نیاید زیادہ السلام مع الاکرام ۔ مکرر آنکہ چند خطوط رسائے
مسلمین مثل سلیمان شاہ بادشاہ کاشغر و خان خانان عالم خیل رئیس قوم غلجائی کہ مشتمل بر رفاقت
ایشان است بایں فقیر در اعانتِ دین رب قدیر در لف ہمیں رقیمۃ الوداد بحضور عالی ارسال
داشتہ تا بملاحظہ آنہا اطمینان قلب و تسلی خاطر حاصل گردد زیادہ خیر ؛

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۳۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب معلیٰ القاب حشمت انتساب نواب امیر الدولہ بہادر ولد محمد امیر خاں صاحب زاد اقبالہٗ۔ سلام مسنون! واضح ہو کہ گرامی نامہ وصول ہوا۔ خیریت معلوم ہوئی۔ جناب کے اخلاق کریمانہ اور دوستانہ شفقت کے اظہار سے بے حد مسرت اور فرحت حاصل ہوئی۔ یہاں کے حالات پروردگار عالم کے لطف و کرم سے یہ ہیں کہ خلجائی کے رؤساء اور ننگر بار، تنواری، آفریدی، ہمند و خلیل، خٹک، منڈڑ کے لوگ اور سوات و نبیر، باجوڑہ، پکھلی و تنول کے رہنے والے اور تمام کشمیر کے راجگان نے اس فقیر کے ساتھ خلوص اور محبت کا برتاؤ کیا اور میری اطاعت و فرمانبرداری قبول کی اور دین متین کی اعانت اور کافروں اور سرکشوں کے استیصال کے لئے کمر باندھی اور جنگ و جدال اور قتل و خون کے معاملہ میں مستعد ہو گئے۔ پہلے تو یہ کہ پائندہ خاں بارک زئی کی اولاد جن میں سے بعض تو مخالفت رکھتے ہیں اور ان میں سے بعض موافقت کی طرف مائل ہیں، غرض حق جل شانہ نے اپنے فضل و کرم سے خود ایک طرح کی مسلمانوں کی تالیف قلوب اور مسلمان مشاہیر کی تسخیر میں تائید فرمائی جو ایک عجیب کرشمہ ہے۔ جسکا میں رات دن شکر بجا لاتا ہوں اور اپنی حالت پر تعجب کرتا ہوں کہ اس ناچیز عاجز و خاکسار کو اس نعمت عظمیٰ اور سب سے بڑے عطیہ سے سرفراز فرمایا۔ یعنی اس ناچیز کمزور اور بے سر و سامان کی جان و مال سے اپنی قبولیت کے موقف تک پہنچا دیا کہ میں رات دن دین کی اعانت میں مشغول اور مسلمانوں، مخلصوں اور سچے لوگوں کی جماعت میں مقبول اور سرکش کافروں کے حق میں شمشیر برہنہ ہوں اور ایمان والوں اور خلوص رکھنے والوں اور اخلاص رکھنے والوں کے حق میں تو اس کا لطف اور رحمت قدرتی طور پر ہے اور سب سے عجیب بات یہ ہے کہ اس سب کاروبار اور تمام اونچ نیچ میں اپنے پرخلوص دل کو توکل اور اعتماد سے معمور پاتا ہوں۔ اور تسلیم و رضا میرا شعار ہے، اور میرا پاک و صاف سینہ احکام رب العالمین کی فرمانبرداری کے خزانہ سے مالا مال ہے اور زمانہ کے نشیب و فراز سے معرا ہے۔ میں پروردگار عالم کی اعانت کی وجہ، رنج و غم سے فارغ ہوں۔ مجھکو حمایت رحمانی پر ناز ہے غیر حق کی اعانت سے بیزار ہوں اور ما سوی اللہ

کے خوف اور طمع سے میں نے اپنا ہاتھ اٹھا لیا ہے۔ عام اعلانات جو میں نے ہندوستان کے
لوگوں کے نام لکھے ہیں وہ محض اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے بموجب کہ حرض المومنین علی القتال
کی تعمیل ہے اور جو کچھ میں نے مخلوق سے التجا کی ہے اور غیر اللہ سے امداد کا راستہ ڈھونڈا ہے
نعوذ باللہ من ذالک اور اسی طرح اشارے مجاہدین کے اخراجات سے متعلق کئے ہیں اور
جناب والا اور دوسرے احباب کو میں نے لکھا ہے اس سے ہرگز ہرگز غیر اللہ سے احتیاج کا
اظہار مقصود نہیں ہے۔ بلکہ یہ چیز تو صرف انکے وعدہ کی بنا پر تھی جو جناب والا نے مجھ سے
ملاقات کے موقع پر فرمایا تھا کہ ضرورت کے وقت مجھ کو اخراجات طلب کرنے کا موقع
نہیں دیا جائے گا۔ غرض کہیں اس طرح یگانگت کا معاملہ بیگانگی پر محمول نہ ہو جائے
چونکہ اس قدر دور دراز فاصلہ سے خطوط کا وصول ہونا شک وشبہ سے خالی نہ تھا اسی
وجہ سے میں نے متعدد خطوط میں ان باتوں کا اشارہ کر دیا ہے۔ اب بموجب کرم نامہ
جو جناب والا کے ملاحظہ میں گزرا ہے۔ وعدہ کے متعلق اس کا ایفا ہو چکا ہے۔ مزید لکھنے
کی ضرورت داعی نہیں ہوئی۔ اللہ نے چاہا تو اب ایسی بات نہ ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کے
بے شمار خزانے بھرے پڑے ہیں اور مجاہدین کے لشکر کی پرورش جو فی الحقیقت پروردگار
عالم کا لشکر ہے پروردگار کی بارگاہ سے اسکی امید وابستہ ہے نہ کہ خاکسار عاجز ناچیز
بندوں سے کوئی توقع ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص اس کے عبادت گزار بندوں اور فرمانبردار
بندوں میں سے حصول سعادت کے لئے جو اپنی جان یا مال یا خوش مقالی سے اعانت کرے
تو ایسی نیکی اور طاعت گزاری کا کیا کہنا غرض انسانوں کو مالی وجانی اور لسانی دعوت
دینے کا مقصد اسی قدر ہے کہ آیت کریمہ "جاہدوا باموالکم وانفسکم" کا مضمون حق تعالےٰ
کے بندوں کے کانوں تک پہنچا دیا جائے۔ ورنہ رب غیور جو دلوں کی بات جاننے والا
ہے اس سے خوب واقف ہے کہ غیر شخص کے آگے جو استحقاق نہ رکھتا ہو ہاتھ پھیلانے
سے مجھ کو بڑا ننگ وعار ہے اور اس کو میں اپنے حق میں پتھر اور کانٹوں کے برابر سمجھتا ہوں
آپ خاطر جمع رکھیں اور ہمیشہ دین کی فتح کے لئے دعا کرتے رہیں۔ اور دل میں یہی آرزو
رکھتا ہوں کہ جناب والا کی خدمت دنیا اور آخرت میں بجا لاؤں۔ اگرچہ میں عاجز اور
خاکسار ہوں لیکن اس آرزو کے بر آنے کا امیدوار ہوں کہ وہ عظمت وقدرت والا ہے
جسکی رحمت عام ہے۔ فتح ونصرت کی بشارت عطا فرما کر رضا وتسلیم کے مقام تک پہنچا

جناب والا کی تسلی کی خاطر جو لطف و مہربانیوں کا منبع ہے یہ چند کلمے منبط تحریر میں لائے گئے تاکہ جناب کا قلب جو شفقت سے معمور ہے وحشتناک خبروں کے توجہ کی وجہ سے بے قرار اور مضطرب نہ ہو جائے۔ زیادہ والسلام والاکرام۔

مکرر عرض ہے کہ مسلمان روساء مثلاً سلیمان شاہ بادشاہ کاشغر اور خان خاناں عالم خیل رئیس قوم غلجائی کے چند خطوط جن میں اللہ رب قدیر کے دین کی خاطر اس فقیر کے ساتھ رفاقت کا اظہار کیا گیا ہے۔ جناب والا کی خدمت میں ارسال ہیں۔ تاکہ ان کے ملاحظہ سے جناب کو اطمینان قلب اور تسلی خاطر حاصل ہو جائے۔

"زیادہ خیر کا طالب"

مکتوب نمبر ۳۵ منجانب سید احمد بنام فقیر محمد خاں صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت خاں صاحب عالی مراتب والا مناصب کثیر المناقب فقیر محمد خاں صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ و وفقہ لما یحب و یرضیٰ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ احوال اینجا و بکرم رب معبود مستوجب حمد و بے عد سپاس بیقیاس است کہ شب و روز بحمایت و کفایت ربانی مشمول لیم و ازدیادِ توفیق خیر مآل دائم ہر چند در واقعہ جنگ و جدال و قتل و قتال با اہل کفر و ضلال بنا بر مشارکتِ چندے از منافقین یک گونہ گزندے بمومنین رسیدہ بود و ایں فقیر ہم در مرضے شدیکہ از آثار سم تشخیص می نمودند مبتلا گردیدہ لاکن حق جل و علا بکرم عمیم خود لعدا ز چند روز شفائے کلی عطا فرمود لعد از حصول صحت بسمت سوات و بنیر دو رد سیر نمودم جمعے روساء و ضعفاء و علماء و فقراء اضلاع مذکور کہ تخمیناً سہ چار لاکھ مردم باشند بر دست ایں فقیر بیعت امامت بجا آوردند و رفاقت فقیر در اعانت دین رب قدیر اختیار نمودند در بقۂ اطاعت و انقیاد بہ نسبت ایں اضعف العباد در گلوئے خود انداختند۔ آخر الامر از دعوت ایشاں فارغ گردیدہ بموضع پنجتار کہ وطن فتح خانِ یوسف زئی است معاودت ساختیم در خت اقامت چند روزہ در موضع مذکور انداختیم دریں اثناد ساکنان سواحل اباسین مثل اہل تنول و دنتور و جدون و پکھلی و گھیپ و دھنی و ہزارا بر فضائلِ جہاد با اہل کفر و ضلال و عناد آگاہ گردیدند و رفاقت اینجانب در مقدمہ اعانت دینے پروردگار ورزیدند و باعث ایمعنی شدند کہ عسکر فیروزی اثر مجاہدین دریں نوبت

بجانب پکھلی و تنول متوجہ گردد بالجملہ بعنایت ربانی و تائید یزدانی مومنین سندھ و خراسان مثل خلجائی و اہل غزنی و کابل و فارسی زبانان کوہسار و اہل ننگرہار و شنواری و آفریدی و کلہ مہمند و خلیل و خٹک و منڈ و ر و یوسف زئی اہل سوات و بنیر و چملہ و اہل باجوڑ و اہل پکھلی و تنول و دو نتوڑ و کھیپ و دھنی و ہزارا و راجہ ہائے کشمیر و بادشاہ کاشغر بر اعانت دین رب العالمین کمر بستہ اند و منتظر مطلب نشستہ و اکثر قوم درانی ہم رفاقت این فقیر اختیار نمودہ اند حالا، خاندان نفاق نشان پایندہ خیل کہ بعضے از ایشان برسر مخالفت اند و بعضے ساکت غرضیکہ درین دیار و اقطار بقدرت قادر مختار حمیت ایمانی در جوش است و غلغلہ امامت جہاد در خروش ہرچند در مقدمہ اعانت دین متین و پرورش عساکر مجاہدین کہ فی الحقیقت از جنود رب العالمین اند دستگیری مالک علی الاطلاق و ملک بالاستحقاق بر طبق منطوق لازم الوثوق و من یتوکل علی اللہ فہو حسبہ کافی و شافی است اما ازانجا کہ این نعمت عظمی و عطیہ کبری از قبیل لوا در زمان و بدائع دوران است کہ گاہ گاہ بعد از مرور دہور رو می نماید و بر روی مومنین مخلصین ابواب فتوح و سرور می کشاید بناءً علیہ میخواہم کہ دوستان قدیمی و محبان صمیمی خود را شریک این فیض ربانی و دولت جاودانی گردانم و بمراتب عزت دارین و وجاہت کونین رسانم لہذا بخدمت صداقت درجت نگارش کردہ می شود کہ درود این زمان محمود آوان مسعود را بہ نسبت مومنین راسخ الاعتقاد و مخلصین کامل الانقیاد بمثابہ آمد موسم بہار در حق گل و بلبل و یا موسم برشکال در حق اشجار و نباتات شمارند و آنچہ کردنی باشد بکنند و اگر تجارت مالی می خواہند اینک وقت او در رسید یکدانہ بکارند و ہفت صد دانہ بدست آرند وقت را از دست مدہند و آنچہ دست تواند شد فی الحال بکنند کہ اوقات محمودہ و ساعات مسعود از دست میرود و بجز با حسرت و ندامت بدست نمے آید آیندہ مختار اند در معاملات معاشیہ و معادیہ ہوشیار و تجربہ کار بر لوح ضمیر گیاست تخمیر واضح و مبرہن است کہ اعانت دین متین و مشارکت مجاہدین بلسان سائر المومنین بر آنجناب ہم لازم و موکد است و اگر بالتعیین طلب نمایم اینک فرض عین می گردد و لاکن درینباب کہ تغافل بروئے کار می آرم بہ منفعتی از منافع دینیہ امید دارم کہ ترغیب مسلمین خواہند نمود و راہ اعانت مالی خواہند پیمود اینہم بمنصۂ ظہور نرسید محض حرمان و حسرت نصیب اعدا و خیر نیک تامل فرمایند کہ محض بنا بر خیر خواہی کہ مقتضائے محبت قدیمہ است اینمعنی اظہار می نمایم و ہرگز ہرگز راہ استعانت بغیر اللہ بوجہ من الوجوہ نمی پیمایم کہ این امر را از قبیح معاصی می شمارم و قوت و ثروت مخلوقین

راہ در جنب عظمت پروردگار بخیال ہم نمی آرم۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ والسلام مع الاکرام

۱۲ محرم ۱۲۴۲ھ ہجری۔ ؛

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۳۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب خان صاحب عالی مراتب، وکثیر المناقب فقیر محمد خان صاحب سلمہٗ اللہ تعالیٰ خدا آپ کے مقاصد برلائے۔ سلام مسنون اور دعائیں۔ واضح ہو کہ یہاں کے حالات اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بے حد لائق شکر ہیں۔ کیونکہ رات دن اللہ تعالیٰ کی حمایت و کفایت ہمارے شامل حال ہے اور زیادہ سے زیادہ نیک کام کی توفیق کی توقع رکھتا ہوں اگرچہ کہ کافروں اور گمراہوں کے ساتھ جنگ اور قتل وخون میں چند منافقوں بھی شرکت کی وجہ سے ایمان والوں کو ایک طرح کی تکلیف واذیت پہنچی تھی اور یہ فقیر ایک شدید مرض میں بلحاظ تشخیص جس میں زہر خورانی کے آثار نمایاں تھے مبتلا ہو گیا تھا۔ لیکن حق تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنے فضل وکرم سے چند روز کے بعد شفائے کلی عطا فرمائی۔ صحت حاصل ہو جانے کے بعد سوات نبیر و چملہ دورو کا میں نے سفر کیا تمام روساء وادنیٰ اشخاص نیز ان اضلاع کے علماء وفقراء تقریباً چار لاکھ اشخاص نے میرے ہاتھ پر بیعت امامت کی تکمیل کی اور اس قادر مطلق کے دین کی اعانت میں میری رفاقت اختیار کی اور اس عاجز کی اطاعت وفرمانبرداری کا ڈورا اپنے گلے میں ڈال لیا۔ آخر کار انکی دعوت جہاد سے فارغ ہو کر موضع پنجتار کی طرف جو فتح خان یوسف زئی کا وطن ہے لوٹ آیا اور چند روز اسی موضع میں قیام پذیر رہا۔ اس عرصہ میں اباسین کے سواحل کے رہنے والے مثلاً تنول و دنتور، جدون پکھلی گھیٹ، دھنی اور ہزارا کے لوگ کافروں گمراہوں اور دشمنوں کے مقابلہ میں جہاد کی فضیلتوں سے واقف ہو گئے اور دین کی اعانت کی خاطر اس فقیر کی رفاقت قبول کر لی اور اس بات پر آمادہ ہوئے کہ اس موقع پر مجاہدین کا فتح مند لشکر پکھلی اور تنول کی طرف جائے۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت اور تائید سے سندھ، خراسان کے مسلمان مثلاً خلجائی۔ اہل غزنی اور کابل اور فارسی بولنے والے پہاڑی لوگ اور نگر بار شنواری آفریدی مہمند، خلیل، خٹک، منڈر دواور یوسف زئی، سوات ونبیرہ، چملہ، نیز باجوڑ پکھلی

تنول، دنتوڑ، کھیپ اور دھنی دہزارا کے رہنے والے اور کشمیر کے راجے مہاراجے اور بادشاہ کاشغر نے دین الٰہی کی امداد پر کمر باندھ لی ہے اور ہمارے انتظار میں آنکھیں لگائے بیٹھے ہیں اور قوم درانی میں سے اکثر نے اس فقیر کی رفاقت اختیار کر لی ہے۔ اب منافقین کے خاندان کے پاینده خیل جن میں سے بعض تو مخالف اور بعض خاموش ہیں۔ غرض ان شہروں اور اضلاع میں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ایمانی حمایت اور جوش موجزن ہے اور جہاد کی امامت کا غلغلہ اور شور ہو رہا ہے اگرچہ کہ دین متین کی امداد اور مجاہدین کے لشکر کی کفالت جو فی الحقیقت خدائے تعالیٰ کا لشکر ہے اور اسکی دستگیری اس مالک مطلق اور بادشاہ حقیقی پر بلحاظ کلام الٰہی اس پر ہے جس نے خدا پر بھروسہ کیا اور اس کو وہی کافی وشافی ہے لیکن چونکہ یہ نعمت عظمیٰ اور سب سے بڑا عطیہ نوادرات زمانہ سے ہے جسکا ظہور کبھی کبھی عرصہ دراز گزرنے کے بعد ہوا کرتا ہے جس سے ایمان والوں اور مخلصوں پر کشائش اور مسرت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اپنے قدیم دوستوں اور سچی محبت کرنے والوں کو اس فیض ربانی اور ہمیشہ کی دولت میں شریک کر لوں اور ان کو دین و دنیا کے مراتب اور کونین کی شان وشوکت اور وجاہت کے مراتب تک پہنچا دوں لہٰذا جناب کی خدمت صداقت منزلت میں لکھا جاتا ہے کہ اس محمود اور مسعود زمانے میں راسخ الاعتقاد ایمان والوں اور نہایت فرمانبردار مخلوق کی نسبت جو گل وبلبل کے حق میں موسم بہار کی آمد یا درختوں اور نباتات کے لئے موسم برسات تصور فرمائیں اور جو کچھ ان کے لئے کرنا چاہیں کر گزریں۔ اور اگر آپ مال کی تجارت چاہتے ہیں تو اب اس کا وقت آگیا ہے ایک دانہ بوئیں اور اس سے سات سو دانے حاصل کر لیں وقت کو ہاتھ سے جانے نہ دیں۔ جو کچھ آپ کے ہاتھ سے ہو سکتا ہے اس کو اب کر لیں .... کیونکہ بڑا اچھا وقت اور نیک ساعتیں ہاتھ سے جا رہی ہیں۔ ورنہ حسرت وندامت کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ آئندہ آپ کو اختیار ہے سبقت لے جانے اور آخرت کے کاموں میں تو آپ چالاک، ہوشیار اور تجربہ کار ہیں اور آپ کے دانا دل پر یہ واضح اور روشن ہے کہ دین متین کی اعانت اور مجاہدین کے ساتھ شرکت تمام ایمان والوں کی طرح جناب والا پر بھی لازم اور ضروری ہے۔ اگر میں خاص طور پر جناب کو طلب کروں تو پھر یہ عین فرض ہو جاتا ہے لیکن میں اس معاملہ میں غفلت برت رہا ہوں۔ دین کی منفعت کے منجملہ میں ایک

فائدہ کی توقع رکھتا ہوں کہ آپ مسلمانوں کو اس طرف رغبت دلاتے رہیں گے اور مالی امداد فرمائیں گے۔ اگر یہ بھی نہ ہو تو محض ناامیدی اور مسرت دشمنوں کو نصیب ہو۔ جھیے جناب خوب غور فرمائیں۔ محض خیر خواہی کی وجہ سے جو قدیم محبت کا تقاضا تھا اس لئے میں نے جناب سے اس چیز کا اظہار کر دیا ورنہ ہرگز ہرگز ہرگز غیر اللہ سے کسی وجہ سے بھی امداد کا میں طلبگار نہیں ہوں۔ کیونکہ اس چیز کو سخت گناہ سمجھتا ہوں اور مخلوق کی قوت اور دولت کو پروردگار عالم کے مقابلہ میں کبھی خیال میں بھی نہیں لاتا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ والسلام مع الاکرام۔ ۱۲ر محرم ۱۲۴۲ھ ؁

مکتوب نمبر ۳۶ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام سید محبوب علی صاحب دھلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت سراپا برکت جناب ہدایت مآب سیادات انتساب مناقب اکتساب سلالۂ اولاد آئمہ اطہار نقادۂ احفادِ اسلافِ کبار گل سرسبز چمنستان مصطفوی سرو نونہال بستان مرتضوی مقبول بارگاہ رب قوی اخوی اعزی سید محبوب علی متع المسلمین بطول بقائہٗ وانطق المومنین بجمیل ثنائہ۔ بعد از سلام مسنون ودعائے اجابت مقرون واضح آنکہ فضیلت پناہ ملّا قطب الدین و مرزا صاحب سعادت نشان مرزا احمد گل بیگ رسیدند تفاصیل مضامین عسکرِ ظفر پیکر از زبان صدق ترجمانِ خود اظہار گردانیدند و دو نص از نصوصِ قرآنی یعنی دو آیت از آیاتِ قرآنی کہ در قرطاس ہدایت اساس کہ نوکریز خامۂ افادت شمامہ شدہ بود بملاحظہ رسید مقصود آں واضح ولائح گردید الحق کہ توکل علی خالق البریات فی جمیع المہمات از افضلِ آثار ایمان و ثمرات ایقان است لکن در مقدمۂ سیاست ملت واحیائے سنت واقامتِ جہاد وازالۂ کفر و فساد و استعمال انظار و افکار بقدر منتہائے طاقتِ خود ضروری است۔ خصوصاً بر ذمۂ کسیکہ جماہیر اہل اسلام و مشاہیر اعلام اورا بر منصب ریاست و امامت قائم کردہ باشند کہ اورا استعمال رائے ثاقب و فکر صائب و تدبیر بہر انجام ایں مہم عظیم و اتمام ایں امر فخیم از واجباتِ موکد است تلفیق تدبیر منافی تفویض [illegible] نیست کہ وشاورہم فی الامر نصے است

ماثور و۔

گفت پیغمبر بآواز بلند
بر توکل زانوئے اُشتر ببند

بیتے است مشہور مناسب وقت ہمیں است کہ بمجرد ملاحظہ این رقیمہ مستعد کوچ شوند و روئے عزیمت باین صوب بنہند ار باب بہرام خاں نزد اینجانب روبرو دے بسیارے از اعزہ این دیار کفیل محافظت ایشاں گردیدہ وچناں اظہار نمودہ کہ من ایشانرا براہ مامون نزد شما خواہم رسانید یعنی سہ چہار اشخاص را از دا تقان راہ بطرف ایشاں روانہ خواہم ساخت کہ ایشاں را از قرب وجوار موضع میچنی عبور کنانیدہ بحفاظتِ تمام رسانند در نشیب و فراز راہ آگاہ سازند انشاء اللہ تعالٰے ہمراہ فضیلت پناہ ملا قطب الدین آخوند زادہ آدمانِ بہرام خاں بخدمتِ سامی میرسند و مرزا محمد ممدوح بہ سبب آبلۂ پا رفتن نمی توانند بناءً علیہ فرستادنِ ملائے موصوف مع آدمانِ مذکور را اکتفا کردہ شد در استعجال تشریف آوری تعطیل و اہمال و تسویف و اہمال را کار نفرمایند کہ مصالح آن بالمشافہ اظہار کردہ خواہد شد و این را منافی توکل و تجلد تصور فرمایند و در سلکِ سلوک فی بشارات اللہ منسلک نسازند در باب توکل و تجلد و بشارتِ فتح و نصرت نظیر رسول بشیر و نذیر ہیچکس از مخلوقات نہ گاہے شدہ است و نہ گاہے شدنی است باوجود اینچنیں توکل و اعتماد و رسوخ اعتقاد و وفور جلادت و قوت بشارت صلح حدیبیہ بوجہے کہ واقع شد بر ضمیر گیاست تخمیر ظاہر و مبرہن است ہرچند غیرتِ اسلامی و حمیت ایمانی جلادت منزل ہر صحابی مکرم لاسیما فاروقِ اعظم رض چہ قدر جوش میزد و کلمات جرأت سمات از زبانِ غیب ترجمان ایشاں چہ قدر سر می زد اما جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم مصلحت وقت را رعایت فرمودند باستنکافِ مومنین و استہزا منافقین و استکبار کافرین التفات نمودند۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ بالجملہ بر طبق منطوق لازم الوثوق کریمہ۔ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ۔ و حدیث۔ ولا تنازع الامر اہلہ کلامِ این عاجز خاکسار و ذرۂ بمیقدار را قبول نمایند و درین مقام تشریف آوردہ مصالح و منافع این امر را مشاہدہ فرمایند و قدرے ازاں از زبان صدق ترجمان ملا قطب الدین خواہند شنید و پارہ ازاں از کلام ایشان خواہند فہمید ہرچند بحکم الشاہد یری مالا یری الغائب حقیقتِ حال بدون تشریف آوری

جلوہ گر نخواہد شد اما فراست این معنی از کلام ملائے ممدوح ہم بحکمۂ امر پے خواہند برد و طریق
سفر را ہمیں اختیار فرمایند اما انجا کہ موسم تابستان و اوقات شب ماہ است روی اختیار فرمایند
وشتران تمامی احمال بصوابدید ملا علی خاں تفویض کسے از معتبران بطریق امانت باید کرد و جریدہ
شدہ بعد مغرب کوچ باید کرد و تمامی شب راہ باید زد و روز بمقام محفوظ در بغلِ کوہ باید گزرانید
وبہمیں طریق خود را نزد اینجانب باید رسانید و چند کس را از ضعفائے برائے حفاظت وخدمت
شتران تعین نمایند و اسلحہ ایشانرا ہم ہمراہ خود بیارند انشاء اللہ بسعی آدمانِ بہرام خاں ہمہ
جمال معہ تمامی احمال باینجانب خواہند رسید خاطر جمع فرمایند و مومنین آں دیار و مخلصینِ آں
انتظار را تسلی نمایند انشاء اللہ تعالے اینجانب در عرصۂ بست روز یا یکماہ تخمیناً بسمتِ پشاور
عزم خواہد نمود۔ ہرگز ہرگز با منافقین مصالحت نمودہ ام و اصلا راہ موافقت نہ پیمودہ
چنانچہ خط ملک فیض اللہ خاں دریں ایام نزدِ اینجانب رسیدہ بود جواب آں نوشتہ شد
نقل ہر دو در لف این رقیمہ بخدمت سامی میرسد ملاحظہ فرمایند و تسلی ہمہ ہا بہ فرمایند و
ملا علی خاں را حضور در بالضرور ہمراہ خود آرند زیادہ والسلام مع الاکرام۔ مرقومہ چہاردہم محرم
۱۲۴۴ھ ہجری ؛

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۳۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

بخدمت سراپا برکت جناب ہدایت مآب برادر عزیز سید محبوب علی صاحب خدا آپ
کی عمر دراز کرے۔ سلام مسنون۔ واضح ہو کہ فضیلت پناہ ملا قطب الدین اور مرزا احمد گل بیگ
یہاں پہنچ گئے اور ہمارے لشکر ظفر پیکر کے تفصیلی حالات خود اپنی زبان سے بیان کئے اور دو
آیتیں قرآن شریف کی جو آپ نے اپنے گرامی نامہ میں تحریر فرمائی تھیں ملاحظہ ہوئیں اور ان
کا مقصد واضح ہوا۔ یہ سچ ہے کہ تمام مہمات میں اس خالق کائنات پر بھروسہ رکھنا ایمان کی
سب سے بڑی نشانی ہے اور وہ یقین کا ثمرہ ہے لیکن ملت و قوم کے سیاسی معاملے میں سنت
کے احیاء اقامت جہاد کفر و فساد کے ازالے اور فکر و نظر کے استعمال میں اپنی تمام ترصلاحیتوں کو
کام میں لانا ضروری ہے۔ خصوصاً یہ اس شخص کے ذمہ ہے جس کو تمام مسلمانوں اور بڑے
بڑے مشاہیر نے منصب ریاست اور امارت پر مامور کیا ہے کیونکہ اس کیلئے اپنی روشن رائے

اور فکر صائب اور تدبیر سے اس بڑی مہم کو انجام دینا اور اس کام کو پورا کرنا واجبات میں سے ہے اور اسکی تائید کی گئی ہے تدبیر کو تقدیر کے سپرد کرنے میں ہرگز ہرگز اس کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ آیت " وشاورہم فی الامر" منقول ہے اور یہ بہت مشہور ہے

گفت پیغمبر بآواز بلند!

بر توکل زانوے اشتر ببند

اس لئے مناسب وقت یہی ہے کہ اس خط کے پہنچتے ہی کوچ کی تیاری فرمائیں اور اس طرف آنے کا ارادہ کریں۔ بہرام خاں کے رفقاء نے بھی اس عاجز کے پاس اس شہر کے بہت سے معززین کے روبرو انکی محافظت کی کفالت کا وعدہ کیا ہے اور یہ اظہار کیا ہے کہ میں انکو پرامن راستہ سے آپ تک پہنچا دوں گا۔ یعنی تین چار اشخاص کو جو راستہ سے واقف ہوں ان کے پاس روانہ کر دیں گے جو ان کو موضع میچنی کے قرب وجوار سے پار کرکے بحفاظت تمام پہنچا دیں گے اور راستہ کے نشیب وفراز سے واقف کرا دیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ، فضیلت پناہ ملا قطب الدین اخوندزادہ بہرام خاں کے آدمیوں کے ساتھ آپ کی خدمت گرامی میں پہنچیں گے۔ اور مرزا صاحب ممدوح پیر میں چھالوں کی وجہ سے چل نہیں سکتے۔ اس لئے صرف ملا صاحب موصوف کو ہی ان اشخاص کے ساتھ روانہ کرنا کافی سمجھا گیا۔ جلد از جلد تشریف لائیے اور اس میں رکاوٹ اور تاخیر کو کام میں نہ لائیے اور وعدہ خلافی نہ کیجئے۔ اس کی مصلحت کے متعلق بالمشافہ آپکو واضح کر دیا جائے گا۔ اور اس چیز یعنی رکاوٹ کو توکل اور بہادری کے منافی تصور فرمائیں اور اس کو اللہ تعالیٰ کی بشارتوں میں شامل نہ کریں۔ توکل وشجاعت اور فتح ونصرت کی بشارت میں رسول کریم جو بشیر اور نذیر تھے مخلوقات میں سے کوئی شخص ان جیسا کبھی ہوا ہے نہ ہونے والا ہے۔ باوجود اس قدر توکل اعتماد اور پکے اعتقاد اور انتہائی چستی اور بشارت کی قوت کے صلح حدیبیہ جسطرح واقع ہوئی وہ جناب پر ظاہر اور روشن ہے اگرچہ غیرت اسلامی اور حمیت ایمانی جو ہر بزرگ اور جوانمرد صحابی کے دل میں تھی اسکی نظیر نہیں۔ حضرت فاروق اعظم میں کسقدر جوش وخروش تھا اور جرأت آمیز کلمات اور کتنی ہی باتیں انکی زبان سے جو غیب کی باتوں کی ترجمان تھیں نکلا کرتی تھیں۔ لیکن جناب رسالت مآب صلعم نے مصلحت وقت کو ملحوظ رکھا۔ ایمان والوں کی بڑائی منافقوں کی مضحکہ خیزی اور کافروں کے غرور وتکبر پر کوئی

التفات نہ فرمایا۔ بقول :-

"لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃٌ حسنۃٌ"

اس کے منجملہ آیہ کریمہ جو موثق ہے یعنی :-

"لو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منکم"

اور حدیث :- "ولا تنازع الامر اھلہ" اس عاجز خاکسار ناچیز کی بات کو آپ قبول فرمائیں اور یہاں تشریف لا کر اس کام کی مصلحتوں اور فائدوں کو مشاہدہ کرلیں ان باتوں میں سے کچھ تو آپ ملا قطب الدین کی زبان سے صحیح صحیح سماعت فرمالیں گے اور ان میں بعض باتیں آپ کے دلنشین ہو جائیں گی اگرچہ دیکھنے والا تو آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے اور جو غایب ہے وہ دیکھ نہیں سکتا۔ حقیقت حال بغیر جناب کی تشریف آوری کے جلوہ گر نہ ہو گی۔ البتہ آپ اس بات کے مفہوم کی تہہ کو ملا صاحب ممدوح کی گفتگو سے پہنچ جائیں گے۔ آپ سفر دو طریقہ پر کریں چونکہ گرمی کا موسم ہے اور چاندنی رات کا زمانہ ہے اس لئے آپ رات میں سفر کریں اور اونٹوں کو مع تمام ساز و سامان کے ملا علی خاں کے صوابدید پر بطور امانت معتبر اشخاص کے تفویض کر دینا چاہیئے اور تنہا مغرب کے بعد کوچ کرنا چاہیئے اور تمام رات تو راستہ طے کرتے رہیں اور دن کو کسی محفوظ مقام میں یعنی پہاڑ کے دامن میں قیام فرمائیں اسی طریقہ پر آپ خود اس عاجز کے پاس پہنچ جائیں گے اور چند معتبر اشخاص کو اونٹوں کی حفاظت اور خدمت کے لئے مقرر کر دیں اور ان کے اسلحہ کو بھی اپنے ہمراہ لیتے آئیں۔ اللہ نے چاہا تو بہرام خاں کے آدمیوں کی کوشش سے تمام لادو جانور معہ تمام سامان کے یہاں پہنچ جائینگے۔ خاطر جمع رکھیئے اس شہر کے تمام مسلمانوں اور اس علاقہ کے مخلص اشخاص کو تسلی تشفی دیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ اس عاجز کا قصد ہے کہ بیس روز یا تقریباً ایک ماہ کے بعد پشاور جائے۔ میں نے ہرگز ہرگز منافقوں کے ساتھ کوئی مصالحت نہیں کی ہے اور نہ کبھی ان سے موافقت کی کوئی راہ نکالی ہے چنانچہ اس عرصہ میں ملک فیض اللہ خاں کا خط وصول ہوا تھا جسکا جواب ادا کر دیا گیا دونوں مکتوب متذکرہ کی نقل اس خط کے ساتھ ملفوف ہے جو آپ کی خدمت میں روانہ کیا جا رہا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں اور تمام لوگوں کو تسلی و تشفی دیں۔ ملا علی خاں کو ضرور بالضرور اپنے ہمراہ لائیں۔ زیادہ والسلام مع الاکرام

مرقوم ۱۴ محرم ۱۲۴۴ھ

مکتوب نمبر ۳۷ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام شاہ صبغۃ اللہ سندھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ از امیر المومنین سید احمد ۔ بخدمت با برکت سجادہ نشین محافلِ ارشاد و تلقین رہنمائے باب صدق و یقین مرجع مستفیدین ملاذ مسترشدین ہادی راہ و آگہ مخدومی حضرت شاہ صبغۃ اللہ صاحب مداللہ ظلال ہدایتہ علی رؤس الطالبین الی یوم الدین بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ رقائم کرائم متضمن کمال وفور رغبت و علو ہمت و تاکد عزیمت در باب امتثالے ملت و احیائے سنت و اقامت جہاد و استیصال کفر و عناد رسید مضامین مندرجہ اش اجمالاً از عبارات بلاغت آیات و تفصیلاً از بیان آیندگان و روندگان واضح گردید الحق کہ رغبت بہ سرانجام دادن ایں امر عظیم و اقتحام ایں مہم فخیم از امثال آں ۔ ہدایت مآب و از مقبولانِ سرفراز دہا دیانِ ممتاز دارباب ہمت ہر واز نریبد مصرعہ :-

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

ہر چہ از خارستان کوہ و دشت را بقدم عالی پیمایند و محفلِ فقرا را بقدوم جلالت لزوم رشک افزائے چمنِ جنان و رونق شکن سمن و ریحاں نمایند بعید از ہمت عالیہ و عزیمت سامیہ نخواہد بود لاکن صوابدید وقت چناں می نماید کہ مخلصین محبین را خصوصاً و سائر مومنین صادقین را عموماً ترغیب فرمودہ و مشاہیر آں دیار را بلکہ جماہیر آں اقطار رفیق گردانیدہ در مقامیکہ از گزندے موالفین مصئون باشد و از دست برد معاندین ، مامون و بحدودِ کفار اقوام سکھ متصل باشد و از مضرتِ متعدیانِ ستمگار منفصل مثل داخل وغیرہ اقامت فرمایند و اہل و عیال ایں فقیر را مع اہل و عیال خود در موضع مذکورہ یا غیر آں از موضع محفوظ مقیم نمایند و بالِ ہمت و ہے آں مقام بکشانید و معرکۂ جہاد بہ اہل کفر و فساد ہا ہمار جلادت و شجاعت بیارایند و دستِ ہمت باطراف و جوانب دراز کنند و بلاد کفر را موکب مجاہدین و مشرف بکوکب دین متین گردانند و تا ہر جا کہ ممکن باشد صیتِ اقامتِ جہاد و غلغلۂ استیصال کفر و فساد رسانند با لجملہ چپ و راست در میدان شہامت بتازند و بیوت کفار را بخونریزی اشرار بلسانِ لالہ زار فرمایند حتی کہ ظلمت شرک بشوارق سیوف الماس رنگ و بوارق تیر و تفنگ مقصود گردد و تمامی ایں مددد

ممتلی بتوحید رب معبود شود و شب کفر بزادیۂ عدم رود و آفتاب عالمتاب ہدایت و متانت از افق شجاعت و شہامت طلوع کند ہرچہ کہ منتہائے طاقت باشد در صرف آن سعی بلیغ بجاآرند و اتمام آنرا از درگاہ واہب العطیات امید وارند کار بندگانِ عبودیت شعار ہمیں است کہ در مقدمۂ انقیاد احکام رب العباد از طرف خود اقصائے تدبیر بجاآرند و اتمام آنرا بر تقدیر گذارند اعلام عام بخدمت جماہیر اہل اسلام بخدمت عالی میرسد نقول آنرا گرفتہ در اطراف و اکناف منتشر باید کرد و نیز بمسامع علماء و فقراء و روساء و ضعفاء ایں دعوت عامہ حقہ باید رسانید انشاءاللہ در عقب ایں رقیمہ شخصے از رفقائے خود کہ از مومنین راسخ الاعتقاد و مسلمین کامل الانقیاد و صاحب ہمتِ بلند و بختِ ارجمند باشد بخدمت سامی روانہ خواہم نمود واورا نائب خود در باب اخذِ بیعتِ امامت خواہم گردانید کہ مومنین آن دیار و مسلمین آں اقطار را بایں معنی ترغیب نمایند کہ بیعتِ امامتِ ایں فقیر بر دست او بجاآرند ہرچند اولیٰ وانسب چناں می نمود کہ خود آنجناب را درین باب نائب خود گردانم و آوازۂ ایں نیابت بگوش کافۂ مسلمین آں دیار رسانم لاکن از انجا کہ بحکم وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ اگر نفوس انسانی بر اتحاد مجبول اند و صفائی لوحِ قلب از ایشاں غیر معمول پس متحمل کہ بعضے اعزۂ آں دیار کہ در زعمِ خود دعویٰ ہمچشمی آں جناب میدارند و جاں خود را ہمسرآن والا قباب می شمارند پس بجاآوردنِ بیعت امامت اگرچہ بطریق نیابت باشد بر جان گوارا ندارند و بایں باعث امر مسنون را بجانیارند بناءً علیہ شخصے اجنبی برائے نام بنا بر سرانجام ایں امرِ افضل اسلام تعین کردہ شد والّا فی الحقیقت منصب نیابت ایں جانب بآنجناب می زیبد باقی تفاصیل احوال از زبان صدق ترجمان مجمع مکارم برادر دینی میاں محمد قاسم واضح خواہد گردید آنچہ از کلام مصلحت التیام ایشاں مفہوم گردد۔ آنرا قرین صدق وصواب دانستہ بعمل آرند۔ زیادہ والسلام مع الاکرام ؛

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۳۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب سجادہ نشین۔ محافلِ ارشاد و تلقین۔ مخدومی شاہ صبغۃ اللہ صاحب مداللہ ظلہٗ خدائے تعالےٰ آپ کے رشد و ہدایت کے سلسلہ کو تاقیامت جاری رکھے۔ سلام مسنون و دعائیں۔ واضح ہو کہ جناب کے مکتوبات گرامی جو ترغیب اور ہمت افزائی اور عزائم

کی پابجائی کے لئے جو دین کی اشاعت، سنت کے احیاء، قیام جہاد اور کفر و دشمنی کے استیصال سے متعلق تھے وصول ہوئے۔ مندرجہ حالات گو مختصر مگر فصیح و بلیغ تھے، مگر تفصیلی حالات ادھر آنے جانے والوں سے معلوم ہوئے۔ یہ سچ ہے کہ اس بڑے کام کو انجام دینا اور اس مہم کو سر کرنا تو آپ جیسے ہادی، سربلند، مقبول اور ممتاز ہادیوں اور بلند ہمت ممتاز اصحاب کے لئے ہی سزاوار ہے بقول۔ ع

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

اگر کوہ و دشت کے خارستان کو اپنے مبارک قدوم سے طے فرمائیں اور نقراء کی محفل کو اپنے جلیل القدر قدم سے بہشتوں جیسا قابل رشک چمن زار بنا دیں اور چنبیلی اور ریحان کی رونق کو ماند فرمائیں تو یہ جناب والا کی عالی ہمتی اور عزم مصمم سے کچھ بعید نہیں ہے۔ لیکن وقت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ خصوصاً مخلص اشخاص اور دوستوں کو اور عام طور پر تمام ایمان والوں اور سچے لوگوں کو جہاد کی ترغیب و تحریص دلائیں اور اس شہر کے مشاہیر کو بلکہ ان اضلاع کے عوام کو اپنا رفیق بنا کر ایسے مقام پر جہاں مخالفین کے نقصان پہنچانے کا خطرہ نہ ہو اور جو دشمنوں کی دستبرد سے محفوظ ہو اور کافروں یعنی اقوام سکھ کے حدود سے متصل مگر ظالموں کی نقصان رسانی سے دور ہو قیام فرمائیں اور اس فقیر کے اہل و عیال کو معہ اپنے متعلقین کے اسی موضع یا کسی اور موضع میں جو محفوظ ہو ٹھہرائیں اور اس مقام کو اپنی ہمت کی پرواز کے لئے کھول دیں اور کافروں اور فتنہ پردازوں کے ساتھ معرکہ جہاد کو چستی اور بہادری کے ساتھ آراستہ و پیراستہ کریں اور اپنی ہمت اور حوصلہ تمام اطراف میں صرف کریں اور کفر کے شہروں کو مجاہدین کی پیش روی اور دین متین کے رفتار سے مشرف فرمائیں اور حتیٰ کہ جہاں جہاں ممکن ہو جہاد کا نعرہ لگائیں اور کفر و فساد کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا غلغلہ مچا دیں آخر کار دائیں بائیں میدان میں شجاعت کے جوہر دکھائیں۔ اور کافروں کے گھروں کو اشرار کی خونریزی سے لالہ زار بنا دیں یہاں تک کہ شرک کی ظلمت میں ہیرے کی طرح چمکتی ہوئی تلواروں اور تیر و تفنگ کی بجلیاں گرانا آپ کے پیش نظر ہو اور یہ تمام علاقے پروردگار عالم کی توحید سے معمور اور کفر کی رات معدوم اور ہدایت و متانت کا آفتاب عالم تاب شجاعت اور بہادری کے افق سے طلوع ہو جائے اور جس قدر بھی انتہائی قوت و طاقت ہو اس کے

صرف کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں اور اسکی تکمیل کی اس بادشاہ بخشش و کرم سے امید رکھیں۔ اطاعت گزار بندوں کا شعار یہی ہوا کرتا ہے کہ پہلے تو پروردگار عالم کے احکام کی تکمیل کریں اور اس کے بعد ..... انتہائی تدبر سے کام لیں اور اس کے انجام کو تقدیر پر چھوڑ دیں۔ یہ عام اعلان تمام اہل اسلام کی خدمت میں اور جناب والا کے حضور میں پہنچتا ہے اس کی نقلیں کر کے تمام اطراف و اکناف میں تقسیم کر دینا چاہیئے اور علماء فقراء روساء اور عوام کے کانوں تک اس دعوت عام کو پہنچا دینا چاہیئے۔ انشاء اللہ میں اس خط کے بعد ہی اپنے رفقاء میں سے کسی شخص کو جو پکے اعتقاد والے ایمان والوں میں سے اور نہایت اطاعت گزار بلند ہمت اور خوش نصیب ہو جناب کی خدمت گرامی میں بھیج دوں گا اور جسکو بیعت امامت حاصل کرنے کے لئے اپنا نائب بنا دوں گا تاکہ اس شہر کے ایمان والوں اور اس علاقہ کے مسلمانوں کو اس خصوص میں ترغیب دے اس فقیر کے ہاتھ پر امامت کی بیعت بجا لائیں۔ اگرچہ اولیٰ اور انسب یہی معلوم ہوا کہ خود جناب والا کو اس معاملہ میں اپنا نائب قرار دوں اور اس نیابت کا شہرہ اس شہروں کے تمام مسلمانوں کے کانوں تک پہنچا دوں لیکن چونکہ بموجب حکم " وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ " اگرچہ اتحاد انسانی جبلّت ہے۔ ان کے دلوں کا صاف ہونا لازمی نہیں۔ مگر اس خیال سے کہ اس شہر کے بعض اعزہ اپنے زعم میں جناب والا کی برابری کا دعویٰ کرتے ہیں اور خود کو جناب والا کا ہمسر سمجھتے ہیں۔ اس لئے بیعت امامت خواہ وہ نیابتاً ہی کیوں نہ ہو ان لوگوں کو گوارہ نہیں ہوگی۔ اور وہ ایک مسنون کام کو بجا نہ لائیں گے۔ اسی اندیشے کے مدنظر میں نے برائے نام ایک اجنبی شخص کو اس کام کے لئے جو اسلام میں افضل ہے مقرر کیا ہے۔ ورنہ فی الحقیقت اس عاجز کی نیابت کا منصب جناب ہی کو زیب دیتا ہے باقی ان حالات کی تفصیل برادر دینی میاں محمد قاسم کی زبان صدق ترجمان سے جو بڑی خوبیوں کے بزرگ ہیں واضح ہوگی انکی صحت آمیز گفتگو سے جو کچھ آپ کی سمجھ میں آئے اس کو صائب الرائے سمجھ کر عمل فرمائیں۔ زیادہ سلام مع الاکرام۔

مکتوب نمبر ۱۳۸ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام نواب اسکندر جاہ فولاد جنگ بہادر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ از امیر المومنین سید احمد بجناب خلائق مآب معلی القاب رونق افزائے اورنگ جلالت و فرمانروائے کشور شہامت مسند آرائے محفل ریاست وگیاست معرکہ پیرائے میادین صولت و شجاعت عظمت مآب ابہت انتساب نواب اسکندر جاہ فولاد جنگ بہادر زاد اقبالہٗ وضاعف اجلالہٗ و وفقہ اللہ لما یحب و یرضاہ واوصلہ الی ما یتمناہ ۔ بعد از ادائے تسلیمات مسنون و تحیات اخلاص مشحون بر رائے جلالت پیرائے واضح آنکہ از انجا کہ حمیت دین متین شعار بندگان عبودیت کیش است و حمایت شرع مبین و تائید محمدیان خیر اندیش و تذلیل کفرۂ متجبرین از علامات صولت ایمانی است و تحقیر ظلمہ متغلبین از امارات مسطوط سلطانی اہانت اشرار متمردین اکمل عبادات اسلام است و اعانت اخیار مجاہدین افضل عادات حکام کافرکشی در جنگ و پیکار از متممات غیرت دین است و لشکر کشی از مہمات سیرت سلاطین مخالفت اعدائے دین متین عین مدعائے اعلام نبوت است و موافقت انصار شرع مبین اصل مقتضائے فتوت اماما ستر ادیان بقوت سیف و سنان ثمرۂ قوانین انبارہ کبار است و کسر شوکت اہل فساد باستیصال ارباب بغی و عناد نتیجۂ آئین روسار ذوی الاقتدار واز بسکہ دودمان عالیشان آں عظمت نشان زمان مقر جاہ و جلال و مرکز عزو اقبال معدن معالی اخلاق و ہم و منبع ینابیع جود و کرم مرجع ارباب سیف و قلم بودہ از غایت سطوت ارکان خاندان قلوب متکبرین زمین و زمان می لرزید و از نہایت صولت اعلام آں دودمان زہرۂ متجبرین دوران می ترقید لیکن از چند سال بتقدیر قادر فعال غلبۂ مشرکین اقوام سکھ بر ممالک اکثر ارباب ناموس و ننگ صورت بستہ جاہ و جلال ارباب علم و دیانت برہم گشتہ و عزو اقبال اصحاب حکم و ریاست درہم شدہ بنا بر علیہ بجناب والا قباب نگارش کردہ می شود کہ آخر ایں جان ناتوان و مال سریع الزوال و متاع قریب الانتقال و جاہ و جلال فنا مآل روزے گذشتنی و گذاشتنی است و در محکمۂ حساب و کتاب و سوال و جواب بحضور رب

الارباب حاضر شدنی۔ ہر چند امروز در حفاظتِ آں کمال جد و جہد بجا آریم لاکن لابد روزے
آں ہمہ را بگذاریم و بجنود عزرائیل و اعوان ملک الموت سپاریم پس چرا بکمال علو ہمت و وفور
رضا و رغبت بدست خود نثارِ مولا مے خود امروز نکنیم کہ فردا بکمال مسکنت و مذلت و حسرت
وندامت بغیر خود بدہیم و متاع نکبت و نکال و معصیت و وبال ہمراہ بریم پس بہتر ہمیں است کہ
امروز با علائے کلمۂ رب العالمین و احیائے سنت سید المرسلین و استیصالِ کفرۂ متمردین
کمر بستہ سازیم و علمِ تائید شرع مبین برافرازیم ہر چند اقامت جہاد و ازالۂ کفر و فساد بر ذمۂ جماہیر
اہل اسلام عموماً واجب است اما بر مشاہیر حکام خصوصاً اوجب بناءً علیہ نگارش کردہ می شود
کہ ایں عاجز و خاکسار و ذرۂ بے مقدار بمقتضائے حمیت اسلام و مدعائے تائید دینِ خیر الانام
با چندے از مومنین مخلصین از وطنِ مالوف خود بہ نیت استیصال ہجرت و اقامتِ جہاد
بر اقوام سکھ اہل فساد بر خاستہ در بلادِ ہندوستان و خراسان دور و سیر نمودہ و کافۂ مومنین
رابسوئے ادراک ایں خیر ترغیب دادہ باوطانِ یوسف زئی رسیدیم و در آنجا بر فاقتِ مومنین
آں دیار و... اعانت مخلصین آں اقطار مقدمہ جنگ و پیکار و حرب و کارزار با کفار نگونسار
پیش کردیم الحمد للہ والمنۃ کہ علاماتِ فتح و نصرت بر طبق وعدۂ حضرت رب العزت یعنی وکان
حقاً علینا نصر المومنین مظفر و منصور گردیم گو کہ در بعض اوقات بنا بر مشارکت چندے از منافقین
یک گونہ گزندے۔ بجنود مومنین رسید فاما اصل شجرۂ اقامت جہاد و اساس بنیانِ استیصال
اہل کفر و عناد بوجہے محکم گردید کہ از فرو ریختن چندے از برگ و بار بنا بر مصادمت صرصر
شورشِ کفارِ شرار یا بیجا شدن چندے از کلوخ و سنگ بنا بر تزلزل بعضے از نامردان بے
ناموس و ننگ اصل و آساس موسس نمی جنبد بلکہ مومنین مخلصین را عرق غیرت ایمانی و
حمیت اسلامی بیش از بیش در جوش آمد و برنۂ بانِ مسلمینِ صادقین نعرۂ نحن انصار اللہ از
چار سو در خروش ہزاراں ہزار بلکہ خلائق بے عدد و شمار حلقۂ اطاعت و انقیاد در گوش و
غاشیۂ استقامت و سداد بر دوش انداختند و تاج غیرت و حمیت بر سر و خلعتِ شجاعت
و شہامت در بر ساختند و از محبت جان و مال و اہل و عیال و عزت و نمائش و راحت و
آسائش دست افشاندہ کمر ہمت چست بستند و در میدانِ اعلائے اعلام دین و افشائے
سنت سید المرسلین چوں شیر غراں بر جستند و از بسکہ بفحوائے کلام ملک علام و سنت سید
الانام و فتاوائے علمائے کرام اقامت ایں عمدہ ارکان اسلام بدون نصب امام بر وجہ

مشروع صورت نمی بندد و بناءً علیہ جمعے از سادات کرام و علمائے اعلام و قضاۃ و مشائخ عالی مقام و خوانین ذوی الاحتشام و جماہیرِ خواص و عوام بر دستِ ایں حقیر بیعت امامت نمودہ اند الحمد للہ والمنۃ کہ بعد مرور دہور مقابلۂ اہلِ کفر و عناد و صحتِ جمعہ و اعیاد بروجہ مشروع صورت بست ہر چند ایں بندہ ضعیف بحصول ایں منصب شریف اولاً بہ بشاراتِ غیبی مبشر بود و ثانیاً باتفاق جماہیر مومنین مشرف گشت فاما عالم السرائر والخفیات گواہ است از تمام ایں معرکہ پیرائی و عربدہ آرائی غیر از اعلائے کلمہ رب العالمین و احیائے سید المرسلین واستخلاص بلاد مومنین از دست ایں دراز مویانِ مشرکین امرے دیگر مقصود ندارم و آرزوئے تسلط بر بلاد و امصار و تملک خزائن بے شمار و سلب سلطنتِ سلاطین والا تبار و ریاست روسائے عالیمقدار و امتیاز خود از بندگان و امتیان سید الابرار گاہے بخیال ہم نمی آرم و ہرگز ہرگز شعبۂ وسوسۂ شیطانی و شائبۂ ہوائے نفسانی با ایں داعیۂ رحمانی مخلوط نگردیدہ واللہ علی ما نقول وکیل لیس ہرگاہ ایں عاجز خاکسار و ذرۂ بے مقدار باوجودیکہ خانہ نشینی کارِ ماست و خلوت گزینی شعار ما۔ بمقتضائے غیرتِ ایمانی و حمیت اسلامی خالصاً لوجہہ و محض ابتغاءً لمرضات اللہ کمرِ ہمت چست بستہ بنا بر نصرتِ دین متین و حمایت شرع مبین بمیدان استقامت قدم ثابت نہادیم و بقدرِ جہد و طاقت داد کوشش ہا دادیم یقین واثق است کہ آں والا جاہ کہ بعزت ایمانی و حمیت خاندانی موصوف است و سیرت عساکرکشی معروف در اعلائے اعلام دین و افشائے سنتِ خاتم النبیین و استیصال کفرہ متمردین و استخلاص بلاد اسلام از دستِ کفار مشرکین و اجرائے احکام رب العالمین و انتظام مجاری لسیاست و عدالت بر قوانین شرع مبین البتہ ہمت والا نہمت متوجہ خواہند ساخت و علمِ شجاعت و شہامت و الوا بِ صولت و استقامت خواہند افراخت لاکن اگر توجہ موکب اجلال بدیں دیار و اقطار متعذر و دشوار نماید لازم کہ جمیع صغار و کبار و علماء اخیار و ارکین ذوی الاعتبار و سپاہیان شجاعت شعار و رعایا انقیاد آثار را ترغیب فرمایند و جمعے را از لشکر ظفر پیکر متوجہ ایں سمت نمایند و در اعانتِ مجاہدین از خزانۂ عامرہ بالِ ہمت کشانید تا مشارکت آں والا قباب در اعلائے دین رب الارباب و استیصال کفر و اہلِ ارتیاب باحسن وجوہ بہ منصۂ ظہور گراید و خطے وافی از منطوق آیت وفضل اللہ المجاہدین باموالہم وانفسہم علی القاعدین درجۃ بدست آید چنانچہ بریاست و امارت اینجہاں ممتاز بنی لو انند

ہمچنیں بدرجاتِ عالیۂ جنت نعیم ومقعد صدق در جوار رب کریم مباہی امثال شوند وان شاء اللہ تعالےٰ برطبق مواعید صادقہ کلام ربانی وَکَانَ حقاً علینا نصر المومنین وان تنصرا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم دہم بموجب اشارات غیبی و بشارات لاریبی کہ ایں فقیر باں مبشر است عنقریب فتح ونصرت جلوۂ ظہور خواہد داد وخزائن بیشمار و بلاد کفار نگونسار از پشاور تا دریائے ستلج در دستِ تصرفِ اخیار خواہد افتاد ایں فقیر تحصیل مال و منال وتصرف بلاد وامصار غرضے ندارد ہر کہ از اخوانِ مومنین استخلاص بلاد از دستِ کفار مشرکین نمودہ در اجرائے احکام رب العالمین واحیائے سید المرسلین کوشید و قوانین شریعتِ غرّا در سیاست وعدالت مرعی داشت مقصود فقیر حاصل گشت ونیز سعی من بر ہدف نشست دریں مقدمہ نیک نیک تامل فرمایند وعقل دوربین را کار فرمایند و دولت دو جہانی وسعادتِ جاودانی بدست آرند۔ والسلام مع الاکرام ؏

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

جناب خلافت مآب ۔ معلی القاب ۔ رونق افزائے اورنگ جلالت وفرمانروائے کشور شہامت نواب اسکندر جاہ فولاد جنگ بہادر زاد اقبالہٗ واجلالہٗ ۔

سلام مسنون کے بعد عرض ہے کہ چونکہ دین متین کی حمایت کرنا اطاعت گزار بندوں کا شعار ہے اور شرع مبین کی حمایت خیر اندیش محمدیوں کا گویا اوڑھنا بچھونا ہے اور ظالم کافروں کو ذلیل وخوار کرنا رعب اور دبدبۂ ایمانی ہے اور جبراً قبضہ کرنے والوں ظالموں کی تحقیر بادشاہی دبدبہ کی دولت اور شریر النفس سرکشوں کی اہانت اسلام کی بہت بڑی عبادت ہے اور نیک مجاہدین کی اعانت سب سے اچھی خصلت ہے جنگ و جدال میں کافروں کو تہ تیغ کرنے کے احکام دین کی عزت کو ثابت کرنا ہے اور لشکر کشی سلاطین کی سیرت کا اہم جزو ہے اور دین متین کے دشمنوں کی مخالفت نبوت کا مظاہرہ ہے۔ شرع مبین کے انصار کی رفاقت جوانمردی کا عین اقتضا ہے باطل ادیان کو تیر وتلوار کی قوت سے روکنا بزرگوں کے قوانین کا ثمرہ ہے اور فساد برپا کرنے والوں کی شوکت کو باغیوں اور دشمنوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے بعد برباد کر دینا ——

ذی اقتدار رئیسوں کے آئین کا نتیجہ ہے۔ چونکہ آپ جیسے عظمت والے عالی شان کا خاندان جاہ وجلال اور عزت واقبال کا منبع۔ اخلاق حمیت وہمت کا معدن اور جود وکرم کا چشمہ اور ارباب سیف وقلم کا مرکز رہا ہے۔ کہ آپ کے خاندان کے کمال دبدبہ اور رعب سے دنیا جہان کے متکبر لرز جاتے تھے اور اس خاندان کی ہیبت سے زمانہ کے جابر وظالم کا پتہ پانی ہو جاتا ہے۔ لیکن چند سال سے خدائے تعالےٰ کی قدرت دیکھیئے کہ مشرک اقوام سکھ کا ان ممالک پر غلبہ ہونے کی وجہ سے اکثر اشخاص کے ننگ وناموس کو خطرہ اور اہل علم اور دیانتداروں کا جاہ وجلال درہم برہم ہو گیا ہے اور حکام اور ریاست کے اصحاب کی عزت اور اقبال تہس نہس ہو کر رہ گیا ہے اس لئے جناب والا سے عرض ہے کہ آخر کار یہ ناپائیدار زندگی اور جلد فنا ہونے والے مال اور جلد دوسرے کے ہاتھوں میں جانے والے اور اس فنا ہونے والی شوکت وعظمت سے ایک روز ہاتھ دھونا اور اس کو چھوڑ دینا ہے اور پروردگار عالم کے حضور میں اس کا حساب وکتاب اور اس کے سوالات کا جواب دینے کے لئے حاضر ہونا ہے۔ اگرچہ ہم آج اس کی حفاظت میں انتہائی جد وجہد کرتے ہیں۔ لیکن ایک دن ہم ضرور ان سب کو چھوڑ دیں گے اور اس کو حضرت عزرائیل یعنی ملک الموت کے ساتھیوں کے سپرد کر دیں گے۔ اس لئے کیوں نہ ہم اس کو بلند ہمتی اور کمال رضا اور رغبت کے ساتھ خود اپنے ہی ہاتھوں اپنے مولا پر آج ہی نثار کر دیں۔ تاکہ کلی انتہائی عجز اور ذلت وحسرت وندامت کے ساتھ کسی دوسرے کے حوالے کر کے نحوست وذلت اور رسوائی کا سرمایہ اور گناہوں کا بوجھ اپنے سر پر نہ لے جائیں۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ آج اپنے پروردگار کا کلمہ بلند کرنے اور سید المرسلین کی سنت کو زندہ کرنے اور مردود کافروں کے استیصال کے لئے کمر ہمت باندھ لیں۔ اور شرع مبین کی تائید کا پرچم بلند کریں۔ گو جہاد کے قیام اور کفر وفساد کا ازالہ تمام اہل اسلام کے ذمہ واجب ہے، لیکن مشابہ حکام پر بالخصوص زیادہ واجب ہے۔ اس لئے جناب کو لکھا جاتا ہے کہ اس عاجز وخاکسار ناچیز نے حمیت اسلامی کی اقتضا اور خیر الانام کے دین کی تائید کے مقصد سے چند مخلص ایمان والوں کے ہمراہ ان کافروں کے استیصال کی نیت سے اپنے عزیز وطن سے ہجرت کی ہے اور فساد کرنے والی سکھ قوموں کے خلاف جہاد کی خاطر ہندوستان اور

خراسان کے شہروں کا دورہ کر کے تمام مسلمانوں کو اس مہم ۔ ۔ ۔ کی ترغیب دے کر یوسف زئی کے اوطان تک پہنچ گیا ہے۔ اور اس مقام کے ایمان والوں کی موافقت اور ان اضلاع کے مخلصین کی مدد سے ذلیل کفار کے ساتھ جنگ و جدال کا چیلنج دے دیا ہے۔ اللہ کا شکر اور احسان ہے کہ فتح و نصرت کے آثار بموجب وعدہ رب العزت جو یہ ارشاد فرماتا ہے کہ "وکان حقاً علینا نصر المومنین" ظاہر ہوئے اور ہم کو فتح نصیب ہوئی۔ اگرچہ کہ بعض اوقات چند منافقوں کی شرکت کی وجہ سے ایمان والوں کے لشکر کو ایک طرح کا نقصان بھی اٹھانا پڑا۔ لیکن اصل جہاد کا درخت اور اسکی جڑ بنیاد کفر و مخالفت کے استیصال کے لئے اس طرح مضبوط ہو گئی ہے کہ اس کے چند پتے اور پھل جھڑا دینے سے شریر النفس کفار کی شورش کی باد صرصر کے جھکڑ سے یا راستہ میں رکاوٹیں پیدا کرنے سے۔ یا بعض غیر مانوس اشخاص کی لغزش سے جو بانی کی اصل بنا کے لئے باعث ننگ ہیں۔ بنیاد نہیں ہلتی۔ بلکہ ایمان والوں اور مخلص اشخاص کی غیرت ایمانی کے ڈوب جانے کے خطرہ سے حمیت اسلامی اور زیادہ سے زیادہ جوش میں آ جاتی ہے۔ اور مسلمانوں اور سچے لوگوں کے اس نعرے سے کہ ہم خدائے تعالے کے انصار ہیں چاروں طرف سے ہزارہا اشخاص نے بلکہ بے شمار مخلوق نے اطاعت اور فرماں برداری کا حلقہ اپنے کان میں اور استقامت اور راست بازی کا لبادہ اپنے کاندھوں پر ڈال لیا ہے اور غیرت و حمیت کا تاج سر پر اور شجاعت اور جوانمردی کا خلعت پہن لیا ہے اور جان و مال اور اہل و عیال اور عزت ظاہری نام و نمود اور راحت و آسائش کو خیر باد کر کے کمر ہمت چست باندھ لی ہے اور دین کا پرچم بلند کرنے اور سید الرسل کی سنت کو منظر عام پر لانے کے لئے شیر غراں کی طرح میدان میں کود پڑے ہیں اور چونکہ اس بادشاہِ بلند و برتر کے کلام اور خلق اللہ کے سردار کی سنت اور علمائے کرام کے فتوے کے لحاظ سے اسلام کے اس سب سے عمدہ رکن جہاد کا اجرا کرنا امام کے تقرر کے بغیر جو شریعت کے مطابق ہو ممکن نہیں اس بناپر سادات کرام کی ایک جماعت نے نیز مشہور علماء، قضاۃ، مشائخ عالی مقام اور ذی حشمت خوانین اور تمام خاص و عام اشخاص نے اس فقیر کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے۔ اللہ کا شکر ہے اور احسان ہے کہ ایک زمانے کے بعد کافروں اور دشمنوں کے مقابلہ میں جمعہ اور عیدین کی نماز میں شریعت

اس عاجز خدا کے بندے کو اس شریف کے مطابق ادا کرنے کی صورت نکل آئی ـــــــ
عہدے کے حصول کے متعلق پہلے ہی سے غیبی بشارتوں میں خوشخبری دی گئی تھی، چنانچہ
ایمان والوں کی کثرت رائے سے میں اس منصب پر فائز ہوا۔ تاہم ظاہر و باطن کا جاننے والا
خدا گواہ ہے کہ اس تمام معرکہ آرائی اور جنگ جوئی کا مقصد میرے نزدیک سوائے اعلاء
کلمۃ اللہ اور سید المرسلین کی سنت کے احیاء اور مسلمانوں کے شہروں کو ان لانبے بالوں
والے مشرکین کے ہاتھ سے چھڑانے کے اور کچھ نہیں ہے، شہروں اور ملکوں پر
تسلط، بیشمار خزانوں کا مالک بن جانا، عالی خاندان بادشاہوں کی سلطنت کو چھین
لینا اور عالی قدر سرداروں کی ریاست اور بندگان خدا اور سید الابرار کے امتیوں میں اپنا
امتیاز جتانے کا خیال میرے وہم و گمان میں بھی نہیں ہے اور ہرگز ہرگز شیطانی وسوسہ
کی کوئی شاخ یا نفسانی خواہشات کا کوئی شائبہ بھی اس رحمانی دعوت میں شامل نہیں
ہے واللہ علیٰ ما نقول وکیل" (جو کچھ ہم نے بیان کیا اس پر خدا ضامن ہے)
غرض... اس عاجز خاکسار ناچیز نے باوجود اس کے کہ خانہ نشینی اس کا کام ہے
غیرت ایمانی اور حمیت اسلامی کے پیش نظر خالص اللہ کے واسطے اور محض اللہ کی رضا
جوئی کے لئے کمر ہمت باندھ لی ہے اور دین متین اور شرع شریف کی حمایت کی خاطر
استقامت کے میدان میں ثابت قدم رہا اور اپنی طاقت اور محنت کی حد تک اپنی
کوشش کا صلہ پایا۔ یقین کامل ہے کہ جناب جیسے عالی مرتبت بھی جو اپنی خاندانی غیرت
ایمانی اور حمیت سے موصوف ہیں اور لشکر کشی کی عادت کی وجہ سے معروف ہیں دین
کا جھنڈا بلند کرنے اور خاتم النبیین کی سنت کو ظاہر کرنے اور سرکش کافروں کی بیخ کنی اور
اسلامی شہروں کو کفار اور مشرکین کے ہاتھوں سے چھڑانے اور پروردگار عالم کے احکام
کو جاری کرنے نیز سیاسی نظم و نسق کو عدل و انصاف کے مطابق شرع شریف کے قوانین کے
تحت جاری کرنے کے لئے اپنی بلند ہمتی سے متوجہ ہو جائیں گے اور شجاعت و جوانمردی
کا پرچم اور اپنے رعب داب اور استقامت کا پھریرا اڑائیں گے۔ اگر ان اضلاع اور
شہروں میں جناب والا کی تشریف آوری کے متعلق عذر اور دشواری ہو تو تمام چھوٹے
بڑے لوگوں۔ مشاہیر علماء صاحب اعتبار ارکین سلطنت بہادر سپاہیوں، فرماں بردار رعایا
کو اس کام کی ترغیب دینا آپ پر لازم ہے۔ نیز آپ اپنے ایک فاتح لشکر کے ایک

کو اس طرف روانہ فرمائیں اور مجاہدین کی اعانت کے لئے کمر ہمت باندھ کر خزانہ کھول دیں۔ تاکہ جناب والا کی شرکت پروردگار عالم کے دین کا پرچم بلند کرنے کا فرون اور اہتمام لگانے والوں کا استیصال کرنے کے متعلق اچھی طرح منظر عام پر آجائے اور آیت کریمہ " وفضل اللہ المجاہدین باموالہم وانفسہم علی القاعدین "۔ کی بے حد لذت اور مرتبہ آپ کو حاصل ہو جائے جس طرح کہ اس دنیا کی ریاست اور امارت میں بنی نوع انسان ممتاز ہیں اسی طرح جنت نعیم کے مدارج عالیہ اور مقام صدق پر اس صاحب بخشش وکرم کے سایہ میں آپ کو مخمر و نافذ ہو۔ اللہ نے چاہا تو کلام الٰہی کے سچے وعدوں کے مطابق کہ فرمایا ہے " کان حقاً علینا نصر المومنین۔ وان تنصر اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم "۔ نیز غیبی اشاروں اور بشارتوں کے بموجب جس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں، جبکی اس فقیر کو بشارت دی گئی ہے عنقریب فتح و نصرت ظہور پذیر ہوگی۔ اور بے شمار خزانے ذلیل و خوار کافروں کے شہروں سے لے کر دریائے ستلج تک نیک لوگوں کے قبضہ میں آجائیں گے۔ اس فقیر کو مال و دولت حاصل کرنے اور شہروں اور ملکوں پر تسلط کرنے کی کوئی خواہش نہیں ہے۔ جس شخص نے ایمان والے بھائیوں میں سے شہروں کو کفار اور مشرکین کے ہاتھوں سے چھڑا کر پروردگار عالم کے احکام کے اجرا اور سید المرسلین کی سنت کے زندہ کرنے کی کوشش کی اور شریعت غرا کے قوانین کا سیاست اور عدالت میں پاس و لحاظ رکھا تو بس اس عاجز کا مقصد حاصل ہوگیا اور میری کوشش ٹھکانے لگ گئی۔ اس معاملہ میں جناب بہت اچھی طرح غور فرمائیں اور دوراندیشی سے کام لیں اور دو جہان کی دولت اور ہمیشہ ہمیشہ کی سعادت حاصل کرلیں۔ والسلام مع اکرام۔

مکتوب نمبر ۳۹ کسے رئیس انصار بنام محمد بہاول خاں عباسی والئی بہاولپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بخدمت خان شہامت نشان شوکت عنوان عالیجاہ رفیع جائگاہ عظمت پائے گاہ شجاعت آثار تہوردثار حافظ الملک نصرت جنگ، رکن الدولہ

محمد بہادل خان عباسی بہادر زاد اللہ حشمتہٗ - بتاریخ ہیژدہم ماہ محرم الحرام ۱۲۴۲ھ روز یکشنبہ مخزنِ افاضاتِ جزیل معدنِ افاداتِ نبیل ہادی انام اہل اسلام مقرب بارگاہِ جلیل مولانا محمد اسمٰعیل از حضور فیض معمور سیدنا و سندنا حضرت امیر المومنین وامام مسلمین ابد اللہ الدین بنصرہٖ و بقائہٖ با جمعیت لشکرے از غزاۃ ابرار و مجاہدین اخیار و بطرف پکھلی رخصت شدند واللہ الناصر والمعین - از مقامِ پنجتار ؛

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۳۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم -

بخدمت خان شہامت نشان ۔ عالیجاہ - حافظ الملک نصرت جنگ رکن الدولہ محمد بہادل خان عباسی زاد اللہ حشمتہٗ -

بتاریخ ۱۸ محرم الحرام ۱۲۴۲ھ روز یکشنبہ مخزن فیض - ہادیٔ اہل اسلام مقرب بارگاہ سیدنا حضرت امیر المومنین امام المسلمین مولانا محمد اسمٰعیل خدا انکو دین کی نصرت کے لئے قائم و دائم رکھے - جناب والا کے پاس سے غازیوں اور نیک مجاہدین کے ساتھ پکھلی کی طرف تشریف لے گئے ہیں - اللہ ان کا ناصر اور مددگار ہے از مقام پنجتار ؛

مکتوب نمبر ۴۰ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام درانیان عالی مرتبت

بسم اللہ الرحمن الرحیم - از امیر المومنین سید احمد بخدمت مومنین مخلصین صادقین راسخین از قوم درانی و غلزئی کہ در سلک عساکر یار محمد خان منسلک اند بعد از سلام مسنون دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ کسیکہ دعوائی اسلام می نماید و جانِ خود را در امت محمد رسول اللہ می شمارد لازم کہ در مقدمۂ نصرت دین محمدی کوشش بلیغ بجا آرد و در مقدمہ جانب خدا و رسول را بر جانب منافقین و کفار ترجیح دہد و رفاقتِ دشمنان دین بگذارد و جانِ خود را شریک مجاہدین سازد بالفعل ایں عاجز خاکسار فدوۂ بے مقدار یعنی سید احمد کہ بندۂ عبودیت شعار از بندگانِ قادر مختار و باعتبار نسب از اولادِ نبی سید ابرار محض بنا بر نصرت دین و احیائے سنت سید المرسلین کمر بستہ و استیصال کفرۂ متمرد دین پیش نظر نہادہ ام بشنیدے از کلمہ گویان منافقین کہ محبت و نصرت و ہوا خواہی کفار در دل نفاق منزل مرکوز

می دارند و بنا بر بدخواہی جماہیر مسلمین عموماً و مشاہیر علماء خصوصاً می نمایند و در حق مہاجرین و مجاہدین بجدے دادِ عداوت میدہند کہ مضرتِ آنہا بہ نسبت مضرتِ کفار بمراتب زائد گردیدہ۔ آخر شدہ شدہ عداوتِ آنہا بمرتبہ رسیدہ کہ مومنین را مانع از اعانتِ جہاد می شوند و مجاہدین را سدِ راہ می گردند در مصورت جہاد با ایشاں بہ نسبت جہاد با کفار لازم تر گردیدہ پس ہر کہ ایمانِ خود را عزیز می دارد و دین اسلام را فخر خود می شمارد و محمد الرسول اللہ را پیشوائے خود می شناسد و توقع شفاعتِ آنحضرتؐ در روزِ جزا امیدارد لازم کہ خود را شریک مجاہدین گرداند و غیرت ایمانی و حمیت اسلامی را کار فرماید و خیر خواہی کفار و رفاقت منافقین را ترک کند و دل را از محبت ایں ہر دو گروہ شقاوت پژوہ پاک سازد و در عسکر مجاہدین داخل شود و آنچہ در رفاقتِ کفار یا منافقین اعداء منفعتے دنیاوی حاصل می شد زائد ازاں بمراتب انشاءاللہ خواہد یافت و در دنیا و آخرت وجاہت و سرخروئی حاصل خواہد نمود۔ بالجملہ ہر کس کہ ارادۂ مشارکت مومنین می دارد لازم کہ اینجانب را آگاہ نماید تا صورتِ حالش و طریقِ گذرانِ او معین کردہ شود۔ زیادہ والسلام مع الاکرام۔

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۴۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

بخدمت مخلص و صادقین قوم درانی غلزئی متعلقہ افواج یار محمد خاں۔

سلام مسنون اور دعا، آمین۔ واضح ہو کہ جو شخص اسلام کا دعویٰ کرتا ہے اور خود کو امت محمدی میں شمار کرتا ہے اس پر لازم ہے کہ دین محمدی کی فتح و نصرت کے معاملہ میں انتہائی کوشش کرے اور اس کام میں خدا اور رسول کو منافقوں اور کافروں پر ترجیح دے اور دین کے دشمنوں کی رفاقت چھوڑ دے اور خود کو مجاہدین میں شریک کرے۔ بالفعل اس عاجز و خاکسار اور ذرۂ ناچیز یعنی سید احمد نے جو اس قادر مطلق کے عبادت گزار بندوں میں سے اور نسب کے اعتبار سے سید ابرار صلعم کی اولاد سے ہے محض دین کی فتح اور سنت رسول اللہؐ کو زندہ کرنے کے لئے کمر باندھ لی ہے۔ سرکش کافروں کی بیخ کنی کو پیش نظر رکھا ہے۔ لیکن بعض کلمہ گو منافقین نے کفار کی محبت اور خیر خواہی کو اپنے منافقت بھرے دل میں جگہ دی ہے اور تمام مسلمانوں کی بدخواہی کو عام طور پر اور خاص کر بڑے بڑے

علماء کے دل میں مہاجرین اور مجاہدین کے حق میں اس قدر عداوت پیدا کردی ہے کہ انکی نقصان رسانی کا فروں کے نقصان پہنچانے کے مقابلہ میں بہت زائد اور بے انتہا ہے اور انکی عداوت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ ایمان والوں کو جہاد قائم رکھنے سے باز رکھا ہے لہٰذا جس شخص کو اپنا ایمان عزیز ہے اور دین اسلام کو اپنا فخر سمجھتا ہے اور حضرت محمد رسول اللہؐ کو اپنا پیشوا جانتا ہے اور قیامت میں آنحضرت کی شفاعت کا امید وار ہے اس پر لازم ہے کہ وہ خود کو مجاہدین کی صف میں شریک کردے اور غیرت ایمانی اور اسلامی حمایت کو کام میں لائے اور کافروں کی خیر خواہی اور منافقوں کا ساتھ دینا چھوڑ دے اور اپنے دل ی ان دونوں بدبخت جماعتوں کی محبت کو نکال دے اور مجاہدین کے لشکر میں منسلک ہوجائے اور جو کچھ کافروں اور منافقوں کی رفاقت میں اسکو دنیوی فائدہ حاصل ہوا ہے اس سے کہیں زائد مراتب اللہ تعالےٰ نے چاہا تو اسکو حاصل ہوں گے اور دنیا و آخرت میں اس کو بزرگی اور سرخروئی حاصل ہوگی۔ غرض جو شخص ایمان والوں کی شرکت کا ارادہ رکھتا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ اس عاجز کو اس سے اطلاع کردے تاکہ صورت حال کا جائزہ لے کر اسکی گو رہبر کا تعین کردیا جائے۔ زیادہ سلام مع اکرام ؛

مکتوب نمبر ۱۴۲ منجانب امیرالمومنین سید احمد بنام شاہزادہ محمود بخت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت شاہزادہ والا تبار عالی مقدار رفیع القدر وسیع الصدر سلالۂ خاندانِ ارباب دیہیم و تخت شاہزادہ مرزا محمود بخت سلمہ اللہ تعالےٰ وادصلہم الی غایۃ مایتمناہ۔ بعد از تحیات اکرام مشحون و دعوات اجابت مقرون برائے جلالت پیرائے واضح آنکہ رقیمۂ کریمہ سعادت نشان بوساطت سید عبدالرحمٰن ہمشیرزادۂ ایں ضعیف صادر گردیدہ بود۔ سید ممدوح صحیفۂ عالیہ والعلیہ وعدہ رقیمۂ خود ملفوف ساختہ نزد اینجانب ارسال نمودند نزد اینجانب رسید مضامین لطف آگیں واضح گردید آنچہ علاقۂ مودت و خلت درمیان طرفین بخوبی استحکام و علاقۂ موالات و مصافات درمیان طرفین کمال انتظام گرفتہ۔ اظہار آن بجانب تحریر و تقریر متعذر بلکہ کمال ظہور مستغنی از اظہار و نہایت و بدایت آن غیر محتاج باخبار از بسکہ از چند روز ابواب رسل و رسائل از ایں کوہستان دور است تا بلاد پوربِ مسدود بود۔

بناءً علیہ در ارسال مکاتیب مودت اسالیب یک گونہ تعویق و اہمال و تسویف و اہمال
واقع گردید بالفعل در کاروبار خود مشغولیم و ظہور ثمرات آں از بارگاہِ خالقِ انس و جان ،
عنقریب مامول انشاء اللہ تعالیٰ بوقتِ مناسب متصدع اوقات گردیدہ البتہ در آنوقت
حرکت سراپا برکت بمرتبۂ فیض عین خواہد رسید بالفعل دعائے خیر مطلوب است او ترقی
دارین آنجناب بغایت مرغوب والسلام مع الاکرام ؛

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۱۴۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

بخدمت شاہزادہ والا تبار۔ رفیع القدر۔ سلمہ اللہ تعالےٰ۔ خدا آپکی تمناؤں کو
پورا کرے۔ تسلیم بصد تعظیم۔ واضح ہو کہ جناب کا کرمنامۂ سعادت نشان اس عاجز کے
ہمشیرزادہ سید عبدالرحمٰن کے ذریعہ وصول ہوا۔ سید صاحب ممدوح نے جناب کے
مکتوب کو بجنسہ اپنے خط کے ساتھ ملفوف کر کے مجھے روانہ کر دیا تھا جو پہنچگیا۔ اس
کے لطیف مضامین سے آگاہی ہوئی جو کچھ محبت اور برادرانہ تعلقات طرفین میں قائم ہیں
اس میں اور بھی تقویت پیدا ہو گئی اور باہمی تعاون اور خلوص بیحد منتظم ہو گیا۔ جس کا اظہار
تحریر و تقریر کے ذریعہ ناممکن ہی نہیں بلکہ اس کے اظہار سے مستغنی ہے اور اس کی ابتدا
اور انتہا کی اطلاع کی ضرورت نہیں۔ اگرچہ کہ چند روز سے اس کوہستان سے خط و کتابت
کے دروازے دور دراز ہونے کی وجہ سے پورب کے شہروں تک مسدود ہیں اسی وجہ
سے محبت ناموں کی ترسیل میں تعویق و تاخیر واقع ہو گئی۔ آجکل ہم اپنے کاروبار
میں معروف ہیں اور اس کے نتائج بی خالق انسان و جان کے دربار سے عنقریب توقع
ہے اللہ تعالےٰ نے چاہا تو مناسب وقت میں ہماری مہم سرانجام پائے گی۔ البتہ اس وقت
جناب والا کی نقل و حرکت سراپا برکت عین فیض کا باعث ہو گی بالفعل جناب کی دعائے
خیر مطلوب ہے اور دین و دنیا کی ترقی ہمکو نہایت درجہ مرغوب ہے۔
والسلام مع الاکرام

مکتوب نمبر ۴۲ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام شاہ نظام الدین صاحب سندھی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت سراپا برکت افادات مآب کمالات انتساب زیب افزائے سجادہ کرام اسلاف رونق افزائے مسند اولیاء عظام اخلاف نظام شرع متین نظام الملۃ والدین مد اللہ ظلال ہدایتہ علیٰ رؤس المستفیدین والمسترشدین بعد از ادائے تحیاتِ مسنون وادعیہ اکرام مشحون بر رائے ہدایت پیرائے واضح آنکہ صحیفۂ علیہ ورقیمۂ بہیہ عز ورود فرمود مراتب سرور نشاط افزود آنچہ مضامینِ الطاف آگیں مندرج بود بمرتبۂ وضوح انجامید علائق ۔ یگانگت واتحاد محکم تر گردانید جوڑی قاصد کہ بمعرفتِ آنجناب روانہ شدہ بود در عین انتظار رسید باعث تسلی خاطر نگراں گردیدند حتیکہ از پنجتار بسمت پشاور دو منزل کوچ کردہ بودم ہما نوقت با قاصدان مذکور دوچار شدم ہماں قدر دو منزل۔ ایشاں را قصر مسافتِ سفر بدست آمد و چہار روز قیام نمودند بعد از ہماں سمت روانہ شدند۔ زیادہ والسلام مع الاکرام ؛

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۴۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

بخدمت سراپا برکت افادات مآب ۔ سجادہ نشین اسلاف ۔ رونق افزائے مسند اولیاء عظام نظام الملۃ والدین مد اللہ ظلہٗ وہدایتہ ۔

سلام مسنون اور قابل احترام دعاؤں کے بعد عرض پرداز ہوں کہ جناب والا کا گرامی نامہ عز ورود لایا ۔ نہایت درجہ خوشی حاصل ہوئی ۔ جو کچھ جناب نے اپنی مہربانی سے تحریر فرمایا تھا اس سے آگاہی ہوئی اور باہمی اتحاد اور یگانگت میں بڑی تقویت پیدا ہوئی ۔ جوڑی قاصد (دو قاصد) جو جناب کی معرفت سے روانہ کئے گئے تھے عین انتظار میں پہنچ گئے اور دلی تسلی وتشفی کا باعث ہوئے جس وقت کہ میں پنجتار سے پشاور دو منزل دور تک کوچ کر گیا تھا تو ان قاصدوں سے ملاقات ہوئی اور انھوں نے اسی قدر سفر کی مسافت کافی سمجھی اور چار روز تک قیام کرنے کے بعد وہ اسی طرف کو لوٹ گئے ۔ زیادہ والسلام ؛

مکتوب نمبر ۲۴۳ عربی منجانب امیر المومنین سید احمد بنام راجہ نجف خان از مقام انب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - الحمد للہ الذی خلق الانسان وعلمہ البیان والصلوٰۃ والسلام علی سید ولد عدنان وعلی آلہ واصحابہ افاضل افراد الانسان اما بعد فمن امیر المؤمنین الی قدوۃ المخلصین زبدۃ الصادقین بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فقد وصل صحیفتکم العلیۃ ورقیمتکم البہیہ الدلالۃ علی جدّۃ بصیرتکم وحسن سریرتکم فنشکر اللہ علی ما وفقکم لافضل الاعمال وھو الحبّ فی اللہ والبغض فی اللہ وھما من احسن الخصال ثم ان ربنا تبارک وتعالی امرنا بامر بدأ فیہ بسید المرسلین وثنی بکافۃ المسلمین وقال عز من قائل فقاتل فی سبیل اللہ لا تکلف الا نفسک وحرض المومنین فنحن بحمد اللہ مشتغلون بامتثال امر ربنا القدیر وانتم ایضاً تدعون مشارکتنا فی ھذا الامر الخطیر ونسأل اللہ ان یجعلکم صادقاً ماتدعون وان یوفقکم بکرمہ لایفاء ماتدعون ثم ما سمعنا من رسالاتکم بلسان السید الحبیب النسیب فتسمعون جوابہ بلسان ذالک السفیر الحبیب - والسلام علیکم وعلی من لدیکم ؛

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۲۴۳ (عربی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے انسان کو نطق وگویائی عطا فرمائی اور درود و سلام سید الانام پر اور آپ کے ان اصحاب پر جو افراد انسانی میں سب سے زیادہ فضیلت مآب ہیں -

اما بعد - امیر المومنین کی جانب سے مخلصین وصادقین کے ملجا و ماویٰ کی خدمت میں سلام مسنون کے بعد عرض ہے کہ آپ کا مکتوب گرامی اور مرقومہ عالی مل گیا جس سے ایک حد تک جناب کی بصیرت اور حسن سیرت کا اندازہ ہوا۔ ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے آپ کو بہتر اعمال کی توفیق عطا فرماتے ہوئے اللہ سے محبت اور اللہ کے دشمنوں سے بغض کی دونوں خصلتوں سے سرفراز فرمایا -

اللہ تعالے نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہر کام کی ابتداء سید المرسلین و کافۃ المسلمین کی تعریف سے کیجائے اور اللہ تعالے نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس نے خدا کی راہ میں مقاتلہ و مجاہدہ کیا اس نے سوائے اپنے نفس کے کسی

کو تکلیف نہیں پہنچائی۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم رب قدیر کے حکم کی تعمیل میں مشغول ہیں اور آپ کو بھی اس عظیم مہم کی جانب مدعو کرتے ہیں اور خدا سے ملتجی ہیں کہ وہ آپ کو اس دعوت میں سچا ثابت کرتے ہوئے اس دعوت کے ایفاء کی توفیق مرحمت فرمائے۔ ہم نے سید حبیب النسیب کی زبانی آپ کا مراسلہ سنا اب آپ ہمارا جواب بھی اسی قاصد حبیب کی زبانی سن لیجئے گا۔ فقط والسلام۔

مکتوب نمبر ۴۴ از امیر المومنین سید احمد بنام علماء پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت عالیات منابعِ ہدایات معادر افادات ہادیانِ راہ دین خادمانِ شرع متین ناشران احکام رب العالمین نائبان رسول امین مولانا حافظ محمد عظیم و مولانا عبد الملک آخوند زادہ و مولانا حافظ مراد آخوند زادہ مولانا غلام حبیب آخوند زادہ مولانا قاضی سعد الدین و مولانا قاضی مسعود و مولانا عبد اللہ آخوند زادہ و مولانا محمد حسن آخوند زادہ و مولانا حافظ احمد آخوند زادہ و جمیع علماء بلد پشاور سلمہم اللہ تعالیٰ۔ بعد ادائے تحیات و دعائے ترقی مدارج ہدایات مکشوف باد دریں ایام چناں مسموع گردید کہ بعضے از مجادلین بے انصاف و مکابرین با اعتساف چندے از وساوس فتنہ انگیز و تبہاتِ عناد آمیز بہ نسبت ما فقرائے مہاجرین و ضعفائے مجاہدین بر تافتہ بر جمہورِ انام از خواص و عوام تلبیس ساختہ آتش عداوت درمیانِ مسلمین محض بلسلقہ لسانی افروختہ و مایۂ شقاوتِ پنہانی برائے خود اندوختہ وبال کذب و افترا بر گردن خود بر داشتہ و نکالِ دروغ بیفروغ بر دز جزا برائے خود مہیا ساختہ۔ معاذ اللہ من ذالک علاوہ بریں آنکہ بذریعہ افترا و بہتان اضلال بعضے از اہل ایمان کردہ ایشاں را از راہ رب العالمین کہ عبارت از مشارکتِ مہاجرین مجاہدین است دور تر بردہ دراز مویانِ ایشاں بہ نسبت خدام شرع مبین سوءِ ظن انداختہ و براہ راست جہاد را در نظر ایشاں راہ کج ساختہ آیہ کریمہ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ علی الکاذبین و کریمۂ علی لعنۃ اللہ علی الظالمین الذین یصدون عن سبیل اللہ ویبغونہا عوجاً۔ گاہے نخواندہ اند و اسپ نظر و فکر را در میدان انصاف نرانده ہر چند ما ضعفاء کہ محض با ستعانت رب العالمین اعتقاد بدایم و فقط عنایت او را قابل اعتماد می شماریم ہرگز موافقت و مخالفت مخلوقین را بخیال نمی آریم و اشتہار نام نیک و بد را درمیانِ ابنائے زمان بجوئے نمی شماریم و ذم ایشاں را ہمرنگ مدح ایشاں ساقط الاعتبار می دانیم و دائماً منتظر نزول رحمت قادر مختار می باشیم اما بحکم حدیث اتقوا من مواضع التہم دفع تہمت ایشاں لازم دانستیم و بنا بر توقع آنکہ شاید کسے

از مخلصین صادقین عزم مشارکتِ مجاہدین داشتہ باشد و باز بسبب تہمت و افترائے ایشان
رو تافتہ باشد شاید بکشفِ حقیقت الحال و حل عقدۂ اشکال باز براہ راست معاودت
نماید و بطریقِ اخلاص مراجعت فرماید بناءً علیہ بیانِ واقع را درینباب واجب شمردیم
پس می گویم کہ چناں شنیدہ ایم کہ از جملہ مفتریات آں مفتریان آنست کہ ایں فقیر را بلکہ
زمرۂ مجاہدین را بالحاد و زندقہ نسبت می نمایند یعنی چناں اظہار می کنند کہ جماعہ مسافرین
ہیچ مذہب ندارند و ہیچ مسلک مقید نیستند بلکہ محض راہ نفسانیت می پویند و بہر وجہ
لذات جسمانی می جویند خواہ موافق کتاب باشد خواہ مخالف معاذ اللہ من ذالک پس
باید دانست کہ نسبت بامردم بایں امر شنیع افترائیست قبیح و بہتانیست صریح ایں فقیر
و خاندانِ ایں فقیر در بلاد ہندوستان گمنام نیست الوف الوف انام از خواص و عوام ایں
فقیر و اسلاف ایں فقیر را می دانند کہ مذہب ایں فقیر اباً عن جدٍّ مذہب حنفی است
و بالفعل ہم جمیع اقوال و افعالِ ایں ضعیف بر قوانین اصول حنفیہ و آئین و قواعد ایشاں
منطبق است یکے از آں خارج از اصول مذکورہ نیست اِلّا ماشاءاللہ آنچہ از ہمہ افراد
ایشاں سبب غفلت و نسیان صادر میگردد کہ تخطائے خود معترف می باشد و از اعلام براہ
راست معاودت می نماید۔ آرے در ہر مذہب طریق محققین دیگر می باشد و طریق غیر ایشاں
دیگر ترجیح بعض روایات بر بعضے دیگر نظر بقوت و دلیل توجیہہ بعضے عبارات منقول از
سلف و تطبیق مسائل مختلفہ مدون در کتب و امثال فلک دائماً از کاروبار اہل تدقیق و
تحقیق است بایں سبب ایشاں خارج از مذہب نمی توانند شد بلکہ ایشانرا لبِ لباب
آں اہل مذاہب باید شمرد ہر کہ درین مقدمہ شبہہ داشتہ باشد لازم کہ نزد ایں فقیر آمدہ
بالمشافہ حل اشکال نماید یا خود بفہمد و یا ایں فقیر را بفہماند۔ و از جملہ مفتریات آں مفتریان
مذکور آنست کہ ایں فقیر را بظلم و تعدّی نسبت می کنند کہ ایں فقیر بر جان و مال مسلمین بلا وجہ
شرعی دست درازی می کند و درینباب چرب زبانی و حیلہ سازی می نماید سبحانک
ہذا بہتانٌ عظیم۔ ایں فقیر گاہے کسے را بلا وجہ شرعی یک تازیانہ ہم نزدہ است بلکہ زدن
ہم بلا وجہ از عاداتِ ایں فقیر نیست ہر کہ چند روز با فقیر ملازمت کردہ باشد لابد بریں معنی
آگاہ شدہ باشد تا ما آنچہ سرزنش و گوشمالی ملک جبار از دستِ ایں ذرۂ بے مقدار
بر بعضے از مرتدین شرار و منافقین بدشعار رسید پس آنرا از مظالم سعاداتِ خود می

شمارم و اقوالے علامات مقبولیت خود می انگارم بلکہ غیرت در اعانتِ دین و رغبت در اہانت
معاندین از لوازمِ ایمان است کہ ہر کہ غیرت ایمانی و حمیتِ اسلامی نمیدارد فی الحقیقت ایمان نمی
دارد و کریمہ قال اللہ تبارک و تعالےٰ یٰایہا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ
بقومٍ یحبہم و یحبونہ اذلۃ علی المؤمنین اعزۃ علی الکافرین یجاہدون فی سبیل اللہ ولا یخا
فون لومۃ لائم (و ایضاً) یاایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم و ماواہم جہنم ۔
واگر بالفرض والتقدیر چیزے از یں قبیل از دست ایں فقیر صادر شدہ باشد پس ایں فقیر
را بطریق وعظ و نصیحت بر آں آگاہ باید گردانید نہ اینکہ بطریق غیبت او را در میانِ محافل
و مجالس مذکور نمایند و فقیر را بآں سہو و نسیان مطعون سازند و بہمیں خیال از رفاقت ایں
فقیر در امر جہاد مشارکت زمرۂ مجاہدین دست بر دار شوند کہ حدیث الجہاد باقٍ الیٰ یوم القیامۃ
لا یبطلہ جور جائر ولا عدل عادل در میان ہمہ اہل حدیث مشہور بالجملہ درخواست ایں فقیر
از جمیع علماء زمانہ اینست کہ تمامی مسلمین را عموماً و ایں فقیر را خصوصاً امر بالمعروف و نہی عن
المنکر نمایند و براہ راست ہدایت امر فرمایند و آنچہ اعتراض و اشکال در غیبت ذکر می
نمایند آنرا بالمشافہ بدلائل شرعیہ بپایۂ اثبات رسانند و در ایں فقیر بوعظ و تذکیر بجائے
خود پرستی براہ خدا پرستی گردانند کہ متعہد بہمیں امر است کہ اگر چیزے از اقوال و افعال خود مطلع
شود کہ مخالفِ حکم خدا و رسول باشد فی الفور از آں توبہ نماید و براہ راست مراجعت کند آئندہ
اگر مجادلین مذکورین بر اقوال و افعال ایں فقیر اعتراض میدارند و آنرا مخالف شرع می انگارند
باز ایں فقیر را بر آں اطلاع نہ گردانند و قدرے رنج سفر کشیدہ آنرا بالمشافہ بپایۂ اثبات نرسا
نند پس وبال آں ہمہ بر گردن ایشان است و آنچہ بعضے از سفہائے دروغگو و حمقائے فتنہ
جو شہور گردانیدہ کہ ہر کہ از علمائے کرام و فضلائے ذوی الاحترام ایں فقیر را امر بالمعروف
و نہی عن المنکر می نماید فقیر با ایشاں بقہر و عنف پیش می آید و بجان و مال ایشاں مضرت
می رساند و بدست و زبان ایشان را بوجہ من الوجوہ می رنجاند پس ایں امر باطل محض و افترا
بحت بار ہا جواسیس کفار و منافقین را در اینجا آوردند و با ایشاں کلام عنیف ہم نگفتیم بلکہ از
ایذائے ایشاں بالکل دست بر داشتہ و بسلامت و عافیت فرو گذاشتہ چوں با جواسیس
کفار و منافقین ایں معاملہ کردہ باشد آیا ہیچ عاقل تجویز ایں معنی خواہد کرد کہ ایں با علمائے عظام
و فقرائے کرام کہ محض بنا بر امر بالمعروف نزد ایں فقیر آمدہ باشند کلام عنیف و سخن سخیف

در میان آرد که این امر بعید از خلق ایمانی و دور از مروت انسانی است معاذ اللہ من ذالک و از
جملہ مفتریات مفتریان مذکورین آنست کہ آنچہ دار و گیر بسبب قدیر از دست این فقیر بخادیمان
دیار محمد خاں رسید و از آں باب این مجاہدین مہاجرین را بر جانب ظلم و تعدی می شمارند و آں طاغیان
و باغیان را بحق بجانب می انگارند حتی کہ حکم بر بغاوتِ مجاہدین می کنند و بشہادتِ معاندین مذکورین
سبحان اللہ شخصے بترک رسوم جاہلیت حکم میفرماید و بقبول شرع محمدی دعوت می نماید و جہاں معاندین با و بر ہمیں امر مخالفت
نماید و با کفار موافقت در راہ ردِ شرع شریف و انکار احکام رب لطیف پویند و در راہِ اہانت آں ہادی راہ دین استعانت از کفار
معاندین جویند و بعضے از ایشاں از دست ہادیانِ دین غازیان مجاہدین در درکات نار بئس القرار بیوار برسند باز بعضے معاندین دیگر
بنا بر حمیت آں معاندین بحکم کافر لعین بر سر زمرہ مجاہدین ابرار و مہاجرین اخیار این منافقین بدکردار را از
جملہ عساکر کفار شرار شمردہ بطریق مدافعت با ایشاں مقابلہ نمایند و در ہماں مقابلہ منافقین بدشعار
بغضب ملک جبار گرفتار شوند و بانتقام منتقم حقیقی دنیا و آخرتِ خود را برباد دہند و مصداق
کریمہ ذٰلِکَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَهُمْ فِی الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ۔ گردیدند و باز حکم بہ شہادتِ آں
مرتدین و منافقین کردہ شود بہ بغاوتِ این مجاہدین صادقین این مسئلہ از کدام ملت و مذہب
است از مسائل ملت محمدیہ نیست البتہ از مسائل ملتِ اقوام سکھ باشد و یا از ملتِ مجوس
و ہنود بلاشک این مفتیان مفتریانِ بروزِ جزا امر بحضور رب العزت و بحضور سید الورای شفیع
المذنبین خوار و تباہ و ذلیل و روسیاہ خواہند گردید و تَرَى الَّذِیْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ
اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِیْنَ۔ بارے این مدعیان دروغ زن چرا مردانہ وار در معرکہ مناظرہ
بالمشافہ نمی آیند و دعوائے خود بحجتِ شرعیہ بپایۂ اثبات نمی رسانند آیا اینجا کسے تکبرِ فرعون و
تجبر نمرود دارد کہ ارادۂ قتل آمرین بالمعروف نماید و اگر بالفرض بنا بر جبن و نامردی بے پردہ
گفتگو نمی توانند پس اعلام این فقیر را کہ سابق بخدمت علماء پشاور در رسائل داشتہ بود ملاحظہ
نمایند و جواب آنرا بخوبی بر نگارند لاکن چنانکہ اعلام مذکور بدلائل اربعہ مدلل است ہمچنین
جواب آنرا نیز باصول مذکورہ مبرہن سازند اما بوجہے کہ عاقل پسند و قابل مطالعہ ہوشمند
باشند در معرکۂ قیل و قال و بحث و جدل بیایند و در محکِ امتحان و قواعدِ میزان آنرا بسنجند
از طولِ قیل و قال و از کثرت سوال و جواب ہرگز نرنجند اما اینقدر لازم است کہ خدائے
عز جل جلالہ را حاضر و ناظر دانستہ و علیمٌ بما فی الصدور را انگاشتہ آنچہ از زبانِ قلم برآرند
جانب حق را سر مو نگہدارند و اگر دلیل معقول کہ عند اللہ و عند الرسول مقبول باشد نمی دارند

و بجرد سینه زوری زبانِ طعن و لعن می کشانید پس این امر بخوبی فهمند که کلمهٔ حق بمجرد قیل و
قال ایشان باطل نخواهد گردید و ما بندگانِ الٰهی که اخوان و اوطانِ خود را برائے خدمتِ دینِ
متین فروگذاشته ایم و از سر و مالِ خود درین راه گذشتیم از خوفِ ملامتِ ایشان از کار و بار
خود عاطل نخواهیم شد یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَیَاْبَی اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ کَرِهَ
الْکٰفِرُوْنَ ـ بالجمله این طعن و لعن ایشان بدین خادمانِ این بوجه من الوجوه مضرت نخواهد
رسید ـ آرے انواع وبال و نکال بدنیا و آخرت بهمیں مکابرین بے انصاف عاید خواهد گردا
نید درینصورت علماء ربانی و فضلائے حقانی را که در بلدهٔ پشاور سکونت می دارند و به نیابت
سید الانام هدایت خواص و عوام را از اعظم سعادتِ خود می شمارند لازم و موکد است که حکم
حق را واشگاف گویند و بلا تکلف راه انصاف پویند تا چنانکه مجادلین مذکورین رؤسا
المضلین گردیده مصداق لصوص الدین شده اند همچنین علماء ممدوحین امیر المهتدین گردیده
مصداق العلماء ورثة الانبیاء شوند و اگر راست پرسی حقیقت الامر اینست که مجادلین مذکورین
حقیقت زمرهٔ مجاهدین در دل خود بر وجهٔ احسن می شناسند مگر بطمع دنیاوی می پوشند و مثل
احبار یهود راه راست را بخوبی می دانند بنا بر اتباعِ هوا و هوس در راه کج می کوشند اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰا
هُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْهُمْ لَیَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ـ پس
چنانچه احبار یهود و قسیس نصارے حقیقت اسلام را بخوبی می شناختند فاما بنا بر حفاظت
جاه و جلال و عزت خود پاسداری سلاطین و ملوک خود همه دانش درین را می باختند و با توجیهاتِ
نا معقول تمامی رؤساء و ضعفاء را گمراه کردند حتی که فی الحال نصاری و یهود در همان ضلالت
افتاده اند و منتظرِ ظهورِ فارقلیط (احمد) نشسته پس آں مضلین سابقین در وبال این همه ضالین
لاحقین الی یوم الدین شریک اند همچنین این مجادلین ناحق شناس و مکابرین ناسپاس
بر حقیقت این زمرهٔ مجاهدین مهاجرین بخوبی اطلاع می دارند فاما اقرار این را باعثِ
زوال عزت و جاهِ خود و موجب ناخوشی سلاطین و خوانین خود می شمارند بنا علیه
دیده را نادیده میکنند و شنیده را ناشنیده و بلقلقهٔ لسانی و بچرب زبانی این باطل
را بتوجیهات غیر مسموعه ملمع می کنند و رؤساء و ضعفاء را به تلبیس و تدلیس از راه می برند
پس وبال ضلال ایشان تا روزِ قیامت برگردنِ این مضلین خواهد ماند و همچنین کسیکه
از علمائے ربانی و فضلائے حقانی درینوقت اظهار حق نماید پس آنچه تکثیر جنود مسلمین

و تو فیر جیوش مومنین از مساعی او متحقق خواہد گردید ایشاں ہم تا تقت بقائے جہاد شریک اجر و
ثواب خواہند ماند پس لازم کہ ہر کس از علمائے کبار این صحیفۂ لطیفہ را خود ہم ملاحظہ فرماید
و دیگر آنراہم براں آگاہ نماید تا بر ہمہ صغار و کبار حجۃ الٰہیہ تمام شود لیہلک من ہلک عن بینۃ
من حیّ عن بینۃ والسلام علی من اتبع الہدیٰ ۔ تحریر نوز دہم ربیع الثانی ۱۲۴۵ھ ۔

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۴۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

بخدمت خادمان شرع مبین ، ناشران احکام رب العالمین ۔ نائبان رسول امین
مولانا حافظ دراز و مولانا حافظ محمد عظیم و مولانا عبدالملک آخوندزادہ ، و مولانا حافظ
محمد حسن آخوند زادہ ، و مولانا غلام حبیب آخوندزادہ و مولانا قاضی سعدالدین و مولانا
قاضی مسعود و مولانا عبداللہ آخوندزادہ و مولانا محمد حسن آخوندزادہ و مولانا حافظ احمد
آخوندزادہ و جمیع علماء شہر پشاور سلمہم اللہ تعالےٰ بعد ادائے مراسم تعظیم و دعائے
ترقی مدارج ہدایات ۔ یہ آپ پر روشن ہو جانا چاہیئے کہ ان دنوں سنا یہ گیا ہے کہ
بعض ناانصاف اور ظالم نعرہ لگانے والے فتنہ انگیز وسوسہ پیدا کرنے والے اور
مخالفت کا شبہ کرنے والوں نے ہم مہاجرین اور ضعیف مجاہدین کو نشانہ بنالیا ہے اور خاص و
عام تمام لوگوں کو اپنا ہمنوا بنا کر مسلمانوں میں باہم دشمنی کی آگ محض اپنی زبانی جمع خرچ
کے ذریعہ لگا دی ہے اور اپنی اندرونی شقاوت کے سرمائے میں اور زیادہ اضافہ
کرکے جھوٹ اور بہتان کو اپنے سر لے کر اپنے بے اصل جھوٹ کی بنا پر ذلت و
رسوائی کو آخرت کے دن کے لئے اٹھا رکھا ہے ، معاذ اللہ . . . . . اپنی افترا پردازی سے بعض
ایمان والوں کو بھی گمراہ کردیا ہے اور ان کو پروردگار عالم کے راستہ سے جس سے مراد مہاجرین اور
مجاہدین میں شرکت ہے بہت دور پھینک دیا ہے اور ان کا ساتھ دینے والے لابنے بالوں
والے سکھوں نے شرع مبین کے خادموں میں بدظنی پیدا کردی ہے اور جہاد کے صحیح راستہ
کو ان کی نظر میں ایک ٹیڑھا راستہ بنا دیا ہے بقول جناب باری تعالیٰ جو ارشاد فرماتا ہے :-

" الا لعنۃ اللہ علی الکٰذبین و لعنۃ اللہ علی الظالمین یصدون عن
سبیل اللہ و یبغونہا عوجاً "

کو تو کبھی انھوں نے پڑھا ہی نہیں اور نظر و فکر کے گھوڑے کو انصاف کے میدان میں دوڑایا ہی نہیں۔ اگرچہ کہ ہم جیسے کمزوروں نے جنکو محض پروردگار عالم کی امداد پر بھروسہ ہے اور صرف اس کی عنایت کو قابل اعتماد سمجھتے ہیں ہرگز مخلوق کی موافقت اور مخالفت کو خیال میں نہیں لاتے اور برے اور نیک کام کی شہرت کو لوگوں میں جو برابر بھی نہیں سمجھتے۔ انکی مذمت اور مدحت سرائی کو قابل اعتبار نہیں جانتے اور ہمیشہ اس قادر مختار کی نزول رحمت کے منتظر رہتے ہیں البتہ بموجب حدیث:۔ "اتقوا من مواضع التہم" انکی تہمتوں کو فاش کر دینا لازم سمجھتے ہیں۔ اس امید پر کہ شاید مخلصوں اور سچے لوگوں میں سے کوئی شخص مجاہدوں میں شریک ہونے کا ارادہ رکھتا ہو اور پھر انکی افترا پردازی اور تہمت لگانے سے اپنا منہ پھیر لیا ہو۔ اور شاید حقیقت حال کے منکشف ہو جانے اور اعتراضات کے رفع ہو جانے کے بعد پھر سیدھے راستہ پر آجائے اور خلوص کے ساتھ اپنی جگہ پر لوٹ آئے اسی بنا پر میں نے اس معاملہ کی حقیقت کو واضح کر دینا واجب سمجھا۔ غرض میں یہ کہتا ہوں کہ ان بہتان لگانے والوں کے الزامات کے منجملہ ایک الزام یہ ہے کہ نہ صرف اس فقیر کو بلکہ مجاہدین کے گروہ کو وہ ملحد و زندیق کہتے ہیں۔ یعنی یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ان مسافروں کی جماعت کا کوئی مذہب ہی نہیں ہے اور نہ ان کا کوئی مسلک ہے بلکہ یہ لوگ اپنی نفسانی خواہشات کے غلام ہیں اور کسی نہ کسی طرح لذت جسمانی کے جویاں رہتے ہیں خواہ وہ کتاب اللہ کے مطابق ہو یا نہ ہو معاذاللہ من ذالک۔ لہذا یہ جاننا چاہیئے کہ ہم لوگوں کو ان برے افعال سے منسوب کرنا ایک بڑا اتہام اور ایک صریح بہتان ہے۔ خود یہ فقیر اور اس فقیر کا خاندان ہندوستان کے شہروں میں گمنام نہیں ہے۔ اس عاجز کو اور اس کے اسلاف کو ہزارہا خاص و عام لوگ جانتے ہیں کہ اس فقیر اور اس کے آباؤاجداد کا مذہب حنفی ہے اور اب بھی اس ضعیف کے تمام اقوال و افعال حنفی قوانین اور انکے قواعد کے مطابق ہیں ان میں سے ایک بھی متذکرہ صدر اصول سے الاماشاءاللہ خارج نہیں ہے اور جو کچھ ان افراد سے غفلت اور بھول چوک کی وجہ سے صادر ہو جاتا ہے تو وہ اپنی غلطی کا خود اعتراف بھی کر لیتے ہیں اور اس کے متعلق اعلان کے بعد ماہ راست پر آجاتے ہیں۔ البتہ ہر مذہب میں محققین کا طریقہ جداگانہ ہوتا ہے اور ان کا طریقہ دوسرا ہے یعنی یہ لوگ ایک روایت کو دوسری روایت پر ترجیح دیتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ قوت

دلیل کے مدنظر بعض منقول عبارتوں کی توجیہہ اسلاف کے نقطۂ نظر سے پیش کرتے ہیں
مختلف مسائل کی تطبیق تو کتابوں میں مدون ہے۔ مگر ہمیشہ سے ان کی مثالیں، اہل تدقیق اور تحقیق
کے طریقہ عمل سے متعلق رہی ہیں لحاظ سے وہ مذہب سے خارج نہیں ہو سکتے بلکہ انکو توان
اہل مذاہب (حنفیہ) کا خلاصہ سمجھنا چاہیئے۔ جس کسی کو اس معاملہ میں شک وشبہ ہو تو اس کا
فرض ہے کہ وہ اس عاجز کے پاس آکر بالمشافہ اپنے اعتراضات کو حل کرے، یا خود ہی انکو
سمجھ جائے یا اس فقیر ہی کو سمجھا دے۔ منجملہ ان تمام اتہامات کے ان افترا پردازوں کا یہ اتہام بھی
ہے کہ میں ظلم وستم ڈھاتا ہوں کہ یہ فقیر بلا وجہ مسلمانوں کی جان ومال پر دست درازی کرتا ہے
اور اس خصوص میں چرب زبانی اور حیلہ سازی سے کام لیتا ہے سبحانک ہذا بہتان عظیم اس
فقیر نے تو بلا کسی شرعی سبب کے ایک کوڑا بھی کسی کو نہیں مارا ہے۔ بلکہ بلا وجہ کسی کو مارنے
کی بھی اس عاجز کو عادت نہیں۔ جو شخص میری صحبت میں چند روز رہ چکا ہو گا وہ اس بات
سے ضرور واقف ہو گا۔ لیکن جو کچھ تنبیہہ اور سزا اس بادشاہ جبار کی طرف سے اس ذرۂ
ناچیز کے ہاتھ سے بعض مرتدوں، اشرار اور بد خصلت منافقوں کو پہنچی ہے انکو میں
اپنے لئے بہت بڑی سعادت سمجھتا ہوں اور اپنی مقبولیت کے آثار اپنے میں پاتا ہوں
بلکہ دین کی اعانت کی غیرت اور دشمنوں کی اہانت کی طرف رغبت تو ایمان کا لوازمہ ہے
جس شخص میں غیرت ایمانی اور اسلامی حمیت نہیں ہے فی الحقیقت وہ ایمان سے بے
بہرہ ہے۔ خدائے تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:-

یا ایہا الذین آمنو من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم
یحبہم ویحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین یجا
ھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم۔ وایضاً۔ یا ایہا
النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم وما واھم جہنم

اگر بالفرض بد قسمتی سے ایسی کوئی بات اس فقیر سے صادر ہوئی ہو تو اس فقیر کو وعظ
اور نصیحت کے طور پر اس سے آگاہ کر دینا چاہیئے نہ یہ کہ غیبت کے طور پر محفلوں میں اور
بر سر مجلس اس کا ذکر کریں اور فقیر کو اس سہو اور نسیان کی وجہ سے مطعون کیا جائے
اور اسی خیال سے اس فقیر کی رفاقت اور جہاد کے معاملے اور مجاہدین کے زمرہ میں شریک
ہونے سے دستبردار ہو جائیں۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ:-

"الجهاد باقٍ الی یوم القیامة لا یبطله جور جابر ولا عدل عادل"

جو تمام محدثین میں مشہور ہے۔ غرض اس فقیر کی استدعا اس زمانے کے تمام علماء سے یہ ہے کہ عام طور پر تمام مسلمانوں اور خاص کر اس فقیر کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا راستہ بتلائیں اور سیدھے راستہ پر چلنے کی ہدایت کریں اور جو کچھ اعتراضات اور نکتہ چینی غائبانہ کرتے ہیں ان کو بالمشافہ شرعی دلائل کے ساتھ ثابت کریں اور اس فقیر کو وعظ و نصیحت سے خود پرستی کے بجائے خدا پرستی کے راستہ پر لگا دیں جو اس بات کا اصل مقصد ہے کیونکہ جب کوئی شخص اپنے افعال اور اقوال سے متعلق کسی چیز سے مطلع ہو جاتا ہے۔ جو خدا اور اس کے رسول کے حکم کے خلاف ہو تو وہ فوراً اس سے توبہ کر لیتا ہے اور بالراست اس سے اپنا منہ موڑ لیتا ہے۔ آئندہ اگر لڑنے جھگڑنے والوں کو اس عاجز کے ان اقوال و افعال پر جنکا اوپر ذکر کیا گیا ہے اعتراض ہو اور اسکو شرع کے خلاف سمجھتے ہوں تو پھر اس سے اس فقیر کو اطلاع نہ دیں بلکہ کچھ سفر کی تکلیف گوارا فرما کر بالمشافہ اس کو ثابت کر دیں ورنہ اس کا وبال انھیں کی گردن پر رہے گا اور جو کچھ بعض چھوٹے سفلوں اور فتنہ انگیز بے وقوفوں نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ علماء کرام اور ذی عزت فضلا میں سے جو کوئی اس فقیر کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی بات کہتا ہے تو میں ان پر قہر و غضب سے پیش آتا ہوں اور انکی جان و مال کو نقصان پہنچاتا ہوں اور نہ بان! اور ہاتھوں سے کسی نہ کسی طرح انکو تکلیف پہنچاتا ہوں۔ غرض یہ سب باتیں جھوٹ اور محض بہتان ہیں۔ بارہا کافروں اور منافقوں کے جاسوسوں کے ہاتھوں ایذا پائی مگر میں نے سخت سست نہیں کہا بلکہ میں نے انکی ایذا رسانی سے ہاتھ اٹھا لیا اور انکو بخیر و خوبی سلامتی کے ساتھ درگزر کر دیا۔ جبکہ میں نے کافروں اور منافقوں کے جاسوسوں سے ایسا سلوک کیا ہے تو بتلائیے کہ کوئی عقلمند ان کے ساتھ ایسا عمل کرے گا یہ ممکن ہے کہ یہ بڑے بڑے علماء اور فقراء کرام میرے پاس محض امر بالمعروف کے لئے تشریف لائیں اور میں ان سے ایسی سخت گفتگو کروں۔ ایسا کام تو ایمان والوں کے اخلاق اور انسانی مروت سے بعید ہے۔ معاذ اللہ من ذالک۔ ان افترا پردازوں کی افترا پردازیوں کے منجملہ ایک یہ چیز بھی ہے کہ جو کچھ خدائے قادر مطلق کی جانب سے اس فقیر کے ذریعہ خادی خاں اور یار محمد خاں کی دارو گیر ہوئی ہے اس کی وجہ سے ان مجاہدین اور مہاجرین کو ظلم و ستم کرنے کا ملزم سمجھتے ہیں اور ان باغیوں اور فتنہ پردازوں کو حق بجانب سمجھتے ہیں۔

کہ مجاہدین اور ان مخالفین کو بطور گواہی درمیان میں لاکر بغاوت کا الزام لگایا جاتا ہے۔
سبحان اللہ ایک شخص جاہلیت کی رسومات کو ترک کرنے کا حکم دیتا ہے اور شرعی بیعت
محمدی کو قبول کرکے ان کو دعوت دیتا ہے تو یہ جاہل مخالفین ان کے اس کام کی مخالفت
کرتے ہیں اور کفار کی موافقت کرتے ہیں اور شرع شریعت کو رد کرتے ہیں اور اس پاک
پروردگار کے احکام کے انکار پر تل جاتے ہیں اور دین کا راستہ بتلانے والے کی توہین کی خاطر دشمنوں
سے امداد کے طالب ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض دین کے بادلیوں اور غازی مجاہدین کے ہاتھوں
جہنم رسید ہو جاتے ہیں تو بعض دوسرے مخالفین ان دشمنوں کی حمایت کے لئے کافر لعنتی کے حکم سے
نیک مجاہدین اور مہاجرین کی جماعت پر حملہ کرتے ہیں اور جب وہ ان بدخصلت منافقین کو سرکش کفار کے لشکر سے
متعلق سمجھ کر بطور مدافعت ان سے مقابلہ کرتے ہیں اور اس مقابلہ میں یہ بدکار منافقین اس
بادشاہ جبار کے غضب میں گرفتار ہو جاتے ہیں اور منعم حقیقی کے انتقام کی وجہ سے اپنی دنیا
اور آخرت کو برباد کر دیتے ہیں اس طرح آیت کریمہ :۔

"ذالک لھم خزیٌ فی الدنیا ولھم فی الآخرۃ عذابٌ عظیم"

کی مثال ان پر صادق آجاتی ہے تو یہ لوگ ان مرتدوں اور منافقوں کو جو ان مخلص مجاہدین کی بغاوت
سے قتل کر دیئے جاتے ہیں تو شہید قرار دیتے ہیں۔ یہ مسئلہ کون سی قوم اور
مذہب میں جائز ہے۔ ملت محمدی کے مسائل میں تو کہیں بھی ایسا نہیں ہے۔ البتہ یہ مسئلہ
سکھوں کی قوم میں یا آتش پرستوں یا ہندوؤں میں ہوگا۔ بلاشک وشبہ یہ سب افترا پرداز
مفتی قیامت میں رب العزت اور حضرت شفیع المذنبین کے روبرو ذلیل وخوار ہوں گے
اور روسیاہ ہوں گے۔ خدائے تعالےٰ فرماتا ہے:۔

"وترى الذين كذبوا على الله وجوههم مسودة أليس في جهنم
مثوى للمتكبرين"

بہرحال یہ جھوٹے مدعی مردانہ وار بالمشافہ مناظرہ کے لئے کیوں سامنے نہیں آتے اور
خود دلائل شرعی سے اسکو کیوں ثابت نہیں کرتے کیا یہاں کوئی فرعون جیسا متکبر اور نمرود کی طرح
بھر چکا ہے جو امر بالمعروف کے حکم کرنے والوں کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور اگر
بالفرض پست ہمتی اور نامردی کی وجہ سے بغیر کسی آڑ کے گفتگو نہیں کر سکتے ہو تو سمجھ لو
کہ اس فقیر کا اعلان علماء پشاور کی خدمت میں بھیج دیا گیا ہے اس کو ملاحظہ کرکے اس کا

جواب اچھی طرح ادا کیا جائے۔ لیکن چونکہ اعلان مذکور چاروں طریقہ کے دفعی، دلائل پر حاوی ہے اسی طرح اس کا جواب بھی متذکرہ اصول پر واضح طور پر مرتب فرمائیں لیکن اس طریقہ کہ عقلاء اس کو پسند کریں اور ہوش والوں کے لئے قابل مطالعہ ہو اور باہمی گفتگو اور بحث و مباحثہ پر مشتمل ہو جو امتحان کی کسوٹی اور قواعد کی میزان پر پورا اترے۔ بحث و مباحثہ کی طوالت اور سوال و جواب کے طومار سے ہرگز رنجیدہ نہ ہوں۔ لیکن اس قدر ضروری ہے کہ اللہ تعالےٰ جل شانہ کو حاضر و ناظر جان کر اور اس کو دلوں کی باتوں کا جاننے والا سمجھ کر جو کچھ زبان قلم سے مترشح ہو وہ بال برابر بھی حق بات سے متجاوز نہ ہو مگر اس میں کوئی عقلی دلیل جو اللہ اور اس کے رسول کے پاس قابل قبول نہیں شامل نہ ہونا چاہیئے اگر صرف سینہ زوری اور لعن طعن کی زبان کھول دی جائے گی تو آپ یہ سمجھ جائیے کہ حق بات انکی صرف قیل و قال سے رد نہیں ہوگی۔ اور جیسے اللہ کے بندوں نے جو اپنے بھائی بندوں اور وطن کو دین متین کی خدمت کے لئے خیر باد کر دیا ہے اور اپنے مال و دولت کو چھوڑ دیا ہے۔ انکی لعنت ملامت کے خوف سے اپنے کاروبار کو نظر انداز نہیں کریں گے۔ بقول تبارک و تعالےٰ :-

" یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم ویاتی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون "

غرض ان کا یہ لعن و طعن نہ تو دین کو روا، نہ اس کے خادموں کو کسی طرح سے بھی نقصان پہنچائے گا۔ ہاں طرح طرح کا وبال اور رسوائی دنیا اور آخرت میں انہی بے انصاف متکبروں پر عاید ہوگی۔ ایسی صورت میں علماء ربانی اور فضلائے حقانی کو جو شہر پشاور میں سکونت پذیر ہیں اور سردار خلق اللہ کی نیابت کے طور پر خواص اور عوام کو ہدایت کرنا اپنی سب سے بڑی سعادت سمجھتے ہیں ان پر لازم ہے اور تاکید کی گئی ہے کہ وہ حق تعالےٰ کا حکم ان پر کھلم کھلا ظاہر کر دیں اور بلا کسی پس و پیش کے انصاف کے راستہ پر چلیں جسطرح کہ متذکرہ صدر جھگڑا کرنے والے اور گمراہ رئیس متذکرہ صدر دین سے متعلق آیتوں کے مصداق ہوگئے ہیں اسی طرح ہدایت کرنے والے علما موصوف ہدایت پانے والوں کے رہبر بن کر العلماء ورثۃ الانبیاء کے مصداق ہو جائیں اور اگر آپ سچ پوچھتے ہیں تو حقیقت واقعہ یہ ہے کہ متذکرہ صدر لڑنے جھگڑنے والے ان مجاہدین کے گروہ کی حقیقت کو

اپنے دل میں بوجہ احسن پہچانتے ہیں مگر دنیوی لالچ کی وجہ سے اس پر پردہ ڈال دیتے ہیں اور یہودی علماء خوب جانتے ہیں کہ سیدھا راستہ کون سا ہے۔ باوجود اس کے ہوا و ہوس کے پیچھے ٹیڑھا راستہ چلنے کی کوشش کرتے ہیں بقول اس آیت کے :۔

" الذین آتینا ھم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناء ھم وان فریقاً منھم لیکتمون الحق و ھم یعلمون "۔

لہٰذا جس طرح کہ یہودیوں کے علماء اور عیسائیوں کے پادری اسلام کی حقیقت خوب جانتے ہیں لیکن اپنے جاہ وجلال اور عزت کی خاطر اپنے بادشاہوں اور سلاطین کی پاسداری کی وجہ سے اپنی تمام عقلمندی اور دین کو ہاتھوں سے کھو بیٹھے ہیں اور اپنی نامعقول توجیہوں سے تمام رئیسوں اور ادنیٰ لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے۔ حتیٰ کہ اب عیسائی اور یہودی اس گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں اور فارقلیط (یعنی احمد) کے ظہور کے منتظر ہیں۔ غرض وہ سابقہ گمراہ لوگ مع ان تمام گمراہوں اور لوحقین کے وبال میں قیامت تک شریک ہیں اسی طرح یہ لڑنے جھگڑنے والے حق بات سے بے بہرہ اور ناشکر گزار اپنی بزرگی کو جتانے والے مجاہدین اور مہاجرین کی حقیقت سے خوب واقف ہیں لیکن اس کے اقرار کو اپنی عزت وجاہ کے زوال کا باعث اور سلاطین اور امراء کی ناراضی کا موجب تصور کرتے ہیں۔ اسی بنا پر جو بات دیکھ چکے ہیں اس کو ان دیکھی اور سنی ہوئی کو ان سنی کر دکھاتے ہیں اور زبانی تملقہ اور چرب زبانی اور اس جھوٹ کے ان سنی توضیحات پر گویا ملمع سازی کرتے ہیں۔ رئیسوں اور ادنیٰ لوگوں کو مکر و فریب سے بھٹکاتے ہیں غرض اس گمراہی کا وبال روز قیامت تک انھیں گمراہوں کے سر رہے گا اسی طرح جو شخص علماء ربانی اور فضلائے حقانی میں سے اس وقت حق بات کا اظہار کرے گا تو جو کچھ مسلمانوں کی فوج اور ایمان والوں کے لشکر کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں بڑھانے میں اسکی جد وجہد متحقق ہوگی وہ جہاد قائم رہنے تک اجر و ثواب میں شریک رہے گا۔ لہٰذا اس بات کی ضرورت ہے کہ بڑے بڑے علماء میں سے ہر شخص اس مکتوب کو جس میں نازک باتیں ہیں خود بھی ملاحظہ کرے اور دوسروں کو بھی اس سے واقف کرائے۔ تاکہ حجت الٰہی ہر چھوٹے بڑے پر قائم ہو جائے۔ بقول :۔

" لیھلک من ھلک عن بینۃ و یحییٰ من حیّ بینۃ "

(والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ (جس نے ہدایت پائی اس کے لئے سلامتی ہے)۔

مرقومہ ۱۹؍ ربیع الثانی ۱۲۴۵ھ۔

مکتوب نمبر ۷۵ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام مولوی مظہر علی صاحب عظیم آبادی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ از امیر المومنین سید احمد بخدمت فضیلت مآب کمالات انتساب اخویم مولوی مظہر علی صاحب والا قباب عالی جاہ عظمت دستگاہ ارباب فیض اللہ خان سلمہم اللہ تعالےٰ۔ بعد از سلام مسنون ودعائے اجابت مقرون واضح آنکہ رقیمۂ کریمہ مشتمل بر کوائف خواص خان مع چار قُتّی انگور وچار عدد سیب وبہی وبگو رو سردہ بصحابت دلباشی رسید مضامین مندرجۂ رقیمۂ کریمہ واضح گردید حقیقت الامر اینست کہ از روزیکہ خواص خان باینجانب ملاقات نمودہ بیعت امامت بردستِ این فقیر ادا نمودند در ہر مقدمہ کہ چیزے از تدبیر ومشورت بایشان اظہار کردم وباین طریق نساختم ایشان بخلاف آن عمل آوردند پس درین صورت اگر این طریق پیش گیرم کہ بر ایشان برخلاف رائے من عمل کردہ یک مقدمہ افاسد گردانیدند ومن درپے اصلاح آن کوشش نمایم وتمام لشکر مجاہدین را سرگرداں کنم پس درین امر ہم خلاف تدبیر لازم خواہد آمد وہم خلاف شرع زیرا کہ شارع جل وعلا امام را متبوع ساختہ ملت وسائر مسلمین را باطاعت اوامر فرمودہ نہ بالعکس بالفعل مناسب ہمیں است کہ خانِ ممدوح دریک مقامے محفوظ چند روز جانِ خود را نگاہدارد۔ انشاء اللہ عنقریب این فقیر تدبیرے موافق عقلِ خود درست کردہ ہیچ مقدمہ برپا خواہد نمود کہ مفید غرضے باشد ومحض باستعمال درامرے قدم نہادن وعواقب امور را ملحوظ نداشتن خلافِ عقل ونقل است اگر آن فضیلت مآب بالفعل پابند کدام امر نباشد پس مناسب کہ تشریف آرند کہ درینجا تدبیرے برائے فتح باب جہاد وتاسیس بنیاد خدمت دین ہذہ ذہن خود راست کردہ ام بالمشافہ درآن گفتگو نمودہ ومشاورت بعمل آمدہ در آن دست اندازیم در استحکام بنیاد جہاد ودر قلع قمع اصل مفسدین سعی باید نمود در پے ہر فرع دویدن وہر شعبہ را پیش نظر خود علیحدہ علیحدہ نہادن باعثِ حیرت وسرگردانی مجاہدین میگردد خان

ممدوح را تسلی باید داد که انشاء اللہ عنقریب شما را بوجہے وراکوڑہ خواہم نشانید کہ باز بحسب ظاہر عقل بحکم آنہ تزلزل الاقدام نشوند۔ زیادہ والسلام۔

از محمد اسمٰعیل :۔

بعد از سلام محبت التیام واضح آنکہ کاغذیکہ مشتمل بر سوال وجواب مردانِ پشاور بود بسمع اقدس رسانیدم آنجناب در جواب آں بس تحقیقاتے لطیف وتدقیقات بغایت نظیف ارشاد فرمودند اما این فقیر را از ملاحظۂ کاغذِ مذکور چناں واضح گردید کہ مردانِ مذکور یا اصلاً از زمرۂ علماء نیستند کہ قابلیت خطاب ندارند یا مکابرین اند کہ مقصود ایشان تحقیق نیست بلکہ محض فتنہ انگیزی است بناءً علیہ نوشتن تحقیقاتِ مذکورہ بظاہر ضایع می نمود لہٰذا چند طلبہ علم درمیانِ خود بطریق گفتگو می نمایند بر ہمو طریق کاغذے نوشتہ ارسال خدمت عالی کردہ شد انشاء اللہ تعالےٰ بملاحظۂ سامی خواہد رسید لاکن دریں مقام تامل باید نمود کہ دریں جا دو مقدمہ است یکے اثباتِ ارتداد مفسدین مخالفین وتفریعِ اباحتِ قتال و حلت اموال ایشاں کردہ شود قطع نظر از انکہ اینمعنی مبنی بر ارتداد ایشان است یا بر بغی ایشاں است یا بر دیگر سبب یا مختلف کہ بہ نسبتِ بعضے ارتداد ثابت نشدہ باشد و بہ نسبتِ بعضے بغی و نسبتِ بعضے سبب دیگر ہر چند طریق اول ہمو لست محقق و منقح نزد ما زیرا کہ مفسدین مذکور ذیں را ما ضعفاء فی الواقع از جنسِ مرتدین بلکہ از جنسِ کفار اصلی می شماریم و ایشانرا از قبیل کفار اہلِ کتاب می دانیم چنانچہ اہل کتاب مجملاً بکتاب ایمان می آوردند وبما جاء من عند اللہ علیٰ سبیل الاجمال اذعان میکردند اما عند التفصیل بعضے را قبول میکردند و بعضے را قبول نمیکردند کہ آیہ کریمہ افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض کاشف حالِ ایشاں است وہمیں مذہبِ مرکب را از ایمان وکفر مشربتِ یہود ونصرانیت می دانستند و آنچہ از فضائل ومناقب یہود ونصاریٰ در توریت وانجیل مذکور بود جاہائے خود را محل مناقب مذکورہ شمردند حق جل وعلا در ردِّ ایشاں آیت فرستادہ۔ وَقَالُوا لَن تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِندَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ عَهْدَهُ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ بَلَىٰ مَن كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَطِيئَتُهُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ۔ پس چوں تفصیل ور بابِ قبولِ بعضے احکام باعث تکفیرِ ایشاں گردید و ایمان اجمالی ایشاں

ہیچ بکار نیامد ہمچنیں ایں مفسدین ہم اگرچہ اجمالاً لما جاء بہ الرسل ایمان می آرند اما بسیارے از احکام شرعیہ قبول نمی
دارند و بسیارے از منہیات شرعیہ استحلال بعمل می آرند مثلاً بلا تکلف ترویج ما فوق الاربعہ می کنند و
آں عقدِ زنا را نکاح می نامند و آنرا در اعلان و تشہیر و عقد مجالس و محافل طرب و تقسیم
ولائم و اظہار مبارکبادی مثل نکاح میکنند و اولاد متولدین را ازیں زنا مثلِ اولادِ نکاح
در بابِ استحقاقِ احوال و ریاست و در دیگر علائق می شمارند مثلاً فرزند و دخترِ زنائی
را مثلِ فرزند و دخترِ نکاحی و پدر و جدِّ زنائی را مثل پدر و جد و برادر و برادرزادہ زنائی را
مثل برادر و برادرزادہ نکاحی و عم و عمزادۂ نکاحی می پندارند و ہمچنیں در ابطال مواریث
دختران و تقسیم ازواج میت در میان برادران و دیگر رسوم جاہلیت مثل کفار سابقین عمل
می کنند لاکن ایں قانون کفر را بمثابۂ قوانین شرع بلکہ ازاں واجب الاتباع تر می دانند و بزرگ
آں در میانِ خود ہا القدر ملامت می کنند و تارکِ آنرا مطعون می سازند کہ بر تارکِ شرع عشر
عشیرآں طعن متوجہ نمی کنند و در لبسِ حریر و شرب خمر آنقدر بیباکی می کنند بلکہ تفاخر بر ایں
امور قبیحہ بحدے میدارند کہ حاجت بیان ندارد و بالجملہ آنچہ ایں مفسدین بسیارے از احکام
شرعیہ قطعیہ مثل خواب فراموش کردہ اند کہ اگر تفصیل آں کردہ شود کتابے بس طویل مرتب
گردد کہ ہر جملہ ازاں در تکفیر آنہا دلالت خواہد نمود لاکن ازانجا کہ ایں طریق بغایت طویل است
و قیل و قال مکابرین را در آں بسیار مجال بناءً علیہ طریق ثانی کہ نہایت مختصر است اختیار باید
کرد پس میگوییم کہ حضرت امیر المومنین را بایں مفسدین دو معاملہ در پیش گردیدہ یکے معاملہ
آتمان زئی و دیگر معاملۂ ہنڈ کہ ہماں معاملہ بجنگ یار محمد خان و لشکر کشی سلطان محمد خان
و جنگ مایار رسیدہ اما معاملۂ آتمان زئی پس بیانش آنکہ در ممالک سردارانِ پشاور بلا شک
انواعِ ظلم و فسق و رسومِ جاہلیت آشکارا بود و تا حال موجود است و ہر مملکتے کہ مشتمل بریں مفاسد
بود لشکر کشی بر آں مملکت امام را جائز است و زیر و زبر کردن آں مملکت موجب ثواب
چنانچہ امیر تیمور در باب قتال باہل ہندوستان ہمیں استفتاء نمودہ بود و علمائے کبار کہ حضار آں
زماں بودند فتویٰ دادہ اند چنانچہ استفتاء مذکورہ و اسامی علمائے مجیبین مع حوالۂ نقل آں
بر کتاب معتبر بخدمتِ سامی میرسد اما در آں تامل باید فرمود کہ بعضے ازاں رسوم کہ در
استفتائے مذکور نوشتہ است کہ اگر بخصوصہا در ممالکِ پشاور متحقق نباشد فاما اگر بعض ازاں
بعینہا متحقق باشد و بعضے دیگر از رسومِ جاہلیت در عوض آں رسوم مفقودہ موجودہ

باشد پس آنہم در ثبوت حکمِ مذکور کافی است چہ مدارِ حکم خصوصیّت رسوم مذکورہ نیست بلکہ
مدار آں انتشار مطلق ظلم و فسق و اشتہار مطلق رسوم جاہلیت است خواہ عینِ آں رسوم مذکورہ
باشد خواہ مثل آں و اما تعذیر ہنڈ پس میگویم کہ خادیخاں بیعت امامت بر دستِ امیرالمومنین ،
باشتہار بہ عمل آوردہ بود چوں از طاعتِ آنجناب منحرف گردیدہ و بر مکان محفوظ خود
کہ عبارات از قلعہ ہنڈ است اعتماد نمودہ استعانت بکفار کرد و بر مخالفتِ حضرتِ امام ہمام
کمربست پس آنجناب اورا بہ سزائے او رسانیدند و مالِ اورا تقسیم فرمودند بلکہ سلاح و خیول
اورا عند الحاجت استعمال فرمودند و دیگر مال اورا حبس کردہ بنا بر حفاظتِ بر مجاہدین تقسیم
کردند نہ بناء علیک و ہذا قاعدہٴ تقسیم غنیمت را درآں رعایت نہ فرمودند کہ خمس آن جدا کردہ
و باقی را علی السویہ بر جمیع غازیان بطریق پیادہا و سوارہا تقسیم فرمایند و نیز ورثاء اورا بار بار
ترغیب فرمودند کہ بیائید و اطاعت قبول کنید تا اموال مورث شما بدہیم اما آں اشقیا ہرگز
باطاعت امام وقت گردن نہ نہادند بلکہ در باب بغی و فساد تقلید ہماں باغی کردند و ایں
معاملہ سراسر موافق روایت فقہ است (قال شارح الوقایہ) البغاۃ قوم مسلمون خرجوا عن
اطاعت الامام دعاہم الی العود و کشف شبہہم فان تحیّزوا مجتمعین حل لنا قتالہم بداء و یحبس مالہم
الی ان یتوبوا و یستعمل سلاحہم و خیلہم عند الحاجۃ اما آنچہ عذر میکنند کہ خادیخاں امامت
قبول کردہ بود باز بیعت تامہ صحیح نگردید سبحانک ہذا بہتان عظیم ایں سفہا اینقدر حیا نمیدارند
کہ اینچنیں کلام بیہودہ بر زبان می رانند ضلع یوسف زئی در تمام عالم بباغیان ملقب است کہ
گاہے اطاعت کسے از سلاطین ہم قبول نکردہ اند چہ جائے اطاعت سردارانِ پشاور کہ فی الحقیقت
سلاطین اند و نہ کسے ایشاں را از جملہ سلاطین می شمارد بلکہ در خانہٴ خود ہم گاہے ادعائے سلطنت
نکردہ اند چہ جائے امامت است بالجملہ ایں کلام بیہودہ اصلاً قابلیتِ جواب ندارد آمدیم
بر سرِ اصل مقصود کہ بعد از واقعہ ہنڈ یار محمد خان بلا داعیہٴ شرعی و عرفی بل بہ محض عناد ذاتی و
اشاراتِ رئیس الکفار ابتدائے لشکرکشی کرد و بر مخالفتِ حضرت امیرالمومنین کمربست اما اینکہ
ایں قید بلا وجہ شرعی بود پس ظاہر است کہ بنا بر انتقام باغی بر امام کمربستن سراسر خلاف
شرع است اما اینکہ بلا وجہ عرفی بود پس بیانش آنکہ درمیان یوسف زئی و درانی ملک افغانی
اصلاً معروف نیست بسیارا از مردمان یوسف زئی از دستِ میمن زئی و کدون و ترکان کشتہ شدہ
اند گاہے کسے از درانیان بر ملک یوسف زئی کمر نہ بستہ بالجملہ یار محمد خان بلاشک درین مقدمہ

باغی بالظلم بود وقتل باغی بالظلم واخذ مال او بلکه قتل جمیع عسکر باغی بالظلم واموال جمیع عسکر او
وانواع تصرف در آں از استعمال بیع وتقسیم ہمہ در شرع جائز است۔ چنانچہ اخوند چالاک رحمۃ اللہ
در رسالہ غزویہ ناقلاً عن فتاویٰ الغرائب فرمودہ المسلم اذا کان باغیاً بالظلم فعلیہ لعنۃ اللہ والملائکۃ
والناس اجمعین ویجوز اخذ مال باغی بالظلم والتصرف فیہا۔ پس ازیں روایت واضح گردید کہ
قتال یار محمد خاں ولشکر ایشان وتصرف در اموال ایشان شرعاً مباح بود غایۃ الامر آنکہ ایں
امر مبہم است کہ مال مذکور از جنس فئی است پس تقسیم فئی بر طریق غنیمت وتقدیر تقسیم آں بطریق غنیمت جائز است
واگر در نفس الامر غنیمت است فبہا واگر فئی است پس تقسیم فئی بر طریق غنیمت بلاشبہ جائز است وچوں واقعہ
قتال یار محمد خاں باتمام رسید پس بعد مدتے سلطان محمد خان باز بلا وجہ شرعی لشکر کشی کردہ جمعے را از ساکنان سمہ
بلا وجہ زیر وزبر کردند پس ایشاں ہم دریں نوبت باغی الظلم گردیدند چہ برائے انتقام باغی الظلم کمر بستند ونیز افاغنہ مذکورین
را محض بلا وجہ ایذا رسانیدند کہ ایشاں نہ قاتلان یار محمد خاں بودند ونہ دوستان حضرت امیر المومنین بلکہ در زمان فتنۂ یار
محمد خاں ایشاں بدل وجان دوستانِ ایشان بودند پس بلا شک سلطان محمد خاں باغی الظلم شدند
ومستحق قتل ونہیب گردیدند اما چوں بہ تقدیر الٰہی ایشاں بسزائے خود نارسیدہ برگشتند بعد
چندے حضرت امیر المومنین بنا بر اجرائے حکم شرع مبین بر ایشاں عازم پشاور شدند لشکر
مفسدین در اثنائے راہ بحکم اللہ بسزائے خود رسید وچوں باز اظہار توبہ کردند بر مجرد قول ایشان
اعتماد فرمودہ وبر تعظیم ظاہر ہمیں لفظ کہ ایشاں بایں کلمہ تحکم کردند کہ ما شرع را قبول کردیم نظر
فرمودہ مراجعت نمودند اصلاً معلوم نیست کہ در کدام مقدمہ ازیں مقدمات سر موئے تجاوز هم
از حدود شرع شریف واقع گردیدہ چہ جائے کہ ایں جہال زبان طعن بجدے کشودہ کہ نوبت
تکفیر رسانیدہ اند نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیّئاتِ اعمالنا۔ واما آنچہ مردمانِ پشاور میگویند
کہ بعد زمان برکت نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ واصحابہ وسلم اصلاً نفاق متحقق نیست
ودریں باب تمسک بموجب حدیث مشکوٰۃ می نمایند پس باید دانست کہ آنچہ در مشکوٰۃ دریں
باب واقع است آں حدیث نیست بلکہ اثر است قولِ حضرتِ عمر فاروق رضؓ ومضمونش ہمیں است
کہ حضرت ممدوح فرمودند کہ جز ایں نیست کہ نفاق در زمانۂ پیغمبرؐ بود واما امروز کفر است یا
ایمان پس اگر ایں اثر را محمول بر ظاہر میکنم پس لازم می آید تعارض درمیان ایں اثر ودرمیان
آیات بسیار واحادیث بے شمار کہ در بیانِ علامات منافقین وارد گردیدہ وبزمانے خاص مقید
نشدہ مثل قولہ تعالےٰ بشر المنافقین بانّ لہم عذاباً الیماً الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون

المومنین پس ازیں آیت معلوم شد که مدار نفاق بر دوستی کفار است تخصیص به ہیچ زمانه ندارد و قوله تعالے - اِنَّ المنافقین یخادعون الله تا ہُوُ لاء پس ازیں آیت معلوم شد که ہر فریب باز باشد و در ادائے صلوٰۃ تکاسل کند و در عبادت ریا کند واکثر اوقات او در غفلت گذارد و ذکر الله کمتر کند پس ہمونست منافق در زمان که باشد و قوله صلی الله علیه وسلم آیۃ المنافق ثلثۃٌ اذا حدث کذب واذا ائتمن خان واذا عاہد اخلف پس دریں حدیث معلوم گردید که ہر که به دروغگوئی و خیانت در امانت و به نقض عہد عادت کرده باشد پس ہمونست منافق و در بعضے روایات وارد شد وَاِنْ صَلّٰی وَاِنْ صَامَ پس معلوم شد که وجود ادائے صلوٰۃ وصوم بوجود علامات مذکوره منافق می شود و نیز در روایتے که پیغمبر صلے الله علیه وسلم از حال حضرت مہدی اخبار فرموده اند ایں کلمۂ واقعه گردید حتی یصیر فسطاطین فسطاط ایمان لا نفاق فیه وفسطاط نفاق لا ایمانَ فیه پس معلوم شد که در زمان حضرت امام مہدی ہم منافقین بسیار باشند پس تخصیص بزمان او باطل گردید تا بد کلام حضرت فاروق رض را تاویلے باشد مطابق آیات واحادیث مذکوره پس میگویم که معنی کلام حضرت ممدوح اینست که در دلِ ایں شخص تکذیب دینِ حق موجود است وایں معنی بالیقین معلوم باشد و بازباد معامله معامله مسلمین کرده شود در احکام ایں امر تخصیص بزمانِ پیغمبر ع بود که علام الغیوب احوالِ قلوب منافقین را بر پیغمبر خود بوجہے اظہار می فرموده د مومنین را بالیقین معلوم می شد که ایں شخص منافق است باوجود ایں ہیچ قولے و فعلے که موجب تکفیر او باشد بظاہر از وصادر نشده باشد پس بحسب ظاہر با او معاملۂ مسلمین می کردند حالانکه او را بالیقین از اہل جہنم می دانستند چنانچه عبدالله بن ابی واتباعِ او که تکذیب ایشان در دعوئ ایمان در قرآن مجید نازل گردیده - دقال الله تبارک وتعالے ، اِذَا جَآءَکَ المنافقون تا لکاذبون - باوجودیکه پیغمبر صلی الله علیه وسلم باوے معامله مسلمین میفرمودند مثلاً به بینونتہ زوجۂ او حکم نفرموده وتحریم ذبیحۂ او نیز امر نفرمودند و بعد از فوت نماز جنازه بر او ادا نه کردند غسل و تجہیز و تکفین او مثل سائر مسلمین نمودند و در مقابر مسلمین او را مدفون کردند و متروکۂ او را بوارث او دادند حالانکه بالیقین آنجناب وسائر مسلمین انی یو منا ہذا معلوم است که شخص مذکور مخلد فی النار بود پس ایں مختص بود بزمان پیغمبر ع که حالِ قلوبِ ناس بوجہے آشکارا میگردید فاما بعد از ان زمان پس تا وقتیکه ہیچ علامتے از علاماتِ نفاق از منافق صادر نمی گردد پس حال او کسے را معلوم نیست و وقتیکه صادر گردید کافر مطلق شد حکم کفر بر او جاری گردید پس بعد از ان زمان انسان یا کافر است یا مسلمان امرے دیگر در علم نیست پس منافق ثابت النفاق

کافر است و از جملہ کفار است و منافق مستور الحال در اجرائے احکام از مومنین پس معنی قول حضرت ممدوح چنیں باشد۔ زیادہ والسلام۔ مورخہ جمادی الاولی ۱۲۴۶ہجری۔

استفتاءِ امیر تیمور در باب تہذیب شہر دہلی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :- چہ فرماید علمائے دینِ محمدی و فقہائے شرع مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام اندریں مسئلہ شہرے از شہر ہائے مسلمانان کہ آنجا والی و قاضی و علماء و سادات ہستند و فسق و فجور و امور نا مشروعہ با علان و اظہار کنند و دارے سازند و خاتونِ خوبصورت و چہرہ را آشکارا کردہ دکان کردہ آنجا بنشانند و روز و شب آنجا زنا کنند و درہا بتہائے ایشاں را بحضور مسلمانان و علماء و مفتیان با دہل و دف و نارے احضار کنند و تغنی فرمایند و عورات مغنیہ را آشکارا در مردان و مستان و مفسدان و مستورات دارند و بفساد مشغول شوند و ہر مہمانی (دعوت) کہ وفق سنت محمدی است چنانکہ ولیمہ بعد شب نکاح و عقیقہ ہفتم روز از ولادت نکنند بلکہ برعکس آں بر مشابہت رسم کفار ہند پیش از نکاح چند روز مہمانی کنند و شب ششم (معروف چھٹی) از ولادت چنانکہ رسم کفار ہند است عورات را غسل و ہند و مزامیر و مغنیہ را احضار کنند و تمام رسوم باطلہ کفار را اعانت کنند و اگر مسلمانے بر وفقِ دینِ محمدی ایشاں را منع کند منع نشوند و ہم برآں مصر باشند و گویند کہ بے چنیں طائفہ مفسدہ و رسوم باطلہ ایں کار میسر نمی شود ایں محض کفر است و نیز دکانہا را میانِ چار سوئے بازار بنا کنند و آشکارا آنجا جمیع چیز جائزہ و ناجائزہ فروشند و خوکان را آشکارا در آبادی شہر ہا بدارند و آں شعار کفر است و نیز در بازار ہا و خرابہا (شراب خانہ) و گذر ہائے آب (گھاٹ) تنگارا (عاملانِ محصول چنگی) تعین کنند باجہ (محصول) در راہہا بخلاف شرع الور و ضع نمایند تا از تجار و غازیان و رعایا و اہل سوق ظلم و تعدی شدہ۔ تمام مال ہائے ناحق بستانند و آنرا حق خود دانند و از بعضے محل آنچہ من حیث الشرع می آید چنانچہ جزیہ و خمس غنائم آنرا بہ رشوت بگذارند و آنرا جزو احسان تصور کنند و برآں ثواب دارند و نیز بعضے مستحقان از اہل کفار از اہل علم و اہل وعمل را صد چند کفایہ زیادہ بدہند و از بعضے حقداران بآں مقدار کہ کفایت اوست باز دارند و نیز عہدہ داران بعد کفایہ از بیت المال چنانچہ قاضی و محتسب و ابہر شحنہ

ودر پس دکوتوال اخذ رسومات وعقدانہ وسجلات کنند وآں نا حق را از ہوائے نفس وجہل متنق دحق خود دانند واین کفر است ونیز مردان لباسِ ابریشمی وانگشتری زرین وطلائی بہ تفاخر بر خلافِ سنت بر مشابہتِ کفار پوشند وبند دستار بر خلاف سنت بمشابہت اغیار بر بندند وچوں ایشاں را ازاں منع کنند گویند کہ ما یاں غازیان ہستیم ممنوعاتِ شرعی برما مباح است وہم دراں مُصِر باشند واین سبب زوال ایمان است پس اگر بادشاہِ قاہرہ ہر کہ در دنیا باشد وبر ایشاں ثبوتے می شد کہ این کارہا می کنند واین رسوم باطلہ کہ از شرع دور وبتکفیر نزدیک است می پردازند وایشاں منع شوند وہم بر آں کار مصر باشند براین بادشاہِ قاہر باہر واجب است بلکہ فرض است کہ برائے اعزازِ دینِ محمدی لشکر ہاکشند وبآں مسلمانان بہ تیغ محاربہ نمایند وایشاں را بکشند وزنان وفرزندان ایشاں را اسیر نمایند وآں ولایت را خراب سازند تا آں رسومِ باطلہ بالکلیہ برافتد ودین محمدی اعزاز پزیرد تا بلادہائے دیگر خلق انتباہ شود ومسلمانانِ دیگر کہ ازیں نوع میکردند متنبہ شوند وازاں باز مانند آں بادشاہِ قاہر باہر دریں کار مثاب باشد عند اللہ العظیم اجابو۔

جواب:۔ باشد واللہ اعلم (دستخط ومہر عبدالرشید بن قطب الدین الہروی) باشد واللہ اعلم کتبہ محمدؒ بن طاہر البخاری الماوراء النہری۔ باشد واللہ اعلم کتبہ عبدالعزیزؒ بن قطب الدین الہروی۔ باشد واللہ اعلم کتبہ علیؒ بن عبدالکریم الاصفہانی۔ باشد واللہ عالم کتبہ یحییٰؒ بن جنیدی الکونی۔ باشد واللہ عالم ابوبکرؒ بن ابی قاسم البغدادی۔ باشد واللہ اعلم من کتابؒ الفج العمیق۔ باشد واللہ اعلم کتبہ عبدالجبارؒ بن یوسف النجار۔ باشد واللہ اعلم کتبہ یوسفؒ بن محمد السمرقندی۔ باشد واللہ اعلم کتبہ احمدؒ الہروی۔ باشد واللہ اعلم کتبہ مظفرؒ بن المنصور البلخی۔ باشد واللہ اعلم کتبہ نظامؒ الدین بن تاج الہروی۔

تمام شد

مکتوب نمبر ۷۵، اردو ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

بخدمت فضیلت مآب کمالات انتساب از ارباب فیض اللہ خاں برادرم مولوی مظہر علی صاحب خدا آپ سب کو سلامت رکھے۔

سلام مسنون۔ دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری دعا قبول فرمائے۔ واضح ہو کر کرم نامہ جو خواص خاں کے حالات پر مشتمل تھا معہ چار عدد صندوقچہ انگور کے چار عدد سیب کے دہی و بکورہ مہر دہ بطور رابطۂ قلبی باہمی وصول ہوئے۔ مکتوب گرامی کے مضامین سے آگاہی ہوئی۔ حقیقت واقعہ یہ ہے کہ جس روز سے کہ خواص خاں نے مجھ سے ملاقات کی اور اس فقیر کے ہاتھ پر بیعت امامت سے مشرف ہوا اور جس معاملہ میں کہ میں نے اسکو تدبیر بتلائی اور مشورے دیئے اس نے ان طریقوں کی پابندی نہیں کی بلکہ اس کے خلاف ہی عمل کیا ایسی صورت میں اگر میں اس طریقہ پر عمل کروں جس پر کہ اس نے میری رائے کے خلاف عمل کر کے سارے معاملہ کو بگاڑ دیا ہے اور میں اس کی اصلاح کی کوشش نہ کروں اور تمام مجاہدین کے لشکر کو پریشان کر دوں تو یہ کام بھی ضرور نہ صرف خلاف تدبیر بلکہ شرع کے بھی برعکس ہوگا۔ کیونکہ شارع جل شانہٗ نے امام کو پیشوا بنا کر تمام قوم اور تمام مسلمانوں کو اس کی اطاعت کا حکم فرمایا ہے۔ نہ کہ اس کے برعکس عمل کرنے کا حکم دیا ہے فی الحال مناسب تو یہی ہے کہ خان صاحب ممدوح چند روز کہیں ایک ہی محفوظ مقام پر آرام سے رہیں۔ اللہ نے چاہا تو یہ فقیر عنقریب کوئی معقول تدبیر کام میں لا کر ایک ایسی کارروائی کرے گا جو مفید مطلب ہو۔ محض کسی کام کے لئے قدم اٹھانا اور اس کے نتائج کو ملحوظ نہ رکھنا عقل اور نقل کے خلاف ہے۔ جناب فضیلت مآب فی الحال کسی کام کی پابندی نہ فرمائیں۔ مناسب تو یہ ہے کہ آپ یہاں تشریف لے آئیں تو یہاں ایسی کوئی تدبیر جہاد کا راستہ کھولنے اور دین کی خدمت کی بنیاد کو قائم کرنے کے لئے جو میرے ذہن میں آئی ہے اس پر بالمشافہ گفتگو ہو اور اسے مشورہ کے بعد عمل میں لایا جائے نیز جہاد کی بنیاد کو مستحکم کرتے اور اصل فتنہ پردازوں کا قلع قمع کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور ہر شاخ اور شعبہ کو میری نظر میں علیحدہ علیحدہ رکھنا مجاہدین کی پریشانی اور حیرت کا باعث ہوگا۔

خان صاحب ممدوح کو اطمینان دلا دیجئے کہ انکو عنقریب کسی طرح اکوڑہ میں بھلا دیا جائے گا تاکہ پھر اس دانشمندی کے پیش نظر اللہ کے حکم سے بظاہر ان کے قدم نہیں ڈگمگائیں گے۔ زیادہ والسلام۔

منجانب محمد اسمٰعیل صاحب (غالباً بنام سید احمد صاحب)

سلام محبت و مودت کے بعد عرض ہے کہ جو کاغذ پشاور کے لوگوں کے سوال و جواب پر مشتمل تھا میں نے اسکو پہنچا دیا تھا۔ جناب والا نے اس کے جواب میں نہایت باریک بینی اور مو شگافی کے ساتھ تحقیقات کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔ لیکن اس فقیر کو اس پرچہ کے ملاحظہ سے ایسا معلوم ہوا کہ وہ لوگ یا اصل میں علمار کی جماعت سے نہیں ہیں اور ان میں مخاطبت کی اہلیت نہیں ہے اور یا تو وہ متکبر افراد ہیں جنکا مقصد تحقیق نہیں ہے بلکہ ان کو صرف فتنہ برپا کرنے سے کام ہے اس بنا پر متذکرہ صدر تحقیقات کے لئے لکھنا وقت ضائع کرنا ہے۔ غرض چند طالب علم اس قسم کی باہم گفتگو کرتے رہتے ہیں۔ اسی نہج پر میں نے ایک پرچہ لکھ کر خدمت عالی میں ارسال کر دیا ہے جو اللہ نے چاہا تو جناب کے ملاحظہ سے گزرے گا لیکن اس موقع پر ذرا تامل سے کام لینا چاہیئے۔ کیونکہ یہاں دو معاملے در پیش ہیں ایک تو مفسدوں اور مخالفوں کے ارتداد کا ثابت کرنا اور قتل و خون کے جواز کی صورت نکالنا اور ان کے اموال کو جائز قرار دینا اس بات سے قطع نظر کہ وہ ان کے ارتداد پر یا انکی بغاوت پر مبنی ہے۔ دوسرے یہ کہ اس کا آیا کوئی سبب ہے یا کچھ اور ہے جبکہ بعض اشخاص کے مقابلہ میں انکا مرتد ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ اور بعض کے متعلق بغاوت یا اس کا کوئی اور سبب ۔ اگرچہ کہ پہلا طریقہ ہمارے پاس وہی یعنی تحقیق اور تفتیش کرنا ہے۔ کیونکہ ہم ان فتنہ پردازوں کو فی الحقیقت مرتدوں بلکہ اصل کافروں میں شمار کرتے ہیں اور ان کو اہل کتاب کافروں کے مثل جانتے ہیں۔ چنانچہ اہل کتاب مختصر طور پر اپنی مقدس کتاب پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کو بقول "بما جاء من عند اللہ علیٰ سبیل الاجمال" یعنی جو کچھ خدا کی طرف سے اجمالی طور پر نازل ہوا ہے اس پر یقین رکھتے ہیں لیکن تفصیل کے مدنظر بعض باتوں کو قبول کرتے ہیں اور بعض سے انکار کرتے ہیں چنانچہ بموجب آیت کریمہ :-

"اَفتومنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض"

یعنی بعض کتابوں پر ایمان لاتے اور بعض کی تکفیر کرتے ہیں جن سے انکی حالت کا انکشاف

ہوتا ہے اور اسی مذہب کو جو ایمان اور کفر سے مرکب ہے، یہود اور نصاریٰ کا مشرب سمجھتے ہیں اور جو کچھ یہود اور نصاریٰ کے مناقب اور فضیلتوں کے متعلق جنکا توریت اور انجیل میں ذکر کیا گیا تھا خود کو ان مناقب کا حامل شمار کرتے ہیں۔ حق جل شانہٗ نے ان کی تردید کے لئے یہ آیت نازل فرمائی ہے:-

"وقالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ قل اتخذتم عند اللہ عھدا فلن یخلف اللہ عھدہ ام تقولون علی اللہ مالا تعلمون بلیٰ من کسب سیئۃ واحاطت بہ خطیئتہ فاولئک اصحاب النار ھم فیھا خالدون"

غرض جب ان کے بعض احکام قبول کرنے کی تفصیل جو انکی تکفیر کا باعث ہے بیان کر دی گئی تو ان کا سرسری ایمان کسی کام کا نہ رہا اسی طرح یہ فساد برپا کرنے والے بھی اگرچہ مجمل طور پر "لما جاء بہ الرسول" پر ایمان لاتے ہیں لیکن ان میں بہت سے شرعی احکام کو قبول نہیں کرتے اور اکثر تو بہت سی شرعاً ممنوع چیزوں کو حلال سمجھ کر اس پر عمل کرتے ہیں۔ مثلاً وہ بلا تکلف چار بیویوں سے زاید نکاح کرتے ہیں اور اس حرام عقد کو نکاح جائز قرار دیتے ہیں اور اس کا اعلان و تشہیر کرتے ہیں اور عقد کی مجلسوں اور خوشی کی محفلوں میں ذلیل تحائف کی تقسیم اور مبارک بادی کا اظہار اس قسم کے نکاح سے متعلق کرتے ہیں اور اس زنا کی اولاد کو جو ان عورتوں کے بطن سے پیدا ہوتی ہے نکاح کی اولاد کی طرح مال و دولت اور جائداد کی تقسیم کے معاملہ میں انکو اپنے متعلقین (ورثاء) میں شمار کرتے ہیں۔ مثلاً فرزند اور دختر کو جو زنا سے پیدا ہوئی ہے ان کو نکاح کا لڑکا لڑکی اور زنا کے جد کو اپنے نکاح کے باپ اور دادا کے برابر اور زنا کے بھائی اور بھتیجے کو نکاح کے بھائی بھتیجے سے اور نکاح کے چچا اور چچازاد بھائی کو جائز نکاح سے متعلق ہونا سمجھتے ہیں اور اسی طرح لڑکیوں کی وراثت اور میت کی ازواج کا حصہ بھائیوں میں تقسیم کرنے میں دروغ گوئی سے کام لیتے اور کافروں کی طرح سابقہ لوگوں کی جاہلانہ رسوم پر عمل کرتے ہیں۔ لیکن اس کفر کے قانون کو شرع کے قوانین کی طرح جانتے اور اس کو زیادہ واجب التعمیل سمجھتے ہیں اور اپنے لوگوں میں اس کو نظر انداز کرنے پر یہاں تک ملامت کرتے ہیں کہ طعن و تشنیع کی نوبت آجاتی ہے کہ شریعِ شریف کے ترک کرنے والے

اس لعن طعن پر ذرہ برابر بھی توجہ نہیں کرتے۔ چنانچہ لباس حریر، اور شراب نوشی میں نہایت بے باکی سے کام لیتے بلکہ ان برے کاموں پر اس قدر فخر کرتے ہیں کہ جسکی حد نہیں۔ جس کے اظہار کی یہاں ضرورت نہیں ہے۔ ان باتوں کے منجملہ ایک بات یہ ہے کہ ان فتنہ پردازوں نے بہت سے شرعی احکام کو قطعی طور پر خواب و خیال کی طرح فراموش کر دیا ہے اگر اسکی تفصیل بیان کی جائے تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو جائے گی جسکا ہر جملہ ان کی تکفیر پر دلالت کرے گا۔ لیکن چونکہ یہ طریقہ نہایت طویل ہے اور متکبرین کی تاویلات میں اس کو کمال دسترس حاصل ہے اسی لئے اس معاملہ میں ایک دوسرا مختصر پہلو اختیار کرنا چاہیئے عرض میں یہ کہتا ہوں کہ حضرت امیر المومنین سید احمد کو ان مفسدوں کے ساتھ دو معاملے پیش آئے ایک تو آتمان زئی کا معاملہ ہے اور دوسرا ہنڈ کا اور یہ وہی معاملہ ہے جو یار محمد خاں کی جنگ اور سلطان محمد خاں کی لشکر کشی اور ہماری جنگ کی نوبت تک پہنچا ہے۔ اب رہا آتمان زئی کا معاملہ تو اس کا واقعہ یہ ہے کہ پشاور کے سرداروں کے ممالک میں اس میں کوئی شک نہیں کہ طرح طرح کا ظلم، فسق و فجور اور جاہلیت کی رسمیں رائج تھیں جو اب تک موجود ہیں اور ایسی ہر مملکت میں جہاں ایسی فتنہ پردازیاں ہوں تو اس ملک پر لشکر کشی کرنا امام کے لئے جائز ہے اور اس سلطنت کو درہم برہم کر دینا ثواب کا کام ہے۔ چنانچہ امیر تیمور نے اہل ہندوستان کے قتل کرنے کے متعلق ایسا ہی فتویٰ چاہا تھا اور اس زمانے کے بڑے بڑے علماء نے اس کے متعلق فتویٰ دیا تھا۔ استفتاء مذکورہ اور ان علماء کے نام جن کو انھوں نے تسلیم کیا ہے مع اس کی نقل کے حوالے کے ساتھ جو ایک معتبر کتاب میں موجود ہے جناب کی خدمت گرامی میں روانہ کر رہا ہوں۔ لیکن اس پر غور کر لینا چاہیئے۔ کیونکہ اس استفتاء میں جن بعض رسوم کے متعلق لکھا گیا ہے اگر وہ بعض مخصوص صورتوں میں پشاور کے ملکوں پر صادق نہ آئیں اور ان میں بعض بعینہٖ متحقق ہوں اور بعض دوسری جاہلیت کی رسمیں ان بھولی ہوئی رسومات کے بجائے موجود ہوں تو وہ بھی حکم مذکور کے ثبوت میں کافی ہے کیونکہ ان رسوم کی خصوصیت پر دارومدار نہیں ہے بلکہ ان کا دارومدار ظلم اور فسق کے پھیل جانے اور رسوم جاہلیت کے عام مشتہر ہو جانے پر ہے۔ خواہ وہ رسوم مذکور کے عین مطابق ہو۔ یا اس کے مماثل ہو۔ البتہ ہنڈ کو سزا دی جا سکتی ہے بہر حال میں یہ کہتا ہوں کہ خادیخاں

نے امیر المومنین کے ہاتھ پر اعلان کے بعد بیعت کی تھی۔ کیونکہ وہ صاحب ممدوح کی امامت سے منحرف ہوگیا ہے اور اپنے محفوظ مکان پر جس سے مراد قلعہ ہنڈ ہے بھروسہ کیا اور کافروں سے امداد طلب کر کے حضرت امام کی مخالفت پر کمر باندھی اس لئے حضرت موصوف نے اس کو کیفر کردار کو پہنچایا اور اس کا مال تقسیم کر دیا۔ بلکہ اس کے ہتھیاروں اور گھوڑوں کو بھی ضرورت کے وقت استعمال فرمایا اور اس کے دوسرے مال کو ضبط کر کے حفاظت کی خاطر مجاہدین پر تقسیم فرما دیا۔ غرض یہ کہ مال غنیمت کے تقسیم کرنے کے قاعدہ میں کوئی رعایت نہ فرمائی اور اس کا پانچواں حصہ علیحدہ کر کے باقی مال کو مساوی طور پر تمام غازیوں یعنی پیدل فوج اور سواروں میں تقسیم کر دیا۔ نیز اس کے ورثاء کو بھی اس کی ترغیب دی گروہ آئیں اور اطاعت قبول کر لیں تاکہ تمہارے مورث کا مال تم کو دیدیا جائے۔ لیکن ان اشقیا نے امام کی اطاعت پر ہرگز سر تسلیم خم نہ کیا بلکہ انھوں نے بغاوت اور فساد کے معاملہ میں ان باغیوں کی تقلید کی، یہ معاملہ تو فقہ کی روایت کے بالکل مطابق ہے کہ:-

"البغاۃ قوم مسلمون خرجوا عن طاعۃ الامام دعاھم الی العود وکشف شبھم فان تحیزوا مجتمعین حل لنا قتالھم بدأ ویحبس مالھم الی ان یتوبوا ویستعمل سلاحھم وخیلھم عند الحاجۃ"

اور وہ جو یہ عذر کرتے ہیں کہ خادی خاں نے امامت قبول کر لی تھی پھر کیسے بیعت درست ہوئی۔ سبحانک ہذا بہتان عظیم، ان کمینوں کو اتنی بھی شرم نہیں ہے کہ اس قسم کی بیہودہ باتیں زبان پر لائیں۔ ضلع یوسف زئی تو تمام دنیا میں باغیان کے لقب سے ملقب ہے جس نے سلاطین میں سے کسی کی بھی اطاعت قبول نہیں کی ہے۔ پھر وہ پشاور کے سرداروں کی اطاعت کریں جو فی الحقیقت نہ تو سلاطین ہیں اور نہ کوئی انکو سلاطین میں شمار کرتا ہے۔ بلکہ انھوں نے اپنے گھر میں بھی سلطنت کا دعوئی نہیں کیا ہے امامت تو بڑی چیز ہے۔ غرض یہ بیہودہ باتیں اس قابل نہیں جن کا جواب دیا جائے۔ اب اصل مقصد یہ ہے کہ ہنڈ کے واقعہ کے بعد یار محمد خاں نے بلا کسی شرعی اور عام ادعا کے۔ بلکہ محض ذاتی دشمنی اور کافروں کے سردار کے اشارے پر لشکرکشی کی ابتداء کی اور حضرت امیر المومنین کی مخالفت پر تل گیا

لیکن چونکہ یہ قید کسی معروف وجہ کے تھی۔ اس لئے ظاہر ہے کہ باغی سے انتقام کے لئے
امام کا کمر باندھ لینا خلاف شرع ہے۔ لیکن چونکہ وہ خلاف قاعدہ تھی۔ اس لئے اس کا
حال یہ ہے کہ وہ یوسف زئی اور درانی ملک افغان میں یہ چیز معروف نہیں ہے یوسف
زئی کے بہت سے اشخاص میمن زئی قبیلہ کدون اور ترکوں کے ہاتھوں مارے گئے ہیں
درانیوں میں سے کسی نے بھی یوسف زئیوں کا ملک حاصل کرنے کے لئے کمر نہ باندھی آخر کار
یار محمد خاں بلاشک و شبہ اس معاملہ میں ظلم و تعدی کا رہبر تھا۔ ایسے رہبر کا قتل اور اس کا مال
نبیط کرنا بلکہ اس ظالم رہبر کی فوج کا قتل عام اور اس کی فوج کے تمام مال پر ہر قسم کا تصرف
کرنا یعنی اس کی فروخت اور تقسیم حسب شرع جائز ہے۔ چنانچہ اخوند چالاکی رحمۃ اللہ
علیہ نے رسالہ غزویہ میں فتویٰ الغرائب سے نقل کیا ہے کہ :-

"المسلم اذا کان ھادیا بالظلم فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ
والناس اجمعین یجوز اخذ مال ھادی الظلم والتصرف فیھا"

غرض اس روایت سے یہ واضح ہو گیا کہ یار محمد خاں اور ان کے لشکر سے جنگ اور لئے
مال میں تصرف شریعت کی رو سے مباح تھا۔ آخر کار یہ بات مبہم ہے کہ مال مذکور آیا
خراج کے مال میں سے ہے۔ لہٰذا خراج کے مال کی تقسیم خراج کے طور پر اور تقسیم کی مقدار
مقرر کرنا مال کے خراج کے طریقہ پر جائز ہے اور اگر حقیقت میں مال غنیمت ہے تو مضائقہ
نہیں اور اگر خراج ہے تو خراج کی تقسیم مال غنیمت کے طور پر بلاشبہ جائز ہے۔ جب یار
محمد خاں کے قتل کا واقعہ ختم ہو گیا تو ایک عرصہ کے بعد سلطان محمد خاں نے پھر بلا کسی شرعی
سبب کے لشکر کشی کر کے مقام سمہ کے باشندوں کو پریشان کر دیا تو پھر وہ ایسی نوبت پر
ظلم کا ہادی ہو گیا تو اس ہادی ظلم و ستم سے بدلہ لینے پر انھوں نے کمر باندھ لی نیز متذکرہ
صدر افغانوں کو اس نے تکلیف پہنچائی اس لئے کہ وہ نہ تو یار محمد خاں کے قاتل تھے اور
نہ حضرت امیر المومنین سید احمد کے دوست تھے بلکہ وہ یار محمد خاں کی فتنہ انگیزی کے
زمانے میں دل و جان سے ان کے دوست رہے۔ اس لئے بلاشک و شبہ سلطان محمد خاں
ظلم و ستم کا ہادی ہو گیا اور دہشت پیدا کرنے کی وجہ سے قتل کئے جانے کا مستحق ہو گیا
لیکن چونکہ وہ قسمت سے اپنے کیفر کردار کو پہنچنے سے قبل باغی ہو گئے تھے تو کچھ دن
کے بعد حضرت امیر المومنین نے ان پر شرع مبین کا حکم جاری کرنے کے لئے پشاور

جانے کا ارادہ فرمایا۔ مفسدین کے لشکر نے اثناء راہ ہی میں اپنی سزا بھگت لی اور جب انھوں نے پھر توبہ کر لی تو محض ان کے قول پر اعتماد کر کے اور ظاہری تعظیم کے اس لفظ کے ساتھ کہ حکماً ہم نے شرع کو قبول کر لیا اس کا لحاظ کرتے ہوئے واپس تشریف لے آئے۔ یہ بالکل معلوم نہیں کہ ان معاملات میں سے کس معاملہ میں شرع شریف کے حدود سے کچھ تجاوز ہوا تھا کہ ان جاہلوں نے اس حد تک طعن و تشنیع کی زبان کھول دی کہ آپکی تکفیر کی نوبت پہنچ گئی۔ نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا۔ لیکن پشاور کے لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی برکت کے زمانے کے بعد منافقت ثابت نہیں ہوئی اور اس معاملہ میں وہ حدیث مشکوٰۃ کی سند پیش کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ جان لینا چاہیے کہ اس کے متعلق جو کچھ مشکوٰۃ شریف میں آیا ہے وہ حدیث نہیں ہے بلکہ حضرت عمر فاروقؓ کے قول کا نتیجہ ہے اس کا مضمون تو یہی ہے کہ حضرت ممدوح نے فرمایا جو سوائے اس کے نہیں ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کے زمانے میں نفاق تھا۔ البتہ اس زمانے میں کفر ہے یا ایمان ہے۔ لہٰذا اگر اس اثر کو اگر ہم ظاہری حالت پر محمول کریں تو اس اثر اور بہت سی ان آیات اور بیشمار احادیث کے درمیان جن میں منافقوں کی نشانیوں کے متعلق وارد ہوئی ہیں اور کسی خاص زمانے کی ان میں قید نہیں رکھی گئی ہے باہم تضاد واقع ہو جاتا ہے مثلاً اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

"بشر المنافقین بان لھم عذابا الیما الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المومنین"

لہٰذا اس آیت سے پتہ چلا کہ نفاق کا مدار کافروں کی دوستی پر ہے اور کسی زمانے کی تخصیص نہیں ہے اور:۔

قولہ تعالےٰ:۔ "ان المنافقین یخادعون اللہ ۔۔۔۔ ھولاء ۔۔۔"

غرض اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ جس نے مکاری کی اور نماز کی ادائی میں سستی اور کاہلی برتی اور عبادت میں ریا سے کام لیا، اور اکثر اوقات اس نے غفلت میں بسر کی اور اللہ کا ذکر بہت کم کیا تو بس وہی منافق ہے خواہ وہ کسی زمانے میں ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

"المنافق ثلثۃ اذا حدث کذب واذا اؤتمن خان واذا عاھد اخلف"

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جس شخص نے جھوٹ بولا، امانت میں خیانت کی اور معاہدے توڑ دینے کی عادت کر لی بس وہی منافق ہے اور بعض روایتوں میں وارد ہے کہ "وان صلّی وان صام"، تو معلوم ہوا کہ نماز ادا کرنے اور روزے رکھنے میں اگر متذکرہ صدر علامتیں پائی جائیں تو بھی وہ منافق ہو جاتا ہے۔ نیز اس روایت میں جس میں کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام مہدیؑ کے متعلق پیشین گوئیاں کی ہیں ان میں یہ الفاظ آئے ہیں مثلاً:-

"حتیٰ یصیر فسطاطین فسطاط ایمان لا نفاق فیہ وفسطاط نفاق لا ایمان فیہ"

لہٰذا یہ معلوم ہوا کہ حضرت امام مہدیؑ کے زمانے میں بھی منافقین ہوں گے اس لئے زمانے کی تخصیص باطل ہو گئی۔ بہرحال یہ ضروری ہے کہ حضرت فاروقؓ کے کلام کی تاویل آیات اور احادیث مذکورہ کی روشنی میں کیجائے۔ غرض میں یہ کہتا ہوں کہ حضرت ممدوح کے قول کے معنی یہ ہیں کہ اس شخص کے دل میں دین حق کی تکذیب کرنا موجود ہے اور یہ بات یقین کے ساتھ معلوم ہو گئی تو پھر اس سے مسلمانوں کا سا معاملہ کیا جائے یا اس چیز سے متعلق یہ کہنا کہ ان احکام کی خصوصیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کی تھی جسکو عالم الغیب نے منافقوں کے دل کی باتیں اپنے پیغمبر پر اس طرح ظاہر فرما دیں اور ایمان والوں کو یقین کے ساتھ معلوم ہو گیا کہ فلاں شخص منافق ہے باوجود اس کے کہ کوئی قول و فعل جو اس کی تکفیر کا موجب ہو اس شخص سے ظاہر نہیں ہوا۔ اس لئے اس کے ساتھ بہ ظاہر مسلمانوں کی طرح معاملہ کیا کرتے تھے۔ حالانکہ اس کو یقین کے ساتھ جہنمی جانتے تھے چنانچہ عبداللہ بن ابی اور اس کے پیرو جنکے ایمان کے دعوے کو جھٹلانے کے متعلق قرآن مجید میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالےٰ فرماتا ہے:-

"اذا جاءک المنافقون تا لکاذبون"

باوجودیکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ مسلمانوں جیسا معاملہ فرمایا کرتے تھے۔ مثلاً اوسکی زوجہ کے درمیان (بینونت) حکم نہیں فرمایا اور اس کے ذبیحہ کے حرام ہونے کے متعلق بھی کوئی حکم نہیں دیا اور اس کے فوت ہو جانے کے بعد اس کے جنازہ کی نماز پڑھی اور غسل اور اسکی تجہیز وتکفین تمام مسلمانوں کی طرح فرمائی۔ اور اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا اس کے متروکہ کو اس کے وارث کے حوالے فرما دیا حالانکہ یقین

کے ساتھ آنحضرت صلعم اور تمام مسلمانوں کو آج تک معلوم ہے کہ شخص مذکور جہنمی تھا غرض پیغمبر علیہ السلام کے زمانے کیلئے یہ بات مخصوص تھی کیونکہ لوگوں کے دلوں کی حالت ایک طرح ظاہر ہو جاتی تھی۔ لیکن اس زمانے کے بعد جب تک منافق کی کوئی علامت نفاق کی علامتوں میں سے صادر نہیں ہوتی تھی اس کا حال کسی شخص کو معلوم نہیں ہوتا تھا اور جس وقت یہ بات اس سے صادر ہو جاتی تھی تو وہ قطعی طور پر کافر ہو جاتا تھا اور اس پر کفر کا حکم جاری ہوتا تھا۔ اس کے بعد کے زمانے میں کہ ایسا انسان کافر ہوتا ہے یا مسلمان اس کے متعلق کوئی اور بات ہمارے علم میں نہیں ہے۔ پس وہ منافق جس کا نفاق ثابت ہو وہ کافر ہے اور وہ کفار کے زمرہ میں شامل ہے اور وہ منافق جس کی حالت پوشیدہ ہو اس پر ایمان والوں کے مماثل احکام جاری ہو جاتے ہیں۔ بہر حال حضرت ممدوح (حضرت عمرؓ) کے قول کے معنی یہی ہیں جو ہم نے بیان کئے۔ زیادہ والسلام۔ مورخہ جمادی الاول ۱۲۴۶ھ۔

شہر دہلی کی دہشت کے بارے میں امیر تیمور کا استفتار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

کیا فرماتے ہیں علمائے دین محمدی اور فقہائے شرع مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مسئلہ میں کہ مسلمانوں کے شہروں میں سے ایک شہر میں جہاں کا حاکم۔ قاضی اور علماء اور سادات موجود ہیں اور فسق و فجور اور شریعت کے خلاف کاموں کو علی الاعلان ظاہر کرتے ہیں اور ایک مکان تیار کرتے ہیں اور وہاں خوبصورت عورتوں کو بر سر عام لاکر چکلے کے طور پر انکو بٹھاتے ہیں اور رات دن زنا کاری میں مشغول رہتے ہیں اور ان کو شان و شوکت کے ساتھ عام مسلمانوں، علماء اور مفتیوں کے پاس ڈھول دف اور بانسری بجاتے ہوئے لاکر حاضر کرتے اور گانے بجانے کی محفل گرم ہوتی ہے نیز گانے والی عورتوں کو کھلم کھلا مردوں، شراب سے مست لوگوں فتنہ پردازوں اور دوسری عورتوں میں لاکر رکھتے اور شور و فساد برپا کرنے میں مشغول ہو جاتے ہیں اور ہر مہمانداری یعنی دعوت جو سنت محمدی ہے یعنی ولیمہ جو نکاح کی رات کے بعد ہوتا ہے اور عقیقہ جو ولادت کے ساتویں روز ہوتا ہے نہیں کرتے بلکہ اس کے برعکس ہندوستان کے کافروں کی رسم کے مطابق ولیمہ نکاح کے چند روز [illegible] مہمانداری

کرتے ہیں۔ چنانچہ ہندوستان کے کفار کی رسم کی طرح عورتوں کو غسل کراتے اور
اس کے بعد مزامیر باجے گاجے اور مغنیہ (مراثیوں) کو بلواتے ہیں اس طرح کفار کی جھوٹی
رسموں میں گویا ہاتھ بٹاتے ہیں اگر کوئی مسلمان دین محمدی کے مطابق ان کو منع کرتا ہے
تو اس پر اصرار کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ بغیر ایسی مفسد جماعت کے اور باطل رسومات کے
یہ کام چل ہی نہیں سکتا۔ یہ محض کفر ہے۔ نیز چوک میں دوکانیں تعمیر کرکے علی الاعلان وہاں
جائز اور ناجائز چیزیں فروخت کرتے ہیں اور سوروں کو کھلم کھلا شہر کی آبادی میں رکھتے ہیں
غرض یہ کافروں کا طریقہ ہے اس کے علاوہ بازاروں میں شراب خانے قائم کرتے۔
گھاٹ (اور گھاٹ) کے راستہ پر تسنگار (محصول چنگی کے کارکن مقرر کرتے ہیں اور محصول و
راہداری خلاف شرع لگاتے ہیں۔ اس طرح تاجروں، غازیوں، رعایا اور بازاریوں سے
ان پر ظلم ڈھاکر ناحق تمام مال ومنال چھین لیتے اور اسکو اپنا حق سمجھتے ہیں اور بعض
موقعوں پر تو جو کچھ شرع کے مطابق ہوتا ہے یعنی جزیے اور مال غنیمت کو بھی رشوت کے
طور پر حوالے کر دیتے ہیں اور اس کو احسان کا جزو تصور کرتے ہیں جو ان کے پاس
ثواب میں داخل ہے نیز بعض مستحق کافروں کو جن میں اہل علم بھی ہیں اور جاہل بھی
اور عامل بھی ان کو سوگنا گنا یہ زیادہ دیتے اور بعض حقداروں کو انکی مقررہ مقدار کے
دینے میں ان کو پس و پیش ہوتا ہے نیز عہدیداروں کو انکا حق کفایہ ادا کرنے کے بعد
مثلاً قاضی، محتسب، صدر کو توال رئیس اور کوتوال کو حق رسومات اور شادی بیاہ کا حق
(عقدانہ) اور مہرانہ حاصل کرنے کی اجازت دیتے ہیں اور اس ناجائز حق کو اپنی نفسانی خواہش
اور جہالت سے خود کو اس کا مستحق اور اپنا حق تصور کرتے ہیں جو کفر میں داخل ہے۔ نیز
زر ریشمی لباس طلائی انگوٹھی خلاف سنت فخر کے ساتھ کفار کی طرح پہنتے ہیں اور دستار
کے بندھن سنت کے برعکس دولت مندوں کی طرح باندھتے ہیں۔ جب ان کو اس کام
سے منع کیا جاتا ہے تو یہ کہتے ہیں کہ ہم تو غازیوں میں سے ہیں۔ شرعی ممنوعات ہمارے
لئے سب مباح ہیں اور اس پر ان کو اصرار بھی ہو جاتا ہے بس یہی ان کے زوال ایمان
کا سبب ہے۔ اگر کوئی طاقتور بادشاہ جو دنیا میں موجود ہو اس پر یہ ثابت ہو جائے کہ
لوگ ایسے کام کرتے ہیں اور ان جھوٹی رسومات کو جو شرع کے خلاف اور تقریباً
کفر ہیں اور وہ اس سے باز نہیں آتے بلکہ اس کے کرنے پر اصرار کرتے ہیں تو اس زبردست

سلطان پر واجب بلکہ فرض ہے کہ دین محمدی کے احترام کی خاطر ان پر فوج کشی کرے اور ان مسلمانوں سے جنگ کے لئے تلوار اٹھائے اور انکو تہ تیغ اور انکی عورتوں اور بچوں کو قید اور اس ملک کو تاراج کر دے۔ تاکہ یہ بری رسمیں بالکل فنا ہو جائیں اور دین محمدی کا بول بالا ہو تاکہ دوسرے شہروں کی مخلوق بھی متنبہ ہو جائے اور دوسرے مسلمان بھی جو اسطرح عمل کرتے ہیں انکی بھی تنبیہ ہو جائے اور اس سے باز رہیں۔ آیا اس زبردست بادشاہ کو بھی اس بڑے کام کا اجر ملے گا یا نہیں؟ جواب دیا جائے۔

جواب:۔ اس کا جواب دیا گیا ہوگا، اللہ بہتر جانتا ہے۔ دستخط و مہر۔ عبدالرشید بن قطب الدین الہروی۔ ثبت ہے۔ واللہ عالم۔ کاتب علی بن عبدالکریم الاصفہانی، باشد واللہ اعلم، من کتاب الفج العمیق، باشد واللہ عالم، کتبہ عبدالجبار بن یوسف النجار، باشد واللہ عالم، کتبہٗ یوسف بن محمد السمرقندی، باشد واللہ عالم، کتبہ احمد الہروی، باشد واللہ اعلم، کتبہٗ مظفر بن المنصور البلخی، باشد واللہ عالم، کتبہٗ نظام الدین بن تاج، الہروی، تمام شد۔

نمبر ۴۶ اعلان عام برائے عوام منجانب امام ہمام امیر المومنین سید احمدؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ حقیقت حال ایں بندہ ذوالجلال بر ایں منوال است نہ خود شاہم نہ شاہزادہ ام و نہ امیرم و نہ امیرزادہ ام نہ طالب سلطنت ام نہ جویائے حکومت۔ نہ لشکر سلطانی میدارم۔ نہ خزینہ پادشاہی۔ بلکہ فقیر و فقیرزادہ ام۔ معاش فقیرانہ را سعادت خود می شمارم و از آئین سلاطین و خوانین عار می دارم نہ بالفعل مایۂ امارت میدارم و نہ آئندہ از روئے حصول آں در دل میدارم۔ محض بنا بر ادائے فرض جہاد و خیر خواہی جمیع عباد و اعلائے کلمہ دین و خدمت شرع سید المرسلین کمر بستہ ام کسیکہ رفاقت من بجہد غیرت ایمانی اختیار نماید زہے سعادات اوست و کسیکہ از رفاقت من دست بردار شود عجیب شقاوت اوست کہ از بندگان خدا و احبائے حضرت مصطفیٰؐ جان خود را برکشیدہ در سلک منافقین و کفار منسلک گردید۔ خزانۂ من ہمیں توکل علی اللہ است و بس ہر روز خرچ جدید از خزانۂ ربانی بمن میرسد نہ مثل امراء و سلاطین خزائن دراہم و دنا نیر ہمراہ خود میدارم حاشا و کلا کہ در آئین و قوانین اہل دنیا بیزارم۔ طریقۂ من طریق

جد خود حضرت سید المرسلین است یکروز نان خشک سیر میخوریم و شکر خدا بجا می آریم و یکروز گرسنہ می مانیم و صبر میکنیم و لشکر ما ہمیں چندے از مہاجرین صادقین است کہ بنا بر مجرد خدمت دین رب العالمین کمر بستہ و از طرف خود جان خود را بکشتن دادہ آیندہ حق جل و علا ایشان را بمنصب شہادت سرفراز کنند و یا بنصرت و فتح موافق گردانند۔ بالجملہ حال ظاہرہ ما حال فقرائے مہاجرین است کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایشان را در اوائل زمانِ ہجرت در پیش بود آرے بشاراتِ بس عظیم از مولائے خود جلشانہٗ بسیار را از بسیار میدارم ہما نرا بجائے خزائن و لشکر می شمارم انشاء اللہ اثرِ آں بشارات بظہور میرسد پس کسیکہ ایمان قوی و بمواعید الٰہیہ داشتہ باشد و بر قدرتِ کاملۂ ربانی اورا ایمان باشد کہ آں قادرِ علی الاطلاق در یک لمحہ و بیک حکم کن عالم را تہ و بالا تواند کرد و پیلے را بہ پشہ می تواند کشت پس لابد بشاراتِ مذکورہ قبول خواہد نمود و در رفاقت من سود دنیا و بہبودِ آخرت خواہد شمرد و کسیکہ محض بامید اسباب ظاہرہ باشد و آنچہ بالفعل حال ما فقراء است بد عادی و بشارات را بر کند پس ما را از جملہ مجانین و دیوانگان شمرد غرض از تحریر ایں چند سطور آنکہ انشاء اللہ روزے مخذولی کفار و فتح بلدان و امصار و ظہور شوکت اسلام از ذات ما فقراء و ضعفاء البتہ شدنی است لاکن بالفعل حال ما مناسبِ ایں نیست بلکہ مایۂ ایں دعویٰ ما محض توکل علی اللہ و بشارات قلبی است اگر اینجانب را بخوبی فہمیدہ و سنجیدہ رفاقتِ اینجانب باعثِ سود و بہبود خود شمردہ طلب نمایند اینک میرسیم و اگر بنا بر ملاحظہ ضعف و ناتوانی ظاہر در خاطرِ عاطر زود باشد بالفعل توقف فرمایند تا وقتیکہ از جائے دیگر ایں اقبال اسلامی ظہور کند و آخر ایں امر بحکم الٰہیہ از جائے جاری شدنی است خواہ از مقام شما باشد خواہ از مقامِ دیگر اما اگر درینجانب رفاقت اختیار خواہند نمود بجان و مال در خدمت من کمر بستہ خواہند شد یعنی بذات خود ہم شمشیر زنی کنند و بقدر طاقت خود در مصارف غازیان کوشش نمایند پس درینصورت حق جل و علاء ما فقراء ضعفاء را از جملہ تابعانِ مہاجرین اولین گردانیدہ ہمچنیں شما را از تابعانِ انصار اختیار خواہد کرد و ایں امر محض برائے ہمیں معنی نوشتہ شد کہ واللہ حق جل و علا بکرم عمیم خود ما فقراء را گاہے محتاجِ معارف اغنیاء نگردانیدہ بلکہ بسیارے را از اغنیاء بدست ما فقراء متمول گردانیدہ باقی نیت پاک و ہمت بلند درا ول امر شرط است کہ ہم جان خود در مقابلۂ اعداء اللہ پیش کنند و ہم مالِ خود

را در مصارف جند اللہ صرف نمایند بعد ازاں ثمرۂ آں مشاہدہ نماید۔ والسلام
مع الاکرام ؛

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۴۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم :-

اللہ جل شانہ کے اس بندے کی حقیقت حال یہ ہے کہ نہ تو میں خود بادشاہ ہوں نہ شہزادہ اور نہ امیر ہوں نہ امیرزادہ اور نہ طالب سلطنت ہوں اور نہ حکومت کا متلاشی نہ تو میرے پاس شاہی لشکر ہے اور نہ بادشاہی خزانہ ہی ہے بلکہ میں تو فقیر اور فقیر کا فرزند ہوں اور فقیرانہ زندگی کو اپنی سعادت سمجھتا ہوں۔ سلاطین اور خوانین و امرا کے آئین قوانین سے عار رکھتا ہوں۔ اور نہ بالفعل امارت کا سرمایہ ہی میرے پاس ہے اور نہ آئندہ اس کے حاصل کرنے کی دل میں آرزو رکھتا ہوں۔ محض جہاد کا فرض ادا کرنے اور خدا کے تمام بندوں کی خیرخواہی۔ دین کے کلمہ کی سربلندی اور سید المرسلین کی شرع کی خدمت کے لئے میں نے کمر باندھ لی ہے۔ جو شخص بھی محض غیرت ایمانی کی خاطر میرا ساتھ دے تو اسکی عین سعادت ہے اور جو شخص میری رفاقت سے ہاتھ اٹھائے تو یہ اس کا عجب و بدبختی ہے کہ اس نے خدا کے بندوں اور حضرت مصطفےٰ صلعم کی امتیوں سے اپنی جان بچالی اور منافقوں اور کافروں کی صف میں منسلک ہوگیا میرا خزانہ تو بس اللہ پر توکل ہے روزینہ خزانہ ربانی سے مجھ کو پہنچ جاتا ہے امرار اور سلاطین کی طرح حاشا وکلا درہم و دینار کے خزانے اپنے ہمراہ نہیں رکھتا ہوں اس لئے کہ میں دنیاداروں کے قاعدے اور قوانین سے بیزار ہوں۔ میرا طریقہ اپنے جد اعلےٰ حضرت سید المرسلین کا طریقہ ہے۔ ایک روز سوکھی روٹی سیر ہو کر کھاتا ہوں تو ایک روز فاقہ کرتا ہوں اور اس پر صبر کرتا ہوں۔ ہمارا لشکر بھی انھیں چند مہاجروں اور سچے لوگوں پر مشتمل ہے۔ کیونکہ انھوں نے پروردگار عالم کے دین کی خدمت کے لئے کمر باندھ لی ہے اور اپنی طرف سے خود کو اپنی جان قربان کرنے کے لئے خدا کے حوالے کر دیا ہے۔ دعا ہے کہ آئندہ حق جل شانہ انکو مرتبہ شہادت سے سرفراز کر دے یا فتح و نصرت کی توفیق عطا فرمائے۔ [illegible] حال ہمارا بھی ظاہری حالت مہاجرین

اور مسکینوں کی سی ہے جس طرح حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے اصحاب کو ہجرت کے ابتدائی زمانے میں پیش آئی تھی۔ البتہ بڑی بڑی بشارتیں اپنے مولائے تعالےٰ جل شانہٗ سے مجھے ملی ہیں میں انھیں کو خزانوں اور لشکر کی بجائے شمار کرتا ہوں۔ انشاء اللہ تعالےٰ ان بشارتوں کا اثر ظہور پذیر ہوکر رہے گا۔ غرض۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر قوی ایمان رکھتا ہو اور اسکی قدرت کاملہ پر اس کا یقین ہو کہ وہ قادر مطلق ایک ہی لمحہ میں اور ایک ہی حکم کن سے عالم کو تہ و بالا کر سکتا ہے اور ایک ہاتھی کو مچھر سے مار سکتا ہے تو ضرور ہے کہ متذکرہ صدر بشارتیں قبول ہونگی اور میری رفاقت میں وہ دنیا کے فائدے اور آخرت کی بہبود کو پہنچے گا اور جو شخص محض ظاہری اسباب کی امید پر قائم ہے تو وہ جو کچھ ہم جیسے فقیروں کی حالت ہے ہمارے دعووں اور بشارتوں کو نظر انداز کرتا ہے تو وہ ہم کو مجنونوں اور دیوانوں میں شمار کرے۔ ان چند سطور کو ضبط قلم میں لانے کی غرض وغایت یہ ہے کہ اللہ نے چاہا تو ایک نہ ایک روز کفار ذلیل وخوار ہوں گے اور شہروں اور ملکوں کی فتح سے اسلام کی شان وشوکت ہم جیسے فقیروں اور کمزوروں کے ذریعہ ظہور پذیر ہونے والی ہے۔ لیکن بالفعل ہماری حالت اس کے لئے سازگار نہیں بلکہ اس دعوے کا دارومدار محض اللہ تعالےٰ کے بھروسے اور غیبی شہادتوں پر ہے اگر آپ اس عاجز کو خوب سوچ سمجھ کر اور اس کی رفاقت کو اپنے فائدے اور بہبودی کا باعث تصور فرما کر طلب فرمائیں تو میں ہ بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا ہوں اور اگر میری ظاہری کمزوری اور ناتوانی ہ ملاحظہ کر کے آپ کے دل میں کوئی تردد پیدا ہو تو فی الحال توقف فرمائیں جب تک کہ کسی دوسرے مقام سے اسلام کی اقبالمندی ظہور میں آئے۔ آخرکار یہ کام اللہ کے حکم سے کسی مقام سے جاری تو ہونا ہی ہے۔ خواہ وہ آپ کے پاس ہو یا اور کسی مقام سے۔ لیکن اگر آپ میری رفاقت اختیار فرمائیں گے اور میری جان ومال کے ساتھ کمر بستہ رہیں گے یعنی خود ذاتی طور پر بھی تلوار چلائیں گے اور حتی المقدور غازیوں کے مصارف کے متعلق کوشش فرمائیں گے تو ایسی صورت میں خدا وند جل وعلا ہم جیسے فقیروں اور کمزوروں کو مہاجرین اولی کا پیرو قرار دیگا۔ اسی طرح آپ کو بھی انصار کے تابعین میں شمار کرے گا۔

اور یہ بات محض اس لئے لکھ دی گئی کہ آپ انصار اللہ کے زمرے میں داخل ہو جائیں ورنہ اس خدائے بلند و برتر نے اپنے عام کرم سے ہم فقیروں کو دولتمندوں کی امداد کا محتاج نہیں کیا ہے بلکہ بہت سے دولت منداشخاص کو ہم فقیروں کے ذریعہ دولت مند بنا دیا ہے۔ باقی یہ کہ پاک نیت اور بلند ہمتی اس میں پہلی شرط ہے کہ اپنی جان کو بھی اللہ کے دشمنوں کے مقابلہ میں پیش کر دیں اور اپنے مال کو بھی اللہ کے لشکر کے اخراجات میں صرف کریں۔ اس کے بعد اس کا ثمرہ ملاحظہ فرمائیں۔ والسلام مع الاکرام

مکتوب نمبر ۴۷ منجانب امیرالمومنین سید احمد بنام شاہ زمان صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:-

از امیرالمومنین بجناب معلی القاب زیب افزائے اورنگ عزت و جلال زینت افزائے چار بالش حشمت و اقبال۔ صاحب عزت و بخت مالک دیہیم و تخت قدوۃ السلاطین عمدۃ الخواقین شاہ جم جاہ زاد اللہ اجلالہٗ وضاعف اقبالہٗ۔ بعد از سلام مسنون وادعیۂ ترقی مناصب کونین و مدارج دارین واضح آنکہ اخلاص آئین زبدۃ المعتمدین شیخ جمال الدین کہ از طرف سرکار عالی با شقۂ خاص در اوائل رجب المرجب رسیدہ بآدائے مراتب خیر خواہی آنجناب بر فاقت این عاجز خاک رتا این دم بہایت خوش گذرانیدند ہر چند رابطۂ یگانگت قدیمی و علاقۂ اتحاد صمیمی از آں سابق ہم بنہایت مربوط بود و بغایت مضبوط اما از آمدن ایں اخلاص نشان رونقے تازہ نمود بر دو فور رغبت فی سبیل اللہ و علوِ مراتب محبت و یگانگت لوجہ اللہ مع دیگر کیفیت حالات ایں برگزیدۂ اکابر عباد اللہ بہ نسبتِ زمان سابق ہم چیزے زیادہ تر آگاہ و شناسا گردانیدہ آنچہ در باب عزیمت آنجناب بنا بر استعداد خدمت دین متین مع اظہار مراتبِ اشتیاق بایں خادم شرع مبین کہ از وفور مراتب محبت و اخلاص گوناگوں مدارج مودت و اختصاص نوکریۂ خامۂ خلت تمامہ شدہ بود ابواب فرحت وا نمودہ مسرت بر مسرت افزودہ اللہ تعالےٰ ایں علاقۂ مودت و یگانگت را کہ محض بنا بر تحصیل رضایش مستحکم گردیدہ مثمر ثمرات جمیلہ و جزیلہ گرداناد آرے حقیقت الامر ... فقیر در دل

آں آنجناب است زیادہ چندازاں ایں فقیر را مشتاقِ ملازمتِ خود شمارند و چنانکہ رابطہ محبتِ قدیمہ و وفور مودت ضمیمہ آنجناب را مشتاقِ ملاقاتِ فقیر گردانید است ہمچنیں دہ چنداں ایں فقیر را بہ تہائے ملازمتِ آن معلی القاب رسانیدہ لاکن چونکہ ایں فقیر بجان و دل آرزو مندِ ملاقات است ہمچنیں بہر وجہ خیر خواہِ آں ذات آنچہ دربارۂ استشارۂ تشریف آوری خود بایں حدود رقم زدۂ کلک اتحاد سلک شدہ بود پس حقیقت آن بریں منوال است کہ تمنائے مواصلت بسیار میخواہد کہ بہر نوع در تشریف آوری آنجناب کمال استعجال واقع شود اما بمقتضائے مضمونِ نصیحت مشحون المستشارُ موتمنٌ وتامل نظر در خیر خواہی عدم حصول اینست طراق و بے امن نہ از طرفِ خود باعث و مکلف شدن می توانم واز فورِ اشتیاق تاخیر ملازمت را گوارا میدارم پیش ازیں دریں مان سعابق ہم ہمیں اشتیاقہا دلِ نیاز منزل بسیار میخواست کہ بکدام صورت تشریف آوری آنجناب صورت بندد اما انہمیں موانع و عوائق خیر خواہی از دو وجہ سدِ راہِ ایں مرام شدہ یکے آنکہ تا آں وقت کدامی جائے قابل اطمینان بدست لشکرِ اسلام نرسیدہ بود کہ بعد تشریف آوردنِ آنجناب برائے محلِ سکونت تجویز می شد دوم آنکہ ہیچ راہے از راہ امنیت پیدا نے کہ از گزندے مخالفین مامون می شد و بلکہ درینولا ہماں اشتیاق یوماً فیوماً در مرتبہ زائد و بالا است باعانتِ قادر مختار مکانے ہمچنیں قابل نشستن آنجناب بدست آمدہ است واگر ہزار ہزار مخالفین اشرار و معاندینِ فجار شورش نمایند بحول اللہ بے نیل مراد مخذول گردند اما وجہ ثانی کہ امنیتِ راہ باشد پس بالفعل از قابوئے ایں عاجز خاکسار بیرون است ولہٰذا ایں خیر خواہ خلق اللہ در تشریف آوری آں عظمت پناہ مکلف شدن نمی تواند اما امید قوی است کہ ایں خس و خاشاک عوائقِ راہ ہم عنقریب صاف می شوند الحمد للہ کہ شوکت جنود اللہ ہر صبح و مساء در تزائد و ترقی است و قوتِ اعداء اللہ ہر شام و صباح در قعرِ ادبار و ضلالت متواری است چنانچہ تفاصیل ایں بیان از اخبار سابق کہ ہمدست قاصد سعید محمد روانہ شدہ بود مبرہن ضمیر منیر گردیدہ باشد و بالفعل در بلدۂ تیاری مقدمہ ہا د آنچہ مہمات در نظرِ ایں بندۂ پر درد گار می آید ہر چند کلمات متعدد دائر می شود اما از آں جملہ مقدمۂ مہم پشاور بغایت چست می نماید و تدبیر سرانجام آں بحول و قوت ربانی بالفعل از سائر مقدمات آسان تر معلوم می شود و امید قوی میدارم

کہ کارسازِ حقیقی و مالک تحقیقی ما عنقریب بحول و قوتِ خود ما را سلطی فرماید و بمجرد تسلط آں مقام تمام دور دور تا سندھ، شکارپور میگیرم عمل اسلام لبسیط میگردد ان شاء اللہ تعالےٰ دراں وقت بہر طوریکہ آنجناب قصد ایں حدود خواہند فرمود از ہر سو جماعتے مجتمعین گروہِ مخلصین خواہند افزود بالجملہ مجرد اشتیاقِ ادراک ملاقات را فی الفور میخواہد و تامل خیر اندیشی تا حصولِ امن طریق اند کہ تاخیر میفرماید پس درینصورت بعد ملاحظہ ایں صوابدیدہا اگر در رائے ملازمانِ خیر خواہ امنیت راہ قرار یابد فہو المرام ایں خانہ خانۂ شما است بلاتکلف اقدام فرمایند اما اگر بمدِّ نظر ایں مصالح دوراندیشی بالفعل تشریف آوردنِ آنجناب موقوف ماند و ہم اشتیاق شراکتِ ایں سعادتِ کبریٰ رخصت تاخیر نہد پس درینصورت نزدِ فقیر السب واولیٰ چنانست کہ اگر خلافِ مصلحت نباشد کسے را از معتمدین اخص الخواص خود را نائب خود گردانیدہ ہرچہ از تجہیز سامانِ ایں مقدمۂ عظیمہ نزد آنجناب بنابر تحصیل رضاء اللہ موافق و مہیا باشد ہمراہ او دادہ رخصت فرمایند کہ مشارکت آں شخص ہم بہ نیابتِ آنجناب موجب فلاح دارین و سرخروئی کونین درحقِ آنجناب خواہد گردید و آں سعادات قابل ترمفلح ہر دو جہانِ خواہد گردانید باقی مراتب مفصلاً و حوالۂ زبان صدق ترجمان معتمد الطرفین حامل رقیمۃ الوداد صاف صاف مبرہن خواہد گشت قرین صد بلکہ کہ بنا بر اظہار احوال ہمیں معتمد واضح البیان را روانہ کردن ضرور افتاد۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مورخہ ۲۲ شوال ۱۲۴۵ھ۔

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۴۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ

جناب معلی القاب۔ قدوۃ السلاطین عمدۃ الخواقین شاہ جم جاہ زاداللہ جلالہٗ واقبالہٗ۔ سلام مسنون۔ خدا آپ کو دین و دنیا کے مراتب و مدارج میں ترقی عطا فرمائے۔ واضح ہو کہ سرکار والا کے مخلص اور معتمد علیہ شیخ جمال الدین ثقۂ خاص کے ساتھ اوائل رجب المرجب میں یہاں تشریف لائے اور جناب والا کی خیر خواہی کے لوازمات بجا لانے کے بعد اس عاجز و خاکسار کے ساتھ

اب تک خوشی و خرمی کے ساتھ اپنے دن گزارے۔ اگرچہ جناب سے میرے یگانگت اور اتحاد کے قدیم روابط تھے۔ مگر اب اس سے بھی زائد نہایت مربوط اور پائیدار ہوگئے لہٰذا ب تو ان جیسے مخلص کی تشریف آوری سے اور بھی ذوق و شوق دوبالا ہوگئی۔ اللہ کے راستہ میں شوق و رغبت کی زیادتی اور اللہ کے واسطے محبت و یگانگت کے اعلیٰ مراتب اور اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے اس برگزیدہ شخصیت کی حالت سابقہ زمانے سے اور بھی زیادہ اچھی معلوم ہوئی۔ جو کچھ جناب والا نے دین متین کی خدمت اور شرع مبین کے اس خادم کی نسبت اپنے اشتیاق، محبت اور خلوص کو خاص طور پر اپنے محبت آمیز قلم سے تحریر فرمایا تھا اس سے فرحت اور مسرت میں بے حد اضافہ ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس محبت اور یگانگت کے رشتہ کو محض رضائے الٰہی کی خاطر پائیدار اور خوب بارآور کرے۔ اب حقیقت حال یہ ہے کہ جس قدر آپ کے دل میں اس فقیر کی ملاقات کا اشتیاق ہے۔ اس سے بہت زیادہ اس فقیر کو اپنی ملاقات کا مشتاق تصور فرمائیں اور جس قدر کہ قدیم محبت اور مودت کے ربط نے جناب والا کو اس فقیر کی ملاقات کا مشتاق بنا دیا ہے۔ اسی طرح اس سے دس گنا زیادہ اس عاجز کو تنہا جناب معلی القاب کی ملاقات کا موقعہ حاصل ہوگیا ہے۔ لیکن چونکہ یہ فقیر جان و دل سے جناب کی ملاقات کا آرزومند ہے چنانچہ جناب والا نے اس اپنے خیر خواہ سے مشورہ کے لئے بہ نفس نفیس اس طرف تشریف لانے کے متعلق استدعا نامہ تحریر فرمایا تھا۔ غرض حقیقت یہ ہے کہ ملاقات کی تمنا بہت کچھ چاہتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح جناب والا جلد از جلد یہاں تشریف لے آئیں۔ لیکن اس نصیحت آمیز مضمون کا مقتضا یہ ہے بقول۔ استشارُ مومنٌ وناصحٌ: خیر خواہی کے مدنظر عدم ملاقات کی وجہ یہ ہے کہ راستہ پرامن نہیں ہے نہ تو اپنی طرف سے تکلیف دہی کا باعث ہو سکتا ہوں اور انتہائی اشتیاق ملاقات کے باعث تاخیر کو گوارا کر سکتا ہوں۔ گذشتہ دنوں میں بھی اس نیازمند کا دل ملاقات کا بے حد مشتاق تھا کہ جناب والا کی تشریف آوری کی کیا صورت نکل سکتی ہے لیکن انھیں موانعات اور خیر خواہی کے پیش نظر اس مقصد میں دو چیزیں حائل ہوگئیں۔ ایک وجہ تو یہ ہوئی ہے کہ اس زمانے میں کوئی پر سکون مقام لشکر

کہ جناب والا کی تشریف آوری کے بعد جناب کے قیام اسلام کے ہاتھ نہ لگا تھا۔ کے لئے تجویز کیا جائے۔ دوسرے یہ کہ امن کی کوئی صورت پیدا نہیں ہوئی تھی کہ مخالفین کی ایذا رسانی سے جناب والا محفوظ رہیں۔ اور اب تو اشتیاق ملاقات دن بدن دوبالا ہوتا جاتا ہے۔ اور اب قادر مختار کی مدد سے ایک مکان ایسا ہاتھ آگیا ہے جو جناب کے قیام کے قابل ہے۔ اور اگر ہزاروں شریر النفس مخالفین اور فاجر دشمن شورش برپا بھی کر دیں تو اللہ کی حول و قوت سے بے نیل و مرام جائیں گے اور ذلیل و رسوا ہوں گے۔ البتہ یہ کہ راستہ پرامن ہونا چاہئے۔ مگر بالفعل یہ چیز اس عاجز و خاکسار کے قابو سے باہر ہے۔ لہٰذا یہ خلق اللہ کا بہی خواہ جناب والا جیسے ذی عظمت شخصیت کو تشریف آوری کی زحمت نہیں دے سکتا لیکن امید قوی ہے کہ ان رکاوٹوں کے خارزار راستہ سے عنقریب دور ہو جائیں گے اللہ کا شکر ہے کہ اللہ تعالےٰ کے لشکر کا شوکت و دبدبہ۔ رات دن زیادہ سے زیادہ ترقی پر ہے۔ اور اللہ کے دشمنوں کی قوت صبح و شام قعر مذلت میں جانے والی ہے۔ چنانچہ اس کی تفصیلی کیفیت سابقہ خبروں سے متعلق جو سید محمد صاحب قاصد کے ذریعے آپ کو روانہ کی گئی تھی۔ جناب والا پر واضح ہوئی ہو گی فی الحال کارروائی جہاد کے معاملہ میں جو کچھ مہمات پروردگار عالم کے اس بندے کے پیش نظر ہیں۔ اگرچہ متعدد مہمیں درپیش ہیں۔ لیکن ان کے منجملہ پشاور کی مہم کا معاملہ نہایت مناسب اور اہم معلوم ہوتا ہے اور اللہ کی حول و قوت سے اس کا انجام پانا فی الحال تمام مہمات سے زیادہ آسان ہے۔ امید قوی ہے کہ ہمارا کارساز اور مالک حقیقی عنقریب اپنی طاقت و قوت سے ہم کو غلبہ عطا فرمائے گا۔ اور اس مقام پر تسلط ہوتے ہی دور دراز کے مقامات پر یعنی سندھ اور شکار پور تک قبضہ حاصل ہو جائے تو اسلام کا عمل دخل وسیع ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ اس وقت جس طریقہ پر بھی جناب والا اس طرف آنے کا قصد فرمائیں۔ ہر طرف سے ہمارے دوستوں اور مخلصوں کے گروہ میں اضافہ ہو جائے گا۔ غرض یہ کہ جناب کی تنہا ملاقات کی ضرورت ہے اور مصلحت کا مقتضا یہ ہے کہ راستہ میں امن قائم ہونے تک کچھ تاخیر کی جائے لہٰذا ایسی صورت میں ان تمام مصلحتوں کو ملحوظ رکھ کر اگر جناب والا جیسے خیر خواہ

کی رائے میں راستہ پر سکون قرار پائے تو پھر اپنا مقصد حاصل ہے۔ اور یہ آپ کا اپنا
گھر ہے۔ بلا تکلف تشریف لائیں۔ اگر اس دور اندیشی اور مصلحتوں کے مدنظر فی الحال
تشریف آوری ملتوی ہو جائے اور اس سب سے بڑے نیک کام میں شرکت
کے شوق میں عجلت نہ ہو تو ایسی صورت میں اس فقیر کی رائے میں یہ نہایت مناسب
اور بہتر ہے کہ اپنے کسی خاص الخاص معتمد کو اپنا نائب بنا کر جو کچھ اس اہم کام
کے لئے سامان کا انتظام ہو سکے اللہ تعالےٰ کی رضا مندی کی خاطر جس قدر
توفیق ہو اور مہیا ہو جائے اس کے ہمراہ روانہ فرمائیں۔ بشرطیکہ کوئی امر
خلاف مصلحت نہ ہو ــــ اس شخص کی شرکت بھی بحیثیت جناب والا کے
نائب کے جناب والا کے حق میں فلاح دارین اور دین و دنیا کے لئے سرخروئی
کا باعث ہوگی۔ اور وہ نیکیاں دونوں جہان کی فلاح کا باعث ہوں گی۔
باقی حالات تفصیل کے ساتھ طرفین کے معتمدین حامل مکتوب ہذا کی زبان صدق
ترجمان سے صاف صاف جناب والا پر واضح ہو جائیں گی۔ سبھی بات یہی تو
تھی کہ حالات کے اظہار کے لئے ایسے معتمد کو جو وضاحت سے بیان کر سکے
روانہ کرنے کی ضرورت داعی ہوئی۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(مورخہ ۲۲ر شوال ۱۲۴۶ھ)

مکتوب نمبر ۴۸ منجانب امیر المومنین سید احمدؒ بنام عجب خاں رئیس

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

از امیر المومنین سید احمد۔ بمطالعہ عالی جاہ رفیع جائے گاہ حشمت
دستگاہ۔ پائیگاہ شوکت نشان۔ عجب خاں سلمہ اللہ تعالےٰ۔
بعد از سلام مسنون ودعائے اجابت مقرون واضح آنکہ تمام عمر خود را
بکمال تلتنہ وغیرہ [illegible] مسلمین برپا کردید آخود درمثل اینوقت

هم کار خدا در پیش آمد از ان رسم کفر و نفاق دست بردار نشدید بلکه فتنهٔ عظیم برپا کردید۔ شاید ایمان بخدا و رسولؐ درست نمی دارید و در ذہن خود ہمیں معنی تصور کرده آید که ہمیشه دریں جہان باقی خواہید ماند یا سرداری شما روز محشر ہم رو برو ئے خدا بجلوه ظہور خواہد کرد که خدائے عز و جل ہم پاسداری شما خواہد نمود۔ سبحان اللہ جائیکه سلاطین جبارین را مثل فرعون و نمرود کسے نخواہد پرسید مثل شما جز و ضعیف را کے خواہد پرسید و ایں غرض نیست که شما برحق بود ید یا بر باطل بلکه مقصود آنست که برپا کردن فتنه و فساد در مثل ایں وقت اگر برحق ہم است عین باطل است و اگر باطل است قریب بکفر بالجمله اگر مسلمان ہستید و خدا و رسولؐ را چیزے می شناسید بالفعل با مخالفین بکمال الحاح و زاری و خواری مصالحت نموده بعجلت تمام جان خود را مع الوس خود نزد اینجانب برسانید اگر ذره از ایمان دارید نزد اینجانب بیائید والا ایں جانب ہم بخیال اتفاق بسوئے منافقین و ضعیف الایمان اصلاً نمی دارد۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۴۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

بمطالعہ عالیجاہ۔ حشمت دستگاہ۔ شوکت نشان عجب خاں سلمہ اللہ تعالےٰ

سلام مسنون!

واضح ہو کہ آپ نے اپنی تمام عمر باہم مسلمانوں میں فتنہ و فساد اور قتل و خون میں بسر فرمائی۔

آخر اس زمانے میں جب کہ خدا کا معاملہ بھی درپیش ہے آپ کفر و نفاق کے طریقہ سے دست بردار نہیں ہوئے۔ بلکہ آپ نے زبردست فتنہ برپا کر دیا، خدا اور اس کے رسولؐ پر آپ کو ایمان نہیں ہے۔ اور آپ کے دماغ میں یہی سمایا ہوا ہے کہ آپ ہمیشہ اس جہان میں باقی اور زندہ رہیں گے یا آپکی یہ سرداری قیامت میں خدا کے روبرو اس خد و خال کے ساتھ ظاہر ہوگی کہ خدائے بزرگ و برتر بھی آپ کا پاس و لحاظ کرے گا۔ سبحان اللہ! جس مقام پر کہ ظالم اور جابر سلاطین مثلاً فرعون اور نمرود کو بھی کوئی نہ پوچھے گا تو آپ جیسے ناچیز کو کون

پوچھے گا۔ میری غرض یہ نہیں ہے کہ آپ حق پر تھے یا باطل پر۔ بلکہ میرا مقصد یہ
ہے کہ ایسے وقت میں فتنہ و فساد برپا کرنا اگر حق پر بھی ہے تو وہ عین جھوٹ ہے۔
اور اگر وہ باطل ہے تو پھر وہ کفر کے قریب ہے۔ بہر حال اگر آپ مسلمان ہیں اور
خدا اور رسولؐ کو کچھ جانتے ہیں تو اب بھی مخالفین کی عاجزی اور منت کرکے
مصالحت کریں اور جلد از جلد خود اپنے قبیلے کے ساتھ میرے پاس پہنچ جائیں۔
اور اگر ذرہ برابر بھی آپ میں ایمان ہے تو میرے پاس چلے آئیے۔ ورنہ مجھے ایسے
ضعیف الایمان منافقوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

مکتوب نمبر ۴۹ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام شہزادہ مرزا غلام حیدر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

از امیر المومنین سید احمد۔ بخدمت رفیع درجت سلالۂ خاندانِ سلاطین،
عظام۔ نقاوۂ خواقین عالیمقام عظمت و جلالت مآب صولت و شہامت انتساب رونق
افزائے چار بالش جاہ و جلال مسند آرائے اورنگ عزت و اقبال۔ شاہزادہ والا
تبار عالی مقدار مرزا غلام حیدر صاحب زاد اللہ ایمانہ و ضاعف اجلالہ بعد از
سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح ضمیر آفتاب نظیر باد۔ الحمد للہ والمنۃ
کہ امطار انعامات الٰہی بر ایں خاکسار باران صفت باران والوار کراماتِ نامتناہی
برایں ذرۂ بے مقدار خورشید وش تابان چہ یارائے زبان کہ شکرے کے
از ہزار بگذارد و کجا گنجائش حرف و بیان کہ سپاس اندکے از بسیار بجا آرد
شوق و رغبت نصرتِ دین در قلوب ہزارانِ ہزار مومنین در جوش و صلائے
استیصالِ کفار و مشرکین از چار سوئے ایں سرزمین نغمۂ گوش انشاء اللہ در
ازمنۂ قریبہ اخبار فرحت آثارِ فتح و ظفر جنود کردگار سامعہ افروز مومنین
انصار و جگر دوز منافقین بدکردار خواہد گردید۔ ایں فقیر سابقاً از زبانِ صدق

ترجمان ہدایت آب عالی انتساب حامیِ سنّت تہبأ - ماحیِ بدعتِ ظلامقرب بارگاہِ رب جلیل مولانا محمد اسمٰعیل صاحبؒ و باز تجدیداً از زبانِ لطیف بنیانِ محبت شعار اخلاص دثار مقبولِ بارگاہِ ذوالمنن حکیم خواجہ حسن مناقب حمیدہ و محامدِ برگزیدہ آں والاتبار از علوِ ہمت در استقامت بر شریعت غرا وسموِ عزیمت در اتباع سنّتِ بیضاد کمال جلالت در جہادِ لسانی و وفورِ رغبت بجہادِ سیفی و سنانی زیب گوش نمودہ تخمِ محبت و اخلاص غائبانہ در مزرعۂ سینۂ صفا گنجینہ کاشت و فرطِ شوق و رغبتِ جسمانی مواصلت دوبار بر آں داشت کہ بے تکلف مکلّفِ قلوبِ بہجت لزوم دریں مزدوبوم گردد لاکن با زبفکرِ عمیق چنیں اندیشید و بنظرِ دقیق ہمیں پسندید کہ ہر چند در مقدم ظفر توام در امر دین منفعتِ نمایاں اما در حق ہمچوں آں عالی تبار اندیشۂ مضرت بیش از آں پس مقتضائے حکمت آنست کہ بالفعل چندے حرکت نکنند و بجائے خود استقامت ورزند و بعنوانِ دیگر در نصرت دین و شراکت مجاہدین جہد فرمانید و پائے ہمت بلند دریں راہ بوضع دیگر کشانید انشاء اللہ عنقریب وقتے خواہد رسید کہ ایں داعی بالخیر و داعی نہضت آں والا ہمت خواہد گردید - باقی تفصیل حال زبانی حکیم صاحب موصوف دکہ بخدمت رفیع درجت . . . . . رخصت نمودہ ام ، بوضوح خواہد انجامید - زیادہ والسلام مع الاکرام -

مرقومۂ نہم ربیع الاوّل ۱۲۴۳ھ ہجری

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۴۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

بخدمت رفیع درجت سلالۂ خاندان ۔ سلاطین عظام ۔ شاہزادہ والاتبار مرزا غلام حیدر صاحب زاد اللہ ایمانہٗ و زاد اجلالہٗ

سلام مسنون !

جناب کے ضمیر روشن پہ واضح ہو کہ اللہ کا شکر اور احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کی اس خاکسار پر بارش ہو رہی ہے - اور اس کی بے انتہا بخششیں اس

ذرۂ بے مقدار پر آفتاب کی طرح ضیا باری کر رہی ہیں۔ زبان کو کیا طاقت ہے کہ ہزار شکر تو کیا ایک شکر بھی ادا کر سکے اور الفاظ میں کہاں گنجائش ہے کہ ہزاروں نعمتوں میں سے ایک کا بھی اعتراف کر سکے۔ دین کی فتح کا شوق اور خواہش لاکھوں ایمان والوں کے دلوں میں موجزن ہے اور کافروں اور مشرکوں کے استیصال کی دعوت کے نعرے اس سرزمین کے چاروں طرف گونج رہے ہیں اللہ نے چاہا تو عنقریب خدائے تعالےٰ کے لشکر کی فتح و نصرت کی مسرت آمیز خبریں ایمان والوں کے کانوں تک پہنچ جائیں گی اور بدخصلت منافقوں کے جگر پر تیر چل جائیں گے۔ اس فقیر نے قبل ازیں مقرب بارگاہ، ہدایت مآب۔ مولانا محمد سمعیل صاحب کی زبان صدق ترجمان سے۔ اس کے بعد مقبول بارگاہ الٰہی۔ ہمارے مخلص حکیم خواجہ حسن صاحب سے آپ جیسے عالی خاندان، عالی ہمت، شریعت پر استقامت رکھنے والے۔ سنت بیضا کی اتباع میں بلند ارادہ رکھنے والے۔ تقریر جہاد میں شعلہ بیان، اور تیر و تلوار کے ساتھ جہاد کرنے والے ان واقعات کو سنکر غائبانہ طور پر گویا خلوص و محبت کا بیج آپ نے میرے دل میں بو دیا ہے۔ اور جسمانی ملاقات کا دوبارہ اشتیاق پیدا ہو گیا ہے کہ آپ بلا تکلف اس سرزمین میں قدم رنجہ فرمائیں۔ لیکن پھر میں نہایت فکر و تردد میں پڑ گیا اور یہ اندیشہ ہوا اور میری باریک بین نظر نے یہ محسوس کیا کہ اگرچہ دین کے کام اور فتح و نصرت کے لئے قدم بڑھانے میں فائدہ ظاہر ہے۔ لیکن آپ جیسے عالی خاندان کے لئے خطرہ زیادہ ہے۔ اس لئے عقلمندی کا اقتضاء یہ ہے کہ بالفعل آپ کچھ عرصہ نقل و حرکت نہ فرمائیں اور اپنے ہی مقام پر جمے رہیں اور دوسرے معنوں میں دین کی فتح اور مجاہدین میں شرکت کی کوشش فرمائیں اور اپنی بلند ہمتی کو اس راستہ میں دوسری طرح کام میں لائیں انشاءاللہ تعالےٰ عنقریب وہ وقت آئے گا کہ یہ داعی بالخیر جناب والا جیسے بلند ہمت کو تشریف لانے کی تکلیف دے گا۔ باقی تفصیلی حالات بالمشافہ آپ کو گوش گزار کرنے کے لئے حکیم صاحب موصوف کو جناب والا کی خدمت فیض درجت میں روانہ کر دیا گیا ہے۔ جو اس کام کو بخوبی انجام دیں گے اور آپ کو وضاحت

سے بیان کریں گے۔ زیادہ والسلام مع الاکرام۔

مرقوم ۹ ربیع الاول ۱۲۴۳ھ

مکتوب نمبر ۴۸ منجانب امیر المومنین سید احمد صاحب بنام حاجی علی خاں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔

از امیر المومنین سید احمدؒ۔ بمطالعہ خان عالی شان شہامت عنوان حاجی علی خاں سلمہ اللہ تعالےٰ۔

بعد از سلام مسنون و دعاے اجابت مقرون واضح آنکہ ایں جانب را بکرات ومرات در خلوات وجلوات باشما ملاقاتِ یگانگی بامراتب اخلاص واتحاد و بے تکلفی واقع گردید احوالِ ما بر شما واحوال شما بر ما بپایۂ وضوح رسیدہ الحال سوگندِ ربِ ذوالجلال بشما مید ہم کہ ہماں پروردگار متعال و مالک لایزال را حاضر و ناظر دانستہ و قطع از قیل وقالِ دوست و دشمن نمودہ محض در دلِ خود تامل نمایند کہ آیا ہیچ ذرہ از طلب مال و جاہ و عزت و وجاہت و سلطنت و حکومت ہیچگونہ دریں فقیر یافتہ آید خود بخود دلِ شما گواہی خواہد داد کہ ہرگز در دلِ ایں فقیر ذرہ امور مذکورہ متحقق نیست وآنچہ مساعی بلیغہ در جمع آوریِ کافۂ مسلمین از ہندوستان تا خراسان می نمایم ہما بنا برا طاعت رب العالمین وخدمت دین سید المرسلین است فقط بے شائبہ ہوائے نفسانی و وسوسہ شیطانی و ہرگز با کسے از رؤسا و ضعفاء بنا بر اغراضِ نفسانی ہیچگونہ ضدے و منازعتے نمی دارم باہر کہ مخالفت کردم محض للہ کردم و باہر کہ موافقت نمودم محض للہ نمودم واینہم بر شما واضح ولائح است کہ مرا بر والی پشاور اصلاً و مطلقاً ہیچگونہ معاملۂ دوستی و دشمنی نبود وآنچہ والیِ مذکور مراتب نفاق و شقاق بکمال رسانید تفصیل بر کسے دیگر معلوم باشد یا نہ باشد اما بر شما بوجہے معلوم است یا خود آں والی میدانند یا شما میدانید بنا بریں آں بیانِ ایں امور پیشِ شما فضول است پس شما بخوبی می شناسید کہ اقامتِ جہاد بدیں انداز اس نفاق بدنہاد ہرگز ہرگز شدنی نیست محض بنا بر ہمیں امور ارادہ تسخیر پشاور میدارم

تا اساسِ جنودِ مجاہدین محکم گردد و گزندِ منافقین برہم شود و بر کفار و ملاعین یک گونہ رعب و ہیبتے واقع شود پس درین وقت ہر کہ دعوئ اسلام دارد و جانِ خود را در محمدیان می شمارد او ضرور بالضرور رفاقتِ من اختیار کند۔ کہ فی الحقیقت رفاقتِ من رفاقتِ من نیست۔ بلکہ رفاقتِ رب العالمین است و رفاقتِ جدِّ من سید المرسلینؐ و ہر کہ امروز از رفاقتِ من پہلو تہی کرد صد حسرت و ندامت با خود برد۔ ہر چند این چند روزہ حیات مستعار ہر وجہ کہ باشد بسر خواہد گردد اما آخر روزے این جہانِ فانی گذشتہ بمحکمہ حساب و کتاب حاضر خواہد گردید در آن محکمہ بحضور رب العالمین روسیاہ خواہد شد نمیدانم روبروئے جد من سید المرسلین بکدام رو حاضر خواہد شد و بحضور احکم الحاکمین چہ جواب خواہد داد این وقت ہمان وقت است کہ مخلص مقبول از منافقین مردود ممتاز می شود رفاقتِ من ہمین است عین اخلاص و ایمان و ترکِ رفاقتِ من ہمین است عین نفاق و شقاق رفیق من لاریب از محمدیان است۔ و شقیق و مخالفِ من بلاشک از زمرہ کفار و منافقین۔ رفیق من از جنودِ حسین بن علی علیہما السلام است و رفیق مخالف من از زمرۂ یزید شقی ہر کہ ذرہ ایمان دارد لابد رفاقتِ مرا سعادتِ خود و سعادتِ اسلافِ خود می شمارد۔ و علاوہ برین آنکہ آن شجاعت شعار با والی پشاور ہیچ علاقۂ قرابت و مصاہرت نمیدارند و در قومیتِ الوس اصلاً بوجہٍ من الوجوہ شراکت نیست۔ محض علاقۂ نوکری میدارند پس سپاہی را دست و پا درست باید و سر او سلامت مانند ہر جا علاقۂ نوکری براے او موجود است پس محض بنا بر محافظت این علاقۂ ضعیف دین و ایمانِ خود را برباد دادن و در جنودِ یزید پلید خود را شمردن ہرگز ہرگز بہ نسبت کسیکہ ادنیٰ امتیاز داشتہ باشد متصور نیست چہ جائے کہ مثل آن شجاعت شعار دانائے ہوشیار و یگانۂ روزگار باشد خصوصاً وقتیکہ با شما وعدہ موکدہ می نمایم کہ اگر رفاقت من اختیار خواہید کرد آنچہ در رفاقتِ والی مذکور شما را حاصل می شود مضاعفِ آن از خزانۂ ربانی بواسطۂ من خواہید یافت پس ہم آخرت خود را معمور خواہید نمود و ہم این دار دنیا را آباد خواہید فرمود و دین و دنیا بدست خواہید آورد و گوئے نیک نامی از خراسان یا ہندوستان خواہید برد و اگر رفاقت من اختیار نخواہید کرد و بر رفاقتِ والی مذکور اصرار خواہید نمود۔ پس یقین بدانید کہ من بقوت خود

مخالفت کسے از رؤسا و ضعفا نمیکنم بلکہ محض بقوتِ ربانی و قوتِ یزدانی مقابلۂ ہر جبار عنید و ہر متکبر مرید (سرکش) می نمایم در دلِ خود خوب غور بکنید کہ تابِ مقابلہ خالقِ انس وجان و مالک زمین و زمان میدارید یا نہ۔ سبحان اللہ کرا زہرہ مقابلۂ آں ملک علی الاطلاق است و کراتابِ معارضۂ آں ملکِ بالاستحقاق آنچہ او جل و علا خواستہ است۔ البتہ ضرور بالضرور شدنی است خواہ کسے سعادتِ رفاقت برائے خود حاصل نماید خواہ شقاوتِ ترکِ رفاقت و ایں کلام طویل برائے شما بجہتِ ہمیں نوشتہ ام کہ شمارا راستگو و راستباز میدانم نہ منافقِ مکار و فریب بازِ غدار ہرچہ در دل خواہید داشت لابد صاف صاف بزبان خواہید گفت۔ لابد او را مردانہ وار بانجام خواہید رسانید در ینصورت اگر شمارا رفاقت اینجانب یکسو و یک رو شدہ منظور است پس آنرا صاف صاف بنگارند تا آنچہ مناسب وقت است بشما نوشتہ شود و اگر رفاقت ایں جانب از روئے شما نمی شود آنرا ہم صاف صاف بے پردہ بنگارند و آنچہ بنولیند خدائے پاک را کہ عالم السرائر و الخفیات است حاضر و ناظر دانستہ بنگارند۔ زیادہ والسلام مع الاکرام۔

زیادہ والسلام مع الاکرام

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۵۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

بمطالعہ خاں عالی شان۔ حاجی علی خان سلمہ اللہ تعالےٰ۔

سلام مسنون!

معلوم ہو کہ میری ملاقات آپ سے اکثر خلوت اور جلوت میں خلوص و اتحاد اور بے تکلفی کے ساتھ ہوتی رہی ہے۔ اور میرا تو حال آپ پر اور آپ کا مجھ پر روشن ہے۔ اب میں آپ کو خدائے ذوالجلال کی قسم دیتا ہوں کہ آپ اس بالاد برتر پروردگار اور مالک لایزال کو حاضر و ناظر جان کر اور دوست اور دشمن کی قیل وقال کو چھوڑ کر خود اپنے دل میں غور فرمائیں کہ کیا آپ اس فقیر کے دل میں کسی طرح ذرہ برابر بھی مال و دولت اور عزت وجاہ اور سلطنت و حکومت کی طلب پاتے ہیں۔ خود بخود آپ کا دل یہ گواہی دے گا کہ ہرگز اس فقیر کے دل میں امور متذکرہ صدر کا شائبہ بھی متحقق نہیں ہے۔ اور جو کچھ کوشش تبلیغ میں نے ہندوستان سے لے کر خراسان تک

بلکہ مسلمانوں کو ایک جگہ جمع کرنے میں کی ہے۔ وہ صرف پروردگار عالم کی اطاعت اور سید المرسلین کے دین کی خدمت کے لئے ہے اس میں خواہشات نفسانی اور شیطانی خطرات شامل نہیں ہیں اور ہرگز کسی امیر و غریب سے اغراض نفسانی کی بنا پر مجھے کوئی ضد ہے اور نہ جھگڑا ہے۔ جس سے بھی میں نے مخالفت کی ہے وہ محض اللہ کے واسطے کی ہے اور جس سے میں نے موافقت کی وہ بھی محض اللہ کے لئے ہے اور یہ سب باتیں بھی آپ پر صاف اور روشن ہیں کہ مجھ کو والی پشاور کے ساتھ قطعی طور پر مطلق قسم کی دشمنی یا دوستی یا پرخاش نہ تھی جس طرح والی مذکور نے نفاق اور شقاق کے مراتب کو کمال تک پہنچا دیا ہے اس کی تفصیل کسی اور شخص کو معلوم ہو یا نہ ہو لیکن آپ کو بہر حال معلوم ہی ہے یا خود والی مذکور واقف ہوں یا آپ جانتے ہوں گے۔ اس لئے اب ان چیزوں کا ذکر آپ کے سامنے کرنا بیکار ہے۔ غرض آپ خوب جانتے ہیں کہ جہاد کا قائم کرنا بغیر اس بد ذات منافق کے ازالہ کے ہرگز ہرگز ممکن نہیں ہے۔ صرف انہیں وجوہات سے پشاور کی تسخیر کا ارادہ رکھتا ہوں تاکہ مجاہدین کے لشکر کی بنیاد مستحکم ہو جائے اور منافقین کی نقصان رسانی کا سد باب ہو جائے۔ اور ملعون کافروں پر ایک طرح کا رعب اور ہیبت چھا جائے۔

اس لئے اس زمانے میں جو شخص اسلام کا دعویٰ کرتا ہے اور اپنی جان عزیز کو زمرۂ محمدیوں میں شمار کرتا ہے تو وہ ضرور بالضرور میرا ساتھ دینے سے پیچھے نہیں ہٹتا۔ کیونکہ فی الحقیقت میری رفاقت دراصل یہ میری رفاقت نہیں ہے۔ بلکہ پروردگار عالم کی اور میرے جدِّ امجد سید الرسل کی رفاقت ہے، جس شخص نے آج میری رفاقت سے پہلو تہی کی وہ سینکڑوں حسرتیں اپنے ساتھ لے گیا اگرچہ کہ یہ چند روزہ عارضی زندگی جسطرح ہو جسے ہو ہی جائے گی لیکن آخر ایک روز اس دنیائے فانی کو چھوڑ کر حشر و نشر کے لئے حاضر ہونا پڑے گا اور اس رب العالمین کے دربار میں روسیاہی حاصل ہو گی۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ میرے جدامجد حضرت سید المرسلین کے روبرو تم کیا منہ دکھاؤ گے اور احکم الحاکمین کے سامنے کیا جواب دو گے اس وقت مخلص اور مقبول کو منافق مرتد سے ممتاز ہونا ہے۔ میری رفاقت عین اخلاص اور ایمان ہے اور میری رفاقت کو ترک کر دینا عین منافقت اور بدبختی ہے۔ میرا

میرا ساتھ دینے والا بلاشک محمدیوں میں سے نہ ہے۔ میرا بدخواہ اور دشمن بلاشبہ کافروں اور منافقوں کے زمرہ میں داخل ہے۔ میرا رفیق حضرت امام حسین ابن علی علیہما السلام کے لشکر کا ایک سپاہی ہے۔ اور میرا رفیق مخالف یزید کمبخت کے زمرہ میں سے ہے جس میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو میری رفاقت کو نہ صرف اپنی سعادت بلکہ اپنے اسلاف کی سعادت مندی شمار کرے۔ اس کے علاوہ آپ جیسے بہادر تو پشاور کے حاکم کے ساتھ قرابت و مصاہرت کا تعلق نہیں رکھتے ہیں اور کسی قبیلہ کی قومیت سے ہونا ہرگز کسی وجہ سے بھی شراکت میں داخل نہیں ہے۔ آپ تو محض ملازمت کا تعلق رکھتے ہیں اس لئے سپاہی کو اپنے ہاتھ پاؤں ٹھیک رکھنا چاہیئے تو اس کا سر بھی سلامت رہے گا۔ ہر جگہ ملازمت کا رشتہ اس کے لئے موجود ہے۔ اس لئے محض اس کمزلہ رشتے کو بحال رکھنے کے لئے اپنے دین اور ایمان کو برباد کر دینا اور یزید پلید کے لشکر میں اپنے کو سمجھنا بہ نسبت اس شخص کے جسکو ادنیٰ امتیاز حاصل ہو ہرگز ہرگز تصور میں بھی نہیں آسکتا۔ جب کہ وہ شخص بہادر، ہوشیار، عقلمند اور یکتائے زمانہ ہو، خصوصاً جبکہ میں آپ سے پکا وعدہ کرتا ہوں کہ اگر آپ میری رفاقت اختیار کریں گے توجو کچھ تم کو والی مذکور کی رفاقت میں حاصل ہوتا ہے اس سے دس گنا آپ کو میرے توسط سے اللہ کے خزانے سے حاصل ہو گا اور اس کے بعد آپ کی عاقبت بھی بہت اچھی ہو جائے گی اور اس دنیا میں بھی خوش حال رہو گے۔ اس طرح دین و دنیا دونوں آپ کے ہاتھ آجائے گی اور خراسان سے ہندوستان تک آپ نیک نامی میں سبقت لے جائیں گے اور اگر آپ میری رفاقت اختیار نہ کریں گے اور والیٔ مذکور کا ساتھ دینے میں اصرار کریں گے تو یقین جانیئے کہ میں اپنی طاقت سے کسی امیر اور غریب کی مخالفت نہیں کرتا۔ بلکہ محض اللہ کی طاقت اور قوت سے ہر دشمن ظالم اور ہر سرکش متکبر کا مقابلہ کرتا ہوں۔ آپ اپنے دل میں خوب غور کر لیں کہ آیا آپ انسان اور اجنّہ کے خالق اور زمین و زمان کے مالک کے مقابلہ کی تاب لا سکتے ہیں یا نہیں اللہ پاک و برتر ہے۔ کس کا پتہ ہے کہ وہ اس مالک مطلق کا مقابلہ کرے، اور اس بادشاہ حقیقی پر اعتراض کا کس کو حق حاصل ہے، جو حق جل شانہٗ چاہتا ہے کرتا ہے

البتہ جو شدنی ہے وہ ضرور بالضرور ہو کر رہے گا۔ خواہ کوئی شخص سعادت کی توفیق خود حاصل کرے یا شقاوت کا ساتھ دینا چھوڑ دے، میں یہ تمام طویل گفتگو آپکی خاطر اس لئے لکھ رہا ہوں کہ میں آپ کو سچ کہنے والا اور راست باز نہ کہ منافق اور غدار سمجھتا ہوں۔ جو کچھ میرے دل میں آیا میں نے صاف صاف زبان سے کہہ ڈالا۔ یہ ضروری ہے کہ اس کو مردانہ وار انجام کو پہنچا دینا چاہیئے۔ ایسی صورت میں اگر آپ کو میری رفاقت یکسوئی کے ساتھ منظور رہے تو صاف صاف لکھ دیجئے تاکہ جو کچھ مناسب وقت ہو آپ کو لکھدیا جائے۔ اگر آپ کو میری رفاقت کی آرزو نہیں ہے تو وہ بھی صاف طور پر بلا تکلف لکھدیں اور جو کچھ تحریر فرمائیں خدائے پاک کو جو غیب کی باتوں کا جاننے والا ہے۔ حاضر ناظر جان کر تحریر فرمائیں

زیادہ والسلام مع اکرام

مکتوب نمبر ۱۵۰ منجانب امیر المومنین سید احمد صاحب بنام مولوی اسحٰق دہلوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

از امیر المومنین سید احمد۔ بخدمت بابرکت صاحبزادۂ والا تبار محمد اسحاق صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ۔ بتاریخ دہم ماہ رمضان ہنڈوی مبلغ ہفت ہزار و نہ صد و پنجاہ روپیہ رسید۔ لیکن بجنس پرچۂ کاغذیک خرمہرہ ہم نرسید موجبش دریافتنی ست لازم کہ سبب تعویق آں براں برنگارند۔

زیادہ والسلام مع الاکرام

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۵۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

بخدمت بابرکت صاحب زادہ والاتبار مولانا محمد اسحٰق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

سلام مسنون! اور دعائے اجابت مقرون!

واضح ہو کہ بتاریخ ۔ ۔ رمضان مبلغ سات ہزار نو سو پچاس روپیہ کی ہنڈی وصول ہوئی۔ لیکن سوائے اس کاغذ کے پرچہ کے ایک کوڑی بھی نہیں پہنچی یہ معاملہ تحقیق طلب ہے۔ رقم کے رک جانے کی وجہ تحریر فرمائیں۔

زیادہ والسلام مع الاکرام

مکتوب نمبر ۵۲ منجانب امیر المومنین سید احمد صاحب بجواب پیغام زبانی بنام فیض اللہ خاں مہمند مشیر و دبیر والی پشاور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

از امیر المومنین سید احمد بمطالعہ خان عالیشان رفیع المکان جلالت نشان ملک فیض اللہ خاں سلمہ اللہ۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ زبانی اخوندجیوا اولاً و بزبانی نعمت اللہ خان ثانیاً واضح گردید کہ ایشاں رائگانی بس بعید بمرسیدہ کہ خطیکہ شما در نزدِ اینجانب در اضلاعِ سوات مشتمل بر مراتب اظہارِ اخلاص و اتحاد فرستادہ بودند بدستِ اغیار حوالہ نمودم۔ سبحان اللہ! ایں عجب خیالیست پر اختلال احتمالیست محال سخن چینی و فتنہ انگیزی فیما بین مسلمین از طینتِ منافقین نکوہیدہ خصال واز سیرتِ مفسدین بد مآل است نہ از عادات مومنین صادقین و معاملاتِ مخلصینِ راسخین۔ اگرچہ فیما بین ما و شما الواعِ معاملات شکوہ و شکایت متحقق گردد۔ اما ایں امرِ قبیح ہرگز گاہے شدنی نیست چہ فتنہ انگیزی و تزویر بانی منافی خیر خواہی و سینہ صافی است۔ بالجملہ از امثالِ ایں مقدمات از طرفِ اینجانب اطمینانِ کلی دارند و ہر کہ خلافِ آں نقل کند آں را از جملہ مفتریات شمارند بنا بر تسلی خاطر و اطمینانِ قلب خط مسرت نمط کہ مزین بمہر خاص است

بخدمت سامی بدست نعمت خان از طرفِ ارسال داشته شد۔ انشاء اللہ تعالےٰ بملاحظہ عالی خواہد رسید بخدمت سردار سلطان محمد خان از طرف اینجانب بطریق پیغام اینمعنی رسانند کہ شاید استبعاد سرانجام شدنِ مہم جہاد از دست ما ضعفاء بے سر و سامان بخاطرِ عاطر مرکوز گردید احتمال دوام شوکت و صولتِ مخالفین بہم رسیدہ حالانکہ انقلاب زمان و تغیر دوران در ہر زمان و ہر مکان علی سبیل التواتر والتوالی متحقق می گردد۔ اسلافِ شماکہ ذرۂ از عزت و وجاہت نمی داشتند بعض اخلاف ایشان بکدام مدارجِ عزت و مکنت رسیدند۔ نادر کہ بگردن زنی و دشمنی کشی ضرب المثل بود بیک گردشِ دون و تیز زمانۂ بوقلمون منفعل و خجل شد۔ بیت ؎

بیک گردشِ چرخ نیلوفری
نہ نادر بجا ماند نے نادری

حشمت و عظمتِ ظاہری را از فتح و نصرت می شمارید۔ و حکم تقدیر را کہ قاہر بر تدبیر است بخیال ہم نمی آرید۔ شعر ؎

از برون در شدہ مغرور صد فریب
تا خود درون پردہ چہ تدبیر می کنند

برائے فطانت پیرائے ایشان معاملہ ایں خاکسار کالشمس فی رابعة النہار ہویدا و آشکارا است کہ بجہاد اہل عناد قوم سکھ مامورم و بفتح و نصرت موعود۔ احتمالِ خلف در مواعیدِ ملکِ منان از اوہام اہل کفر و طغیان است نہ از فہام اہلِ دین و ایمان کہ مَنْ اَوْفٰی بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ نصیبے است و از کلام ملک علام وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ وعدۂ آں راست از کلام ہدایت القیام اینمعنی را بغورِ تمام در یابند و بسردارِ ممدوح برسانند و بخوبی ایشانرا فہمانند۔ دیگر آنکہ خانِ عالی شان را لازم کہ در رسانیدن مجاہدین ہندوستان بر قرب و جوار موضع کنڈ و اقامت میدارند نزد فقیر از طریق امکان سعیِ بلیغ بجا آرند انسب آنست کہ بنا بر پاسداری سردارانِ معلوم ایشاں را از قرب و جوار پشاور در نیارند بلکہ براہِ موضع پنجنی عبور کنانیدہ خدمت گذاری ایشاں را با لوازمِ مشاورات و معاونات از افاضلِ عبادات شمارند۔ زیادہ والسلام مع الاکرام

مورخہ ۹ محرم ۱۲۴۲ھ ۔ از موضع پنجتار

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۵۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

بمطالعہ خان عالی شان ۔ جلالت نشان ، ملک فیض اللہ خاں سلمہٗ اللہ ۔

سلام مسنون اور دعا ، خدا قبول فرمائے ۔

واضح ہو کہ پہلے تو اخوند جیو کی اس کے بعد نعمت اللہ خاں کی زبانی معلوم ہوا کہ آپ کو کچھ بلا وجہ یہ گمان ہو گیا ہے کہ آپنے جو خط مجھ کو سوات کے اضلاع سے خلوص و اتحاد کے ساتھ تحریر فرمایا تھا ۔ میں نے اس کو غیر لوگوں کے حوالے کر دیا سبحان اللہ ، آپکا یہ عجیب خوا مخواہ خلش پیدا کرنے والا خیال ہے جس سے احتمال ہے کہ نیک صفت مسلمانوں اور منافقین اور مفسدین بد انجام کی بد اطواری کی وجہ سے باہم انکو حبیب جوئی اور فتنہ انگیزی کا موقع مل جائے ۔ ایمان والوں اور سچے لوگوں اور ثابت قدم مخلصین کا کردار نہیں بلکہ بد خصلت مفسدوں کی عادت ہے ۔ اگرچہ ہمارے اور آپ کے درمیان ہر قسم کے شکوے اور شکایتیں ہوتی رہتی ہیں ۔ لیکن ایسا برا کام تو ہرگز ہونے والا نہیں ہے ۔ چونکہ فتنہ انگیزی ، مکاری اور عیاری ، خیر خواہی اور صاف دلی کے منافی ہے ۔ بہر حال میری طرف سے ایسی باتوں کے متعلق بالکل اطمینان رکھیں ، اور جو شخص اس کے خلاف بیان کرے تو ان باتوں کو افترا پردازی پر محمول فرمائیں ۔ جناب کی تسلی کی خاطر اور اطمینان قلب کے لئے یہ مسرت نامہ اپنی مہر خاص سے مزین کر کے خدمت گرامی میں ذریعہ نعمت خاں روانہ کیا گیا ہے جو اللہ نے چاہا تو جناب کے ملاحظہ سے گزرے گا ۔ سردار سلطان محمد خاں کی خدمت میں میری جانب سے یہ پیغام پہنچا دیجئے ۔ کہ شاید ہم جیسے کمزور اور بے سر و سامان اشخاص کے ہاتھوں مہم جہاد کا سر انجام پانا محال سمجھ کر ان کے دل میں ہم سے دور رہنے کا خیال پیدا ہو گیا ہے اور مخالفین کی دوامی شوکت اور دبدبہ کا انکو وہم ہو گیا ہے ۔ حالانکہ زمانہ کا انقلاب اور تغیر و تبدل ہر زمانہ اور ہر مقام میں حقیقی طور پر اثر کے ساتھ ہوتا چلا آتا ہے آپ کے اسلاف جو ذرہ برابر بھی عزت اور عظمت سے بہرہ اندوز نہ تھے پھر ان کے اخلاف کس طرح عزت و مکنت کے مدارج کو پہنچ گئے نادرشاہ

کو جو گردن مارنے اور دشمن کو تہ تیغ کرنے میں ضرب المثل تھا۔ زمانے کی اسی معمولی سی گردش اور طرح طرح کے انقلاب کی وجہ سے اسکو شرمندگی اور ندامت اٹھانی پڑی بقول ؎

بیک گردشِ چرخ نیلوفری
نہ نادر بجا ماند نے نادری

آپ ظاہری شان و شوکت کو فتح و نصرت شمار کرتے اور تقدیر کے حکم کو جو تدبیر پر غالب ہے اس کو خیال میں بھی نہیں لاتے ہیں، شعر ؎

ما از برون در شدہ مغرورِ صد فریب
تا خود درون پردہ چہ تدبیر می کنند

آپ کے ذہن و دماغ پر اس خاکسار کا معاملہ آفتاب نصف النہار کی طرح ظاہر و باہر ہے کہ میں قوم سکھ جیسے دشمنوں کے ساتھ جہاد کے لئے مامور ہوں اور فتح و نصرت کا مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اس بادشاہِ منان کے وعدوں کے خلاف یہ سب وہم و گمان، کافروں اور گمراہوں کے وسوسے ہیں نہ کہ دینداروں اور ایمان والوں کی سمجھ بوجھ ہے۔ بقول "من اوفیٰ بعہدہٖ من اللہ" اور اس بادشاہ بلند و برتر کا کلام یہ ہے کہ "وکان حقاً علینا نصر المومنین" اس کا وعدہ سچا ہے اور اس کے کلام ہدایت انجام سے اس کا مطلب فوراً ذہن نشین کر لیں اور اس کو سردار موصوف تک پہنچا دیں اور انکو اچھی طرح سمجھا دیں۔ دوسرے یہ کہ خان عالی شان مذکور پر لازم ہے کہ ہندوستان کے مجاہدین کو پہنچانے کے لئے موضع کنڈو کے قرب وجوار میں قیام فرمائیں اور میری رائے میں اطمینان کے ساتھ انتہائی کوشش فرمائیں۔ زیادہ مناسب تو یہ ہے کہ جن سرداروں سے آپ متعارف ہیں ان کی پاسداری کے مد نظر پشاور کے مضافات میں ان کو نہ لائیں بلکہ موضع غچلئی کے راستہ کو عبور کر کے ان مختلف مشوروں اور معاونت کے ساتھ ان کی خدمت گزاری کو سب عبادتوں سے افضل سمجھیں۔ زیادہ والسلام مع الاکرام

مورخہ ۵ محرم ۱۲۴۴ھ از موضع پنجتار

نمبر ۵۳ عہد نامہ نسبت امام وقت امیر المومنین سید احمد صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

این ذکریست درمیان آنچہ کمترین بندگانِ درگاہِ حضرت رحمٰن اضعف العباد فتح
خاں رئیس پنجتار وغیرہ عہدے بست پس چست و میثاقے بنہایت درست و ایمنی مکمل
و مستحکم نمود کہ ما بندگان بحمد اللہ مسلمان و مسلمان زادہ ایم۔ آئینِ شرع متین و دین سید
المرسلین ﷺ بسر و چشم قبول میداریم و آنرا بہر وجہ افتخار خود می شماریم۔ آنچہ از احکام شریعت
غرا از انجاتِ خود پنداشتیم و در جمیع معاملات و مناقشات در مقدمۂ اجرائے احکام شرعیہ
جناب قدسی القاب امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام یعنی سید امجد امیر المومنین سید احمد مد اللہ
ظلہٗ را امام خود برضا و رغبت قرار دادیم و بیعت امامت بر دستِ آنجناب بجا آوردیم
و اطاعتِ آنجناب را بموجب کریمۂ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم عینِ اطاعت
خدا و رسولِ خدا شمردیم۔ و بہمیں التزام بیعت و اطاعتِ دین اسلام خود را مکمل کردیم۔
ہرچند ایں بیعت از مدّت مدیدہ بجا آوردہ بودیم۔ فاما فی الحال بنا بر تذکیر ماسبق و
تاکید ما لحق ایں معنی در محضرِ علمائے دین و مجمع فضلائے شرع متین اظہار نمودیم و آں
بزرگان را بر عہود و مواثیقِ خود گواہ گردانیدیم و از ایشان دعائے استقامت خود
بر ہمیں عہد و میثاق درخواست نمودیم تا حیات و ممات مایان بر قانونِ اسلام و
آئینِ سنتِ سید الانام واقع گردد۔ واللہ علیٰ ما نقول وکیل۔ اینچند کلمہ بطریق عہد
نامہ نوشتہ شد تا عند الحاجت حجّت باشد۔ بعد ازاں بروز جمعہ دیگر فتح خاں جمیع
رؤساء الوسِ خود را حاضر نمودہ۔ از ایشان طلب بیعت امامت و اجرائے احکام شریعت
و ترکِ رسوم جاہلیت نمود و آں ہمہ مخلصان بعد از نماز جمعہ بیعتِ امامت بجا آوردند
و بہر دو امر مذکور را اقرار نمودند و در ہماں مجمع یک فاضل جلیل را منصبِ قضا سپردہ شد
و دستارِ قضا بر سر او بستہ و منشور قضا بادادہ شد بعد ازاں بحمد اللہ احکام شرع جاری
گردید و فصل خصومات و قطع منازعات بر قانونِ شرع شریف در اضلاع متعلقہ
پنجتار شروع شد چنانچہ چندے از معاملات عمدہ بنا بر تمثیل مناقشہ بیان می شود
ازانجملہ امام ملا قطب الدین ساکن موضع ننگرہار را از مدّت مدیدہ بنا بر نیت امامت

جهاد و برفاقت آنجناب سالها بسر برده و در دیانت و تقوی بے نظیر آمده خدمت احتساب بر تارکین صلوٰة سپرده شد و قریب سی مردم تفنگچی کاری از قندهاریان همراه او متعین کرده شدند چنانچه ملا ممدوح بارفقائے خود در دیهاتِ قرب و جوار تا بکوه بند دورو سیر نموده و چندان ضرب و شلاق براعزّه و نوجوانِ افاغنه که تارک الصلوٰة بودند قائم گردانیده که هر صغیر و کبیر از دیهات مذکوره که تارکِ صلوٰة باشد باذن الله یافته نمی شد و براهلِ دیهات چندان هیبتِ تعزیرات واقع گردانیده که اگر کدام از هندوستانیان یا قندهاریان بنا بر بعضے حوائج خود به بعضے دیهات مذکوره میرود در تمامی دیه بجدے شور و غوغا برپا می شود که روسارده حاضر گردیده اظهار می نمایند که درین دیه یک متنفس هم از تارکین نماز نیست و از انجمله آنکه از عاداتِ افاغنه است که اگر کسے گناه کرده باشد خواه از جنس حقوق الله و خواه از جنس حقوق العباد باز از قریۂ خود گریخته بقریۂ دیگر رود و نزد روٗسا آنجا بنشیند پس روٗسا بالفرور بجدّے اعانت می کنند خواه ظلم باشد خواه عدل که اگر لشکر یا دشاهی بر سر ایشان تاخت آرد و جان و مالِ ایشان را تباه گرداند- هیچگونه از رفاقتِ آں عاصی دست بردار نشوند و جان و مالِ خود را بے تکلف بر باد می دهند- بنا بر همیں قاعده چندے از مردانِ دیهاتِ مذکوره در قدیم الایام مرتکب بعضے از منکرات و فواحش گردیده از مقامهائے خود گریخته بدیهاتِ دیگر رفته بودند آنجناب بنا برِ سد باب این فتنه در یک شب جماعات را از غازیان مذکورین شبا شب بر سر آں عاصیان فرستاده آنها را گرفتار کرده آوردند و آنجناب بعضے را از ایشان بحبس و بعضے را بضرب و بعضے را آویختنِ بشاخهائے درختِ کلاں بر سر شارع عام تعزیر رسانیدند و بحمد الله کسے از روٗسا دیهات مذکوره به اعانتِ ایشان نبرخاست همچنین [illegible] مات رنگارنگ که از فروع اجرائے احکام شرع است شب و روز [illegible] ندبار و الحال تمامی ملک متعلق فتح خان بلا مانع و مزاحم در تصرف امام [illegible] م است و ریاست و سیاستِ آنجا تعلق بآنجناب دارد و خصومات و منازعات تمام بمحکمۂ قضا رجوع می شود و فتح خان مثل دیگران یکے از رعایا است، هیچگونه بر ملک مذکور تصرف ندارد و انشاء الله به وقتِ تحصیل عشور هم جاری خواهد شد و ما مول از بارگاه واهب العطایا آنست که درین استحکام بنیان دین را یوماً

فیوماً ترقی بخشد و ابتدائے ایں عروج را با نجام رسانند آمین یا رب العالمین ؛

اردو ترجمہ نمبر ۵۳ (عہد نامہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

یہ اس واقعہ کا ذکر ہے جبکہ اس کمترین عاجز بندۂ درگاہ حضرت رحمٰن نے فتح خان رئیس پنجتار وغیرہ سے معاہدہ کیا تھا جو نہایت مستحکم اور موثق اور اس مقصد میں مکمل اور مہر زدہ ہے جسکا مضمون یہ ہے کہ :-

" اللہ کا شکر ہے کہ ہم خدا کے بندے مسلمان ہیں اور مسلمان کی اولاد ہیں۔ شرع متین کے قوانین اور پیغمبروں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو ہم سر آنکھوں سے قبول کرتے ہیں اور اس کو ہر طرح باعثِ فخر سمجھتے ہیں اور جو کچھ معاملات کے متعلق احکام جو قبائل میں خلاف شرع شریف رائج ہو گئے ہیں ان تمام رسومات سے ہم نے ہاتھ اٹھا لیا ہے اور شریعت کے ان احکام کو ہم اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اور تمام کاروبار، تنازعات اور شرعی احکام کے اجرا کرنے میں ہم نے جناب قدسی القاب امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام یعنی سید بزرگ امیرالمومنین سید احمد مداللہ ظلہٗ کو برضا و رغبت اپنا امام قرار دیا ہے اور حضرت موصوف کی فرماں برداری کو بموجب آیہ کریمہ : اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم "۔ عین خدا کی اور رسول خدا کی اطاعت سمجھتے ہیں اور اس کو لازم جان کر ہم نے بیعت اور دین اسلام کی پیروی کو قبول کر لیا ہے اگرچہ کہ اس بیعت کی تکمیل مدت ہوئی کہ ہم نے کر لی تھی لیکن اب سابقہ یادکو تازہ کرنے اور تاکید با لحق کی خاطر اس موقع پر علماء دین کے روبرو اور فضلاء شرع مبین کے مجمع میں اظہار کے لئے اس کا ذکر کر دیا گیا ہے، اور ان بزرگوں کو اپنے معاہدوں اور وثیقوں پر گواہ کر دیا گیا ہے اور ان سے ہمارے ان عہد و پیمان پر استقامت کے لئے دعا کی درخواست کی ہے تاکہ ہماری موت زندگی اسلام کے قانون اور سنت سید المرسلین کے طریقہ

پر گزرے "۔ واللہ علیٰ ما نقول وکیل " یہ چند کلمے بطور عہد نامہ لکھ دیئے گئے تاکہ وقت ضرورت بطور دلیل و حجت کام آئیں "۔

اس کے بعد دوسرے جمعہ کو فتح خاں تمام روساء اور اپنے قبیلہ کو ہمارے پاس لے آیا جن سے بیعت امامت کی تکمیل ، شریعت کے احکام کے اجراء اور جاہلیت کی رسوم ترک کر دینے کے لئے کہا گیا۔ اور ان تمام مخلصین نے نماز جمعہ کے بعد بیعت امامت کی تکمیل کی اور ان دونوں باتوں کی پابندی کا اقرار کیا۔ اور اسی مجمع میں ایک فاضل اجل کو قضاۃ کا عہدہ سپرد کر دیا گیا۔ اور قضاۃ کی دستار بھی سر پر باندھی گئی۔ نیز قضاۃ کا منشور ان کے حوالے کر دیا گیا۔ اس کے بعد اللہ کا شکر ہے کہ شرع کے احکام جاری کر دیئے گئے۔ اور خصومات کے فیصلے اور جھگڑے قانون شریعت کی رو سے پنجتار کے اضلاع میں طے ہونا شروع ہو گئے۔ چنانچہ ان اچھے مقدمات میں سے بعض مثالی طور پر تنازعہ کی روداد یہاں بیان کی جاتی ہے:-

جن کے منجملہ یہ ہے کہ۔ امام قطب الدین ساکن موضع نگرہار جنھوں نے عرصہ دراز تک امامت جہاد کی نیت سے صاحب ممدوح کا برسوں ساتھ دیا تھا اور جو دینداری اور تقوے کے لحاظ سے بے مثل تھے ان کو نماز کے تارکین کا محتسب مقرر کیا گیا اور تقریباً تیس سپاہی قندھار کے رہنے والے بندوقوں سے مسلح ان کے پاس متعین کر دیئے گئے چنانچہ ملا صاحب ممدوح نے اپنے رفقاء کے ساتھ قرب و جوار کے دیہاتوں میں کوہ بندو دروتک دورہ فرمایا اور افغانی نوجوانوں اور عزیز واقارب کو جنھوں نے نماز پڑھنا ترک کر دیا تھا انکی مار پیٹ کی گئی اور کوڑے لگائے گئے اور نماز کا پابند کرا دیا گیا اور ان دیہاتوں میں ہر چھوٹا بڑا شخص جو نماز نہ پڑھتا ہو خدا کے فضل سے اب پایا نہیں جاتا دیہاتیوں پر اس سزا کی ہیبت ایسی بیٹھ گئی ہے کہ ہندوستانیوں یا قندھاریوں میں سے جو اشخاص اپنی ضروریات کے لئے ان بعض دیہات میں آجاتے ہیں گاؤں گاؤں میں شور و غوغا برپا ہو جاتا ہے کہ گاؤں کے سردار حاضر ہو کر ہم سے یہ بیان کرتے ہیں کہ اس گاؤں میں ایک متنفس بھی ایسا نہیں ہے جو نمازیوں میں سے نہ ہو اس کے علاوہ افغانیوں کی عادت یہ ہے کہ اگر کسی سے کوئی لغزش ہو جائے خواہ حقوق اللہ کی ہو یا حقوق عباد سے تو وہ اپنے گاؤں سے بھاگ کر دوسرے گاؤں میں چلا جاتا ہے

اور اس مقام کے امراء کے پاس ٹھہر جاتا ہے۔ اس پر خواہ ظلم ہو یا انصاف تو وہ اس کی ایک حد تک مزید اعانت کرتے ہیں۔ اگر بادشاہی لشکران پر حملہ آور ہوتا ہے اور انکی جان و مال کو تباہ و برباد کر دیتا ہے تو وہ کسی طرح اس خاطی سے دستبردار نہیں ہوتے اور اپنی جان و مال کو بلا پس و پیش قربان کر دیتے ہیں اسی قاعدہ (عملدر آمد) کی بنا پر دیہات مذکورہ کے چند لوگ قدیم زمانہ میں بعض ممنوعات اور برے کاموں کے مرتکب ہوا کرتے تھے اور اپنے مقامات کو خیر باد کرکے دوسرے دیہات میں چلے جاتے تھے۔ صاحب ممدوح نے اس فتنہ کے سدباب کے لئے ایک رات کو متذکرہ صدر غازیوں کے دستوں کو راتوں رات ان بدکاروں کے سر پر بھیج دیا جو انکو گرفتار کرکے لے آئے صاحب ممدوح نے ان میں سے بعض کو قید کر دیا اور بعض کو زدو کوب کی سزا دی اور بعض کو بڑے بڑے درختوں کی شاخوں میں لٹکا کر شارع عام پر سزا دی۔ اللہ کا شکر ہے کہ پھر ان دیہات کے رئیسوں میں سے کسی نے بھی ان مفروروں کی دستگیری نہیں کی۔ ایسے ہی طرح طرح کے واقعات جو احکام شرع کی فروعات میں سے ہیں رات دن اجرا ہوتے رہتے ہیں اب فتح خاں کا تمام ملک بلا کسی مزاحمت اور روک ٹوک کے امام ہمام کے تصرف میں ہے اور اس مقام کی ریاست و سیاست جناب ممدوح ہی سے متعلق ہے۔ تمام خصومات اور تنازعات محکمۂ قضارت میں رجوع ہوتے ہیں اور فتح خاں بھی رعایا میں سے ایک ہے اور اس ملک پر کوئی تصرف نہیں رکھتا ہے۔ انشاء اللہ تحصیل (محاصل) کے وقت عشور دسویں حصے کا طریقہ بھی جاری کیا جائے گا۔ اس خداوند صاحب بخشش و کرم سے توقع ہے کہ اسطرح دین کی بنیاد کو استحکام عطا کرنے میں دن بدن ترقی عطا فرمائے گا اور اس کی ابتدا کو عروج تک پہنچا دے گا۔ آمین یا رب العالمین۔

مکتوب نمبر (۴۵) استفتاء درباب صحت امامت جمعہ و اعیاد باذن امام باوجود عدم اجرائے جمیع احکام بالاستیعاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

چہ فرمائید علمائے دین و مفتیانِ شرع متین در صورتیکہ در یک مکانے اذن

امام وقت درباب اقامت جمعہ وعید متحقق گردید۔ لیکن جمیع احکام شرعیہ بالفعل درآں مقام جاری نیست۔ پس دریں صورت مسلمین آں مکان را اقامت جمعہ وعید میرسد یا نہ۔

جواب: مسلمین مذکورین را اقامت جمعہ میرسد زیراکہ ہرچند فقہارا دریں مسئلہ اختلاف است بعضے میگویند کہ نفاذِ جمیع احکامِ شرعیہ شرطِ اقامت جمعہ است ونزدِ بعضے فقط اذن امام کافی است ونفاذِ جمیع احکامِ شرعیہ ضرور نیست لاکن قول ثانی بسیار صحیح است ونہایت قوی زیراکہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پیش از ہجرت خود مصعب بن عمیر راکہ از اعظمِ اصحاب بودند بمدینۂ منورہ برائے ہدایت اہل مدینہ فرستادہ بودند۔ چوں ایشاں بمدینہ رسیدند باچندے از مومنین مخلصین درآن مقامِ اقامت جمعہ نمودند حالانکہ درآنوقت اکثر اہل مدینہ اسلام ہم قبول نکردہ بودند چہ جائے نفاذ حکم شرعی وچوں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بذاتِ پاک خود در مدینہ منورہ تشریف آوردند فعل مصعب بن عمیر را مسلم داشتند بلکہ خود ہم اقامتِ جمعہ فرمودند حالانکہ تاآنوقت حکومت اسلام درمدینہ ہم نہ مستحکم گردیدہ بود حتیٰ کہ جہاد ہم آنوقت قائم نہ گردیدہ بلکہ درآں زمان بہ تدبیر جہاد مشغول بودند وتمامی دنیا کفرستان بود۔ واکثر شروط از شرائط جمعہ موجود بنودند مگر درہمانوقت اقامت جمعہ نمودند ونیز درعہدِ عبدالمالک کہ بدتر ایں وقت بود بسیارے از صحابہ واہل بیت واکابر تابعین اقامت جمعہ میکردند حالانکہ جمیع احکام شرعیہ درآنوقت جاری نبودند وہمچنیں درعہود منصور وہارون الرشید حضرت امام اعظمؒ وصاحبینؒ وامام مالکؒ وامام شافعیؒ اقامت جمعہ میکردند حالانکہ باد شاہان مذکورہ بالاہرگز جمیع احکام شرعیہ را جاری نمیکردند وہذا امام اعظمؒ درآں وقت (ظلم وفتنہ) منصب قضاء قبول نہ کردند وباوجود آں گاہے ترک نماز جمعہ نفرمودند پس معلوم شد کہ قولِ ثانی صحیح است کہ موید بفعل پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم واصحاب مکرمین واہل بیت مطہرین واکابر تابعین وائمہ مجتہدین است پس برہماں قول عمل باید نمود ودر کسے حال ہرگز در اقامتِ جمعہ توقف نہ باید کرد ہمیں حکم شرع اولی جاری باید کرد تا جمیع احکام شرعیہ ببرکت آں تدریجا جاری گردند۔ فقط

اردو ترجمہ نمبر ۵۴ (استفتا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

علمائے دین و مفتیان شرع مبین اس مسئلہ میں کیا ارشاد فرماتے ہیں، ایسی صورت میں جبکہ ایک مقام میں جمعہ اور عیدین کی نماز کی اقامت کے لئے امام کے احکام تو موجود ہیں، لیکن بالفعل اس مقام میں تمام احکام شرعی جاری نہیں ہیں تو کیا ایسی حالت میں اس مقام کے مسلمانوں پر جمعہ اور عید کی نمازیں ادا کرنا ان پر لازم ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ متذکرہ صدر مسلمانوں پر جمعہ کی نماز کا ادا کرنا لازم ہے اگرچہ کہ فقہا کو اس مسئلہ میں اختلاف ہے جن میں سے بعض کی تو یہ رائے ہے کہ جمعہ کی نماز کے لئے تمام شرعی احکام کا نافذ ہونا شرط ہے۔ اور بعض علما یہ فرماتے ہیں کہ اس خصوص میں صرف امام کا حکم کافی ہے اور تمام شرعی احکام کا نافذ ہونا ضروری نہیں۔ آخر الذکر قول بہت صحیح اور نہایت قوی ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہجرت سے قبل حضرت مصعب بن عمیر کو جو سب سے بڑے صحابیوں میں سے تھے مدینہ والوں کی ہدایت کے لئے مدینہ شریف روانہ فرمایا تھا جب آپ وہاں پہنچے تو آپ نے چند ایمان والوں اور مخلصوں کے ساتھ وہاں جمعہ کی نماز ادا کی۔ حالانکہ اس زمانے میں اکثر اہل مدینہ نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ چہ جائے کہ حکم شرعی کا نفاذ ہوا ہو۔ اور جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خود بنفس نفیس مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو آپ نے مصعب بن عمیر کے فعل کو مسلم رکھا بلکہ خود بھی جمعہ کی نماز قائم رکھی۔ حالانکہ اس وقت مدینہ شریف میں اسلام کی حکومت مستحکم طور پر قائم نہیں ہوئی تھی۔ حتیٰ کہ وہاں حکم جہاد بھی اس وقت جاری نہ ہوا تھا۔ بلکہ آپ اس زمانے میں جہاد کی تدبیر اور انتظام میں مصروف تھے۔ تمام دنیا ایک کفرستان تھی اور شرائط جمعہ میں سے اکثر شرائط موجود نہیں تھیں۔ مگر آپ نے اس وقت جمعہ کی نماز جائز رکھی۔ نیز خلیفہ عبدالملک کے عہد میں جو اس سے بھی بد ترین زمانہ تھا۔ بہت سے صحابہؓ اہل بیت اور اکابر تابعین نے جمعہ کی نماز جائز رکھی حالانکہ اس وقت تمام شرعی احکام جاری نہیں تھے اسی طرح منصور اور ہارون الرشید کے عہد میں حضرت امام اعظمؒ اور صاحبینؒ، امام مالکؒ اور امام شافعیؒ نے جمعہ کی نماز قائم رکھی حالانکہ متذکرہ صدر بادشاہوں نے تمام احکام

شرعی ہرگز جاری نہیں کیے تھے۔ اس لیے امام اعظمؒ نے اس وقت کے ظلم اور فتنہ اور فساد کی وجہ سے قضاءت کا منصب قبول نہیں فرمایا۔ باوجود اس کے جمعہ کی نماز ترک نہیں فرمائی پس معلوم ہوا کہ قول ثانی مذکور صحیح ہے جو حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب مکرمؓ اور اہل بیت اطہار۔ اکابر تابعینؒ اور ائمہ مجتہدین کا فعل ہے۔ لہذا اسی قول پر عمل کرنا چاہیئے۔ اس شرعی حکم کو سب سے پہلے جاری کرنا چاہیئے تاکہ تمام شرعی احکام اس کی برکت سے بتدریج جاری ہو جائیں۔ فقط۔

مکتوب نمبر ۵۵ منجانب امیرالمومنین سید احمد بنام مولوی سید حیدر علی صاحب رامپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم ا۔

از امیرالمومنین سید احمد بخدمت فیضدرجت منبع ینابیع عادم وحکم معدن یواقیت معانی اخلاق و ہمم مخزن اسرار معقول و منقول مصدرِ احکام فروع و اصول موسسِ بنیان ہدایت مشید ارکانِ افادت سلالۂ خاندانِ سیادت نقاوۂ دودمان سعادت مورد الطاف ربانی مہبطِ انوارِ رحمانی مقرب بارگاہِ رب قوی مولانا سید حیدر علی صاحب رامپوری مداللہ ظلال ہدایتہٗ علیٰ رؤس المستفیدین و متع ببرکاتہ المسترشدین۔ بعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ الحمد للہ والمنۃ کہ حق جل و علا بکرم عمیم خود ما ضعفائے پریشان و فقرائے بے سر و سامان را بوجہے مشمولِ رحمت گردانیدہ در نظر مشاہیر مومنین وجماہیر مسلمین و متجبران گردن کش و متجلدان دشمن کش بمرتبۂ قبول رسانیدہ کہ حال مذلت اشتمال ما عاجزان خاکسار و خاکساران بے مقدار تماشا گردنی است کہ افواج مجاہدین ابرار بسانِ امواجِ بحرِ ذخار در جمیع بلاد و امصار ایں اقطار در جوش است و غلغلۂ اقامتِ جہاد و استیصال اربابِ بغی و فساد و اصحاب کبر و عناد دریں اطراف و اکناف در خروش اطباق کون و مکان و بساطِ زمین و زمان از انوار اہل اخلاص و ایمان معمور گردیدہ و مغز گردونِ دوّار از صیتِ مردانِ جنگ و پیکار و غازیانِ تہامت آثار پر شور۔ از آنجا کہ آنجناب ہدایت مآب در جہاد لسانی و حمیت ایمانی

یعنی بہ ترغیب و وعظ و تذکیر شب و روز مشغول اند و کلام الیشان در میان جماہیر اہلِ ایمان مقبول۔ بناءً علیہ بخدمت فیضدرجت نگارش کردہ می شود کہ بہمیں طریق مرضیہ و دعوت خفیہ و جلیہ ہموارہ ثابت القدم باشند و ایں کلام ہدایت التیام بگوشِ ہوش رسانند کہ در ایں زمانِ محمود و آوانِ مسعود را در حق ظہورِ اخلاصِ مخلصین و بروزِ ایقانِ موقنین بمثابہ ورود موسمِ بہار در حقِ گل و بلبل و ایامِ برشگال در بارۂ اشجار و سائر نباتات تصور فرمائید گلے کہ در موسمِ بہار نہ خندید او را بمثابہ خار باید فہمید و دانہ کہ در ایام برشگال نجمید از و در و آن الی ابد الآباد طمع باید برید و درختیکہ در آوانِ ربیع سرسبز نہ گردید لبسانِ ہیزم خشک او را از بیخ باید کندید خصوصاً صحائفِ افکار دانشورانِ عبودیت کیش و زبانِ اورانِ اخلاص اندیش ایں مضامینِ ہدایت آگین بنوکِ زبان برنگارند و بچشمِ دوربین الیشان ایں عروس حجلہ نشین خمول را بزیور خوش بیانی بیارایند کہ بذمۂ الیشان واجب موکد و لازم متحتم است کہ زبانِ عذب البیان را در باب ترغیب و ترہیب بکشائید و سعی بلیغ در مقدمۂ وعظ و تذکیر بجان و دل بنمایند تا بمنصبِ جلیل و مقامِ سبیل بحکم علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل فائز گردند اگر حدّت اذہان و قوت بیان امروز بکار نیاید ہیچ کار آمدنی نیست سنانِ لسان در معرکۂ تقریر باید جنبانید و کمیت قلم در میدانِ تحریر باید جہانید زیادہ تطویل کلام بخدمتِ آں قدوۂ انام لقمان را حکمت آموختن است کہ در امثال ایں مقدماتِ خود تجربات کار اند۔ و عاقل و ہوشیار۔ زیادہ والسلام مع الاکرام۔

مرقومہ پانزدہم محرم سنہ ۱۲۴۳ھ

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۵۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

بخدمت فیض درجت منبع علوم و حکمت معدن اخلاق و ہمت مخزن اسرار معقول و منقول مہبط الوار رحمانی مقرب بارگاہِ رب قوی مولانا سید حید علی رامپوری مدالله ظلہ،

سلام مسنون!

واضح ہو کہ اللہ کا شکر اور احسان ہے کہ حق جل شانہ نے اپنے عام کرم سے ہم جیسے کمزور اور پریشان بے سروسامان فقراء کو ایک طرح سے اپنی رحمت میں شامل فرما لیا

اور مشاہیر ایمان والوں اور تمام مسلمانوں کو مغرور، جابر اور دشمنوں کے تہ تیغ کرنے کی وجہ سے قبولیت کا وہ مرتبہ عطا فرمایا ہے کہ ہم خاکسار عاجزوں اور بے حقیقت خاک چھاننے والوں کا تماشہ جنکا حال ابتر ہے، دیکھنے کے قابل ہے کیونکہ سعادت مند مجاہدین کی فوجیں بحرِ ذخار کی امواج کی طرح لہریں مارتی ہوئی تمام شہروں اور ملکوں اور ان اضلاع میں جوش و خروش کے ساتھ موجود ہیں اور جہاد کی اقامت اور باغیوں فتنہ پردازوں اور مغرور و متکبر دشمنوں کو نیست و نابود کرنے کے لئے یہاں اطراف و اکناف میں بیتاب ہیں۔ کون و مکان کے طبقے اور زمین و زمان کی وسعت مخلصوں اور ایمان والوں کے انوار سے معمور ہو گئی ہے اور اس گردش کرنے والے آسمان میں جنگ و پیکار کرنے والے جوان مردوں اور رعب و داب والے غازیوں کے نعروں سے شور برپا ہو رہا ہے۔ کیونکہ جناب والا جیسے ہادی زبانی طور پر جہاد اور ایمانی حمایت کی ترغیب دینے اور وعظ و مذاکرہ میں رات دن مشغول ہیں اور آپ کی تقریر تمام ایمان والوں میں مقبول ہے۔ اس بنا پر جناب کی خدمت فیضدرجت میں لکھا جاتا ہے کہ ایسے ہی پسندیدہ طریقہ سے علی الاعلان اور چپکے چپکے جہاد کی دعوت دینے میں ہمیشہ مستقل طور پر قائم رہیں اور اس ہدایتی بات چیت کو ان کے کانوں تک پہنچا دیں اس مبارک اور مسعود زمانے کو مخلصین کے خلوص کے اظہار کے حق اور اہل یقین کے ایقان کو اس طرح جیسے گل و بلبل کے حق میں موسم بہار اور تمام درختوں اور نباتات کے لئے موسم برسات ہوتی ہے تصور فرمائیں۔ جو پھول کہ موسم بہار میں نہ کھلے اس کو کانٹے کی طرح سمجھنا چاہیئے اور جو دانہ کہ موسم برسات میں نہ پھوٹ نکلے اس کی موجودگی سے بہتر ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنی حرص و طمع اور خواہش کو خیرباد کر دیا جائے اور جو درخت کہ ربیع کی فصل میں سرسبز و شاداب نہ ہو اس کو خشک لکڑی کی طرح جڑ سے اکھاڑ پھینکنا چاہیئے۔ خصوصاً اطاعت گزار دانشور اور صاحب فکر اشخاص کی تصانیف اور گفتگو جس میں خلوص ٹپکتا ہے اور ان ہدایت آمیز مضامین کو نوکِ زبان کر لیں اور انکی دور اندیش آنکھوں میں اس عروسِ مقصد کو جو خاموشی کے پردہ میں جلوہ افروز ہے اپنی خوش بیانی سے سنوا دیں جو ان کے ذمہ واجب موکد، حتمی اور یقینی ہے۔ اپنی شیریں زبان کو ترغیب و تحریص دلانے کے لئے کھول دیں اور وعظ و مذاکرہ کے معاملہ میں

سعی بلیغ سے کام لیں تاکہ بقولِ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے منصب جلیل اور نورانی مقام پر فائز ہو جائیں اگر آپ کی ذہنی سرگرمی اور قوت بیان آج کام نہیں آئے گی تو پھر کبھی کوئی کام ہونے والا نہیں۔ زبان کے تیر تقریر کے میدان جنگ میں چلانا چاہیئے...... قلم کی جولانی تحریر کے میدان میں دکھانا چاہیئے۔ زیادہ لکھنا طول کلام کا باعث ہے گویا آپ جیسے منتخب خلائق کو زیادہ کہنا ایسا ہے جیسے لقمان کو حکمت سکھانا ہے۔ اس لئے کہ آپ اس قسم کے معاملات میں خود تجربہ کار ہیں اور عقلمند اور ہوشیار رہیں۔ زیادہ والسلام مع الاکرام

مرقوم ۱۵ر محرم ۱۲۴۳ھ

مکتوب نمبر ۵۶ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام شاہ کاشغر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

از امیر المومنین سید احمد بجناب خلائق مآب معلّی القاب رونق افزائے اورنگ جلالت فرمانروائے کشور شہامت مسند آرائے محافل سیاست وکیاست معرکہ پیرائے میادین صولت وشجاعت مقبول بارگاہِ الٰہ مروج دینِ رسول اللہؐ عظمت مآب دیانت انتساب سلیمان شاہ ابد اللہ جلالہٗ۔ وضاعف اجلالہٗ بعد از اتحافِ تحائف اسلام واہدائے ہدیۂ مرضیۂ اسلام کہ سنت سید الانام است علیہ الصلوٰۃ والسلام مشہودِ ضمیر خلت تخمیر گردانیدہ می آید۔ رقیمۂ کریمہ مودت شمیمہ باعث ازدیادِ مراتب خلت گردید حقا کہ ہر نقشے از نقوش تسکینش مثل خال عذار خوبان دہر سطرے از سطورِ عنبر بیزش بشانۂ زلف محبوبان زینت بخش چہرۂ قرطاس خلت اساس بودہ کہ رشحاتِ موادات از سحائف کلمات اتحاد آیات باران صفت می بارید وقلم محبت وثائق اخلاص واختصاص بمدادِ محبت وداد بر لوح سینۂ یگانگت گنجینۂ می نگارید علاوہ بریں آنکہ آنچہ ہدیۂ مرضیہ یعنی یک کنہر ویک چکمن ارسال فرمودہ بودند آن مضامین صداقت آگیں را دوبالا گردانید وصدائے تہادوا تحادوا بگوش دل خلت منزل رسانید الحمد للہ کہ حق جل وعلا بکرم عمیم خود آں خلائق مآب را باین سعادت عظمیٰ وعطیہ کبریٰ کہ عبارت از محبت فی اللہ است بنواخت وآں معلی القاب را بتائید دینِ متین در رفع اعلام شرع مبین از سائر اخوان واقران ممتاز ساخت واہب العطیات این توفیق را روز افزوں گرداناد وہر چند مفاخر ومناقب آں اورنگ آرائے جلالت از زبان

اکثر خواص و عوام این دیار را قطاعاً و عموماً و از زبان فضیلت مآب ملا فیض محمد و ملا نصیر الله
خصوصاً مجملاً بگوش محبت نیوشش بکرات و مرات رسیده بود و باعث استحکام روابط خلت
و علائق محبت گردیده لیکن دریں ایام خجسته فرجام خانِ اخلاص نشان محبت عنوان
آدینه خانِ بدخشی که بنا بر استفادهٔ اشغال طریقت نزد ایں فقیر رسیدند تمامی حالِ خیر
اشتمال آں خجسته خصال مفصلاً بیان نمودند بسبب استماعِ اخبار فرحت آثار علوِ ہمت
و وفورِ رغبت آں عالی منزلت در باب اعلائے کلمة الله و احیائے سنت رسول الله ﷺ و
کسرِ شوکت ظلمهٔ متعدین و کفرهٔ متمردین و کمال شہامت و جلادت آں والا منزلت در میدانِ
سطوت و معارکِ صولت استحکامِ سلاسل محبت و اخلاص و اختصاص دو بالا گردید الحق ما
مردم ضعفا را که محض جان خود را از جمیع ما سوی الله منقطع گردانیده و سینهٔ اخلاص گنجینهٔ را از
محبت جمیع من دون الله مطہر کرده بنا بر نصرت دین متین و اعلائے کلمهٔ رب العالمین کمر بسته ایم
و از محبت اخوان و اوطان و محبان و دوستان رو گردانیده در محبتِ محبان حضرت حق و
عداوت اعدائے آں قادر مطلق بالکل مشغول شده ایم نه با کسے محبت میداریم نه عداوت
آرے با متثالِ آں ناصر دین متین و ماہرِ احکام رب العالمین و ناشر سنتِ سید المرسلین
لازم که علاقه محبت مستحکم تر گردانیم و بملاقات فرحت آیات آں برگزیده خالق السموات
محض لله و فی الله خود را رسانیم نہایت تمنائے قلبی بود که ملاقات جسمانی میسر شود اما
از بسکه دریں جز و زمان جمیع مومنین ضلع سوات و بنیر و مہمند و خلیل و علیجائی و درانی
و ساکنانِ بلدهٔ پشاور و سپاہیاں عسکر و رؤساء آں دیار بر ہمیں معنی اتفاق کرده اند که
بغیر برہم زدنِ دولت پاینده خیل و کسرِ شوکتِ ایشاں ہرگز ہرگز باب جہاد مفتوح شدنی
نیست و ایں فقیر را بر ہمیں معنی ترغیب دادند که بعد انقضائے ماه رمضان المبارک بنا برِ
استیصال منافقین مخذولین متوجه شویم یعنی پاک کردن بلده پشاور از الواثِ منافقین
مذکوره عزم نمایم - چنانچه ایں معنی نہایت پسندِ خاطر ایں فقیر و جمیع مومنین آں دیار گردید
لہذا منتظرِ انقضائے ماه صیام در ضلع سوات نشسته ایم ہمیں که ماهِ مبارک منقضی گردید
بر عزم کمر بستن غازیان در رسید ہر چند عروض ایں معنی بظاہر مانع ملاقات جسمانی فی الحال بود
اما بیک وجه از دیاد اشتیاق ملاقات گردید که دلِ اخلاص منزل ایں فقیر چناں اقتضا
نمود که آں برادرِ عزیز را ہم دریں دولت دو جہاں و سعادت جاودان شریک حال خود

نمایم ایشاں راہم بانواعِ ترغیبات و ترہیبات بسرانجامِ ایں مہم عظیم کشاں کشاں آرم تا کہ اگر بنفس نفیس خود شریک ایں مہم عظیم شوند پس زہے سعادت ایشاں والا بریں قدر البتہ چار و ناچار ایشاں را مستعد نمائم کہ پارۂ از لشکرِ ظفر پیکر و قدرے از مصارف مجاہدین بقدر استطاعت خود ضرور بالضرور نزد ایں فقیر رسانند تا بحضور رب العالمین و جناب سید المرسلین سرخرو شوند و چنانکہ دریں جہاں فانی بہ سلطنت و مملکت معروف اند ہمچنیں در ملک جاودانی بوجاہت و ریاست و علو مدارج جنت موصوف شوند و درمیانِ جمیع اقران و اخوان اہل زمان نیک نامی و صیت عالی و ثنائے جمیل بدست آرند و استحکام علاقہ محبت للہ و فی اللہ کہ سعادت جانبین و شرافت طرفین است شہرۂ جمہور انام و زبان زدِ ہر خاص و عام گردد بنا بریں مصالح میخواستم کہ ملاقاتِ جسمانی حاصل نمائیم و چیزے از فیوض ربانی و رحمتِ رحمانی کہ ایں عاجز و خاکسار و ذرۂ بیمقدار بمحض قدرت قادر مختار بآن فائز گردیدہ آں برادر عزیز را بنا بر استحکامِ علاقۂ اخوتِ تعلیم نمائم در ہمیں معنی متردد بودم کہ اگر عازمِ ملاقات آں برادر عزیز شوم اجتماع مومنین برہم می شود و اگر ازاں پہلو تہی نمایم مشارکت ایشاں دریں امر عظیم از دست می رود بناً علیہ بزرگے از اعز عزیزان و اعظمِ رفیقان خود کہ حامل اسرارِ طریقت بایں فقیر باشند و مطلع بر مجمل و مفصل حالات ایں ضعیف ملاقات ایشاں بعینہ ملاقات ایں فقیر باشد و استفادہ از ایشاں در حکم استفادہ ایں ضعیف و کلام ایشاں در جمیع مقدمات منسوب بہ ایں نحیف یعنی ہدایت مآب کمالات انتساب مناقب اکتساب ناصر دین متین ناشر سنت سید المرسلین مخدومی معظمی شیخ نظام الدین چشتی را معہ خان ممدوح یعنی آدینہ خاں بحضور آں اقبال معمور روانہ کردہ شد و یک قطعہ اعلام عام برائے ترغیب جمہور اہل اسلام بجناب معلی القاب بصحابتِ شیخ ممدوح فرستادہ شد تا آنرا در جماہیر اہل اسلام و مشاہیر خواص و عوام منتشر فرمایند و ہر کس را از مومنینِ مخلصین بمضمون نصیحت مشحون اعلام مسطور ترغیب نمایند اما بنا برِ ترغیبِ خود آں برادرِ عزیز می خواستم کہ دفترے بس عریض و طویل نگارش کنم لیکن فہمیدم کہ ہر چند مضامین ترغیب و ترہیب در البتہ رنگارنگ و قوالب گوں ناگوں اظہار نمایم اما ہرگز ہرگز درجنب کلام ملک علام یعنی کلام مجید و فرقان حمید کہ سراسر مشتمل بر ہمیں مضمونِ ہدایت آگیں اعنی اعانتِ مجاہدین و اہانتِ معاندین بجوئے معدود نخواہد گردید لہٰذا بر ہمیں قدر اکتفا نمودم کہ مصحفے نہایت واضح خط ہمدست شیخ ممدوح برائے تلاوت ایشاں فرستادم تا در ہماں مصحفِ مجید

تلاوت نمایند و آنرا فرمان واجب الاذعان خلاق زمین و زمان تصور فرموده بر منطوق لازم الوثوق عمل فرمایند که برا قامت جہاد و اعانت مجاہدین و ازالۂ کفر و فساد و اہانت مفسدین چہ قدر تاکید بلیغ می فرمایند و منافع و فوائد آنرا بتقریرات رنگارنگ می فہمانند آیا ہیچ یکے را از بندگان انقیاد شعار میرسد که با وجود اینقدر تاکید اکید مو لانا تغافل و تساہل نماید و پاسداری جان و مال و جاه و جلال در مقابلۂ امتثال احکام ذوالجلال بجیال آرد و اللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ زیاده بجز دعائے ازدیاد مراتب جاه جلال و ترقی مدارج عز و اقبال چه بر نگارد - والسلام مع الاکرام۔

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۵۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

جناب خلائق مآب معلیٰ القاب فرمانروائے کشور شہامت۔ مسند آرائے محفل سیاست وکیاست۔ مروج دین رسول اللہ۔ سلیمان شاه۔ خدا آپکی بزرگی کو قائم رکھے۔

سلامتی کے تحائف اور اسلام کے مقبول ہدیے پیش کرنے کے بعد جو حضرت رسول اکرم کی سنت ہے جسکا خمیر جناب والا کے محبت بھرے دل میں موجود ہے۔ عرض ہے کہ جناب کا محبت نامہ آیا۔ جو دوستی میں اور بھی زیادہ اضافہ کا باعث ہوا۔ سچ کہتا ہوں کہ اس کا ہر نقش مہ جبینوں کے خال کی طرح مشک ریز اور اس کی ہر سطر معشوقوں کی زلف کی مانند عنبر بیز تھی جو کاغذ کے صفحہ پر محبت کی بنیاد کو ایسی زینت عطا کر رہی تھی گویا دوستی اور اتحاد کے الفاظ کی بارش ہو رہی ہو اور خاص خلوص اور محبت کے نقوش لوح دل پر سیاہی سے منقش ہو رہے تھے اس کے علاوہ جو کچھ آپ نے پسندیدہ تحفہ یعنی ایک کنہر اور ایک چکن ارسال فرمائی تھی اس نے تو صدق و محبت کے ان مضامین کے لطف کو اور دوبالا کر دیا اور تحائف کی پیش کش اور اتحاد کی آواز محبت بھرے دل میں پہنچ گئی اللہ کا شکر ہے کہ خدائے بزرگ و برتر نے اپنے عام فضل و کرم سے آپ جیسے مرکز خلائق کو اس سعادت عظیم اور عطیۂ کبریٰ جس سے مراد خدا کے واسطے محبت ہے نوازا ہے اور جناب معلیٰ القاب کو دین متین کی تائید اور شرع شریف کا پرچم بلند کرنے کے لئے تمام بھائیوں اور معاصرین میں ممتاز فرمایا ہے۔ خدائے تعالےٰ جو نعمتوں کا عطا کرنے والا ہے آپکو اس کی اور زیادہ توفیق عطا فرمائے اگرچہ کہ آپ جیسے فرد کی بزرگی اور تعریف اس

شہر اور اضلاع کے اکثر خاص اور عام لوگوں کی زبان سے عام طور پر اور خصوصاً فضیلت مآب ملا فیض محمد اور ملا نصیر اللہ کی زبانی سرسری طور پر ہمارے محبت و اتحاد کے کانوں تک مکرر پہنچ گئی ہے۔ جس سے محبت اور مودت کے رشتے مستحکم ہو گئے ہیں۔ لیکن ان مبارک ایام میں ہمارے مخلص اور محب آدینہ خاں بدخشی نے جو اس فقیر کے پاس کچھ اشغال طریقت کے استفادہ کے لئے تشریف لائے تھے آپ جیسے نیک خصلت کے تمام حالات جو خیر و خوبی پر مشتمل تھے تفصیل کے ساتھ بیان فرمائے۔ ان فرحت آمیز خبروں کے سننے سے آپ کی عالی ہمتی اور اعلائے کلمۃ اللہ کا انتہائی شوق اور سنت رسول اللہ کا احیاء ظالموں اور مردود کافروں کے دبدبہ اور شوکت کو مٹانے۔ سطوت اور جنگ و جدالی کے میدان میں محبت اور اخلاص، آپکی انتہائی شجاعت اور چستی معلوم ہوئی اور سلسلۂ محبت اور اخلاص کے رشتے خاص طور پر مضبوط ہو گئے۔ فی الواقعی ہم جیسے کمزور اشخاص کیلئے جنھوں نے اپنی جان کو خدا کے سوا سب سے تعلقات منقطع کرلئے ہیں اور اپنے سینہ کو جو اخلاص کے خزینہ سے مملو ہے خدا کے سوا سب سے دل کو پاک و صاف کرکے دین متین کی فتح اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کمر باندھ لی ہے اور بھائیوں کی محبت اور ملک و مال دوست احباب سے منہ پھیر لیا ہے اور حق تعالے کے دوستوں کی محبت اور اس قادر مطلق کے دشمنوں کی عداوت کے درپے ہو گئے ہیں۔ نہ تو ہم کو کسی سے محبت ہے اور نہ ہم کسی سے دشمنی رکھتے ہیں۔ البتہ اس دین متین کے مددگار اور پر دردگار عالم کے احکام کے ماہر اور سنت سید المرسلین کے ناشر کے حکم کی تعمیل میں یہ لازم ہے کہ ہم محبت کے رشتے کو اور مضبوط کرلیں۔ اور اس آسمان کے خالق کے پسندیدہ شخص کی ملاقات جس سے فرحت حاصل ہوتی ہے اور جو محض للہ و فی اللہ ہے خود کو اس تک پہنچا دیں۔ مجھے بے حد آرزو تھی کہ جناب سے جسمانی ملاقات میسر ہو جائے کیونکہ اس مختصر عرصہ میں ضلع سوات، بنیر و مہمند، خلیل، غلجائی اور درّانی کے تمام مسلمان اور پشاور کے رہنے والے اور اس شہر کے امراء کے تمام فوجی سپاہیوں نے اس بات پر اتفاق کر لیا ہے کہ پائندہ قبیلے کی دولت اور ان کی شان و شوکت کو پامال کئے بغیر ہرگز ہرگز جہاد کا دروازہ کھلنے والا نہیں ہے۔ انھوں نے اس فقیر کو اسی بات کی ترغیب دی کہ ماہ رمضان المبارک گذر جانے کے بعد بدبخت منافقوں کے

استیصال کی طرف توجہ کریں یعنی شہر پشاور کو ان منافقوں کی گندگی سے پاک کرنے کا بیڑہ اٹھائیں۔ چنانچہ اس بات کو اس فقیر نے نیز تمام ایمان والوں نے بہت پسند کیا لہٰذا رمضان شریف کے گزر جانے کے انتظار میں ہم سوات میں بیٹھے ہوئے ہیں جوں ہی مبارک ماہ مذکور ختم ہو جائے گا تو غازیوں کی تیاری کا وقت پہنچ جائے گا اس معاملہ میں بظاہر ملاقات جسمانی کے لئے فی الحال بعض اعتراضات مانع تھے۔ لیکن ایک وجہ سے ملاقات کا بے حد اشتیاق پیدا ہو گیا۔ کیونکہ اس فقیر کے پرخلوص دل کا منشا تھا کہ آپ جیسے برادر عزیز کو بھی دونوں جہان کی دولت اور ہمیشہ کی سعادت میں اپنا شریک حال بنالوں اور آپ کو بھی طرح طرح کی ترغیب اور تحریص دلا کر اس عظیم الشان مہم کو انجام دینے کے لئے کشاں کشاں لے آؤں تا کہ اگر آپ اس عظیم مہم میں بنفس نفیس شریک ہو جائیں تو اس سے بڑھ کر آپ کی کیا سعادت ہو سکتی ہے۔ البتہ چار و ناچار آپ کو اس بات پر آمادہ کرتا ہوں کہ اپنے لشکر ظفر پیکر سے تھوڑی فوج اور مجاہدین کے لئے اپنے حسب استطاعت کچھ مصارف اس عاجز کے پاس بھجوا دیں تاکہ آپ کو پروردگار عالم اور جناب سید المرسلین کے حضور میں سرخروئی حاصل ہو۔ جس طرح کہ آپ اس دنیائے فانی میں سلطنت اور مملکت کے لئے مصروف ہیں اسی طرح اس ملک جاودانی میں اپنی بزرگی اور ریاست کی وجہ سے بہشت کے اعلیٰ مراتب آپ کو حاصل ہو جائیں اور دنیا کے اپنے تمام معاصرین اور بھائیوں میں نیک نامی اعلیٰ شہرت اور بہترین تعریف کے مستحق ہوں اور محبت للہ و فی اللہ جو آپکی باہمی سعادت اور شرافت کا موجب ہے۔ تمام مخلوق میں اس کا شہرہ زبان زد خاص و عام ہو جائے۔ اس مصلحت کی بنا پر میں چاہتا تھا کہ آپ سے جسمانی ملاقات حاصل کر لوں اور کوئی چیز اللہ تعالےٰ کے فیوض اور رحمت رحمانی سے متعلق جو اس عاجز خاکسار اور ذرہ بے مقدار کو محض اس قادر مطلق کی قدرت سے عطا ہوئی ہے۔ اس کی اپنے اس برادر عزیز کو بھی باہمی اخوت کی پختگی کے مدنظر تعلیم کر دوں۔ اس معاملہ میں مجھے تردد ہے کہ اگر میں آپ جیسے عزیز بھائی کی ملاقات کا ارادہ کرتا ہوں تو ایمان والوں کا مجمع درہم برہم ہو جاتا ہے اور اگر اس بات سے پہلو تہی کرتا ہوں تو اس بڑی مہم میں جناب کی شرکت ہاتھ سے چلی جاتی ہے۔ اس بنا پر اپنے ایک بزرگ جو میرے اعزہ سے بھی عزیز تر اور رفیقوں میں بھی سب سے بڑے ہیں جنھوں نے

اس فقیر سے اسرار طریقت کا استفادہ کیا ہے اور اس عاجز کے مختصر اور تفصیلی حالات سے واقف ہیں جنکی ملاقات عین اس فقیر کی ملاقات ہے اور ان سے استفادہ گویا مجھ سے استفادہ اور انکی گفتگو تمام معاملات میں گویا میری ہی ہے ، یعنی ہدایت مآب کمالات انتساب ۔ ناصر دین متین ، ناشر سنت سید المرسلین ، مخدومی معظمی شیخ نظام الدین چشتی مع خاں ممدوح یعنی آدینہ خان کے ہمراہ جناب جیسے صاحب اقبال کی خدمت میں روانہ کیا گیا ، اور ایک قطعہ عام اعلان بھی تمام اہل اسلام کی ترغیب کے لئے جناب والا کے پاس شیخ صاحب ممدوح کے ذریعہ مرسل ہے تاکہ اس کو تمام مسلمانوں اور خاص مشاہیر میں آپ تقسیم فرما دیں ۔ اور مخلص ایمان والوں میں سے ہر شخص کو اس اعلان کے مندرجہ نصیحت آمیز مضمون پر عمل کرنے کی ترغیب دیں ۔ لیکن خود آپ جیسے برادر عزیز کی ترغیب و تحریص کے لئے میں چاہتا تھا کہ ایک طول طویل خط گویا ایک دفتر ہی لکھ ڈالوں ۔ لیکن میں نے یہ خیال کیا کہ اگرچہ میں ترغیب و تحریص کے مضامین کو مختلف رنگین طرز اور قسم قسم کے اسلوب میں اظہار کر سکتا ہوں ۔ لیکن اس بادشاہ حقیقی کے کلام یعنی قرآن مجید اور فرقان حمید جو ایسے ہی ہدایت آمیز مضامین پر سراسر مشتمل ہے یعنی مجاہدین کی اعانت اور دشمنوں کی توہین پر مبنی ہے بہت کافی ہے . . . . اس لئے اسی پر اکتفا کیا گیا ۔ قرآن مجید کا ایک نسخہ واضح خط میں لکھا ہوا شیخ صاحب ممدوح کے ہاتھ آپ کی تلاوت کے لئے میں نے بھیجا ہے ۔ اسی قرآن مجید کی تلاوت فرمائیں اور اسی کو خالق زمین و زمان کا فرمان واجب الایمان تصور کر کے اسی مستند کلام پر عمل کریں جس میں جہاد کے قیام ، مجاہدین کی امداد اور کفر و فساد کے دور کرنے اور مفسدین کو ذلیل و خوار کرنے کی کس قدر سخت تاکید کی گئی ہے اور اس کے منافع اور فوائد کو طرح طرح کی تقریروں سے سمجھایا ہے ، کیا اطاعت گزار بندوں میں سے کوئی بھی باوجود اس قدر تاکید کے جو مولیٰ تعالیٰ کی ہے غفلت اور سستی برت سکتا ہے اور جان و مال اور جاہ و جلال کی بجا آوری کو احکام جہاد ذوالجلال کے مقابلہ میں لا سکتا ہے ۔ اللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم ۔ زیادہ سوائے ازدیاد مراتب جاہ و جلال اور ترقی مدارج اور اقبال کی دعا کے کیا لکھا جائے ۔

والسلام مع الاکرام

مکتوب نمبر ۵۷ منجانب امیرالمومنین سید احمد بخدمت نواب وزیرالدولہ بہادر والی ٹونک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

از امیرالمومنین سید احمد بخدمت نواب صاحب حشمت مآب انتساب مناقب اکتساب شہامت نشان جلالت عنوان نواب وزیرالدولہ محمد وزیر خاں بہادر زاد اقبالہ، وضاعف اقبالہ بعد سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون وا منح آنکہ رقائم کرائم مشعر بر صحت مزاج وہاج مشتمل بر مراتب اخلاص و اتحاد و خلت وود اور سید مضامین خلت آگین بر منصۂ ظہور رسید مراتب فرحت بے نہایت و مدارج مسرت بیغایت بخشید الحمد للہ حق جل و علا بکرم عمیم خود آں حشمت مآب را باین افضل عبادات و اکمل سعادات کہ عبارت از حب فی اللہ است موفق و مشرف گردانیدہ چنانکہ این تخم شجرہ سنت سنیہ در سینۂ بے کینہ کاشتہ اند ہمچنین این شجرۂ مبارکہ را شب و روز سرسبز و شاداب داشتہ مثمر ثمرات جلیلہ و باعث برکات جزیلۂ دارین گردانا د۔ این فقیر را در دعائے خیر خود مشغول دانند و در بارہ این فقیر بدعائے خیر روز و شب مشغول مانند و خاطر خلت مظاہر را از طرف این فقیر و سائر مجاہدین مہاجرین مطمئن دارند کہ بفضل الٰہی جمیع رؤساء و ضعفاء این نواحی در مقدمہ اعلائے کلمۂ پروردگار و احیائے سنت سید الابرار و در رفاقت این عاجز خاکسار بجدّے چست و چالاک اند کہ حال خیر اشتمال ایشان لائق تماشا کردنی است آنچہ مراتب محبت و اخلاص محبان ہندوستان این فقیر مصروف میکردند از زیادہ ازاں در حق جمیع اقوام افغان عموماً و یوسف زئی خصوصاً تصور باید کرد آرے اینقدر تفاوت است کہ اگرچہ صرف جان خود را در ینمقدمہ بجوئے نمی شمارند اما در بذل مال لاچار اند کہ استطاعت ندارند بناءً علیہ یک گونہ تردد و تفکر بود مخلصین ہندوستان کہ از جنس غربا و ضعفا اند و بجمعیت اسلامی و غیرت ایمانی موصوف اند در خدمت گذاری مہاجرین و مجاہدین مصروف ہر چند جد و جہد میکردند کہ در خدمت گذاری حزب اللہ شریک شوند اما چوں طریق ارسال معارف نمی یافتند بجز یاس و تاسف نمی داشتند آخر الامر طریقے نہایت محکم و سہل بدست آمد کہ صاحبزادۂ یگانہ آفاق مولانا محمد اسحاق برآں اطلاع میدارند بنا بر آں مخلصین مذکورین بجان و دل کوشش نمودہ و

بقدر استطاعتِ خود مثل انصار کبار از خرمهره و فلوس گرفته تا روپیه و اشرفی قدرے جمع نموده ارسال کردند اکثر آں رسید و بعضے ازآن انشاء الله خواهد رسید بالجمله هرکه نزد مولوی محمد اسحاق صاحب چیزے خواهد فرستاد نزد ایں جانب بلا تکلف خواهد رسید و آنچه مولانا ممدوح سابق انکار اخذ مرسولۂ محبین می نمودند محض بنا بر همیں معنی بود که الیشاں را طریق ارسال بدست نیامده بود الحال که بدست آمد انشاء الله انکار هم نخواهند فرمود واطلاعاً نوشته شد تا خاطرِ عاطر از پریشانی مصئون ماند و از طرف فقرا تردّدے و تفکرے لاحق حال نشود که از طرفِ خرچ هم عسرتے نیست و آنچه مصارف بنائے مقدمه جهاد ضروری است عنقریب خواهد رسید برادرم مکرم میاں میر سید احمد علی صاحب نیابتہً از طرف آں حشمت مآب بیعت امامت بجا آوردند حق تبارک و تعالے قبول فرماید برادرِ ممدوح اظهار نمودند که آں حشمت مآب بایشاں باینمعنی فرموده بودند که اگر خلافے یعنی ایں فقیر دعوئ امامت میکند پس از طرفِ من بیعت او بجا آرند و اگر آوازۂ ایں دعوئ محض از زبان رفقا در سر برمی زند پس چنداں اعتبارے نمیدارد - مهربانِ من حقیقت الامر اینست که ایں فقیر محض از زبانِ خود هم دعوئ مذکور نمیکند بلکه ایں عاجز و خاکسار و ذرۂ بے مقدار را بلا شک و ریب از پردۂ غیب بریں منصب شریفه از مدت مدیده منصوب گردانیده اند و بالفعل باظهارِ آں مامور ساخته خدائیکه عالم الجهر و الکتمان والسر والاعلان است گواه است بریں معنی که بندۂ درگاهِ قادرِ مختار و عاجز عبودیت شعار بحق صادق بحت است اصلاً و مطلقاً کذب را درآں مدخل نیست و اینمعنی را بالیقین تصور فرمایند و در سویدائے قلب هرکه اقرار ایں منصب میکند مقبول بارگاهِ لایزال است و هرکه بانکار پیش می آید بیشک مطرود بارگاهِ رب ذوالجلال روزیکه همه اولین و آخرین بحضور مالک من که مالک عالمین است بمحض کرم خود مرا منصب بخشیده و در بروئے جدّ من که سید المرسلین است که ببرکت اتباعش ایں منصب یافته مجتمع خواهند گردید رفیقانِ من که بایں منصب اقرار کرده اند بکدام مناصب عزت و وجاهت خواهند رسید و مخالفانِ من که از منصب من انکار می دارند در مهالک مذلت خواهند کشید فردائے قیامت بیشک آمدنی نیست و بلا ریب اینهمه تماشا ظاهر شدنی هرگز نمیخواهم که از کسے مخلصین بایں مذلت گرفتار شود لاکن چه کنم که استطاعت نمیدارم که هر کس را کشاں

کشاں در متابعتِ خود آرم - زیادہ والسلام مع الاکرام - تحریر بتاریخ بست وششم ماہ شعبان ۱۲۴۳ھ از مقام خار ضلع سوات -

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۵۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

بخدمت نواب صاحب حشمت مآب - جلالت عنوان نواب وزیرالدولہ محمد وزیر خاں بہادر زاد اقبالہٗ -

سلام مسنون -

عرض ہے کہ جناب کے کرم نامے وصول ہوئے جو جناب والا کی خیریت اور خلوص واتحاد اور باہمی محبت پر مشتمل تھے - ان مضامین سے باہمی دوستی و اخوت منظر عام پر آگئی - جس سے بے حد فرحت اور مسرت حاصل ہوئی اللہ کا شکر ہے کہ حق جل شانہٗ نے اپنے فضل وکرم سے خود آپ جیسے باحشمت فرد کو جو سب سے بڑی عبادت اور کمال سعادت کا جس سے میری مراد خدا واسطے محبت کی توفیق اور شرف عطا فرمایا ہے جس طرح کہ آپ نے روشن سنت کے درخت کا بیج اپنے سینۂ بے کینہ میں بویا ہے اسی طرح اللہ تعالےٰ اس مبارک درخت کو رات دن سرسبز وشاداب رکھ کر اعلیٰ درجہ کے پھلوں سے بارآور کرے اور اس کو دونوں جہان میں برکتوں کا باعث بنا دے اس فقیر کو آپ کی بھلائی کے لئے دست بدعا تصور فرمائیں اور اپنے محبت بھرے دل کو اس فقیر اور تمام مجاہدین اور مہاجرین کی جانب سے مطمئن رکھیں - کیونکہ اللہ کے فضل سے تمام رؤسار اور اس نواح کے عام لوگ اعلائے کلمۃ اللہ اور سنت سید ابرار کے احیار اور اس عاجز دخاکسار کا ساتھ دینے میں اس قدر مستعد اور چالاک ہیں کہ انکی شرکت اور خوبیاں دیکھنے کے قابل ہیں اور جو کچھ محبت اور خلوص کا اظہار ہمارے ہندوستان کے احباب نے اس فقیر کے ساتھ کیا ہے اس سے بھی زائد تمام افغانی قوموں نے عام طور پر اور بالخصوص یوسف زئی نے - ان کا سلوک میرے ساتھ تصور سے باہر ہے البتہ فرق اتنا ہے کہ اگرچہ وہ اپنی جان کی اہمیت کو اس معاملہ میں ایک جو برابر بھی نہیں سمجھتے - لیکن مال ... اس لئے کہ ان میں اس کی استطاعت نہیں ہے

اس بنا پر ایک طرح کا فکر و تردد لاحق تھا۔ ہندوستان کے مخلص لوگ جو دینی اور مذہب اور حمیت اسلامی اور غیرت ایمانی سے متصف ہیں اور مہاجرین اور مجاہدین کی خدمت گزاری میں مصروف ہیں۔ اگرچہ اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ حزب اللہ (خدائی فوج) کی خدمت کرنے میں شریک ہو جائیں۔ چونکہ ان کو اخراجات کے روانہ کرنے کا طریقہ معلوم نہیں ہے اس لئے ان کو سوائے حسرت اور افسوس کے کچھ حاصل نہیں ہے۔ بہر حال اس طرح ایک نہایت موثق اور آسان طریقہ ہاتھ آ گیا جو صاحبزادۂ یگانۂ زمانہ مولانا محمد اسحٰق کو معلوم ہے۔ اس بنا پر ان مخلصوں نے جان و دل سے کوشش کرکے اور اپنی حسب استطاعت انصار کبار کی طرح کوڑیوں اور پیسوں سے لے کر روپیوں اور اشرفیوں میں بہت کچھ جمع کرکے روانہ کیا جس کے منجملہ بہت کچھ وصول ہو چکا ہے اور ان میں سے کچھ اور بھی وصول ہو جائے گا۔ غرض وہ محمد اسحٰق صاحب کے پاس کچھ رقم بھیج دیں گے اور میرے پاس بھی بلا تکلف وصول ہو جائیں گے۔ جو کچھ مولانا ممدوح نے سابق میں مخلصین کی وصول شدہ رقم کے حاصل کرنے سے انکار فرمایا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ انکو رقم بھیجنے کا طریقہ معلوم نہیں تھا۔ اب چونکہ ان کو اس کا طریقہ معلوم ہو گیا ہے۔ اللہ نے چاہا تو اب وہ انکار بھی نہیں کریں گے۔ بغرض اطلاع آپ کو لکھا گیا ہے تاکہ آپکو پریشانی نہ ہو۔ اور اطمینان ہو جائے۔ اور ہم خاکساروں کی طرف سے آپ کو کوئی فکر لاحق نہ ہو کیونکہ اخراجات کی طرف سے ابھی کوئی دشواری نہیں ہے اور جو کچھ مصارف جہاد کی کاروائی کے لئے ضروری ہیں وہ عنقریب پہنچ جائیں گے۔ ہمارے مکرم بھائی میاں میر سید احمد علی صاحب آپ جیسے حشمت مآب کے نائب کی حیثیت سے امامت کی بیعت بجالائے حق تبارک و تعالیٰ اس کو قبول فرمائے۔ بھائی صاحب ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ جناب والا نے ان سے یہ فرمایا تھا کہ اگر . . . . یہ عاجز امامت کا دعویٰ کرے تو پھر میری طرف سے انکی بیعت کرلیں اور اگر اس دعوے کی شہرت محض ان کے رفقاء کی زبانی ہے تو پھر یہ قابل اعتبار نہیں ہے۔ مہربان میرے حقیقت واقعہ یہ ہے کہ یہ فقیر تو اپنی زبان سے ایسا دعویٰ نہیں کرتا۔ مگر اس عاجز خاکسار، ناچیز کو بلا کسی شک و شبہ کے پردۂ غیب سے اس شریف منصب پر مدت ہوئی کہ فائز کیا گیا ہے اور اب اس کے اظہار کے لئے مامور ہوا ہے اور وہ حق تعالیٰ جو ظاہر اور باطن کا دانا ہے اور بینا ہے اس بات

پر گواہ ہے کہ اس قادر مطلق کا یہ بندہ عاجز اور اطاعت گزار، قسم خدا کی بالکل سچا ہے
اور اس میں ہرگز ہرگز کوئی جھوٹ بات شریک نہیں ہے کہ آپ اس کو بالکل یقین جانیں
جو شخص اپنے دل سے میرے اس منصب کا اقرار کرتا ہے وہ مقبول بارگاہ لم یزل ہے
اور جو شخص اس سے انکار کرتا ہے وہ بیشک اس حق جل شانہٗ کے پاس مردود ہے۔ جس
روز کہ تمام اولین اور آخرین میرے آقا کے حضور میں جو دو جہاں کا مالک ہے اور جس نے
محض اپنے کرم سے مجھ کو یہ منصب عطا فرمایا ہے اور اپنے جدا مجد حضرت پیغمبروں کے
سردار کے روبرو جن کی اتباع کی برکت سے یہ منصب حاصل کیا ہے، حاضر ہو جاؤں گا
میرے جن ساتھیوں نے میرے اس منصب کو تسلیم کیا ہے ان کو ہر قسم کے مراتب عزت
اور بزرگی اور میرے مخالفین کو جو میرے اس عہدہ سے انکار کرتے ہیں ان کو خود ذلت
و رسوائی حاصل ہو گی۔ کل قیامت بلا شک و شبہ آنے والی ہے اور یہ تمام تماشا یقیناً ظاہر
ہونے والا ہے۔ میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ ہمارے مخلصین میں سے کوئی شخص اس ذلت
و رسوائی میں گرفتار رہو۔ لیکن میں کیا کروں کہ مجھ میں اتنی قدرت نہیں ہے کہ ہر شخص کو کھینچ
کھینچ کر اپنا مطیع بنا لوں۔ زیادہ والسلام مع الاکرام۔

مرقومہ ۲۶ر شعبان ۱۲۴۳ھ از مقام خار ضلع سوات

مکتوب نمبر ۸۵ منجانب امیر المومنین سید احمد بنام سلطان محمد خاں والی پشاور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

از امیر المومنین سید احمد۔ بخدمت سردار عظمت شعار عالی جاہ عالی جائیگاہ ریاست
و سیاست دستگاہ جلالت نشان سردار سرداران سلطان محمد خان زاد اللہ اقبالہٗ مع
التوفیق والہدایۃ۔ لبعد از سلام مسنون و دعائے اجابت مقرون واضح آنکہ آنروزیکہ
ملاقات اخلاص واتحاد محبت و وداد فیما بین ما و شما در دار السلطنت کابل متحقق گردیدہ
و آثار آن از جانبین بر منصۂ ظہور رسیدہ از ہماں روز علاقہ مذکورہ از طرف این ضعیف
در مراتب استحکام روز افزوں است و در مدارج التیام از حد افزوں چنانچہ این ضعیف
فی الحال ہم بر ہماں منوال خواہان ترقی مدارج دارین آنجناب است و جویائے بہبودی
کونین آں عالی قباب است شب و روز بدعائے خیر در حق شما مشغول ام و ہدایت

استقامت شما از بارگاه واهب العطایا مامول- چند درین مدتِ ایام رادرسل و رسائل منقطع شده اما خیالِ بدخواهی شما در دلِ اخلاص منزل نرسیده و بسبب انقطاع مکاتیب همین بود که چناں مسموع شده که ورود دِ قائم دوا و این ضعیف بنا بر پاسداری سردارِ کلاں باعث تکدرِ خاطر عاطر می گردید بنا ءً علیه راه رسل را مسدود گردانیده و بر مجرد دعائے غائبانه اکتفا کرده می شود اما الحال که منصبِ سرداری پشاور رسیده بر مسند ریاست و سیاست نشستید لابد بحکم کریمه کنتم خیر اُمّہ اُخرجت للنّاسِ تَامُرُونَ بالمعروف وتنهون عن المنکر وکریمۂ المومنون والمومنات بعضهم اولیا ءُ بعض یأمرون بالمعروف وتنهون عن المنکر- تجدید دعوتِ پارینه بملاحظۂ اتحادِ دیرینه لازم آمد پس اے برادر عزیز این نصیحت بگوش هوش بشنود این مضمون بغورِ تمام درباب که این دنیا و کاروبار دنیا همه گذشتنی وگذاشتنی است و این جاه وجلال و عز و اقبال همه برباد شدنی هوشیار رو- تجربه کارِ ما نست که خیالِ خود پرستی باین متاع قلیل الانتفاع در دل او نه نشست وجانِ خود را باین زندگانی فانی نه بست ؎

نه در پی عهد از جهان سست نهاد

که این عجوزه عروس هزار داماد است

اینک سردار کلاں را چه قدر غرور و نخوت وخیال و عزت وعظمت در دلِ نشسته و خیالاتِ خود پرستی دماغ ایشان را گرفته با چندین شور و شغب بکمال جد و تعب بمخالفتِ رب العالمین محض پاسداری خاطرِ کافر لعین گرفته و فساد و عداوت وعناد برلسته بر سر چند از فقرائے مهاجرین وعزبائے مجاهدین که محض تارک دنیا وطالب دین و خادم حکم رب العالمین وسنت سید المرسلین اند چه لشکرکشی ها نمودند وراهِ عداوت و بدخواهی پیمودند از انجا که ایشان بر لشکر و توپخانه وشاهین خانهٔ خود مغرور بودند و ما فقرا بتائیدِ مالکِ خود مسرور بنا ءً علیه غیرت ایمانی بجوش آمد و تائید یزدانی در خروش بچشم انصاف ببین که چناں در یک لمحه شعبدهٔ تقدیر آسمانی بظهور رسیده و دو دیہ اقبال آں مغرور بشب ادبار در طرفة العین بدل گردید آخر الامر بکمال ذلت و خواری و نهایت شرمساری تنها بحضور مالک علی الاطلاق و ملک بالاستحقاق بجان خود حاضر گردید نه آنجا آں کافر لعین یار بود و نه کسے از مغویانِ منافقین غمخوار پس شما را لازم که فی الحال هوشیار شوید [illegible] که آخر درد [illegible]

پیک اجل بشما ہم خواہد رسید و در محکمہ حساب و کتاب بحضور رب العالمین حاضر خواہید گردید و دوستی کافر لعین و خوشامد و تملق منافقین بیدین و سخن سازی شریران بدراہ و توجیہات ملایانِ گمراہ ہیچ منفعتے بشما نخواہد بخشید ہر چند اکثر عمر گرانمایۂ خود در مخالفت رب العالمین و تملق منافقین بیدین و دوستی کافر لعین صرف نمودید و راہِ نفس پرستی و دنیا طلبی شب و روز پیمودید و ہر بار عہد و میثاق بر اطاعتِ مالکِ علی الاطلاق بر بستید فی الحال بپاس خاطر برادر خود بشکنید اما منکہ نائب رسول مقبولؐ ام و بدعوت بندگان الٰہی براہِ راست شب و روز مشغول بزبان حال و قال ہمیں کریمہ میخوانیم ۔ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ط اِنَّہٗ ہُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ وَاَنِیْبُوْٓا اِلٰی رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا لَہٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۔

و شب و روز ہمیں بیت در مخاطبۂ شما بر زبان می رانم ۔ بیت ؎

باز آ باز آ ہر آنچہ کردی باز آ

صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

بالجملہ اگر ذرہ از ایمان می دارید و باز پرس آخرت را یقین می شمارید و خدائے خود را مالک خود می شناسید و خدمتِ دین خود را از لوازم بندگی می انگارید و از دوستی کفار دست می بردارید پس اینک راہ راست بے کم و کاست بشما نشان میدہیم کہ باعث ترقیٔ مناصب دنیوی باشد و ہم موجب علو مدارجِ اُخروی کمر خود را در نصرتِ دین رب العالمین و موافقتِ زمرۂ مجاہدین و مقابلۂ کفرہ بیدین چست نہ بندید و این بندہ درگاہ الٰہی را بالیقین از ہوا خواہانِ خود تصور کنید و اگر دست از محبتِ کفار نخواہند برداشت و باز زمرۂ مجاہدین کہ خدامِ دین رب العالمین اند علم مخالفت خواہند افراخت و نرد دغا و دغل بایشان خواہند باخت و بنیاد تعدی و ظلم محکم خواہند ساخت پس بالیقین بدانید کہ ہر چند ما عاجزان ناتوان نیم و فقرائے بے سرو سامان اما مددگارِ ما ہمان قادرِ ذوالجلال است و قدرت کاملۂ او لم یزل و لایزال کہ پشۂ ناچیز بحکم او مثل نمرود را کشتہ و ضعیفے بے تمیز رشتۂ حیات منید را باذنِ او گسستہ اگر با من راہ دوستی می پیمائی پس ہمان یار دیرینہ توام و اگر با من مخالفت می نمائی پس از من مترس از مالکِ من بترس کہ مالکِ من نہایت غیور است و بغایت پر زور ہرگز مقابلۂ او نمی توانی کرد و بجز حسرت و ندامت ہیچ نخواہی

بر دآخر مرد ہستی ولاف مردانگی میزنی اگر ایں مردانگی در راہ خداوند خود صرف کردی مردی والا از ہمہ نامردی و در حسرت وندامت مُردی اینہمہ قیل وقال کہ بار بار با تو میکنم کہ خدا آگاہ است کہ محض بناء بر خیر خواہی شما است ولا پروائے کسے نہ دارم والتجا بیش کسے نمی آرم کہ عنایت مالک خود مرا بس است باقی جملہ ہوس است آنچہ شمارا در مقدمہ موافقتِ رب العالمین ومخالفتِ کافر لعین یا بالعکس منظور باشد آنرا در جواب ایں رقیمۃ الوداد مفصل برنگارند۔ والسلام من اتبع الہدٰے۔

تحریر بتاریخ بست و پنجم شہر ربیع الاول ۱۲۴۲ھ

مکتوب نمبر ۵۸ (اردو ترجمہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

بخدمت جناب سردار عظمت شعار۔ عالی جاہ، ریاست وسیاست۔ سرداروں کے سردار سلطان محمد خان صاحب زاد اللہ اقبالہٗ وہدایتہٗ۔

سلام مسنون!

واضح رائے عالی ہو کہ جس روز سے آپ سے رشتۂ اتحاد ومحبت اور خلوص میرے اور آپ کے درمیان دار السلطنت کابل میں قائم ہوا ہے اور طرفین میں اس کے آثار ظاہر ہوئے ہیں۔ اسی روز سے وہی ربط وضبط اس عاجز کے ساتھ پختہ ہو گیا ہے اور دن بدن ترقی پر ہے اور بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ چنانچہ یہ عاجز اب بھی اسی طریقہ پر جناب والا کی ترقی مدارج کا خواہاں ہے اور آپ کی دین ودنیا کی بہبودی کا طالب ہے۔ رات دن جناب والا کے حق میں دعا کرتا رہتا ہے اور جناب کی ہدایت اور ثابت قدمی کا اس صاحب بخشش وکرم سے متوقع ہے اگرچہ کہ چند روز سے خط وکتابت جناب سے بند تھی لیکن آپ کی بدخواہی کا خیال میرے پر خلوص دل میں نہیں آیا اور خط وکتابت کے منقطع ہو جانے کا سبب یہ ہوا کہ میں نے ایسا سنا تھا کہ اس عاجز کے محبت ناموں کا جاری رہنا بڑے سردار صاحب کی پاسداری کے باعث جناب کے ملال کا باعث ہوا ہے اس لئے میں نے خط وکتابت بند کر دی اور صرف غائبانہ دعا کرنے پر اکتفا کیا لیکن اب چونکہ آپ کو پشاور کی سرداری کا عہدہ حاصل ہو گیا ہے اور جناب والا نے ریاست اور اس کے نظم ونسق کا جائزہ حاصل کر لیا ہے تو ضروری ہوا کہ بحکم آیت کریمہ:-

"کنتم خیر امتہ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر"
نیز آیت کریمہ:- المومنون والمومنات بعضھم اولیاء بعض یامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر"

قدیم دوستی کی خواہش اور اتحاد کی تجدید کے پیش نظر یہ واجب ہوگیا ہے کہ آپ کو مخاطب کروں۔ غرض اے عزیز بھائی یہ نصیحت سن لو اور اس مضمون کو غور سے سمجھ لو کہ یہ دنیا اور اس کا کاروبار تمام چھوٹنے والا ہے اور اس کو چھوڑ جانا ہے اور یہ تمام جاہ و جلال اور عزت و دولت برباد ہونی والی ہے۔ ہوشیار اور تجربہ کار وہی شخص ہے جس کے دل میں اس تھوڑی سی فائدہ بخش پونجی پر غرور پیدا نہ ہوا اور اس فنا ہونے والی زندگی میں اپنی جان کو نہ کھپائے ۔

مجو درستی عہد از جہان سست نہاد
کہ ایں عجوزہ عروس ہزار داماد است

ترجمہ:- "اس ناپائیدار دنیا سے وفاداری کی امید مت رکھو! کیونکہ اس بڑھیا دلہن کے تو ہزاروں شوہر ہیں"

ملاحظہ فرمائیے کہ سردار کلاں کے دل میں کس قدر غرور و تکبر اور عزت و عظمت کا خیال بیٹھ گیا تھا اور اس کا دماغ غرور سے کس قدر بھر گیا تھا کہ اتنے شور و شعب اور انتہائی کوشش اور جوش کے ساتھ پروردگار عالم کی مخالفت ایک کافر لعین کی پاسداری کی خاطر اس کے سر میں سماگئی تھی اور فتنہ و فساد پر کمر باندھ لی تھی اور عاجز مہاجرین اور غریب مجاہدین پر جو محض تارک دنیا اور دین کے طالب اور پروردگار عالم اور سنت سید المرسل کے خادم اور تابعدار تھے کتنی ہی لشکر کشی نہ کی اور دشمنی اور انکی بدخواہی میں قدم اٹھایا۔ کیونکہ انکو اپنے لشکر توپ خانے اور شاہین خانے پر بڑا غرور تھا۔ اور ہم فقیر اپنے مالک کی تائید پر مسرور تھے اسی بناء پر غیرت ایمانی جوش میں آگئی اور تائید الٰہی ہماری داد خواہ تھی انصاف کی آنکھوں سے دیکھو کہ کس طرح ایک ہی لمحہ میں اس آسمانی شعبدہ باز نے اس مغرور کے اقبال مندی کے ایام کو آنکھ جھپکتے ہی بدبختی کی رات سے بدل ڈالا آخر نتیجہ یہ ہوا کہ اس کو نہایت ذلت و خواری اور شرمندگی کے ساتھ اس مالک مطلق اور خدائے برحق کے دربار میں تن تنہا اپنی جان سے حاضر ہونا پڑا۔ نہ تو وہاں کوئی کافر لعنتی اس کا یار و

مددگار تھا اور نہ کوئی ان بھٹکانے والے منافقوں میں سے اس کا غمخوار تھا اس لئے آپ پر لازم ہے کہ آپ ہوشیار ہوجائیں اور خواب غفلت سے بیدار رہوں۔ کیونکہ آخر ایک روز ملک الموت سے آپ کا سامنا ہوگا اور اس پروردگار کے روبرو حساب وکتاب کے لئے آپ کو حاضر کیا جائے گا۔ ملعون کافروں کی دوستی اور بے دین منافقوں کی خوشامد وچاپلوسی اور برے راستے پر چلنے والے اشرار کی لفاظی اور ملاؤں کی توجیہات آپکے کسی طرح کام نہ آئے گی۔ اگرچہ آپ نے اکثر اپنی قیمتی عمر پروردگار عالم کی مخالفت اور بے دین منافقوں کی چاپلوسی اور ملعون کافر کی دوستی میں صرف کی ہے اور نفس پرستی اور دنیا کی طلب میں رات دن مشغول رہے اور ہر مرتبہ اس مالک مطلق کی اطاعت کا عہد وپیمان باندھتے رہے اب اپنے بھائی کی پاسداری کی خاطر اس کو توڑ چکے ہیں۔ لیکن میں چونکہ رسول مقبول کا نائب ہوں اور اللہ کے بندوں کو اس کی طرف بلانے میں رات دن مصروف ہوں اور زبان اور دل سے یہ آیت کریمہ پڑھتا ہوں :۔

"قل یا عبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً ط انہ ھو الغفور الرحیم ، وانیبوا الیٰ ربکم واسلموا لہ من قبل ان یاتیکم العذاب بغتۃً وانتم لا تشعرون"

اور رات دن یہی شعر آپکو مخاطب کرکے پڑھتا رہتا ہوں ؎

باز آباز آ ہر آنچہ کردی باز آ
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

بہرحال اگر ذرہ برابر بھی آپ میں ایمان ہے تو آخرت کی بازپرس پر یقین رکھیے اور اپنے خدا کو اپنا مالک سمجھئے اور اپنے دین کی خدمت کو اپنی اطاعت گزاری کا لوازمہ گردانئے اور کافروں کی دوستی سے ہاتھ اٹھا لیجئے پس اسی قدر آپ کو بلاکم وبیش سید ہے راستہ کی نشاندہی کرتا ہوں جو آپ کی دنیوی مراتب کی ترقی اور آخرت کے اعلیٰ مدارج کا باعث ہے۔ آپ پروردگار عالم کے دین کی فتح ونصرت اور مجاہدین کی جماعت کی موافقت اور بے دین کافروں کے مقابلہ کے لئے کمر باندھ لیں اور اس بندۂ درگاہ کو یقین کے ساتھ اپنے ہوا خواہوں میں تصور فرمائیں اگر آپ کفار کی الفت سے ہاتھ نہیں اٹھائیں گے۔ اور

مجاہدین کی جماعت کے خلاف جو پروردگار عالم کے دین کے خادم ہیں مخالفت کا پرچم بلند کریں گے اور خود کو دغا اور فریب میں انکے ساتھ مبتلا رکھیں گے اور ظلم وستم کی بنیاد کو اور مضبوط بنادیں گے تو یقین جانیئے کہ اگرچہ ہم جیسے عاجز لوگ، کمزور اور بے سروسامان فقراء ہیں سے ہیں لیکن ہمارا مددگار وہی قادر ذوالجلال، کامل قدرت رکھنے والا ہے جسکو زوال نہیں جس کے حکم سے ایک ناچیز مچھر نے نمرود کو مار ڈالا اور اسی کمزور نے جس کو کوئی شعور نہ تھا دشمن کے رشتہ حیات کو اسی کے حکم سے توڑ پھینکا۔ اگر آپ مجھ سے دوستی رکھنا چاہتے ہیں تو میں آپ کا وہی قدیم دوست ہوں اور اگر آپ مجھ سے مخالفت رکھیں گے تو آپ مجھ سے خوف نہ رکھیں بلکہ میرے مالک سے ڈریں کیونکہ میرا مالک نہایت غیور اور بڑا طاقتور ہے۔ اس سے آپ ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتے۔ سوائے حسرت اور ندامت کے آپ کچھ ساتھ نہ لے جائیں گے آخر تم تو مرد ہو اور مردانگی کی شیخی کرتے ہو اگر یہی جوانمردی اپنے خدا کے راستہ میں صرف کر دو تو تم مرد ہو۔ ورنہ یہ تمام تمہاری نامردی پر دلیل ہے حسرت وندامت میں ہی مرجاؤ گے۔ یہ تمام گفتگو جو بار بار میں آپ سے کرتا ہوں خدا شاہد ہے کہ محض آپ کی خیرخواہی کے لئے کرتا ہوں۔ ورنہ مجھے تو کسی کی پرواہ نہیں ہے اور نہ میں کسی سے التجا کرتا ہوں، کیونکہ مجھے میرے مالک کی عنایت کافی ہے باقی تمام ہوس ہے آپ کو جو کچھ پروردگار عالم کی موافقت اور ملعون کافروں کی مخالفت میں یا اس کے برعکس جو منظور رہو۔ اس محبت نامہ کے جواب میں مفصل طور پر تحریر فرمائیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

مرقوم بتاریخ ۲۵ ربیع الاول ۱۲۴۲ھ

مکتوب نمبر ۵۹ شجرہ نسب سلسلہ پیران طریقت امیر المومنین سید احمد صاحبؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علیٰ رسولہ محمد وسیلتنا الطالبین و علیٰ آلہٖ واصحابہ السالکین۔

اما بعد۔ پس ہر کہ بشرف بیعت ابدست سید صاحب یا بدست خلفاء سید صاحبؒ مشرف شدہ و در سلک طریقۂ عالیہ چشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ و مجددیہ و محمدیہ بتوسط

فقیر سید احمد منسلک گشت بدانند کہ این فقیر را در اخذ برکات این طریق دو وجہ است وجہ اول اُوَیسیہ و آن در طریقہ چشتیہ از روح مقدس حضرت خواجہ قطب الاقطاب خواجہ قطب الدینؒ بختیار کاکی و در قادریہ از ارواحِ مقدس حضرت غوث الثقلین حضرت سید عبد القادر جیلانی و در طریقۂ نقشبندیہ از روح مقدس حضرت امام الشریعۃ والطریقت حضرت خواجہ بہاؤ الدینؒ نقشبند بخاری رحمہم اللہ متحقق گردید و در طریقہ مجددیہ و محمدیہ پس بلا توسطِ احدے از جناب حضرت حق مستفیذ گردیدہ و این حصول مقام اُوَیسیہ اگرچہ محض بفضل الٰہی متحقق شدہ لیکن آنرا سببے از اسباب ظاہرہ نیز می باید و آں سبب در حق این فقیر دعائے حضرت پیر و مرشد خود است ۞

اردو ترجمہ مکتوب نمبر ۵۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علیٰ رسولہ محمد وسیلتہ الطالبین وعلیٰ آلہ واصحابہ السالکین۔

اما بعد۔ جو شخص (سید صاحب یا سید صاحب کے خلفاء کے ہاتھ پر بیعت سے مشرف ہو کر طریقہ عالیہ چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ مجددیہ اور محمدیہ میں اس فقیر سید احمد کے توسط سے ذریعہ بیعت منسلک ہوگا تو اس کو یہ جاننا چاہیئے کہ اس فقیر کو ان طریقوں میں برکات حاصل کرنے کی دو وجوہات ہیں۔ پہلا طریقہ اویسیہ ہے اور وہ چشتیہ طریقہ میں حضرت خواجہ قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی روح مقدس سے فیض حاصل کرنے سے متعلق ہے اور قادریہ طریقہ حضرت غوث الثقلین حضرت سید عبد القادر جیلانیؒ کی ارواح مقدس سے تعلق رکھتا ہے۔ طریقہ نقشبندیہ حضرت امام الشریعت والطریقت حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمہم اللہ سے متعلق ہے۔

طریقہ مجددیہ و محمدیہ سے بلا کسی توسط کے حضرت حق سبحانہٗ سے (بالراست) استفادہ کیا گیا ہے اگرچہ کہ مقام اویسیہ کا حصول محض فضل الٰہی سے (وہبی طور پر) متحقق ہوا ہے۔ لیکن اس کا تعلق ظاہری اسباب سے بھی ہونا چاہیئے۔ اور وہ